# امامِ اعظم ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کا محدثانہ مقام

امام ابوحنیفہ کی سوانح، آپ کی تابعیت، شہر کوفہ کی قدر و منزلت، دس محدثین اساتذہ و تلامذہ کا تعارف، امام اعظم کی جلالتِ شان سوا اکابر اہل علم کی نظر میں، آپ کے اصولِ حدیث، فنِ حدیث اور رجال میں مہارت، کتاب الآثار کا تفصیلی تعارف، انتیس مسانید اور ان کے مصنفین کا تعارف صحابہ سے روایتِ حدیث، محدثین کی نظر میں آپ کی بلند پایہ فقاہت کا بیان، تالیفاتِ امامِ اعظم، فقہ حنفی کے خصائص و امتیازات، آپ پر نقد و جرح اور اس کے تفصیلی جوابات، آپ کی ذکاوت کے پچاس دلچسپ واقعات، ۲۰۰۰ سے زائد حوالہ جات سے مزین کتاب


## مولانا محمد نعمان

فاضل جامعہ علوم اسلامیہ، علامہ یوسف بنوری ٹاؤن کراچی

استاذ جامعہ انوار العلوم مہران ٹاؤن کورنگی کراچی

بسم اللہ الرحمن الرحیم

# امام اعظم ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کا محدثانہ مقام

## جلد دوئم
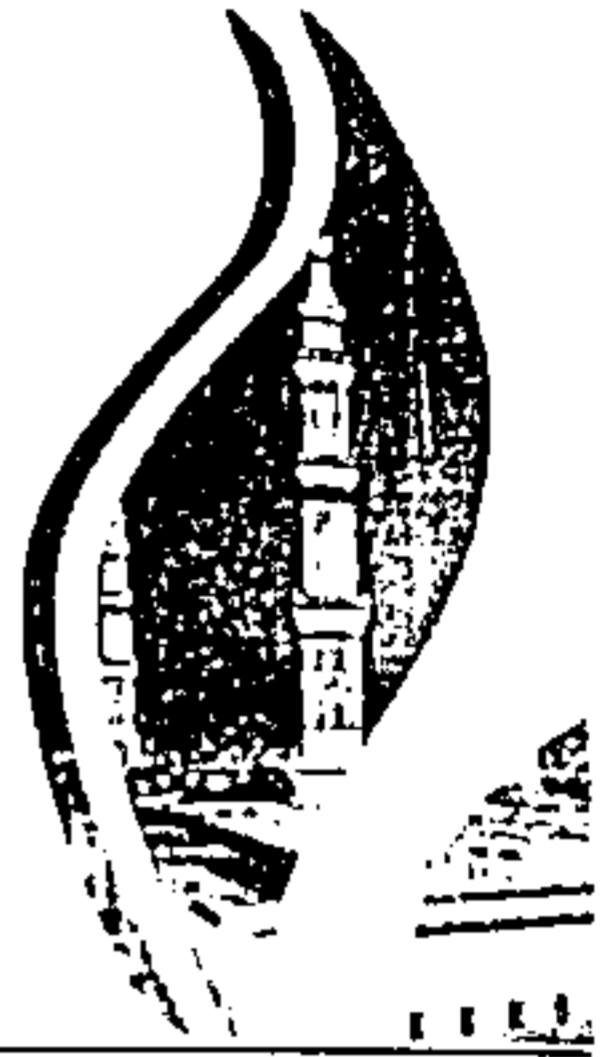
امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ کی سوانح، آپ کی تابعیت، شہر کوفہ کی قدر و منزلت، دس محدثین اساتذہ و تلامذہ کا تعارف، امام اعظم کی جلالت شان سواکابر اہل علم کی نظر میں، آپ کے اصول حدیث، فن حدیث اور رجال میں مہارت، کتاب الاثار کا تفصیلی تعارف، انتیس مسانید اور انکے مصنفین کا تعارف، صحابہ سے روایت حدیث، محدثین کی نظر میں آپ کی بلند پایہ فقاہت کا بیان، تالیفات امام اعظم، فقہ حنفی کے خصائص و امتیازات، آپ پر نقد و جرح اور اس کے تفصیلی جوابات، آپ کی ذکاوت کے پچاس دلچسپ واقعات، ۲۰۰۰ سے زیادہ حوالہ جات سے مزین کتاب


تالیف

مولانا محمد نعمان

فاضل جامعۃ علوم اسلامیہ علامہ یوسف بنوری ٹاؤن کراچی

استاذ جامعہ انوار العلوم مہران ٹاؤن کورنگی کراچی۔



دار الناشر

حق سٹریٹ اردو بازار۔ لاہور 0333-8335011

★ نام کتاب امام اعظم ابو حنیفہؒ کا محدثانہ مقام

★ تالیف ........ مولانا محمد نعمان
0332-2557675

★ جلد ........ دوئم

★ ناشر ........ دار الناشر

★ اہتمام ........ مولانا طارق محمود صاحب

★ سن اشاعت ........ منگل 15 اپریل بمطابق 14 جمادی الثانی 1435ھ



## ملنے کے پتے

اسٹاکسٹ
مولانا ظہور صاحب جامعہ سراج الاسلام
محلہ نیو اسلام آباد یار ہوتی، مردان، 0334-8414660
0313-1991422, 0300-5886491

☆ ادارہ العلم ریاض سوک سنٹر نوشہرہ
☆ ادارۃ النور بنوری ٹاؤن کراچی
☆ کتب خانہ مظہری گلشن اقبال کراچی
☆ مکتبہ رحمانیہ اردو بازار لاہور
☆ مکتبہ سید احمد شہید اردو بازار لاہور
☆ مکتبہ قاسمیہ اردو بازار لاہور
☆ اسلامی کتب خانہ بنوری ٹاؤن کراچی
☆ مکتبہ القرآن بنوری ٹاؤن کراچی
☆ کتب خانہ رشیدیہ راجہ بازار راولپنڈی
☆ مکتبہ رشیدیہ سرکی روڈ کوئٹہ
☆ ادارۃ الرشید بنوری ٹاؤن کراچی
☆ مکتبہ رشیدہ اکوڑہ خٹک
☆ مکتبہ رحمانیہ قصہ خوانی پشاور
☆ مکتبہ لدھیانوی بنوری ٹاؤن کراچی
☆ نیازی کتب خانہ اکوڑہ خٹک
☆ مکتبہ امام محمد بنوری ٹاؤن کراچی

| صفحہ نمبر | عنوان |
| --- | --- |

بائیس (۲۲) محدثین کرام کی نظر میں امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ کی بلند پایہ فقاہت کا بیان

## فقہ حنفی کے خصائص وامتیازات

## تالیفات امام اعظم کے متعلق اٹھارہ (۱۸) اکابر اہلِ علم کی تصریحات

بیس (۲۰) اکابر اہل علم کی تصریحات کہ فقہ اکبر امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ کی تصنیف ہے

## بیس (۲۰) اکابر اہل علم جنہوں نے امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے مناقب میں جرح کا کوئی جملہ نقل نہیں کیا

## صحاح ستہ کے رجال پر لکھی گئی کتب میں امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ پر کوئی جرح نہیں

امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ پر نقد و جرح اور اسکے جوابات

## مسانید امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ

محقق العصر علامہ عبدالرشید نعمانی رحمۃ اللہ علیہ (متوفی ۱۴۲۰ھ) فرماتے ہیں:

امام اعظم کو علم حدیث میں جو رتبہ حاصل ہے اس کا اندازہ اس سے ہوسکتا ہے کہ جس کثرت سے ان کی مسندیں لکھی گئیں ہیں کسی اور کی نہیں لکھی گئیں، مسلمانوں میں روایت حدیث کو جو ترقی ہوئی دنیا میں اس کی کوئی نظیر موجود نہیں، صحاح، سنن، متخرجات، جوامع، مسانید، معاجم، اجزاء، طرق وغیرہ مختلف عنوانات قائم ہوئے اور ہر عنوان کے تحت اس کثرت سے کتابیں لکھی گئیں کہ ان کا شمار بھی مشکل ہے، لیکن خاص کسی ایک ہی شخص کی روایات کو ایک مستقل مجموعہ میں علیحدہ قلمبند کرنے کا رواج زیادہ نہیں ہوسکا، محدثین اور حفاظ میں بہت کم ایسے خوش قسمت ہیں کہ جن کی حدیثیں مستقل تصنیفات میں جداگانہ مدون کی گئیں، جہاں تک ہم کو معلوم ہے صرف امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ ایک ایسے شخص ہیں جن کی احادیث وروایات کے ساتھ معمول سے زیادہ اعتناء کیا گیا، نہایت کثرت کے ساتھ ان کی مسندیں لکھی گئیں، اور ائمہ وقت اور حفاظِ حدیث نے ان کی مسندیں لکھیں جو خود اس قابل تھے کہ ان کی مسندیں لکھی جاتیں۔ (1)

## جامع المسانید

امام ابوالمؤید محمد بن محمود الخوارزمی رحمۃ اللہ علیہ (متوفی ۶۵۵ھ) نے تمام مسانید کو دو ضخیم جلدوں میں جمع کیا ہے، علامہ خوارزمی رحمۃ اللہ علیہ جامع المسانید کے مقدمے میں فرماتے ہیں کہ:

میں نے شام میں بعض جاہلوں سے امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کی حدیثوں کی تعداد کے بارے میں ایسی حقیر مقدار کا ذکر سنا جس سے امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کی تحقیر وتنقیص ہوتی تھی، اور اس بناء پر وہ امام صاحب کی طرف قلتِ حدیث کو منسوب کرتے تھے، اور اس قلتِ حدیث کی

(1) مسند الإمام الأعظم: مقدمة، ص ۹

دلیل میں وہ مسند شافعی اور موطا مالک کو پیش کرتے تھے اور دعوی کرتے تھے کہ امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کی کوئی ایسی مسند یا حدیث کی کتاب نہیں ہے، وہ تو صرف چند حدیثیں ہی روایت کرتے تھے، اس پر دینی غیرت وحمیت دامن گیر ہوئی تو میں نے فیصلہ کرلیا کہ بڑے بڑے علمائے حدیث نے امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ سے لکھی ہوئی حدیثیں جو پندرہ مسندوں میں جمع ہیں ان کو یکجا کردوں:

وقد سمعت بالشام عن بعض الجاهلين مقداره أنه ينقصه ويستصغره ويستعظم غيره ويستحقره وينسبه إلى قلة رواية الحديث ويستدل باشتهار المسند الذى جمعه أبو العباس محمد بن يعقوب الأصم للشافعي وموطا مالك ومسند الإمام أحمد وزعم أنه ليس لأبي حنيفة مسند وكان لا يروى إلا عدة أحاديث فلحقتني حمية دينية ربانية وعصبية حنفية نعمانية فأردت أن أجمع بين خمس عشر من مسانيده التى جمعها له فحول علماء الحديث. (1)

علامہ خوارزمی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی اس کتاب میں پندرہ حضرات کی مسانید کو جمع کیا ہے، اور مسانید کی ان احادیث کو چالیس فقہی ابواب پر ترتیب کے مطابق ذکر کیا ہے، اب یہ کتاب شیخ نجم الدین محمد الدرکانی کی تحقیق، تخریج، اور عمدہ تعلیقات کے ساتھ دو جلدوں میں مکتبہ حنفیہ کانسی روڈ کوئٹہ سے شائع ہوئی ہے۔

## مسانید امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ کے متعلق علامہ شعرانی رحمۃ اللہ علیہ کی رائے

علامہ عبدالوہاب شعرانی رحمۃ اللہ علیہ (متوفی ۹۷۳ھ) فرماتے ہیں:

اللہ تعالی نے مجھ پر احسان کیا کہ میں نے امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ کی مسانید ثلاثہ کا مطالعہ کیا، پس میں نے دیکھا کہ امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ ثقہ اور صادق تابعین کے سوا کسی سے روایت نہیں

(1) جامع المسانید: مقدمة، ج ۱ ص ۷

کرتے، یہ وہ ہیں جن کے حق میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے خیر القرون ہونے کی شہادت دی جیسے اسود، علقمہ، عطاء، مجاہد، عکرمہ، مکحول، حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ وغیرہم، پس امام اعظم اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے درمیان راوی عادل، ثقہ اور مشہور اخیار میں سے ہیں، جن کی طرف کذب کی نسبت بھی نہیں کی جاسکتی اور نہ وہ کذاب ہیں:

وقد مَنَّ اللّٰه عليّ بمطالعة مسانيد الإمام أبي حنيفة الثلاثة فرأيته لا يروى حديثا إلا عن أخبار التابعين العدول الثقات الذين هم من خير القرون بشهادة رسول اللّٰه صلى اللّٰه عليه وسلم كالأسود وعلقمة وعطاء وعكرمة ومجاهد ومكحول والحسن البصرى وأضرابهم، فكل الرواة الذين هم بينه وبين رسول اللّٰه عدول ثقات أعلام أخيار ليس فيهم كذاب ولا متهم بكذب. (1)

## مسانید امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ کا تذکرہ دس اکابر اہلِ علم کی تحریرات میں

اکابر اہل علم نے امام اعظم ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ سے مروی مسانید کا تذکرہ کیا ہے، اور ہر ایک نے اپنی تحقیق کے مطابق ان کی تعداد بھی بتلائی ہے۔

ا..... امام ابوبکر محمد بن عبدالغنی المعروف ابن نقطہ رحمۃ اللہ علیہ (متوفی ٦٢٩ھ) معرفة أكثر السنن والمسانيد التي يشتمل هذا الكتاب على معرفة رواتها.

اس عنوان کے تحت فرماتے ہیں:

وأما المسانيد فمسند أحمد بن حنبل ومسند الشافعي ومسند أبي حنيفة جمعه غير واحد من الحفاظ. (2)

(1) الميزان الكبرى: فصل فى تضعيف قول من قال إن أدلة مذهب الإمام أبي حنيفة ضعيفة غالبا، ج ا ص ٦٨ (2) التقييد لمعرفة رواة السنن والمسانيد: ج ا ص ٢٦

مسانید میں مسند احمد بن حنبل، مسند شافعی، مسند ابی حنیفہ جسے کئی حفاظ حدیث نے جمع کیا ہے۔

حافظ ابن نقطہ رحمۃ اللہ علیہ کے اس بیان سے معلوم ہوا کہ امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کی مسانید کو کئی حفاظ حدیث نے جمع کیا ہے، نیز معلوم ہوا کہ امام صاحب کی ایک نہیں بلکہ کئی مسانید ہیں، نیز انہیں عام حضرات نے نہیں بلکہ وقت کے حفاظ حدیث نے جمع کیا ہے۔

۲.....امام ابوالمؤید محمد بن محمود خوارزمی رحمۃ اللہ علیہ (متوفی ۶۵۵ھ) نے اپنی کتاب "جامع المسانید" میں امام صاحب سے مروی پندرہ (۱۵) مسانید کو جمع کیا ہے، اس کتاب کے مقدمے میں آپ فرماتے ہیں:

أردت أن أجمع بين خمسة عشر من مسانيده التي جمعها له فحول علماء الحديث.

میں نے ارادہ کیا ہے کہ (اس کتاب میں) امام ابوحنیفہ کی ان پندرہ مسانید کو جمع کروں جنہیں نامور محدثین نے امام صاحب کی نسبت سے جمع کیا ہے۔ (1)

۳.....شارح بخاری حافظ ابن حجر عسقلانی رحمۃ اللہ علیہ (متوفی ۸۵۲ھ) نے اپنی کتاب "المعجم المفهرس" میں اپنی متعدد اسناد سے امام اعظم ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کی چار مسانید اور آپ کی صحابہ سے روایات پر مبنی دو اجزاء کا ذکر کیا ہے۔

حافظ ابن حجر رحمۃ اللہ علیہ "نسخة حماد بن أبي حنيفة عن أبيه" کے عنوان کے تحت ابو محمد عبدالعزیز بن محمد بن محمد بن خضر شروطی رحمۃ اللہ علیہ کے متصل طریق سے امام حماد بن ابی حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کی مسند کو تخریج کیا ہے۔ پوری اسناد تفصیلا ملاحظہ فرمائیں: (2)

حافظ ابن حجر رحمۃ اللہ علیہ "مسند أبي حنيفة لأبي محمد الحارثي" کے عنوان کے

(1) جامع المسانيد: مقدمة، ج ۱ ص ۷

(2) المعجم المفهرس: حرف الحاء، ص ۲۶۹، رقم: ۱۱۲۱

تحت شیخ ابو طاہر محمد بن ابی الیمن محمد بن عبد اللطیف بن الکویک رحمۃ اللہ علیہ کے متصل طریق سے امام حارثی رحمۃ اللہ علیہ کی مسند کو تخریج کیا ہے۔

پوری اسناد کے ساتھ تفصیلا ملاحظہ فرمائیں: ❶

حافظ ابن حجر رحمۃ اللہ علیہ نے ''مسند أبي حنيفة لأبي بكر ابن المقري'' کے عنوان کے تحت ابو الکمال احمد بن علی بن عبد الحق کے متصل طریق سے امام ابو بکر ابن المقری رحمۃ اللہ علیہ کی مسند کو تخریج کیا۔ پوری اسناد کے ساتھ تفصیلا ملاحظہ فرمائیں: ❷

حافظ ابن حجر رحمۃ اللہ علیہ نے ''مسند أبي حنيفه جمع الحافظ أبي علي الحسن بن علي المطرز'' کے متصل طریق سے ابو علی البکری رحمۃ اللہ علیہ کی مسند کو تخریج کیا ہے۔ مکمل سند کے ساتھ تفصیلا دیکھیں: ❸

حافظ ابن حجر رحمۃ اللہ علیہ نے ''جزء فيه حديث أبي حنيفة عمن لقي من الصحابة'' کے عنوان کے تحت امام ابو الحسن علی بن احمد بن عیسی رحمۃ اللہ علیہ کے جمع شدہ جزء الحدیث کی تخریج کی ہے، اس جزء کی خاص بات یہ ہے کہ اس میں امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کی حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے صراحتاً سماع حدیث ثابت ہے، اور وہ حدیث یہ ہے:

سَمِعت أنس بن مَالک، يَقُول: سَمِعْتُ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ يَقُولُ: طَلَبُ الْعِلْمِ فَرِيضَةٌ عَلَى كُلِّ مُسْلِمٍ.

اس روایت میں امام صاحب نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے سماع کو صراحتا بیان کیا ہے۔ مکمل سند کے ساتھ تفصیلا دیکھیں: ❹

حافظ ابن حجر رحمۃ اللہ علیہ نے ''رواية أبي حنيفة عن الصحابة لأبي معشر

❶ المعجم المفهرس: حرف الحاء، ص ٢٧١، رقم: ١١٢٩ ❷ المعجم المفهرس: حرف الحاء، ص ٢٧٢، رقم: ١١٣٠ ❸ المعجم المفهرس: حرف الحاء، ص ٢٧٢، رقم: ١١٣١ ❹ المعجم المفهرس: حرف الحاء، ص ٢٧٢، رقم: ١١٣٢

الطبراني ''کے عنوان کے تحت امام ابومعشر طبرانی رحمۃ اللہ علیہ کے جمع شدہ جزء الحدیث کی تخریج کی ہے۔ مکمل سند کے ساتھ دیکھیں:❶

خلاصہ کلام یہ ہے کہ حافظ ابن حجر رحمۃ اللہ علیہ نے امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کی چار مسانید اور آپ کی صحابہ سے روایات پر مبنی دو اجزاء کا تذکرہ کیا ہے۔

۴.....امام محمد بن یوسف صالحی شافعی رحمۃ اللہ علیہ (متوفی ۹۴۲ھ) نے اپنی کتاب ''عقود الجمان'' کے باب نمبر ۲۳ میں امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ سے مروی ۱۷ مسانید کو درج ذیل فصل کے عنوان کے تحت بیان کیا ہے:

فصل: في بيان المسانيد التي خرجها الحفاظ من حديثه والذى اتصل بنا منها سبعة عشر مسندا.❷

امام اعظم کی ان مسانید کا بیان جن کی حفاظ حدیث نے تخریج کی ہے، اور ان میں سے جو مسانید ہم تک متصل ہیں ان کی تعداد سترہ ہے۔

۵.....حافظ شمس الدین محمد بن طولون رحمۃ اللہ علیہ (متوفی ۹۵۳ھ) ''الفهرست الأوسط'' میں امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ کی سترہ مسانید کی اسانید اپنے سے لے کر ان کے مؤلفین تک ذکر کر دی ہیں۔❸

۶.....امام ابن حجر مکی شافعی رحمۃ اللہ علیہ (متوفی ۹۷۳ھ) فرماتے ہیں:

وقد خرج الحفاظ من أحاديثه مسانيد كثيرة، اتصل بنا كثير منها كما هو مذكور في مسندات مشائخنا.❹

حفاظِ حدیث نے امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کی احادیث کی بڑی کثرت سے مسانید تخریج کی ہیں، اور

❶المعجم المفهرس: حرف الحاء، ص ۲۷۲، رقم: ۱۱۳۳ ❷عقود الجمان في مناقب الإمام الأعظم أبي حنيفة النعمان: الباب الثالث والعشرون، ص ۳۲۲

❸تانيب الخطيب على ماساقه في ترجمة أبي حنيفة من الأكاذيب، ص ۱۵٦

❹الخيرات الحسان: الفصل الثلاثون، ص ۹۱

ان میں سے اکثر کی مسانید ہم تک متصل ہیں، جیسا کہ ہمارے مشائخ کی مسانید میں مذکور ہے۔

۷.....امام ابو الصبر ایوب الخلوتی رحمۃ اللہ علیہ (متوفی ۱۰۷۱ھ) نے امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ کی سترہ مسانید کی اسانید اپنے سے لے کر ان کے مولفین تک ذکر کر دی ہیں۔ ❶

۸.....علامہ سید محمد مرتضی زبیدی رحمۃ اللہ علیہ (متوفی ۱۲۰۵ھ) نے اپنی کتاب ''عقود الجواهر المنيفة'' کے مقدمے میں فرماتے ہیں:

أخرجته على مسانيد الإمام الأربعة عشر المنسوبة إليه من تخاريج الأئمة. ❷

میں نے اس کتاب کو امام ابوحنیفہ سے منسوب ان چودہ مسانید سے تخریج کیا ہے جنہیں ائمہ حدیث نے جمع کیا ہے۔

۹.....علامہ محمد بن جعفر الکتانی رحمۃ اللہ علیہ (متوفی ۱۳۴۵ھ) نے علامہ خوارزمی رحمۃ اللہ علیہ کے حوالے سے آپ کی پندرہ مسانید کا تذکرہ کیا ہے۔ ❸

۱۰.....دیار مصر کے مشہور محقق علامہ زاہد الکوثری رحمۃ اللہ علیہ (متوفی ۱۳۷۱ھ) نے امام اعظم کی اکیس مسانید کی نشان دہی فرمائی ہے۔ ❹

تلك عشرة كاملة

## انتیس (۲۹) مسانید امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ اور ان کے مصنفین کا تعارف

۱.....مسند امام حماد بن ابی حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ (۱۷۶ھ)

۲.....مسند امام قاضی ابو یوسف یعقوب بن ابراہیم انصاری رحمۃ اللہ علیہ (متوفی ۱۸۲ھ)

❶ الرسالة المستطرفة: كتب الأئمة الأربعة، ص ١٦

❷ عقود الجواهر المنيفة في أدلة مذهب الإمام أبي حنيفة: مقدمة، ص ٥

❸ الرسالة المستطرفة: كتب الأئمة الأربعة، ص ١٦

❹ تانيب الخطيب على ماساقه في ترجمة أبي حنيفة من الاكاذيب، ص ١٥٦

۳.....مسند امام محمد بن حسن شیبانی رحمۃ اللہ علیہ (متوفی ۱۸۹ھ)

۴.....مسند امام حسن بن زیاد اللؤلؤی رحمۃ اللہ علیہ (متوفی ۲۰۴ھ)

۵.....مسند امام محمد بن مخلد الدوری رحمۃ اللہ علیہ (متوفی ۳۳۱ھ)

۶.....مسند امام حافظ احمد بن محمد بن سعید المعروف ابن عقدہ رحمۃ اللہ علیہ (متوفی ۳۳۲ھ)

۷.....مسند امام ابوالقاسم عبداللہ بن محمد ابن ابی العوام سعدی رحمۃ اللہ علیہ (متوفی ۳۳۵ھ)

۸.....مسند امام عمر بن حسن اشنانی رحمۃ اللہ علیہ (متوفی ۳۳۹ھ)

۹.....مسند امام محمد عبداللہ بن محمد یعقوب حارثی بخاری رحمۃ اللہ علیہ (متوفی ۳۴۰ھ)

۱۰.....مسند امام حافظ ابواحمد عبداللہ بن عدی جرجانی رحمۃ اللہ علیہ (متوفی ۳۶۵ھ)

۱۱.....مسند امام ابوالحسین محمد بن مظفر بن موسیٰ رحمۃ اللہ علیہ (متوفی ۳۷۹ھ)

۱۲.....مسند امام طلحہ بن محمد بن جعفر رحمۃ اللہ علیہ (متوفی ۳۸۰ھ)

۱۳.....مسند امام محمد بن ابراہیم بن علی بن زاذان اصبہانی مقری رحمۃ اللہ علیہ (متوفی ۳۸۱ھ)

۱۴.....مسند امام ابوالحسن علی بن عمر بن احمد بغدادی المعروف دارقطنی رحمۃ اللہ علیہ (متوفی ۳۸۵ھ)

۱۵.....مسند امام ابوالحفص عمر بن احمد بن عثمان المعروف ابن شاہین رحمۃ اللہ علیہ (متوفی ۳۸۵ھ)

۱۶.....مسند امام ابوعبداللہ محمد بن اسحاق بن محمد بن یحییٰ بن مندہ رحمۃ اللہ علیہ (متوفی ۳۹۵ھ)

۱۷.....مسند امام حافظ ابونعیم احمد بن عبداللہ اصبہانی رحمۃ اللہ علیہ (متوفی ۴۳۰ھ)

۱۸.....مسند امام حافظ ابوبکر احمد بن محمد بن خالد کلاعی رحمۃ اللہ علیہ (متوفی ۴۳۲ھ)

۱۹.....مسند امام ابوالحسن علی بن محمد بن حبیب بصری ماوردی شافعی رحمۃ اللہ علیہ (متوفی ۴۵۰ھ)

۲۰.....مسند امام ابوبکر احمد بن علی خطیب بغدادی رحمۃ اللہ علیہ (متوفی ۴۶۳ھ)

۲۱.....مسند امام ابواسماعیل عبداللہ بن محمد انصاری ہروی رحمۃ اللہ علیہ (متوفی ۴۸۱ھ)

۲۲.....مسند امام حافظ ابوعبداللہ محمد بن حسین بن محمد بن خسرو بلخی رحمۃ اللہ علیہ (متوفی ۵۲۲ھ)

۲۳.....مسند امام ابوبکر محمد بن عبدالباقی بن محمد انصاری رحمۃ اللہ علیہ (متوفی ۵۳۵ھ)

۲۴.....مسند امام ابوالقاسم علی بن حسن بن ہبۃ اللہ ابن عساکر دمشقی رحمۃ اللہ علیہ (متوفی ۵۷۱ھ)

۲۵.....مسند امام علی بن احمد بن مکی رازی رحمۃ اللہ علیہ (متوفی ۵۹۸ھ)

۲۶.....مسند امام محمد بن محمد بن عثمان بلخی بغدادی رحمۃ اللہ علیہ (متوفی ۶۵۳ھ)

۲۷.....مسند امام ابوعلی حسن بن محمد بن محمد بکری رحمۃ اللہ علیہ (متوفی ۶۵۶ھ)

۲۸.....مسند امام شمس الدین محمد بن عبدالرحمٰن سخاوی شافعی رحمۃ اللہ علیہ (متوفی ۹۰۲ھ)

۲۹.....مسند امام ابوالمہدی عیسیٰ بن محمد بن احمد جعفری ثعالبی رحمۃ اللہ علیہ (متوفی ۱۰۸۲ھ)

## ۱.....مسند امام حماد بن ابی حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ (متوفی ۱۷۶ھ)

امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے لختِ جگر اور آپ کے اکلوتے صاحبزادے امام حماد رحمۃ اللہ علیہ کو اپنے والد گرامی کی مسند جمع کرنے کا شرف حاصل ہے، امام حماد رحمۃ اللہ علیہ کی کنیت ابو اسماعیل ہے، امام حماد رحمۃ اللہ علیہ فقیہ اور محدث ہونے کے ساتھ ساتھ زہد و ورع کے پیکر بھی تھے، علامہ صیمری رحمۃ اللہ علیہ (متوفی ۴۳۶ھ) امام حماد کے متعلق فرماتے ہیں:

وَكَانَ الْغَالِب عَلَيْهِ الدّين والورع والزهد مَعَ علم بالفقه وَكِتَابَة لِلْحَدِيث. ❶

علم فقہ اور کتابت حدیث کے ساتھ ساتھ امام حماد رحمۃ اللہ علیہ پر دین داری اور زہد و ورع کا بھی غلبہ تھا۔

امام ذہبی رحمۃ اللہ علیہ (متوفی ۷۴۸ھ) آپ کے متعلق فرماتے ہیں:

كَانَ ذَا عِلْمٍ وَدِيْنٍ وَصلاحٍ وورعٍ تامٍّ. ❷

آپ صاحبِ علم، دین دار، صالح اور پیکرِ ورع تھے۔

❶ أخبار أبي حنيفة وأصحابه: ومن أصحاب أبي حنيفة، ص ۱۵۸

❷ سير أعلام النبلاء: ترجمة: النعمان بن ثابت، ج ٦ ص ۴۵۳

علامہ ابن خلکان رحمۃ اللہ علیہ (متوفی ۶۸۱ھ) ان کے ترجمے میں فرماتے ہیں:

و کان من الصلاح و الخیر علی قدم عظیم. ❶

امام ابن ابی حاتم رازی رحمۃ اللہ علیہ (متوفی ۳۲۷ھ) نے امام حماد رحمۃ اللہ علیہ کا تذکرہ اپنی کتاب ''الجرح و التعدیل'' میں کیا لیکن ان پر کوئی جرح نہیں کی، یہ ان کے عادل ہونے کی واضح دلیل ہے، اگر ان میں معمولی ضعف کا بھی شبہ ہوتا تو امام ابن ابی حاتم رحمۃ اللہ علیہ اپنے تعنت اور حنفیہ کے خلاف فرطِ تحامل کی وجہ سے کبھی خاموش نہ رہتے۔ ❷

امام محمد بن محمود خوارزمی رحمۃ اللہ علیہ (متوفی ۶۵۵ھ) نے اپنے چار مشائخ کے متصل طرق سے مسند حماد تک سند بیان کی ہے، وہ چار شیوخ یہ ہیں۔

۱.....تقی الدین یوسف بن احمد اسکاف رحمۃ اللہ علیہ

۲.....موفق الدین ابوعبداللہ محمد بن ہارون ثعلبی رحمۃ اللہ علیہ

۳.....جمال الدین ابوالفتح نصر اللہ بن محمد بن الیاس انصاری رحمۃ اللہ علیہ

۴.....نجم الدین ابوغالب مظفر بن محمد بن الیاس رحمۃ اللہ علیہ ❸

حافظ ابن حجر عسقلانی رحمۃ اللہ علیہ (متوفی ۸۵۲ھ) نے اپنے شیخ ابومحمد عبدالعزیز بن محمد بن محمد بن خضر شروطی رحمۃ اللہ علیہ کے طریق سے متصل سند کے ساتھ امام حماد رحمۃ اللہ علیہ کی مسند کا تذکرہ کیا ہے۔ ❹

صاحب ''سبل الھدی و الرشاد فی سیرۃ خیر العباد'' علامہ محمد بن یوسف صالحی شافعی رحمۃ اللہ علیہ (متوفی ۹۴۲ھ) نے بھی اپنے شیخ ابوفارس بن عمر مکی شافعی رحمۃ اللہ علیہ کی متصل

---

❶ وفیات الأعیان: ترجمۃ: حماد بن أبي حنیفۃ، ج۲ ص۲۰۵ ❷ الجرح والتعدیل: باب الحاء، حماد، ج۳ ص۱۴۹ ❸ جامع المسانید: الباب الثاني، اما المسند الثالث عشر، ج۱ ص۸۳ ❹ المعجم المفهرس: حرف الحاء، رقم: ۱۲۱۱

سند سے امام حماد رحمۃ اللہ علیہ کی مسند کا ذکر کیا ہے۔ ❶

## ۲.....مسند امام قاضی ابو یوسف رحمۃ اللہ علیہ (متوفی ۱۸۲ھ)

امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ کے قابل فخر اور ہونہار شاگرد امام ابو یوسف رحمۃ اللہ علیہ نے بھی اپنے استاذ کی مسند کو جمع کیا، علم حدیث میں امام ابو یوسف رحمۃ اللہ علیہ کی جلالتِ شان اجلہ محدثین کے ہاں مسلم ہے جیسا کہ ماقبل میں امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے دس محدثین تلامذہ کے عنوان کے تحت یہ بات تفصیلاً گزر چکی ہے، امام علی بن صالح رحمۃ اللہ علیہ جب بھی امام ابو یوسف رحمۃ اللہ علیہ سے کوئی حدیث نقل کرتے تو فرماتے:

حَدثنِي فَقِيه الْفُقَهَاء وقاضي الْقُضَاة وَسيد العلمَاء أبو يُوسُف. ❷

مجھے فقیہ الفقہاء، قاضی القضاۃ اور علماء کے سردار امام ابو یوسف نے حدیث بیان کی ہے۔

محدث کبیر امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ (متوفی ۲۴۱ھ) سب سے پہلے علم حدیث کی ابتداء کرنے کے بارے میں فرماتے ہیں:

أول ما طلبت الحديث ذهبت إلى أبي يوسف القاضي، ثُمَّ طلبنا بعد فكتبنا عن الناس. ❸

میں سب سے پہلے علم حدیث کی طلب میں قاضی امام ابو یوسف رحمۃ اللہ علیہ کے پاس گیا، پھر اس کی طلب میں (باقی) لوگوں کے پاس جا کر لکھا۔

علامہ خوارزمی رحمۃ اللہ علیہ (متوفی ۶۵۵ھ) نے اپنے تین شیوخ سے متصل سند کے ساتھ امام

❶ عقود الجمان في مناقب الإمام الأعظم أبي حنيفة النعمان: الباب الثالث والعشرون، المسند الثالث عشر، ص ۳۳۰

❷ أخبار أبي حنيفة وأصحابه : أخبار أبي يوسف يعقوب بن إبراهيم، ص ۱۰۰

❸ تاريخ بغداد :ترجمة :يعقوب بن إبراهيم ،ج ۱۴ ص ۲۵۷

ابو یوسف رحمہ اللہ کی مسند کا تذکرہ کیا ہے، آپ کے تین شیوخ کے نام یہ ہیں:

۱.....امام ابو یوسف بن ابی الفرج عبدالرحمٰن بن علی بن الجوزی رحمہ اللہ

۲.....شیخ ابومحمد ابراہیم بن محمود بن سالم رحمہ اللہ

۳.....ابوعبداللہ محمد بن علی بن بقاء رحمہ اللہ ❶

علامہ محمد بن یوسف بن صالحی شافعی رحمہ اللہ (متوفی ۹۴۲ھ) نے بھی اپنے شیخ ابوالفضل عبدالرحیم بن محمد اوجاقی رحمہ اللہ کے طریق سے ''مسند ابی یوسف'' کا ذکر کیا ہے۔ ❷

امام ابو یوسف رحمہ اللہ سے مروی کتاب الآثار کے نسخے کا تذکرہ علامہ عبدالقادر قرشی رحمہ اللہ (متوفی ۷۷۵ھ) نے ان الفاظ میں کیا ہے:

وروى كتاب الآثار عن أبيه عن أبي حنيفة وهو مجلد ضخم. ❸

امام یوسف نے اپنے والد امام ابو یوسف سے، اورانہوں نے امام ابوحنیفہ سے ''کتاب الآثار'' کو روایت کیا ہے جوایک ضخیم جلد میں ہے۔

یہ نسخہ مولانا ابوالوفاء افغانی رحمہ اللہ صدر مجلس احیاء المعارف النعمانیہ، حیدرآباد دکن کی تصحیح وتحقیق کے ساتھ چھپ چکا ہے۔

مندرجہ بالا حوالے سے معلوم ہوا کہ امام ابو یوسف رحمہ اللہ سے مروی ''کتاب الآثار'' کا نسخہ الگ ہے اور ''مسند ابی یوسف'' کا نسخہ الگ ہے، جس کا علامہ خوارزمی اور علامہ صالحی رحمہما اللہ نے تذکرہ کیا ہے۔

دور حاضر کے دو محققین علماء کی رائے بھی یہ ہے کہ یہ دو الگ الگ ہیں۔

---

❶ جامع المسانيد :الباب الثاني ،أما المسند الحادي عشر، ج ۱ ص ۸۳

❷ عقود الجمان في مناقب الإمام الأعظم أبي حنيفة النعمان: الباب الثالث والعشرون، المسند الحادي عشر، ص ۳۲۹

❸ الجواهر المضية في طبقات الحنفية: ترجمة: يوسف بن يعقوب ، ج ۲ ص ۲۳۴

ا.....دیارِ مصر کے محقق علامہ زاہد الکوثری رحمۃ اللہ علیہ (متوفی ۱۳۷۱ھ) فرماتے ہیں کہ امام ابو یوسف رحمۃ اللہ علیہ کی جو تصانیف ہم تک پہنچی ہیں ان میں ایک ''کتـاب الآثـار'' ہے جو فقہی دلائل پر مشتمل ہے، ''کتاب الآثار'' کا یہ نسخہ امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ سے ان کے اجلہ تلامذہ نے روایت کیا ہے، امام ابو یوسف رحمۃ اللہ علیہ کی ایک مسند بھی ہے جو ان سے روایت کی گئی ہے لیکن ہم اس پر مطلع نہ ہو سکے، چونکہ یہ مسند مطبوعہ نہیں ہے اس لئے فی الحال دستیاب نہیں ورنہ یہ امام ابو یوسف رحمۃ اللہ علیہ سے مروی ہے:

فمما وصل إلينا كتاب الآثار في أدلة الفقه روى جلها عن أبي حنيفة، وله مسند آخر يروى عنه في الكتب ولم نطلع عليه. ❶

۲.....عظیم محقق علامہ محمد امین اورکزئی رحمۃ اللہ علیہ کی تحقیق بھی یہ ہے کہ ''کتـاب الآثـار'' اور ''مسـنـد أبـي يـوسف'' دونوں الگ الگ ہیں، آپ کی تحقیق کا خلاصہ یہ ہے کہ امام ابو یوسف رحمۃ اللہ علیہ نے امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ سے ''کتاب الآثار'' کا جو نسخہ روایت کیا ہے اس میں کچھ تصرفات جواز قبیل اضافات اور کمی کی صورت میں اپنی طرف سے کئے ہیں اس وجہ سے اس کی نسبت آپ کی طرف کی گئی ہے، امام ابو یوسف رحمۃ اللہ علیہ سے یہ نسخہ ان کے صاجزادے یوسف نے روایت کیا ہے، امام ابو یوسف رحمۃ اللہ علیہ کی اس کے علاوہ ایک ''مسـنـد أبـي يوسف'' ہے جس میں امام صاحب سے مروی صرف مرفوع روایات نقل کی ہیں، اور اس کو ''نسخہ ابی یوسف'' بھی کہا جاتا ہے، یہ مسند امام ابو یوسف رحمۃ اللہ علیہ سے ان کے شاگرد عمرو بن عمرو رحمۃ اللہ علیہ نے روایت کی ہے۔ ''جـامـع الـمسـانـيد'' میں علامہ خوارزمی رحمۃ اللہ علیہ نے اس کو ''مسـنـد أبـي يـوسف'' کے حوالے سے نقل کیا ہے، اور اس میں سے جو روایات ذکر کی ہیں اس میں کوئی بھی موقوف روایت نہیں ہے سب مرفوع ہیں (ورنہ تو کتاب الآثار میں

❶ حسن التقاضي في سيرة الإمام أبي يوسف القاضي: مؤلفاته في غاية الكثرة، ص ۹۲

موقوف روایات بھی ہیں، معلوم ہوا کہ دونوں الگ ہیں) ❶

شارح بخاری علامہ بدرالدین عینی رحمہ اللہ (متوفی ۸۵۵ھ) نے اپنی مشہور کتاب ''البنایۃ شرح الھدایۃ'' میں ''مسند أبي یوسف'' کہہ کر اس کا تذکرہ کیا ہے۔ ❷

اور یہ بھی ممکن ہے کہ یہ ایک ہی کتاب کے دو نام ہوں، ایک نے ''کتاب الآثار'' اور دوسرے نے ''مسند أبي یوسف'' کے نام سے ذکر کیا ہو، علامہ ابوالوفاء افغانی رحمہ اللہ نے بھی ''کتاب الآثار'' کے مقدمے میں اس احتمال کا ذکر کیا ہے:

ویحتمل واللّٰہ أعلم أن یکون کتابا واحدا رواہ عنہ عمرو ویوسف کلاھما، ویسمی باسمین کروایات الموطا.

اور اس بات کا احتمال ہے، (اور اللہ تعالیٰ زیادہ بہتر جانتا ہے) کہ ایک ہی کتاب کو عمرو بن عمرو اور یوسف بن یعقوب نے روایت کیا ہو، اور اسے دو نام دے دیئے گئے ہوں جس طرح کہ موطا مالک کی مرویات کے ساتھ ہوا ہے۔

## ۳..... مسند امام محمد بن حسن شیبانی رحمہ اللہ (متوفی ۱۸۹ھ)

امام ذہبی رحمہ اللہ ''سیر أعلام النبلاء'' میں آپ کے ترجمے کا آغاز ان القابات کے ساتھ کرتے ہیں:

العلامۃ، فقیہ العراق، صاحب أبي حنیفۃ، وکان مع تبحرہ في الفقہ، یضرب بذکائہ المثل.

آپ امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ کے بلند پایہ شاگرد رشید ہیں، آپ سے امام اعظم رحمہ اللہ کی احادیث سے متعلق دو کتابیں مروی ہیں:

❶ مسانید الإمام أبي حنیفۃ: مسند الإمام أبي یوسف، ص ۸۷

❷ البنایۃ شرح الھدایۃ: فصل في الاستنجاء، ج ۱ ص ۷۴۵

۱.....کتاب الآثار ۲.....مسند ابی حنیفہ

۱.....امام محمد رحمۃ اللہ علیہ کی ''کتاب الآثار'' کا نسخہ تمام نسخوں میں سب سے زیادہ مشہور، متداول اور مقبول ہے، حافظ ابن حجر عسقلانی رحمۃ اللہ علیہ (متوفی ۸۵۲ھ) اس نسخے کے تعارف میں فرماتے ہیں:

وَالْمَوْجُود من حَدِيث أبي حنيفَة مُفردا إِنَّمَا هُوَ كتاب الآثَار الَّتِي رَوَاهَا مُحَمَّد بن الْحسن عَنهُ. ❶

امام ابوحنیفہ کی حدیث پر مستقل جو تصنیف ہے وہ ''کتاب الآثار'' ہے جس کو آپ سے امام محمد بن حسن رحمۃ اللہ علیہ نے روایت کیا ہے۔

علامہ قاسم بن قطلو بغا رحمۃ اللہ علیہ (متوفی ۸۷۹ھ) نے بھی ''کتاب الآثار'' کے اس نسخے کا ذکر کیا ہے۔ ❷

حاجی خلیفہ چلپی رحمۃ اللہ علیہ (متوفی ۱۰۶۷ھ) نے بھی ''کتاب الآثار'' کے اس نسخے جو امام محمد رحمۃ اللہ علیہ نے امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ سے نقل کیا ہے، اس کا اور اس پر لکھی گئی شروحات کا تذکرہ کیا ہے۔ ❸

علامہ کتانی رحمۃ اللہ علیہ (متوفی ۱۳۴۵ھ) نے ان الفاظ میں ''کتاب الآثار'' کا تذکرہ کیا ہے:

كتاب الآثار لمحمد بن الحسن الشيباني صاحب أبي حنيفة واحد رواة الموطأ المتوفى سنة تسع وثمانين ومائة وهو مرتب على الأبواب الفقهية في مجلدة لطيفة. ❹

❶تعجيل المنفعة :مقدمة، ج ا ص ۲۳۹ ❷تاج التراجم:ترجمة:محمد بن الحسن، ص ۴۸ ❸كشف الظنون عن أسامي الكتب والفنون، كتاب الآثار، ج ۲ ص ۱۳۸۴ ❹الرسالة المستطرفة : كتب مرتبة على الأبواب الفقهية ،ص ۴۲

کتاب الآثار کا یہ نسخہ اب علامہ ابوالوفاء افغانی کی تحقیق و تعلیق کے ساتھ ۱۳۵۵ھ میں مصر سے شائع ہوا۔

علامہ خوارزمی رحمۃ اللہ علیہ (متوفی ۶۵۵ھ) نے اپنے تین شیوخ سے متصل سند کے ساتھ امام محمد رحمۃ اللہ علیہ کی مسند کو ''نسخة محمد'' کہہ کر اس کا تذکرہ کیا ہے، آپ کے تین شیوخ یہ ہیں:

۱.....ابومحمد یوسف بن ابی الفرج عبدالرحمٰن بن علی بن الجوزی رحمۃ اللہ علیہ

۲.....محمد ابراہیم بن محمود بن سالم رحمۃ اللہ علیہ

۳.....ابوعبداللہ محمد بن علی بن بقا رحمۃ اللہ علیہ

علامہ خوارزمی رحمۃ اللہ علیہ نے امام محمد کی ''کتاب الآثار'' کو اپنے چار شیوخ کی متصل اسناد کے ساتھ الگ ذکر کیا ہے۔ ❶

علامہ محمد بن یوسف صالحی شافعی رحمۃ اللہ علیہ (متوفی ۹۴۲ھ) نے بھی امام محمد رحمۃ اللہ علیہ کی دونوں تصانیف کا تذکرہ کیا ہے۔

۱.....امام صالحی رحمۃ اللہ علیہ نے امام محمد رحمۃ اللہ علیہ کی مسند کا ذکر اپنے شیخ عبدالعزیز بن عمر بن محمد ہاشمی رحمۃ اللہ علیہ کی متصل سند کے ساتھ کیا ہے۔

۲.....امام صالحی رحمۃ اللہ علیہ نے امام محمد رحمۃ اللہ علیہ کی ''کتاب الآثار'' کا ذکر دو طرق کے ساتھ کیا ہے، دیکھئے: ❷

علامہ خوارزمی رحمۃ اللہ علیہ اور امام صالحی رحمۃ اللہ علیہ نے ''کتاب الآثار'' اور ''مسند إمام محمد'' دونوں کا الگ الگ تذکرہ کیا ہے، اور ان تک اپنی متصل اسانید بھی ذکر کی ہیں، اس سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ دونوں مجموعے الگ الگ ہیں۔

❶ جامع المسانید: الباب الثاني، اما المسند الثاني عشر، ج ۱ ص ۸۳، ۸۴

❷ عقود الجمان في مناقب الإمام الأعظم أبي حنيفة النعمان: الباب الثالث والعشرون، المسند الثاني عشر، المسند الرابع عشر، ص ۳۳۵، ۳۳۳

علامہ زاہد الکوثری رحمۃ اللہ علیہ (متوفی ۱۳۷۱ھ) کی تحقیق کے مطابق بھی یہ دو الگ الگ مجموعے ہیں، اس لئے آپ نے دونوں کا الگ الگ تذکرہ کیا ہے:

منها كتاب الآثار يروى فيه عن أبي حنيفة أحاديث مرفوعة وموقوفة ومرسلة ...وكذلك لمحمد مسند أبي حنيفة المعروف بنسخة محمد. ❶

امام محمد کی تصانیف میں سے ایک کتاب الآثار ہے جو امام ابوحنیفہ کی مرویات پر مشتمل ہے اس میں مرفوع، موقوف، اور مرسل ہر قسم کی روایات موجود ہیں، اسی طرح امام محمد کی ''مسند ابی حنیفہ'' ہے جو نسخہ محمد کے نام سے مشہور و معروف ہے۔

محدث العصر علامہ محمد یوسف بنوری رحمۃ اللہ علیہ کے تلمیذ خاص علامہ محمد امین اورکزئی رحمۃ اللہ علیہ کی تحقیق بھی یہی ہے، آپ فرماتے ہیں کہ امام محمد رحمۃ اللہ علیہ نے امام صاحب سے مروی صرف مرفوع روایات کا انتخاب کیا اور اسے الگ سے ''مسند أبي حنيفة'' کے نام سے جمع کیا اور اسے ''نسخة محمد'' کے نام سے بھی یاد کیا جاتا ہے۔ ❷

## ۴.....مسند امام حسن بن زیاد اللؤلؤی رحمۃ اللہ علیہ (متوفی ۲۰۴ھ)

یہ امام اعظم ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے بلند پایہ شاگرد رشید ہیں، علم حدیث کے ساتھ ان کے شغف کا اندازہ اس بات سے کیجئے کہ صرف ایک محدث امام ابن جریج رحمۃ اللہ علیہ (متوفی ۱۵۰ھ) سے انہوں نے بارہ ہزار احادیث لکھیں:

كتبت عن ابن جريج اثني عشر ألف حديث كلها يحتاج إليها الفقهاء. ❸

علامہ خوارزمی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے چار شیوخ کے طرق سے متصل سند کے ساتھ امام حسن بن

❶ بلوغ الأماني في سيرة الإمام محمد بن الحسن الشيباني: كتب محمد بن الحسن ومصنفاته، ص ۲۰۰ ❷ مسانيد الإمام أبي حنيفة: مسند الإمام محمد، ص ۹۴

❸ سير أعلام النبلاء: ترجمة: الحسن بن زياد، ج ۹ ص ۵۴۴

زیاد رحمۃ اللہ علیہ کی جمع کردہ "مسند أبي حنيفة" کو نقل کیا ہے، امام خوارزمی رحمۃ اللہ علیہ کے ان چار شیوخ کے نام یہ ہیں۔

۱.....ابومحمد یوسف بن عبدالرحمن بن علی الجوزی رحمۃ اللہ علیہ

۲.....ابومحمد ابراہیم بن محمود بن سالم رحمۃ اللہ علیہ

۳.....ابونصر الاغر بن ابی الفضائل رحمۃ اللہ علیہ

۴.....ابوعبداللہ محمد بن علی بن بقا رحمۃ اللہ علیہ ❶

امام محمد بن یوسف صالحی شافعی رحمۃ اللہ علیہ نے بھی اپنے چار شیوخ سے امام حسن بن زیاد رحمۃ اللہ علیہ تک کی جمع کردہ مسند تک متصل سند کو ذکر کیا ہے، امام صالحی رحمۃ اللہ علیہ کے چار شیوخ یہ ہیں۔

۱.....ابویحیی زکریا بن محمد بن احمد انصاری رحمۃ اللہ علیہ

۲.....جمال الدین ابراہیم قلقشندی رحمۃ اللہ علیہ

۳.....ابومحمد عبدالرحیم بن محمد حنفی رحمۃ اللہ علیہ

۴.....ابوحفص عمر بن علاء الدین صیرفی رحمۃ اللہ علیہ ❷

حاجی خلیفہ چلپی رحمۃ اللہ علیہ نے بھی "کشف الظنون" میں امام لؤلؤی کی مسند امام اعظم کا تذکرہ کیا ہے۔ ❸

## ۵.....مسند امام محمد بن مخلد الدوری رحمۃ اللہ علیہ (متوفی ۳۳۱ھ)

ان کا نام محمد، والد کا نام مخلد، کنیت ابوعبداللہ، عطاء کی نسبت سے مشہور ہیں، ان کی پیدائش ۲۳۳ھ میں ہوئی، ان کے مشہور اساتذہ حدیث: ابوالسائب سلم بن جنادہ، یعقوب

---

❶ جامع المسانيد: الباب الثاني، اما المسند السابع، ج ۱ ص ۸۱ ❷ عقود الجمان في مناقب الإمام الأعظم أبي حنيفة النعمان: الباب الثالث والعشرون، المسند السابع، ص ۳۲۵، ۳۲۶ ❸ كشف الظنون: مسند الإمام الأعظم، ج ۲ ص ۱۶۸۰

بن ابراہیم دورقی، فضل بن یعقوب، ابوحذافہ سہمی، زبیر بن بکار، حسن بن عرفہ، صاحب الصحیح امام مسلم بن حجاج رحمۃ اللہ علیہ ہیں، ان کے بلند پایہ محدثین تلامذہ: حافظ ابوالعباس بن عقدہ، محمد بن حسین آجری، محمد بن المظفر، ابوعمر بن حیویہ، صاحب السنن امام ابوالحسن دارقطنی رحمۃ اللہ علیہ ہیں۔

امام ذہبی رحمۃ اللہ علیہ (متوفی ۷۴۸ھ) نے ان کو حفاظِ حدیث میں شمار کرتے ہوئے ان کا تذکرہ اپنی شہرۂ آفاق کتاب "تذكرة الحفاظ" میں ان الفاظ کے ساتھ کیا ہے:

محمد بن مخلد بن حفص الإمام، المفيد، الثقة، مسند بغداد أبو عبدالله الدوري.

نیز اس کتاب میں آپ فرماتے ہیں:

وكان معروفا بالثقة والصلاح والاجتهاد في الطلب. ❶

آپ علم حدیث میں ثقاہت، صالحیت اور طلب وجستجو میں حد درجہ محنت جیسی اعلیٰ صفات کے ساتھ متصف تھے۔

امام ذہبی رحمۃ اللہ علیہ نے ان کا تذکرہ اپنی مشہور کتاب "سير أعلام النبلاء" میں ان القابات کے ساتھ کیا:

الإمام، الحافظ، الثقة، القدوة أبو عبدالله الدّوري.

نیز اس کتاب میں چند سطر بعد فرماتے ہیں:

وَكَتَبَ مَالا يُوصَف كَثْرَة مَعَ الْفَهم وَالمَعْرِفَة وَحسن التَّصَانِيف.

انہوں نے فہم ومعرفت کے ساتھ اتنی کثرت سے لکھا ہے کہ جس کا شمار ممکن نہیں، انہوں نے بہترین تصانیف مرتب کیں۔

آپ کے علمی وعملی مقام ومرتبہ کا اظہار ان الفاظ میں کرتے ہیں:

❶ تذكرة الحفاظ: ترجمة: محمد بن مخلد بن حفص، ج ۳ ص ۳۳

وَكَانَ مَوْصُوفاً بِالعِلْمِ وَالصلاح وَالصِّدْق وَالاجْتِهَاد فِي الطَّلَب، طَالَ عُمْرُهُ وَاشْتُهِرَ اسْمُهُ، وَانْتَهَى إِلَيْهِ الْعُلُوّ مَعَ القَاضِي المَحَامِلِيّ بِبَغْدَادَ. ❶

آپ علم حدیث، صالحیت، صدق اور طلب وجستجو میں حد درجے محنت جیسی اعلیٰ صفات سے متصف تھے، آپ کو طویل عمر نصیب ہوئی، آپ کے نام کو (علمی اعتبار سے) خوب شہرت حاصل ہوئی، بغداد میں قاضی محاملی کے باوجود علومرتبت کی انتہاء آپ پر ہوئی۔

یہ شہادتیں کسی عام آدمی کی نہیں بلکہ حدیث ورجال حدیث کے بلند پایہ نقاد محدث کی ہیں۔

صاحب السنن امام دارقطنی رحمہ اللہ (متوفی ۳۸۵ھ) امام ابن مخلد رحمہ اللہ کے متعلق فرماتے ہیں کہ یہ ثقہ اور قابل اعتماد محدث ہیں:

ثقة مامون.

خطیب بغدادی رحمہ اللہ (متوفی ۴۶۳ھ) فرماتے ہیں:

وكان أحد أهل الفهم. موثوقا به في العلم، متسع الرواية، مشهورا بالديانة، موصوفا بالأمانة، مذكورا بالعبادة.

یہ اہل فہم (سمجھ دارلوگوں) میں سے تھے، جو علم حدیث میں معتبر، روایت بیان کرنے میں وسیع، دین داری میں مشہور، امانت داری کے ساتھ متصف اور عبادت گزاری میں نمایاں تھے۔ ❷

یہ بلند محدث بھی امام اعظم رحمہ اللہ کی مسند لکھنے والوں میں سے ہیں، بلکہ انہوں نے سب سے پہلے آپ کی احادیث کو ایک مسند کی صورت میں جمع کیا، جس کا نام "جمع حديث أبي حنيفة" ہے۔

---

❶ سير أعلام النبلاء: ترجمة: محمد بن مخلد بن حفص، ج ۱۵ ص ۲۵۶، ۲۵۷

❷ تاريخ بغداد: ترجمة: محمد بن مخلد بن حفص، ج ۴ ص ۸۰

خطیب بغدادی رحمہ اللہ نے ''تاریخ بغداد'' میں کئی ائمہ کے حالات کے ذیل میں امام ابن مخلد رحمہ اللہ کی ''مسند أبي حنیفة'' کا تذکرہ کیا ہے، انہوں نے محمد بن احمد بن الجہم بن صالح رحمہ اللہ کے تذکرہ میں لکھا:

روى عنه: مُحَمَّد بن مخلد الدوري في مسند أبي حنيفة. (1)

محمد بن مخلد الدوری نے ان سے مسند ابی حنیفہ میں روایت کیا ہے۔

نیز خطیب بغدادی رحمہ اللہ محمد بن عبداللہ بن عبدالرحمٰن رحمہ اللہ کے تذکرہ میں بھی اس مسند کا ذکر کیا ہے:

روى عنه: مُحَمَّد بن مخلد الدوري في مسند أبي حنيفة. (2)

نیز خطیب بغدادی رحمہ اللہ نے احمد بن محمد بن جہم البلخی رحمہ اللہ کے ترجمے میں بھی اس مسند کا ذکر کیا ہے:

روى عنه: مُحَمَّد بن مخلد الدوري في مسند أبي حنيفة. (3)

محمد بن مخلد الدوری نے ان سے مسند ابی حنیفہ میں روایت کیا ہے۔

علامہ عبدالکریم ابوسعد سمعانی رحمہ اللہ (متوفی ۵۶۲ھ) نے محمد بن الحسن بن الوزاع رحمہ اللہ کے ترجمہ میں امام ابن مخلد الدوری رحمہ اللہ کی ''مسند أبي حنيفة'' کا تذکرہ ان الفاظ میں کیا ہے:

روى عنه: مُحَمَّد بن مخلد الدوري في مسند أبي حنيفة رحمه الله. (4)

---

(1) تاريخ بغداد: ترجمة: محمد بن أحمد بن الجهم، ج ۱ ص ۳۰۳

(2) تاريخ بغداد: ترجمة: محمد بن عبدالله بن عبدالرحمن، ج ۳ ص ۳۸

(3) تاريخ بغداد: ترجمة: أحمد بن محمد بن جهم، ج ۵ ص ۱۶۹

(4) الأنساب: باب الزاو والألف، الوزاعي، ج ۱۳ ص ۲۵۸

۶..امام ابوالعباس احمد بن محمد المعروف امام ابن عقدہ رحمۃ اللہ علیہ (متوفی ۳۳۲ھ)

آپ کا اسم گرامی احمد، والد کا نام محمد، ابنِ عقدہ کے نام سے معروف ہیں، آپ کی کنیت ابوالعباس ہے، عقدہ آپ کے والد گرامی قدر مشہور نحوی محمد بن سعید کا لقب ہے۔ آپ کی ولادت کوفہ میں ۲۴۹ھ میں ہوئی، آپ ایک بلند پایہ حافظ حدیث، علوم حدیث کے ماہر اور صاحب تصنیف بزرگ تھے، آپ کے مشہور اساتذہ حدیث: ابوجعفر محمد بن عبید اللہ، احمد بن عبدالحمید حارثی، حسن بن علی بن عفان، احمد بن ابی خیثمہ، ابوبکر بن ابی الدنیا، ابراہیم بن عبداللہ القصار رحمہم اللہ ہیں۔

آپ کے بلند پایہ محدثانہ حیثیت کی وجہ سے اکابر محدثین نے آپ کے سامنے زانوئے تلمذ طے کیے، جن میں چند یہ ہیں: حافظ ابو بکر بن جعابی، حافظ عبداللہ بن عدی جرجانی، صاحب المعاجم علامہ طبرانی، محمد بن المظفر، صاحب السنن علامہ دارقطنی، حافظ ابوحفص بن شاہین، عبداللہ بن موسیٰ ہاشمی، محمد بن ابراہیم المقری رحمہم اللہ۔

امام ذہبی رحمۃ اللہ علیہ نے ان کے ترجمے کا آغاز ان القابات کے ساتھ کیا ہے:

الـحَافِـظ الـعَلَّامَة، أَحَـد أَعلام الحَدِيث، وَنَـادِرَةُ الـزَّمَـان، وَصَـاحِبُ التَّصَانِيْفِ.

آپ سے کوفہ، بغداد مکہ میں اس قدر کثرت کے ساتھ محدثین اور خلق کثیر نے استفادہ کیا ہے کہ جن کا احاطہ بہت مشکل ہے۔ چنانچہ امام ذہبی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

وَكَتَبَ مِنهُ مَا لا يُحدُّ وَلا يُوصَفُ عَنْ خَلْق كَثِير بِالكُوفَةِ وَبَغْدَاد وَمَكَّة.❶

امام ابوالحسن محمد بن عمرو بن یحییٰ علوی رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ ایک دن ابوالعباس المعروف ابن عقدہ رحمۃ اللہ علیہ میرے والد کے پاس آئے تو انہوں نے آپ سے کہا: ابوالعباس! لوگ

❶ سیر أعلام النبلاء: ترجمة: ابن عقدة أحمد بن محمد، ج۱۵ ص ۳۴۰

مجھ سے تمہارے حفظِ حدیث کے متعلق کثرت سے پوچھتے ہیں، مجھے بتاؤ کہ آپ کو کتنی احادیث یاد ہیں؟

امام ابو العباس رحمۃ اللہ علیہ نے انہیں بتانے سے خیل وحجت سے کام لیا اور اسے ناپسند سمجھا (عاجزی، تواضع اور بے مثال تقوی کی وجہ سے اس بات کو ناپسند کیا کہ اپنی حدیث دانی کا اظہار کسی کے سامنے کریں) انہوں نے جب بار بار اپنا سوال دہرایا، اور اسی پر مصر رہے اور کہا: جب تک آپ مجھے نہیں بتائیں گے میں آپ کو نہیں چھوڑوں گا، تب ابن عقدہ رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا:

أَحفظُ مائَةَ أَلْفِ حَدِيْث بِالإِسْنَاد وَالمَتن، وَأُذَاكر بِثَلاث مائَة أَلْف حَدِيْث. ❶

مجھے اسناد و متن سمیت ایک لاکھ احادیث یاد ہیں اور میں تین لاکھ احادیث کے ساتھ مذاکرہ کرتا ہوں۔

صاحب السنن امام دارقطنی رحمۃ اللہ علیہ (متوفی ۳۸۵ھ) فرماتے ہیں:

أَجْمَعَ أَهْلُ الكُوْفَة أَنَّهُ لَمْ يُرَ مِنْ زَمَنِ عَبْدِ اللّٰهِ بنِ مَسْعُوْد إِلَى زَمَنِ أَبِى العَبَّاسِ بنِ عُقْدَةَ أَحفظُ مِنْهُ. ❷

اہل کوفہ کا اس امر پر اجماع ہے کہ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کے زمانے سے لے کر ابوالعباس بن عقدہ کے زمانے تک ان سے بڑا کوئی حافظ نہیں دیکھا گیا۔

اندازہ کیجئے کہ ایک لاکھ احادیث کے حافظ اور تین لاکھ احادیث کے ساتھ مذاکرہ کرنے والے اور اپنے زمانے کے حافظ الحدیث جو خود اس لائق تھے کہ ان کی مسانید لکھی

❶ سير أعلام النبلاء: ترجمة: ابن عقدة أحمد بن محمد، ج۱۵ ص ۳۴۶

❷ سير أعلام النبلاء: ج۱۵ ص ۳۴۵

جاتیں لیکن اس کے باوجود وہ امام صاحب کی مسانید لکھ رہے ہیں، یہ امام اعظم ابوحنیفہ رحمہ اللہ کا علم حدیث میں عظیم المرتبت اور بلند پایہ محدث ہونے کی واضح دلیل ہے۔

امام موصوف نے امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ کی جو مسند لکھی ہے اس کا نام "أخبار أبي حنيفة ومسنده" ہے جیسا کہ امام علی بن انجب المعروف ابن الساعی رحمہ اللہ (متوفی ۶۷۴ھ) نے امام ابن عقدہ رحمہ اللہ کے ترجمہ میں اس کی تصریح کی ہے۔ ❶

اس کتاب میں امام ابن عقدہ رحمہ اللہ نے امام صاحب کے مناقب بھی لکھے اور آپ کی روایت کردہ احادیث کو بھی مسند کے نام سے جمع کیا ہے۔ امام ذہبی رحمہ اللہ نے ابوجعفر طوسی کا ایک قول درج کیا ہے، اس میں انہوں نے حافظ ابن عقدہ رحمہ اللہ کی تصانیف کا ذکر کرتے ہوئے ان کی ایک کتاب "أخبار أبي حنيفة" کا بھی ذکر کیا ہے۔ ❷

ابن عقدہ رحمہ اللہ کی اسی مسند میں ایک ہزار سے زائد احادیث موجود تھیں، چنانچہ شارح صحیح بخاری وہدایہ، بلند پایہ محدث وفقیہ علامہ بدرالدین عینی رحمہ اللہ (متوفی ۸۵۵ھ) نے اپنی کتاب "التاريخ الكبير" میں مسند ابن عقدہ پر تبصرہ کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

إن مسند أبي حنيفة لابن عقده يحتوى وحده على مايزيد على ألف حديث. ❸

امام ابن عقدہ کی اکیلی "مسند أبي حنيفة" ہی کی احادیث ایک ہزار سے زائد ہیں۔

علامہ خوارزمی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ ان مسانید کے اندر اکثر احادیث کا دارومدار ابوالعباس احمد بن محمد بن سعید الہمدانی کوفی المعروف ابن عقدہ رحمہ اللہ پر ہے:

إن مدار أكثر أحاديث هذه المسانيد على أبي العباس أحمد بن محمد

❶ الدر الثمين في أسماء المصنفين : ص ۲۸۵ ❷ سير أعلام النبلاء: ج ۱۵ ص ۳۵۲
❸ تانيب الخطيب على ما ساقه في ترجمة أبي حنيفة من الأكاذيب: ص ۱۵۶

ابن سعيد الهمداني الكوفي ابن عقدة. ❶

حافظ ابن حجر عسقلانی رحمۃ اللہ علیہ (متوفی ۸۵۲ھ) ایک راوی کی تحقیق میں حافظ ابن عقدہ رحمۃ اللہ علیہ کی ''مسند أبي حنيفة'' سے استدلال کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

وَالأول أولى فقد صرح بِهِ أَبُو الْعَبَّاس بن عقدَة فساقه من طَرِيق الصَّلْت عَن أبي حنيفَة. ❷

پہلی بات بہتر ہے جیسا کہ ابوالعباس ابن عقدہ نے تصریح کی ہے، اور انہوں نے صلت کے طریق سے امام ابوحنیفہ کی روایت نقل کی ہے۔

## ۷..... مسند امام عبداللہ بن محمد ابی العوام رحمۃ اللہ علیہ (متوفی ۳۳۵ھ)

نام عبداللہ، والد کا نام محمد، کنیت ابوالقاسم ہے، امام ابن ابی العوام رحمۃ اللہ علیہ نے درج ذیل ائمہ سے حدیث کا سماع کیا: صاحب السنن امام نسائی، امام ابوجعفر طحاوی، ابوبشر دولابی، محمد بن جعفر بن اعین، محمد بن احمد بن حماد، ابراہیم بن محمد ترمذی رحمہم اللہ اور دیگر ائمہ سے۔

امام ذہبی رحمۃ اللہ علیہ (متوفی ۷۴۸ھ) نے صاحب السنن امام نسائی کے ترجمے میں امام عبداللہ بن ابی العوام رحمۃ اللہ علیہ کے ذکر کرتے ہوئے انہیں قاضی مصر کا لقب دیا۔ ❸

علامہ محمد بن یوسف صالحی رحمۃ اللہ علیہ (متوفی ۹۴۲ھ) نے امام ابوالقاسم عبداللہ، امام ابوجعفر طحاوی، امام ابوعبداللہ صمیری رحمہم اللہ اور دیگر ائمہ احناف کے متعلق لکھا:

كلهم حنفيون، ثقات، أثبات، نقاد، لهم اطلاع كبير. ❹

---

❶ جامع المسانيد: ج۲ ص ۳۹۹ بحواله مسانيد الإمام أبي حنيفة: ص ۱۳۵

❷ تعجيل المنفعة: ترجمة: يونس بن عبدالله بن أبي فروة، ج۲ ص ۳۹۴، رقم: ۱۲۱۳ ❸ تذكرة الحفاظ: أبو عبدالرحمن أحمد بن شعيب، ج۲ ص ۱۹۴

❹ عقود الجمان: الباب الثاني، ص ۴۹

یہ سارے ائمہ حنفی، ثقہ، ثبت اور نقاد محدثین ہیں جنہیں کثیر احادیث کا علم ہے۔

موصوف نے امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ کے مناقب میں ایک کتاب "فضائل أبي حنيفة" کے نام سے لکھی ہے، ان کی "مسند أبي حنيفة" اسی کتاب کا ایک بڑا باب ہے جیسا کہ امام صالحی رحمۃ اللہ علیہ نے تصریح کی ہے۔

علامہ خوارزمی رحمۃ اللہ علیہ "جامع المسانيد" میں پندرہویں مسند، مسند امام ابی العوام کی ذکر کی ہے، امام خوارزمی رحمۃ اللہ علیہ نے اس مسند کو اپنے پانچ شیوخ کے متصل طرق سے نقل کیا ہے، آپ کے پانچ شیوخ یہ ہیں، ا.....نجم الدین ابو الجناب احمد بن عمر بن محمد الخوارزمی رحمۃ اللہ علیہ۔ ۲.....نجم الدین ابوبکر عبداللہ بن محمد بن ابی بکر بلخی رحمۃ اللہ علیہ۔ ۳.....رشید الدین ابوالفضل اسماعیل بن احمد عراقی رحمۃ اللہ علیہ۔ ۴.....ضیاء الدین صفر بن یحیی بن صفر رحمۃ اللہ علیہ۔ ۵.....ابو نصر الاغر ابن ابی الفضائل فضائل بن ابی نصر رحمۃ اللہ علیہ۔ ❶

علامہ محمد بن یوسف صالحی رحمۃ اللہ علیہ نے بھی اپنے دو شیوخ ابوالفارس بن عمر علوی اور ابوالفضل بن اوجاقی رحمہ اللہ کے طرق سے مسند ابن ابی العوام کا تذکرہ کیا ہے۔ ❷

امام ذہبی رحمۃ اللہ علیہ نے بھی ابن ابی العوام رحمۃ اللہ علیہ کی "فضائل أبي حنيفة" کا تذکرہ کیا ہے۔ ❸

علامہ جمال الدین زیلعی رحمۃ اللہ علیہ (متوفی ۷۶۲ھ) نے امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کی روایت کردہ ایک حدیث کے متعلق لکھا ہے:

رَوَاهُ ابْنُ أَبِي الْعَوَّامِ فِي كِتَابِ فَضَائِلِ أَبِي حَنِيفَةَ. ❹

اس حدیث کو امام ابن ابی العوام نے "فضائل أبي حنيفة" میں روایت کیا ہے۔

---

❶ جامع المسانيد: الباب الثاني، اما المسند الخامس عشر، ج ۱ ص ۸۵ ❷ عقود الجمان: الباب الثالث والعشرون، المسند الخامس عشر، ص ۳۳۳ ❸ مناقب أبي حنيفة وصاحبيه: ص ۲۲ ❹ نصب الراية: كتاب الحج، باب الجنايات، ج ۳ ص ۱۴۰

علامہ ابن الملقن رحمۃ اللہ علیہ (متوفی ۸۰۴ھ) نے امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کی روایت کردہ ایک حدیث کے متعلق لکھا ہے:

رَوَاهُ ابْنُ أَبِي الْعَوَّامِ فِي كِتَابِ فَضَائِلِ أَبِي حَنِيفَةَ. ❶

اس حدیث کو امام ابی اعوام نے ''فضائل أبي حنيفة'' میں روایت کیا ہے۔

حافظ ابن حجر عسقلانی رحمۃ اللہ علیہ (متوفی ۸۵۲ھ) ایک حدیث کی تحقیق میں فرماتے ہیں:

وَوَصله ابن أَبِي الْعَوام وَابن خسرو فِي مُسْند أَبِي حنيفَة. ❷

امام ابن ابی العوام اور امام ابن خسرو نے اپنی اپنی مسند ابی حنیفہ میں اس حدیث کو موصولاً روایت کیا ہے۔

## ۸..... مسند امام عمر بن حسن اشنانی رحمۃ اللہ علیہ (متوفی ۳۳۹ھ)

نام عمر، والد کا نام حسن، کنیت ابوالحسن، المعروف حافظ اشنانی، یہ بڑے پائے کے جلیل القدر محدث اور حافظ حدیث تھے، ان کی پیدائش ۲۵۹ھ کو ہوئی، امام اشنانی رحمۃ اللہ علیہ کے چند جلیل القدر اساتذہ حدیث یہ ہیں:

حافظ ابراہیم حربی، محمد بن عینی مدائنی، محمد بن مسلمہ واسطی، ابواسماعیل ترمذی، ابوبکر بن ابی الدنیا، محمد بن شداد رحمہم اللہ۔ آپ کے چند جلیل القدر تلامذہ: امام ابن عقدہ، محمد بن المظفر، ابوعمرو بن سماک، صاحب السنن امام دارقطنی، حافظ ابن شاہین، ابوقاسم بن حبابہ رحمہم اللہ وغیرہ۔

خطیب بغدادی رحمۃ اللہ علیہ (متوفی ۴۶۳ھ) امام اشنانی رحمۃ اللہ علیہ کے متعلق فرماتے ہیں:

وهـذا رجـل من جلة الناس، ومن أصحاب الحديث المجودين، وأحد

❶ البدر المنير: باب سنن الإحرام، الحديث السابع عشر، ج ٦ ص ١٥٩ ❷ الدراية في تخريج أحاديث الهداية: كتاب الحج، باب الجنايات في الإحرام، ج ٢ ص ٤٥

الحفاظ له، وحسن المذاكرة بالأخبار. ❶

امام اشنانی اپنے دور کے جلیل القدر لوگوں اور محدثین میں شمار ہوتے ہیں، حفاظِ حدیث میں سے ایک ہیں اور احادیث کا بہت اچھا مذاکرہ کرنے والے ہیں۔

نیز خطیب بغدادی رحمہ اللہ ان کے مقام حدیث کو یوں بیان کرتے ہیں:

وقد حدث حديثا كثيرا، وحمل الناس عنه قديما وحديثا. ❷

انہوں نے کثیر احادیث بیان کی ہیں اور لوگوں نے ان سے قدیم اور جدید (ہر دو طبقوں سے روایت ہونے والی) احادیث حاصل کی ہیں۔

امام موصوف نے بھی امام اعظم رحمہ اللہ کی احادیث کی مسند لکھی ہے، چنانچہ علامہ خوارزمی رحمہ اللہ (متوفی ۶۵۵ھ) نے اپنے تین شیوخ کے طرق سے متصل سند کے ساتھ امام عمر اشنانی رحمہ اللہ کی ''مسند أبي حنيفة'' کو نقل کیا ہے۔

علامہ خوارزمی رحمہ اللہ کے تین شیوخ یہ ہیں:

۱.....تقی الدین یوسف بن احمد بن ابی الحسن اسکاف رحمہ اللہ

۲.....ابو محمد ابراہیم بن محمود بن سالم رحمہ اللہ

۳.....ابو عبد اللہ محمد بن علی بن بقا رحمہ اللہ ❸

علامہ محمد بن یوسف صالحی رحمہ اللہ (متوفی ۹۴۲ھ) نے بھی اپنے دو شیوخ ابو الفضل عبد الرحیم بن محمد بن محمد ارجانی اور ابو حفص عمر بن حسن بن عمر ثوری رحمہما اللہ کے طرق سے متصل اسناد کے ساتھ امام عمر اشنانی رحمہ اللہ کی مسند کی تخریج کی ہے۔ ❹

❶تاريخ بغداد: ترجمة: عمر بن حسن بن علي، ج ۱۱ ص ۳۷ ❷تاريخ بغداد: ترجمة: عمر بن حسن بن علي، ج ۱۱ ص ۳۷ ❸جامع المسانيد: الباب الثاني، اما المسند الثامن، ج ۱ ص ۸۱ ❹عقود الجمان: الباب الثالث والعشرون، المسند الثامن، ص ۳۲۷

حاجی خلیفہ رحمۃ اللہ علیہ (متوفی ۱۰۶۷ھ) نے ''کشف الظنون'' میں امام اشنانی رحمۃ اللہ علیہ کی مسند کا ذکر کیا ہے۔ ❶

علامہ سید مرتضی زبیدی رحمۃ اللہ علیہ (متوفی ۱۲۰۵ھ) نے ''عقود الجواهر المنيفة'' کے مقدمہ میں امام عمر اشنانی رحمۃ اللہ علیہ کی مسند کا ذکر کیا ہے۔ ❷

## ۹.....مسند امام عبداللہ بن محمد حارثی رحمۃ اللہ علیہ (متوفی ۳۴۰ھ)

آپ کا نام عبداللہ، والد کا نام محمد، کنیت ابو محمد، آپ کا تعلق ماوراء النہر سے ہے، آپ کی پیدائش ۲۵۸ھ میں ہوئی، آپ استاذ کے لقب کے ساتھ معروف تھے، امام حارثی رحمۃ اللہ علیہ کے چند محدثین اساتذہ: عبداللہ بن واصل، عبدالصمد بن فضل، محمد بن لیث سرخسی، عمران بن فرینام، فضل بن محمد شعرانی، محمد بن علی الصائغ رحمہم اللہ وغیرہ۔ آپ کے مشہور تلامذہ حدیث: ابوطیب عبداللہ بن محمد، محمد بن حسن بن منصور نیشاپوری، احمد بن محمد بن یعقوب فارسی، ابو عبداللہ بن مندہ، ابوالعباس بن عقدہ رحمہم اللہ وغیرہ۔

امام ذہبی رحمۃ اللہ علیہ ان کے ترجمے کا آغاز ان القابات کے ساتھ کرتے ہیں:

الشَّيْخُ، الإِمَامُ، الفَقِيه، العَلَّامَة، المُحَدِّث، عَالِمُ مَا وَرَاء النَّهْر.

نیز آگے نقل کرتے ہیں:

وَكَانَ ابْنُ مَنْدَة يحسن القَوْلَ فِيهِ. ❸

حافظ ابن مندہ ان کا تذکرہ اچھے الفاظ کے ساتھ کیا کرتے تھے۔

نیز امام ذہبی رحمۃ اللہ علیہ آپ کی جلالت شان کا تذکرہ ان الفاظ میں کرتے ہیں:

❶ كشف الظنون ،مسند الإمام الأعظم ،ج ٢ ص ١٦٨٠

❷ عقود الجواهر المنيفه في أدلة مذهب الإمام أبي حنيفة: مقدمة، ص ٦

❸ سير أعلام النبلاء: ترجمة: الأستاذ عبدالله بن محمد بن يعقوب، ج ١٥ ص ٤٢٤

وكان محدثاً جوّالاً، رأسا في الفقه، صنّف التصانيف. ❶

آپ محدث تھے، طلب علم میں بہت سفر کرنے والے تھے، اور آپ فقہ میں سرخیل تھے، آپ نے کئی تصانیف لکھیں۔

علامہ سمعانی رحمۃ اللہ علیہ (متوفی ۵۶۲ھ) امام حارثی رحمۃ اللہ علیہ کے متعلق فرماتے ہیں:

كا ن شيخا مكثرا من الحديث. ❷

آپ بزرگ تھے اور کثرت سے احادیث روایت کرنے والے تھے۔

علامہ خوارزمی رحمۃ اللہ علیہ (متوفی ۶۵۵ھ) نے اپنی کتاب ''جامع المسانید'' میں امام حارثی رحمۃ اللہ علیہ کے علمی مقام کے متعلق فرمایا:

من طالع مسنده الذى جمعه للإمام أبي حنيفة ،علم تبحرة في علم الحديث وإحاطته بمعرفة الطرق والمتون. ❸

جو شخص بھی امام حارثی کی مسند ابی حنیفہ کا مطالعہ کرے گا وہ ان کے علم الحدیث میں تبحر اور حدیث کے متون وطرق میں بلند پایہ معرفت جان لے گا۔

حافظ ابن حجر عسقلانی رحمۃ اللہ علیہ (متوفی ۸۵۲ھ) ان کو حافظ الحدیث قرار دیتے ہیں، چنانچہ ان کے تعارف میں فرماتے ہیں:

أبو محمد الحارثى هو عبد الله بن محمد بن يعقوب الحافظ الحنفي وهو الأستاذ وهو البخارى. ❹

علامہ خوارزمی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے چار شیوخ سے متصل سند کے ساتھ مسند حارثی کو نقل کیا

❶ العبر في خبر من غبر: سنة أربعين وثلاثمائة، ج۲ ص ۶۰

❷ الأنساب :باب السين والباء،السبذمونی، ج۷ ص ۵۸

❸ جامع المسانيد: ج۲ ص ۵۲۵ بحوالة مسانيد الإمام أبي حنيفة: ص ۱۱۳

❹ لسان الميزان: حرف الميم ،من كنيته أبو محمد ، ج۷ ص ۱۰۴

ہے، امام خوارزمی رحمۃ اللہ علیہ کے چار شیوخ یہ ہیں:

۱.....ابوالفضائل جمال الدین عبدالکریم بن عبدالصمد انصاری رحمۃ اللہ علیہ

۲.....صفی الدین اسماعیل بن ابراہیم قرشی مقدسی رحمۃ اللہ علیہ

۳.....شمس الدین یوسف بن عبداللہ فرغلی رحمۃ اللہ علیہ

۴.....ابوبکر بن محمد فرغانی رحمۃ اللہ علیہ [1]

امام ذہبی رحمۃ اللہ علیہ (متوفی ۷۴۸ھ) نے "تذکرۃ الحفاظ" میں امام قاسم بن اصبغ اموی قرطبی رحمۃ اللہ علیہ کے ترجمہ میں ان کا وصال ۳۴۰ھ لکھنے کے بعد کہا:

وفیها مات عالم ما وراء النهر ومحدثه الإمام العلامة أبو محمد عبد اللّٰه بن محمد بن يعقوب بن الحارث الحارثي البخاري الملقب بالأستاذ جامع مسند أبي حنيفة الإمام وله اثنتان وثمانون سنة. [2]

اسی سال ماوراء النہر کے مشہور عالم اور محدث امام علامہ محمد بن عبداللہ بن محمد یعقوب بن الحارث حارثی بخاری کا وصال ہوا، جو الاستاذ کے لقب سے معروف تھے، انہوں نے مسند امام ابوحنیفہ کو جمع کیا، ان کی عمر ۸۲ سال تھی۔

حافظ ابن حجر عسقلانی رحمۃ اللہ علیہ (متوفی ۸۵۲ھ) امام حارثی رحمۃ اللہ علیہ کی مسند کا تذکرہ کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

وَقد اعتنى الْحَافِظ أَبُو مُحَمَّد الْحَارِثِيّ وَكَانَ بعد الثلاثمائة بِحَدِيث أبي حنيفَة فَجمعه فِي مجلدة ورتبه على شُيُوخ أبي حنيفَة. [3]

تین سو سال بعد حافظ حدیث ابومحمد الحارثی نے امام ابوحنیفہ کی احادیث پر خصوصی توجہ

---

[1] جامع المسانيد: الباب الثاني، اما المسند الأول: ج ۱ ص ۷۸ [2] تذكرة الحفاظ: ترجمة: قاسم بن أصبغ بن محمد، ج ۳ ص ۴۹ [3] تعجيل المنفعة: مقدمة، ج ۱ ص ۲۳۹

مرکوز کر کے انہیں ایک جلد میں جمع کر دیا، اور اسے شیوخ ابوحنیفہ کے مطابق ترتیب دیا۔

حافظ ابن حجر رحمۃ اللہ علیہ نے ابو غسان رحمۃ اللہ علیہ کے حالات کے ذیل میں اس مسند کا تذکرہ کیا ہے:

وَقد أَخْرج الحارثي هَذَا الحَدِيث فِي مُسْند أَبيْ حنيفَة. ❶

علامہ عبدالقادر قرشی رحمۃ اللہ علیہ (متوفی ۷۷۵ھ) نے امام حارثی رحمۃ اللہ علیہ کے حالات میں اس مسند کا تذکرہ کیا ہے:

وصنف مسند أبي حنيفة. ❷

حافظ ابن حجر رحمۃ اللہ علیہ نے رافع مولی سعد رحمۃ اللہ علیہ کا ذکر کرتے ہوئے امام حارثی رحمۃ اللہ علیہ کی مسند ابی حنیفہ کا حوالہ دیا ہے:

أخرجه أبو محمد الحارثي في مسند أبي حنيفة. ❸

علامہ محمد بن یوسف صالحی رحمۃ اللہ علیہ (متوفی ۹۴۲ھ) نے ''عقود الجمان'' میں امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ کی سترہ مسانید میں سے پہلی مسند امام حارثی رحمۃ اللہ علیہ ہی کو اپنے شیوخ ابو یحیی زکریا بن محمد انصاری، ابو الفضل عبدالرحمن بن ابو بکر سیوطی رحمہما اللہ کے طریق سے متصل سند کے ساتھ درج کیا ہے۔ ❹

امام عجلونی رحمۃ اللہ علیہ (متوفی ۱۱۶۲ھ) نے ''کشف الخفاء'' میں ''ادرؤا الحدود بالشبهات'' والی روایت نقل کرنے کے بعد لکھا:

رواه الحارثي في مسند أبي حنيفة عن ابن عباس مرفوعا.

---

❶ تعجيل المنفعة: حرف الغين، ج۲ ص ۵۲۳ ❷ الجواهر المضية في طبقات الحنفية: ترجمة: عبدالله بن محمد بن يعقوب، ج ۱ ص ۲۸۹

❸ الإصابة في تمييز الصحابة: ترجمة: رافع مولى سعد، ج ۲ ص ۳۷۴

❹ عقود الجمان: الباب الثالث والعشرون، المسند الأول، ص ۳۲۲، ۳۲۳

اس حدیث کو امام حارثی نے حضرت عبداللہ بن عباس سے مرفوعا ''مسند ابی حنیفہ'' میں روایت کیا ہے۔

حافظ ابن حجر رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی کتاب ''المعجم المفہرس ''میں دو طرق سے امام حارثی رحمۃ اللہ علیہ تک اپنی سند ذکر کی ہے، اور مسند کا تذکرہ بڑے واضح الفاظ میں کیا ہے:

مسند أبي حنيفة لأبي محمد الحارثي عبدالله بن محمد. (1)

علامہ خوارزمی رحمۃ اللہ علیہ حافظ حارث رحمۃ اللہ علیہ کی اس مسند کے متعلق فرماتے ہیں:

اور جو شخص بھی ان کی اس مسند کا مطالعہ کرے گا جس میں انہوں نے امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کی مرویات کو جمع کیا ہے وہ علم حدیث میں ان کے تبحر اور طرق اسانید و متون پر ان کی نظر کی ہمہ گیری کا قائل ہو جائے گا:

ومن طالع مسنده الذى جمعه للإمام أبي حنيفة علم تبحره في علم الحديث وإحاطته بمعرفة الطرق والمتون.

حافظ عبداللہ حارثی رحمۃ اللہ علیہ کی اس کتاب کا اختصار علامہ حصکفی رحمۃ اللہ علیہ (متوفی ۶۵۰ھ) نے کیا، ان کا اختصار مسند ابی حنیفہ للحصکفی کے نام سے مشہور ہے، ملا علی قاری رحمۃ اللہ علیہ (متوفی ۱۰۱۴ھ) نے اس کی شرح لکھی ''مسند الأنام في شرح مسند الإمام'' کے نام سے، پھر علامہ قاسم بن قطلوبغا رحمۃ اللہ علیہ (متوفی ۸۷۹ھ) نے امام حارثی رحمۃ اللہ علیہ کی اصل مسند کو ابواب پر مرتب کیا، بعد کے دور میں ملا عابد سندھی رحمۃ اللہ علیہ (متوفی ۱۲۵۷ھ) نے مسند حصکفی کو جو مسند حارثی کی تلخیص ہے ابواب فقہیہ پر مرتب کیا، یہی کتاب آج کل مسند امام اعظم کے نام سے مشہور و متداول اور درس نظامی میں شامل ہے۔

امام حارثی رحمۃ اللہ علیہ کا انتقال (۳۴۰ھ) میں ۸۲ سال کی عمر میں ہوا۔

(1) المعجم المفهرس: حرف الحاء، ج ۱ ص ۲۷۱، رقم: ۱۱۲۹

## ۱۰.....مسند امام عبداللہ بن عدی جرجانی رحمۃ اللہ علیہ (متوفی ۳۶۵ھ)

آپ کا نام عبداللہ، والد کا نام عدی، کنیت ابواحمد، آپ کی پیدائش ۲۷۷ھ میں ہوئی، جرجان سے تعلق رکھنے والے جلیل القدر محدث اور حافظ حدیث ہیں، علم حدیث کے لئے آپ نے پانچ بڑے اسفار کئے، انہوں نے پہلی مرتبہ ۲۹۰ھ میں حدیث کا سماع کیا اور طلب حدیث میں ۲۹۷ھ میں مختلف ممالک کا سفر شروع کیا، آپ نے درج ذیل ائمہ حدیث سے روایت کیا: بہلول بن اسحاق تنوخی، محمد بن یحییٰ مروزی، عبدالرحمٰن بن قاسم دمشقی، جعفر بن محمد فریابی، ابوعبدالرحمٰن نسائی، صاحب المسند ابویعلی موصلی، صاحب الصحیح ابوبکر بن خزیمہ، ابوعروبہ، عمران بن موسیٰ بن مجاشع رحمہم اللہ وغیرہ، آپ کے چند محدثین تلامذہ: ابوسعد مالینی، حسن بن رامین، محمد بن عبداللہ بن عبدکویہ، حمزہ بن یوسف سہمی، ابوالحسین احمد بن العالی رحمہم اللہ۔ ❶

امام ذہبی رحمۃ اللہ علیہ انکے ترجمے کا آغاز ان القابات کے ساتھ کرتے ہیں:

الإِمَامُ، الحَافِظُ، النَّاقِدُ، الجَوَّالُ، أَبُو أَحْمَدَ عَبْدُ اللهِ بنُ عَدِيٍّ. ❷

امام ابن عدی رحمۃ اللہ علیہ کے شاگرد حمزہ بن یوسف سہمی رحمۃ اللہ علیہ (متوفی ۴۲۷ھ) بیان کرتے ہیں:

كَانَ ابْنُ عَدِيٍّ حَافِظاً مُتْقِناً، لَمْ يَكُنْ فِي زَمَانِهِ أَحدٌ مثلُهُ. ❸

امام ابن عدی رحمۃ اللہ علیہ حافظ حدیث اور پختہ محدث تھے، ان کے زمانے میں کوئی بھی ان جیسا نہ تھا۔

امام حمزہ سہمی رحمۃ اللہ علیہ ہی سے روایت ہے کہ میں نے امام ابوالحسن دارقطنی رحمۃ اللہ علیہ (متوفی

---

❶ سير أعلام النبلاء: ترجمة: ابن عدى عبدالله بن عدي، ج ۱۶ ص ۱۵۴

❷ سير أعلام النبلاء: ترجمة: ابن عدي عبدالله بن عدي، ج ۱۶ ص ۱۵۴

❸ سير أعلام النبلاء: ترجمة: ابن عدي عبدالله بن عدي، ج ۱۶ ص ۱۵۴

۳۸۵ھ) سے کہا کہ ضعیف رواۃ کے حالات پر کوئی تصنیف ہونی چاہئے انہوں نے مجھ سے کہا:

أَلَيسَ عِندَكَ كِتَابُ ابنِ عَدِيٍّ؟ قُلتُ: بَلَى. قَالَ: فِيهِ كِفَايَةٌ، لا يُزَادُ عَلَيهِ. ❶

کیا تمہارے پاس ابن عدی کی کتاب ''الکامل في ضعفاء الرجال'' نہیں ہے؟ میں نے کہا: میرے پاس ہے۔ انہوں نے فرمایا: وہ اس موضوع پر کافی ہے اس پر اضافہ نہیں کیا جاسکتا۔

امام ابوالولید سلیمان بن خلف الباجی رحمۃ اللہ علیہ (متوفی ۴۷۴ھ) نے آپ کے متعلق فرمایا:

ابنُ عَدِيٍّ حَافِظٌ لا بَأسَ بِهِ. ❷

ابن عدی کے حافظ حدیث ہونے میں کوئی شک وشبہ نہیں۔

یہ بات یاد رہے کہ ''الکامل في ضعفاء الرجال'' میں تمام ضعیف راویوں کا تذکرہ نہیں ہے بلکہ اس میں بہت سے ثقہ راویوں کا بھی ذکر آ گیا، یہاں تک کہ صحیحین کے رجال کا بھی اس میں ذکر ہے، اس لئے صرف اس کتاب کو دیکھ کر کسی راوی کے ثقہ یا ضعیف ہونے کا فیصلہ نہیں کیا جاسکتا۔ انہوں نے اپنی اس کتاب میں ہر اس راوی کا ذکر کیا ہے جس پر کسی نے کلام کیا ہو اگر چہ وہ ثقہ کیوں نہ ہو۔ چنانچہ علامہ ابن عدی رحمۃ اللہ علیہ خود امام احمد بن صالح المصری اور عبداللہ بن محمد بن عبدالعزیز البغوی رحمہما اللہ ان دونوں حضرات کے ترجمے میں آپ نے فرمایا کہ میں نے اگر یہ شرط نہ لگائی ہوتی کہ میں ہر اس شخص کا ذکر کرونگا جس پر کلام ہوا ہو تو میں کبھی ان کا تذکرہ نہ کرتا، ان کی جلالتِ شان اور ثقاہت کی وجہ سے:

❶ سير أعلام النبلاء: ترجمة: ابن عدي عبدالله بن عدي، ج ١٦ ص ١٥٤

❷ سير أعلام النبلاء: ترجمة: ابن عدى عبدالله بن عدى، ج ١٦ ص ١٥٤

ولولا أني شرطت في الكتاب أن كل من تكلم فيه متكلم ذكرته وإلا كنت لا أذكره. ❶

امام ابن عدی رحمہ اللہ کے اپنے اس اعتراف سے بھی معلوم ہوا کہ انہوں نے ہر متکلم فیہ راوی کا ذکر کیا ہے اگر چہ وہ ثقہ کیوں نہ ہو، امام ابن عدی نے تو حضرت اویس قرنی رحمہ اللہ مشہور تابعی کا ذکر بھی اپنی اس کتاب میں کیا ہے، حالانکہ ان کے مناقب صحیح مسلم کی حدیث سے ثابت ہیں، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ جیسے جلیل القدر شخص سے فرمایا تھا کہ ان سے اپنے لئے دعا کروانا۔

صحیح بخاری کے راوی ابوسلیمان البصری رحمہ اللہ جن کے متعلق امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ دو مرتبہ فرماتے ہیں کہ یہ ثقہ ہیں، امام یحیی بن معین، امام نسائی، امام ابوحاتم رازی رحمہم اللہ ان تینوں اسماء الرجال کے ماہرین نے باوجود یہ کہ متشدد بھی ہیں، انکی توثیق کی ہے لیکن امام ابن عدی رحمہ اللہ نے ان کا تذکرہ ضعفاء میں کیا ہے:

أَبُو سُلَيْمَان الْبَصْرِيّ قَالَ أَحْمد بن حَنْبَل ثِقَة ثِقَة وَوَثَّقَهُ بن معِين وَالنَّسَائِيّ وَأَبُو حَاتِم وبن سعد وَغَيرهم وَأما بن عدي فَذكره فِي الضُّعَفَاء. ❷

صحیح مسلم کے راوی امام حمید بن ہلال کا ذکر بھی اس کتاب میں ہے۔ امام ذہبی رحمہ اللہ (متوفی ۷۴۸ھ) فرماتے ہیں امام حمید بن ہلال رحمہ اللہ جلیل القدر تابعین میں سے ہیں، اور بصرہ کے ثقہ راویوں میں سے ہیں، میں (امام ذہبی رحمہ اللہ) کہتا ہوں کہ ان سے صحیح مسلم میں روایت موجود ہے، چونکہ امام ابن عدی رحمہ اللہ نے الکامل میں ان کا ذکر کیا ہے تو اس لئے میں

---

❶ الكامل: ترجمة: عبدالله بن محمد بن عبدالعزيز، ج۵ ص۴۳۸، رقم: ۱۱۰۲/ الكامل: ترجمة: أحمد بن صالح المصري، ج ا ص۲۹۵، رقم: ۲۱ ❷ فتح الباری: الفصل التاسع في سياق أسماء من طعن فيه من رجال هذ الكتاب، ج ا ص ۴۳۴

نے بھی ان کا ذکر کیا ہے ورنہ یہ روای قابل حجت ہیں:

حمید بن هلال من جلة التابعين وثقاتهم بالبصرة. قلت: روايته عنه في مسلم، وهو في كامل ابن عدى مذكور، فلهذا ذكرته وإلا فالرجل حجة. ❶

امام ابن عدی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی اس کتاب میں امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے پوتے اسماعیل، آپ کے صاحبزادے حماد اور خود آپ کے متعلق فرمایا کہ یہ تینوں ضعیف ہیں۔ ❷

بڑے حیرت کی بات ہے کہ فنِ رجال میں نمایاں مقام رکھنے کے باوجود اس قدر غفلت اور لاپروائی کہ ایک ہی جملے میں بغیر کسی سببِ ضعف کے تینوں ائمہ پر حکم لگا دیا گیا، یہ رویہ اہل علم کی شایانِ شان نہیں ہے۔ آخر یہ ضعیف ہیں تو کوئی وجہ ضعف بھی ہوگی، اسے ذکر کیا جائے یہ کیوں ضعیف ہیں؟ جب کہ امام صاحب کے متعلق تعدیل مفسر موجود ہے، اکابر اہل علم نے آپ کی توثیق کی ہے، آپ کی امامت وعدالت وثقاہت تو متفق علیہ ہے۔

علامہ محمد بن ابراہیم المعروف ابن الوزیر یمانی رحمۃ اللہ علیہ (متوفی ۸۴۰ھ) فرماتے ہیں:

انه ثبت بالتواتر فضله وعدالته وتقواه وأمانته. ❸

امام ابوحنیفہ کی فضیلت، عدالت، تقویٰ اور امانت داری تواتر کے ساتھ ثابت ہے۔

علامہ ابن البر مالکی رحمۃ اللہ علیہ (متوفی ۴۶۳ھ) فرماتے ہیں کہ ہر وہ شخص جس کی عدالت، دیانت داری، ثقاہت اور علم دوستی واضح ہو ایسے شخص کے بارے میں کسی کے قول کی طرف التفات نہیں کیا جائے گا:

وَالصَّحِيحُ فِيْ هَذَا الْبَابِ أَنَّ مَنْ صَحَّتْ عَدَالَتُهُ وَثَبَتَتْ فِي الْعِلْمِ إِمَامَتُهُ

❶ ميزان الاعتدال: ترجمة: حميد بن هلال، ج ا ص ٦١٢، رقم: ٢٣٤٥

❷ الكامل: ترجمة: إسماعيل بن حماد، ج ا ص ٥٠٩

❸ الروض الباسم في الذب عن سنة أبي القاسم، ج ا ص ٣٠٨

وَبَانَتْ ثِقَتُهُ وَبِالْعِلْمِ عِنَايَتُهُ لَمْ يُلْتَفَتْ فِيهِ إِلَى قَوْلِ أَحَدٍ. ❶

امام ابن عدی رحمۃ اللہ علیہ کی یہ جرح مبہم ہے، اور جرح مبہم کا کوئی اعتبار نہیں ہے، علامہ ابن امیر الحاج رحمۃ اللہ علیہ (متوفی ۸۷۹ھ) لکھتے ہیں:

أَكْثَرُ الْفُقَهَاءِ وَمِنْهُمُ الْحَنَفِيَّةُ وَ أَكْثَرُ الْمُحَدِّثِينَ وَمِنْهُمُ الْبُخَارِيُّ وَمُسْلِمٌ لَا يَقْبَلُ الْجَرْحَ إِلَّا مُبَيَّنًا سَبَبُهُ كَأَنْ يَقُولَ الْجَارِحُ فُلَانٌ شَارِبُ خَمْرٍ أَوْ آكِلُ رِبًا. ❷

اکثر فقہاء کرام جن میں ائمہ احناف، اکثر محدثین کرام جن میں امام بخاری و مسلم رحمہما اللہ بھی شامل ہیں فرماتے ہیں کہ جرح اس وقت قابل قبول ہوگی جب سبب جرح بیان کیا جائے، جیسا کہ جارح کہے کہ فلاں شخص شراب پیتا ہے یا سود کھاتا ہے تو اب جرح قبول ہوگی۔

امام ابن عدی رحمۃ اللہ علیہ کی اس جرح کے متعلق محقق العصر علامہ عبدالحی لکھنوی رحمۃ اللہ علیہ (متوفی ۱۳۰۴ھ) فرماتے ہیں کہ جب تک اسماعیل اور حماد کے بارے میں سبب ضعف بیان نہ کیا جائے تو اس وقت تک ابن عدی کی جرح مقبول نہیں، کیوں کہ جرح مبہم کا کوئی اعتبار نہیں ہے، لیکن یہ جرح امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے بارے میں یقینی طور پر غیر مقبول ہے:

قلت :قول ابن عدي إن كان مقبولا في إسماعيل وحماد إذا بين سبب الضعف لعدم اعتبار الجرح المبهم فهو غير مقبول قطعا في أبي حنيفة. ❸

بہر حال اگر یہ جرح بالفرض والمحال تسلیم کر بھی لی جائے تو یہ انکے ابتدائی دور کی بات ہے جب انہوں نے الکامل لکھی تھی، لیکن جب وہ مصر گئے اور وہاں سرخیل احناف امام

❶ جامع بيان العلم وفضله: باب حكم قول العلماء بعضهم في بعض، ج۲ ص۱۰۹۳ ❷ التقرير والتحبير: الباب الثالث: السنة، فصل في شرائط الراوي، مسألة لا يقبل الجرح إلامبينا سببه، ج۲ ص۲۵۸

❸ الفوائد البهيه في تراجم الحنفية: ترجمة: اسماعيل بن حماد، ص ۸۱

ابوجعفر طحاوی رحمۃ اللہ علیہ (متوفی ۳۲۱ھ) سے ملاقات اور ان کی صحبت کے نتیجہ میں امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ اور فقہ حنفی کی صحیح تصویر ان کے سامنے آئی تو پھر انہوں نے اپنے سابقہ تمام نظریات سے رجوع کیا، اور پھر باقاعدہ انہوں نے امام صاحب کی مسند روایات کو جمع کیا، شاید اس کے کفارے میں انہوں نے ''مسند ابی حنیفہ'' تصنیف کی، اور امام صاحب کی مسند روایات کو یکجا کیا۔

محدث ناقد علامہ زاہد الکوثری رحمۃ اللہ علیہ (متوفی ۱۳۷۱ھ) فرماتے ہیں:

وكان ابن عدي على بعده عن الفقه والنظر والعلوم العربية، طويل اللسان في أبي حنيفة وأصحابه، ثم لما اتصل بأبي جعفر الطحاوي وأخذ عنه تحسنت حالته يسيراً حتى ألف مسندا في أحاديث أبي حنيفة.

امام ابن عدی فقہ، نظر (استخراج واستنباط میں غور وفکر) اور علوم عربیہ سے دور رہنے کی وجہ سے امام ابوحنیفہ اور آپ کے اصحاب کے بارے میں زبان دراز تھے، پھر جب امام ابوجعفر طحاوی سے ملے اور ان سے اخذ علم کیا تو ان کی حالت قدرے اچھی ہوگئی، یہاں تک کہ امام ابوحنیفہ کی مسند تالیف کی۔ ❶

نیز بلند پایہ محقق، رجال اور اصولِ حدیث پر گہری نظر رکھنے والے شیخ عبد الفتاح ابوغدہ رحمۃ اللہ علیہ (متوفی ۱۴۱۷ھ) نے بھی اپنے استاذ کے حوالے سے یہ بات ''الرفع والتكميل في الجرح والتعديل'' کے حاشیے میں نقل کی ہے، دیکھئے: ❷

امام ابن عدی رحمۃ اللہ علیہ کی اس مسند کا تذکرہ کئی اہل علم نے کیا ہے، سلطان الملك المعظم علامہ یحیی بن ابوبکر ایوبی رحمۃ اللہ علیہ (متوفی ٦۲۴ھ) نے اپنی کتاب ''السهم المصيب في

❶ تانيب الخطيب على ما ساقه في ترجمة أبي حنيفة من الأكاذيب: ص ١٦٩

❷ الرفع والتكميل: ص ٣٤٠، ٣٤١

کبد الخطیب ''میں امام ابن عدی رحمۃ اللہ علیہ کی مسند کا تذکرہ کیا ہے۔ ❶

مورخ اسلام امام ابن العدیم رحمۃ اللہ علیہ (متوفی ٦٦٠ھ) نے بھی امام ابن عدی رحمۃ اللہ علیہ کی مسند کا تذکرہ ان الفاظ میں کیا ہے:

وقد نظرت في مسانيد أبي حنيفة رضى الله عنه وهى مسنده الذى جمعه الحافظ أبو أحمد بن عدي. ❷

علامہ خوارزمی رحمۃ اللہ علیہ (متوفی ٦٥٥ھ) نے جامع المسانید میں اپنے شیخ ابومحمد حسن بن احمد بن ہبۃ اللہ کے طریق سے متصل سند کے ساتھ امام ابن عدی رحمۃ اللہ علیہ کی مسند کی تخریج کی ہے اوران تک اپنی اسناد بھی ذکر کردی ہے۔ ❸

امام محمد بن یوسف صالحی شافعی رحمۃ اللہ علیہ (متوفی ۹۴۲ھ) نے ''عقود الجمان ''میں امام اعظم کی مسانید کو بیان کرتے ہوئے ''المسند السادس'' کے تحت امام ابن عدی رحمۃ اللہ علیہ کی مسند کا تذکرہ کیا، امام صالحی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے شیخ ابوحفص عمر بن حسن بن عمر نووی رحمۃ اللہ علیہ کے طریق سے متصل اسناد کے ساتھ اس مسند کی تخریج کی ہے۔ ❹

## ۱۱.....مسند امام محمد بن مظفر رحمۃ اللہ علیہ (متوفی ۳۷۹ھ)

نام محمد، والد کا نام مظفر، کنیت ابوالحسین، آپ کی ولادت بغداد ۲۸٦ھ میں ہوئی، ۳۰۰ھ میں انہوں نے حدیث کا سماع شروع کیا جب کہ ان کی عمر ۱۴ سال تھی، طلب حدیث میں مصر، شام، جزیرہ وعراق کا سفر کیا، آپ نے درج ذیل ائمہ حدیث سے روایت

❶السهم المصيب في كبدالخطيب، ص ١١٢ ❷بغية الطلب في تاريخ حلب: ترجمة:الحسين بن علي بن يزيد بن داود، ج٦ ص ٢٧١٠

❸جامع المسانید :الباب الثانی، اماالمسند السادس، ج ١ ص ٨١

❹عقودالجمان: الباب الثالث والعشرون، المسند السادس، ص ٣٢٥

کی: حامد بن شعیب بلخی، ابوبکر بن باغندی، ابوالقاسم بغوی، ہیثم بن خلف دوری، قاسم بن زکریا المرز، احمد بن حسن الصوفی، محمد بن جریر طبری، عبداللہ بن صالح رحمہم اللہ وغیرہ۔ آپ کے چند محدثین تلامذہ: ابوحفص بن شاہین، ابوحسن علی بن عمر دارقطنی، ابوبکر البرقانی، محمد بن ابوالفوارس، ابوعبدالرحمٰن سلمی، ابونعیم اصبہانی، حسن بن محمد خلال، ابوقاسم تنوخی رحمہم اللہ وغیرہ۔ ❶

امام ذہبی رحمۃ اللہ علیہ نے ان کے ترجمے کا آغاز ان القابات کے ساتھ کیا ہے:

الشَّيْخُ، الحَافِظُ، المُجَوِّدُ، مُحَدِّثُ العِرَاقِ، أَبُو الحُسَيْنِ مُحَمَّدُ بنُ المُظَفَّرِ. ❷

صاحب السنن امام دارقطنی رحمۃ اللہ علیہ (متوفی ۳۸۵ھ) امام ابن المظفر رحمۃ اللہ علیہ کی بے حد تعظیم کیا کرتے تھے، قاضی محمد بن عمر بن اسماعیل رحمۃ اللہ علیہ بیان کرتے ہیں:

رأيت أبا الحسن الدارقطني يعظم أبا الحسين بن المظفر ويجله ولا يستند بحضرته. ❸

میں نے دیکھا کہ ابوالحسن دارقطنی امام ابوالحسین بن المظفر کی بے حد تعظیم وتکریم کرتے، اوران کی موجودگی میں ٹیک لگا کرنہیں بیٹھتے تھے۔

خطیب بغدادی رحمۃ اللہ علیہ (متوفی ۴۶۳ھ) آپ کے متعلق فرماتے ہیں:

وكان حافظا فهما، صادقا مكثرا. ❹

آپ حافظ حدیث ذہین، صادق اور کثیراحادیث بیان کرنے والے تھے۔

موصوف کے کثیر الحدیث اور بے مثال حافظے کا اندازہ اس واقعہ سے لگائیں کہ ایک

❶سير أعلام النبلاء: ترجمة: محمد بن المظفر بن موسى، ج١٦ ص٤١٨، ٤١٩

❷سير أعلام النبلاء: ترجمة: محمد بن المظفر بن موسى، ج١٦ ص٤١٨، ٤١٩

❸تاريخ بغداد: ترجمة: محمد بن المظفر بن موسى، ج٤ ص٢٧، ٢٨

❹تاريخ بغداد: ترجمة: محمد بن المظفر بن موسى، ج٤ ص٢٨

دفعہ امام ابن ابی الفوارس رحمۃ اللہ علیہ (متوفی ۴۱۲ھ) نے ان سے ایک روایت کے متعلق پوچھا جو ''باغندی عن ابن زید المذاري عن عمرو بن وعاصم'' کی سند سے مروی ہے، تو انہوں نے فرمایا یہ حدیث میرے پاس نہیں ہے، امام ابن ابی الفوارس رحمۃ اللہ علیہ نے عرض کیا کہ دیکھ لیجئے! شاید آپ کے پاس ہو؟ تو آپ نے فرمایا:

لو كان عندى لكنت أحفظه، عندى عن الباغندي مائة ألف حديث ما فيها هذا.

اگر یہ حدیث میرے پاس ہوتی تو مجھے یاد ہوتی، میرے پاس باغندی سے مروی ایک لاکھ احادیث ہیں لیکن ان سے مروی یہ حدیث میرے پاس نہیں ہے۔ [1]

حافظ ابوبکر احمد بن محمد البرقانی رحمۃ اللہ علیہ (متوفی ۴۲۵ھ) امام ابن المظفر رحمۃ اللہ علیہ کے کثیر الحدیث ہونے کو یوں بیان فرماتے ہیں:

كتب الدارقطني عن ابن المظفر ألف حديث وألف حديث وألف حديث فعدد ذلک مرات. [2]

میں نے دارقطنی کے طریق سے امام ابن المظفر سے ایک ہزار احادیث لکھیں، پھر ہزار احادیث لکھیں، پھر ہزار احادیث لکھیں، انہوں نے اس طرح کئی مرتبہ عدد گنوایا۔

اس قدر بلند پایہ محدث، حافظِ حدیث، علم حدیث ورجالِ حدیث میں گہری دسترس رکھنے والے عظیم المرتبت انسان جو صرف ایک محدث امام باغندی رحمۃ اللہ علیہ کی ایک لاکھ احادیث کے حافظ تھے، تو دیگر محدثین کی کس قدر احادیث ان کے حافظے میں محفوظ ہوں گی، وقت کے اس جلیل القدر محدث نے بھی امام صاحب کی مسند لکھی جو حدیث میں امام

---

[1] تذكرة الحفاظ: ترجمة: محمد بن المظفر بن موسى، ج۳ ص ۱۲٦

[2] تاريخ مدينة دمشق لابن عساكر: ترجمة: محمد بن المظفر بن موسى، ج٥٦ ص ٧

اعظم رحمۃ اللہ علیہ کے بلند پایہ مقام پر منہ بولتا ثبوت ہے۔

امام محمد بن عبدالغنی بغدادی المعروف ابن نقطہ حنبلی رحمۃ اللہ علیہ (متوفی ٦٢٩ھ) امام محمد بن مظفر رحمۃ اللہ علیہ کا تعارف بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

جمع مسند أبي حنيفة. [1]

انہوں نے مسند ابی حنیفہ کو جمع کیا۔

علامہ خوارزمی رحمۃ اللہ علیہ (متوفی ٦٥٥ھ) نے اپنے چار شیوخ سے متصل سند کے ساتھ مسند ابن المظفر کو نقل کیا ہے، ان کے چار شیوخ یہ ہیں:

١.....ابومحمد یوسف ابن ابی الفرج عبدالرحمٰن بن علی الجوزی رحمۃ اللہ علیہ

٢.....ابوالمظفر یوسف بن علی بن حسن رحمۃ اللہ علیہ

٣.....علی بن معالی رحمۃ اللہ علیہ

٤.....عبداللطیف المعروف ابن اللخمی رحمۃ اللہ علیہ [2]

حافظ ابن حجر عسقلانی رحمۃ اللہ علیہ (متوفی ٨٥٢ھ) نے مسند ابن المقری کا ذکر کرنے کے بعد حافظ ابوالحسین بن المظفر رحمۃ اللہ علیہ کی ''مسند أبي حنيفة'' کا تذکرہ کیا ہے۔ [3]

علامہ محمد بن یوسف صالحی شافعی رحمۃ اللہ علیہ (متوفی ٩٤٢ھ) نے بھی اپنی متصل سند کے ساتھ مسند ابن المظفر کا ذکر کیا ہے، انہوں نے اس مسند کو اپنے دو شیوخ محدث ابوالفارس عبدالعزیز ابن نجم الدین علوی رحمۃ اللہ علیہ اور حافظ ابوفضل بن بکر شافعی رحمۃ اللہ علیہ کے طریق سے روایت کیا ہے۔ [4]

---

[1] التقييد لمعرفة رواة السنن والمسانيد: ترجمة: محمد بن المظفر، ج ١ ص ١١٣

[2] جامع المسانيد: الباب الثاني: اما المسند الثالث، ج ١ ص ٧٩

[3] تعجيل المنفعة: مقدمة، ج ١ ص ٢٤٠

[4] عقود الجمان: الباب الثالث والعشرون، المسند الثالث، ص ٣٢٤

حاجی خلیفہ رحمۃ اللہ علیہ (متوفی ۱۰۶۷ھ) نے مسند ابن ابی المظفر کا تذکرہ کیا ہے، دیکھئے: ❶

## ۱۲..... مسند امام طلحہ بن محمد بغدادی رحمۃ اللہ علیہ (متوفی ۳۸۰ھ)

نام طلحہ، والد کا نام محمد، کنیت ابو القاسم، آپ کی پیدائش ۲۹۱ھ میں ہوئی، علم حدیث میں آپ نے درج ذیل ائمہ حدیث سے روایت کیا: عمر بن اسماعیل ثقفی کوفی، محمد بن عباس، عبداللہ بن زیدان، محمد بن حسین الاشنانی، ابو قاسم بغوی، ابوبکر بن ابی داؤد رحمہم اللہ اور دیگر ائمہ سے۔ آپ سے درج ذیل محدثین نے روایت کیا: فقیہ عمر بن ابراہیم ازہری، ابو محمد الخلال، علی بن حسن تنوخی، حسن بن علی جوہری رحمہم اللہ وغیرہ۔ ❷

امام ذہبی رحمۃ اللہ علیہ (متوفی ۷۴۸ھ) ان کے ترجمے کا آغاز ان الفاظ میں کرتے ہیں:

الشَّاهِدُ، الشَّيْخُ، العَالِمُ، الأَخْبَارِيُّ، المُؤَرِّخُ، أَبُو القَاسِمِ البَغْدَادِيُّ، المُقْرِئُ. ❸

امام ذہبی رحمۃ اللہ علیہ ان کے متعلق فرماتے ہیں:

طلحة بن محمد الشاهد بغدادي مشهور في زمن الدارقطني، صحيح السماع. ❹

طلحہ بن محمد شاہد بغدادی، امام دار قطنی کے زمانہ کے مشہور اور صحیح السماع محدث ہیں۔

علامہ خوارزمی رحمۃ اللہ علیہ امام طلحہ رحمۃ اللہ علیہ کی ثقاہت کا اظہار ان الفاظ میں کرتے ہیں:

كان مقدم العدول والثقات الأثبات في زمانه. ❺

آپ اپنے زمانے کے عدول، ثقات اور پختہ محدثین میں سب سے مقدم تھے۔

---

❶ كشف الظنون: مسند الإمام الأعظم، ج ۲ ص ۱۶۸۰ ❷ تاريخ بغداد: ترجمة: طلحة بن محمد بن جعفر، ج ۹ ص ۳۵۶ ❸ سير أعلام النبلاء: ترجمة: طلحة بن محمد بن جعفر، ج ۱۶ ص ۳۹۶ ❹ ميزان الاعتدال: ترجمة: طلحة بن محمد، ج ۲ ص ۳۴۲ ❺ جامع المسانيد: ترجمة: طلحه بن محمد، ج ۲ ص ۷۲۳

علامہ خوارزمی رحمۃ اللہ علیہ (متوفی ۶۵۵ھ) نے دوسری مسند جو آپ تک متصل سند سے بیان کی ہے وہ یہی امام طلحہ رحمۃ اللہ علیہ کی تالیف کردہ ہے۔ امام خوارزمی رحمۃ اللہ علیہ نے اس مسند کو اپنے تین شیوخ سے نقل کیا ہے۔

ا..... یوسف بن عبدالرحمن ابن الجوزی رحمۃ اللہ علیہ

۲..... قاضی فخر الدین نصر اللہ بن علی بن عبدالرشید رحمۃ اللہ علیہ

۳..... ابومنصور عبدالقادر بن ابونصر قزوینی رحمۃ اللہ علیہ ❶

علامہ محمد بن یوسف صالحی رحمۃ اللہ علیہ (متوفی ۹۴۲ھ) نے بھی اپنے شیخ قاضی ابوحفص عمر بن حسن بن عمر ثوری مصری رحمۃ اللہ علیہ کے طریق سے متصل سند کے ساتھ امام طلحہ رحمۃ اللہ علیہ کی مسند کا تذکرہ کیا ہے۔ ❷

حاجی خلیفہ رحمۃ اللہ علیہ (متوفی ۱۰۶۷ھ) نے امام ابوالقاسم طلحہ بن محمد رحمۃ اللہ علیہ کی ''مسند أبي حنيفة'' کا ذکر کیا ہے۔ ❸

علامہ تقی الدین سبکی رحمۃ اللہ علیہ (متوفی ۷۵۶ھ) نے بھی ان کی مسند کا تذکرہ کیا ہے، چنانچہ وہ اس مسند کی ایک حدیث سے استدلال کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

ومسنده الذى جمعه أبو القاسم طلحة بن محمد بن جعفر الشاهد.

یہ حدیث امام ابوحنیفہ کی مسند جس کو امام ابو القاسم طلحہ بن محمد بن جعفر نے تصنیف کیا ہے، اس میں مروی ہے۔ ❹

علامہ علی بن عبداللہ المعروف سمہودی رحمۃ اللہ علیہ (متوفی ۹۱۱ھ) نے بھی اس مسند کا تذکرہ ان الفاظ میں کیا ہے:

---

❶ جامع المسانيد: الباب الثاني: اما المسند الثاني، ج ا ص ۷۹ ❷ عقود الجمان: الباب الثالث والعشرون، المسند الثاني، ص ۳۲۳ ❸ كشف الظنون: مسند الإمام الأعظم، ج ۲ ص ۱۶۸۰ ❹ شفاء السقام في زيارة سيد الأنام، ص ۲۲۱

رواه أبو القاسم طلحة بن محمد في مسند أبي حنيفة. ❶

مشہور مؤرخ امام ابن العدیم حلبی رحمۃ اللہ علیہ (متوفی ٦٦٠ھ) نے اس مسند کا تذکرہ ان الفاظ میں کیا ہے:

ومسنده الذي جمعه أبو القاسم طلحة بن محمد بن جعفر الشاهد. ❷

## ١٣..... مسند امام محمد بن ابراہیم مقری (متوفی ٣٨١ھ)

نام محمد، والد کا نام ابراہیم، کنیت ابوبکر، آپ اصبہان کے ممتاز حافظ حدیث، ثقہ، صدوق اور طلبِ حدیث میں کثرت سے سفر کرنے والے تھے، ابن المقری کے لقب سے مشہور تھے۔ آپ کی پیدائش ٢٨٥ھ میں ہوئی، اور ٣٠٠ھ میں پہلی مرتبہ انہوں نے حدیث کا سماع کیا۔

آپ کے مشہور محدثین اساتذہ: محمد بن نصیر بن ابان، محمد بن علی فرقدی، عمر بن ابی غیلان، ابوبکر باغندی، حافظ ابویعلی احمد بن علی موصلی، احمد بن یحیی بن زہیر، امام ابوجعفر طحاوی رحمہم اللہ۔ آپ کے چند محدثین تلامذہ: حافظ ابواسحاق بن حمزہ، ابوالشیخ ابن حیان، حافظ ابونعیم اصبہانی، مورخ حمزہ بن یوسف سہمی، محمد بن عمر البتال، ابوزید محمد بن سلامہ، طاہر بن محمد بن احمد، ابوالطیب عبدالرزاق رحمہم اللہ وغیرہ۔ ❸

امام ذہبی رحمۃ اللہ علیہ (متوفی ٧٤٨ھ) نے آپ کے ترجمے کا آغاز ان القابات کے ساتھ کیا ہے:

الشَّيْخُ، الحَافِظُ، الجَوَّالُ، الصَّدُوْقُ، مُسْنِدُ الوَقْتِ. ❹

---

❶وفاء الوفاء بأخبار دار المصطفى: الفصل الثالث في توسل الزائر، الحال الرابع، ج٤ ص١٩٨ ❷بغية الطلب في تاريخ حلب: ترجمة: الحسن بن علي بن يزيد، ج٦ ص٢٧١٠ ❸سير أعلام النبلاء: ترجمة: ابن المقري محمد بن إبراهيم، ج١٦ ص٣٩٨
❹سير أعلام النبلاء: ترجمة: ابن المقري محمد بن إبراهيم، ج١٦ ص٣٩٨

امام ابن المقری رحمۃ اللہ علیہ علم حدیث کے حصول کی خاطر اپنے اسفار کا تذکرہ کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

طِفْتُ الشَّرقَ وَالغربَ أَرْبَعَ مَرَّاتٍ. ❶

میں نے (علم حدیث کی خاطر) چار مرتبہ مشرق تا مغرب سفر کیا۔

نیز فرماتے ہیں:

دَخَلْتُ بَيْتَ المَقْدِسِ عَشْرَ مَرَّاتٍ، وَحَجَجْتُ أَرْبَعَ حِجَّاتٍ، وَأَقَمْتُ بِمَكَّةَ خَمْسَةً وَعِشْرِيْنَ شَهْراً. ❷

میں نے دس مرتبہ بیت المقدس حاضری دی، چار حج کئے، اور پچیس مہینے مکہ مکرمہ میں قیام کیا۔

حافظ ابونعیم اصبہانی رحمۃ اللہ علیہ (متوفی ۴۳۰ھ) آپ کی ثقاہت اور کثرتِ حدیث کے متعلق فرماتے ہیں:

مُحَدِّثٌ كَبِيرٌ ثِقَةٌ أَمِينٌ، صَاحِبُ مَسَانِيدَ وَأُصُولٍ، سَمِعَ بِالْعِرَاقِ وَالشَّامِ وَمِصْرَ مَا لَا يُحْصَى كَثْرَةً. ❸

آپ محدث کبیر، ثقہ، امین، صاحب مسانید اور اصول ہیں، آپ نے عراق، شام اور مصر میں اتنی کثرت سے احادیث کا سماع کیا ہے جن کو شمار نہیں کیا جا سکتا ہے۔

امام ابن نقطہ حنبلی رحمۃ اللہ علیہ (متوفی ۶۲۹ھ) نے امام ابن المقری رحمۃ اللہ علیہ کی اس مسند کا ذکر کیا ہے:

❶ سير أعلام النبلاء: ترجمة: ابن المقري محمد بن إبراهيم، ج ١٦ ص ٣٩٨

❷ سير أعلام النبلاء: ترجمة: ابن المقري محمد بن إبراهيم، ج ١٦ ص ٣٩٨

❸ تاريخ أصبهان: ترجمة: محمد بن ابرهيم بن علي، ج ٢ ص ٢٦٧

وجمع مسند أبي حنيفة. ❶

علامہ شمس الدین ذہبی رحمۃ اللہ علیہ (متوفی ۷۴۸ھ) نے امام ابن المقری رحمۃ اللہ علیہ کے تعارف میں لکھا:

قد صنف مسند أبي حنيفة. ❷

نیز امام ذہبی رحمۃ اللہ علیہ نے ناصر بن محمد بن ابوالفتح رحمۃ اللہ علیہ کے ترجمے میں بھی اس مسند کا ان الفاظ میں تذکرہ کیا ہے:

أَنَّ نَاصِراً سَمِعَ مُسْنَد أَبِي حَنِيْفَةَ لابْنِ الْمُقْرِءِ مِنْ إِسْمَاعِيْلَ ابْنِ الإِخْشِيذِ. ❸

یقیناً ناصر نے ابن المقری کی مسند ابی حنیفہ کا اسماعیل بن اخشید سے سماع کیا تھا۔

حافظ ابن حجر عسقلانی رحمۃ اللہ علیہ (متوفی ۸۵۲ھ) مسانید امام ابوحنیفہ کا تذکرہ کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

وَكَذٰلِكَ خرج الْمَرْفُوع مِنْهُ الْحَافِظ أَبُو بكر بن الْمقري وتصنيفه أَصْغَر من تصنف الْحَارِثِيَ. ❹

اس طرح حافظ ابوبکر بن مقری نے امام ابوحنیفہ سے مرفوع احادیث کی تخریج کی ہے، ان کی تصنیف حارثی کی تصنیف سے چھوٹی ہے۔

نیز حافظ نے ''التلخيص الحبير'' میں بھی اس مسند کا تذکرہ کیا ہے:

رواه ابن المقري في مسند أبي حنيفة. ❺

❶ التقييد لمعرفة رواة السنن والمسانيد: ترجمة: محمد بن إبراهيم بن علي، ج ۱ ص ۲۷

❷ تذكرة الحفاظ: ترجمة: ابن المقرى ابو بكر محمد بن إبراهيم، ج ۳ ص ۱۲۱

❸ سير أعلام النبلاء: ترجمة: ناصر بن محمد، ج ۲۱ ص ۳۰۶

❹ تعجيل المنفعة: مقدمة: ج ۱ ص ۲۴۰

❺ التلخيص الحبير: كتاب الحج، باب سنن الإحرام، ج ۲ ص ۵۲۳، رقم: ۱۰۰۳

نیز حافظ نے اس مسند کا تذکرہ کر کے اس کے مولف امام ابن المقری رحمۃ اللہ علیہ تک اپنا سلسلہ سند بھی ذکر کیا ہے:

حافظ کے الفاظ یہ ہیں:

مسند أبي حنيفة لأبي بكر ابن المقري. ❶

علامہ جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ علیہ (متوفی ۹۱۱ھ) امام ابن المقری رحمۃ اللہ علیہ کی تصنیفات میں ''مسند أبي حنيفة'' کا تذکرہ کرتے ہیں:

صاحب المعجم الكبير ومسند أبي حنيفة والأربعين. ❷

حافظ قاسم بن قطلوبغا رحمۃ اللہ علیہ (متوفی ۸۷۹ھ) نے امام ابن المقری رحمۃ اللہ علیہ کی مسند کو ترتیب دیا جیسا کہ ان کے شاگرد علامہ سخاوی رحمۃ اللہ علیہ (متوفی ۹۰۲ھ) نے اس کا تذکرہ کیا ہے:

وترتيب مسند أبي حنيفة لابن المقرئ. ❸

علامہ محمد بن یوسف صالحی رحمۃ اللہ علیہ (متوفی ۹۴۲ھ) نے اپنے شیوخ قاضی ابویحیی زکریا بن محمد انصاری رحمۃ اللہ علیہ اور حافظ ابوالفضل بن ابی بکر رحمۃ اللہ علیہ کے طریق سے مسند ابن المقری کی تخریج کی ہے۔ ❹

علامہ شوکانی رحمۃ اللہ علیہ (متوفی ۱۲۵۰ھ) نے بھی ابن المقری کی مسند کا ذکر کیا ہے:

وروى ابن المقرى في مسند أبي حنيفة. ❺

---

❶ المعجم المفهرس: حرف الحاء، ج ١ ص ٢٧٢، رقم: ١١٣٠

❷ طبقات الحفاظ: ترجمة: ابن المقري محمد بن إبراهيم، ص ٣٨٨

❸ الضوء اللامع لأهل القرن التاسع: ترجمة: قاسم بن قطلوبغا، ج ٦ ص ١٨٦

❹ عقود الجمان: الباب الثالث والعشرون، المسند السادس عشر، ص ٣٣٣، ٣٣٤

❺ نيل الأوطار: أبواب مواقيت الإحرام، باب التلبية وصفتها وأحكامها، ج ٤ ص ٣٨٠

## ۱۴.....مسند امام ابن شاہین رحمۃ اللہ علیہ (متوفی ۳۸۵ھ)

آپ کا نام عمر، والد کا نام احمد، کنیت ابوحفص ہے، آپ ابن شاہین کے نام سے معروف ہیں جو آپ کے نانا احمد بن محمد بن یوسف بن شاہین شیبانی کی جانب نسبت ہے۔ آپ اصلاً خراسان کے علاقے مروز کے رہنے والے تھے، لیکن بغداد میں سکونت اختیار کر لی تھی، آپ کی ولادت ۲۹۷ھ میں ہوئی، انہوں نے ۳۰۸ھ میں پہلی مرتبہ حدیث کا سماع کیا، آپ کے چند مشہور اساتذہ حدیث: ابوبکر محمد بن محمد باغندی، ابوالقاسم بغوی، ابوخبیب عباس بن البرقی، شعیب بن محمد الذراع، ابوعلی محمد بن سلیمان مالکی، ابوبکر بن زیاد رحمہم اللہ ودیگر ائمہ۔

آپ سے درج ذیل محدثین نے استفادہ کیا: ابوبکر محمد بن اسماعیل الوراق، ابوسعد مالینی، ابوبکر البرقانی،، ابومحمد الجوہری، ابوالقاسم التنوخی، ابوطالب العشاری رحمہم اللہ۔ (1)

امام ذہبی رحمۃ اللہ علیہ (متوفی ۷۴۸ھ) آپ کے ترجمے کا آغاز ان القابات کے ساتھ کرتے ہیں:

الشَّيْخُ، الصَّدُوْقُ، الحَافِظُ، العَالِمُ، شَيْخُ العِرَاقِ، وَصَاحِبُ التَّفْسِيْرِ الكَبِيْرِ. (2)

امام ابن ماکولا رحمۃ اللہ علیہ (متوفی ۴۷۵ھ) آپ کے متعلق فرماتے ہیں:

هُوَ الثِّقَةُ، الأَمِيْنُ، سَمِعَ بِالشَّامِ وَالعِرَاقِ وَفَارِسَ وَالبَصْرَةِ، وَجَمَعَ الأَبْوَابَ وَالتَّرَاجِمَ، وَصَنَّفَ كَثِيْراً. (3)

ثقہ مامون ہیں، انہوں نے شام، فارس اور بصرہ میں حدیث کا سماع کیا، انہوں نے

(1) سير أعلام النبلاء: ترجمة: ابن شاهين عمر بن أحمد بن عثمان، ج ١٦ ص ٤٣١، ٤٣٢

(2) سير أعلام النبلاء: ترجمة: ابن شاهين عمر بن أحمد بن عثمان، ج ١٦ ص ٤٣١، ٤٣٢

(3) سير أعلام النبلاء: ترجمة: ابن شاهين عمر بن أحمد بن عثمان، ج ١٦ ص ٤٣١، ٤٣٢

مسائل واحکام اور علماء کے تراجم جمع کئے نیز بہت سی کتب تصنیف کیں۔

امام ابوالفتح محمد بن احمد بن ابی الفوارس رحمۃ اللہ علیہ (متوفی ۴۱۲ھ) فرماتے ہیں:

ثقة مأمون صنف ما لم يصنفه أحد. ❶

آپ ثقہ مامون ہیں، آپ جتنی کسی نے بھی کتب تصنیف نہیں کیں۔

امام ابن شاہین رحمۃ اللہ علیہ کو تالیف کتب میں خصوصی ملکہ حاصل تھا، آپ کثرت تالیف کے ساتھ مشہور ہیں، آپ اپنی تصانیف کے متعلق فرماتے ہیں:

صنفتُ ثلاثمائة مصنف وثلاثين مصنفًا، منها التفسير الكبير ألف جزء، ومنها المسند ألف وثلاثمائة جزء، والتاريخ مائة وخمسون جزءًا، والزهد مائة جزء. ❷

میں نے تین سوتیں کتب لکھی ہیں ان میں سے تفسیر کبیر ایک ہزار جزء پر، مسند ایک ہزار پانچ سو جزء پر، تاریخ ڈیڑھ سو اجزاء پر مشتمل ہے۔

امام ابن شاہین رحمۃ اللہ علیہ اپنی کتب کے لئے خریدی گئی سیاہی کے متعلق فرماتے ہیں:

حَسبتُ مَا اشتريتُ بِهِ الحِبرَ إِلَى هَذَا الوَقْتِ، فَكَانَ سبعَ مائَةِ دِرْهَمٍ. قَالَ الدَّاوُودِيُّ: وَكُنَّا نشتري الحِبرَ أَرْبَعَةَ أَرطَالٍ بِدِرْهَمٍ. ❸

میں نے حساب کیا تو معلوم ہوا کہ اس وقت تک میں سات سو درہم کی سیاہی خرید چکا ہوں، امام داودی کہتے ہیں: ہم ایک درہم سے چار ارطال (تقریبا دو سیر) سیاہی خریدتے تھے۔

امام ابن شاہین رحمۃ اللہ علیہ کو یہ شرف حاصل ہے کہ انہوں نے امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کی مسند کو جمع کیا۔ محقق العصر علامہ زاہد الکوثری رحمۃ اللہ علیہ (متوفی ۱۳۷۱ھ) لکھتے ہیں:

❶ تذكرة الحفاظ: ترجمة: ابن شاهين ابو حفص عمر بن أحمد، ج۳ ص ۱۳۰

❷ تذكرة الحفاظ: ترجمة: ابن شاهين ابو حفص عمر بن أحمد، ج۳ ص ۱۳۰

❸ تذكرة الحفاظ: ترجمة: ابن شاهين ابو حفص عمر بن احمد، ج۳ ص ۱۳۰

كان الخطيب نفسه حينما رحل إلى دمشق استصحب معه مسند أبي حنيفة للدارقطني، ومسند لابن شاهين، ومسنده للخطيب نفسه. ❶

خطیب بغدادی نے جب دمشق کا سفر کیا تھا تو اس وقت وہ امام دارقطنی کی مسند ابی حنیفہ، امام ابن شاہین کی مسند ابی حنیفہ اور خود اپنی تالیف مسند ابی حنیفہ ساتھ لے کر گئے تھے۔

## ۱۵.....مسند امام دارقطنی رحمۃ اللہ علیہ (متوفی ۳۸۵ھ)

شیخ الاسلام امام ابوالحسن علی بن عمر بن احمد بن مہدی بن مسعود بن نعمان بن دینار بن عبد اللہ بغداد کے رہنے والے مشہور حافظ حدیث ہیں، آپ علم کے روشن مینار اور اپنے زمانہ کے حافظ تھے، آپ کی ولادت بغداد کے ایک محلے دارقطن میں ۳۰۶ھ میں ہوئی اسی نسبت سے دارقطنی کہلاتے ہیں، آپ کی تصنیف "سنن دار قطني" کتب حدیث میں ممتاز مقام رکھتی ہے۔ آپ نے مشرق تا مغرب سفر کر کے کثیر محدثین سے علم حدیث حاصل کیا جن میں سے بعض نمایاں نام درج ذیل ہیں:

ابو القاسم بغوی، یحییٰ بن محمد بن صاعد، ابن ابو داود سجستانی، ابو حامد محمد بن ہارون حضرمی، قاضی بدر بن ہیثم، احمد بن اسحاق بن بہلول، احمد بن قاسم فرائضی، محمد بن قاسم محاربی، علی بن عبداللہ بن مبشر رحمہم اللہ اور دیگر ائمہ حدیث۔

اکابر ائمہ حدیث اور محدثین نے امام دارقطنی رحمۃ اللہ علیہ کے علمی مقام پر تبصرہ کیا ہے۔

صاحب المستدرک امام حاکم رحمۃ اللہ علیہ (متوفی ۴۰۵ھ) بیان کرتے ہیں:

صار الدار قطني أوحد عصره في الحفظ والفهم والورع. وإماماً في القراءة والنحويين، وأقمت في سنة سبع وستين وثلاث مائة ببغداد أربعة أشهر، وكثر اجتماعنا، فصادفته فوق ما وصف لي، وسألته عن العلل

❶ تانيب الخطيب على ما ساقه في ترجمة أبي حنيفة من الأكاذيب: ص ١٥٦

والشيوخ، وله مصنفات يطول ذكرها، فأشهد أنه لم يخلف على أديم الأرض مثله. ❶

دار قطنی حفظ، فہم اور ورع میں فرید الدہر تھے، آپ قُراء اور نُحاۃ کے امام تھے، میں نے ۳۶۷ھ میں بغداد میں چار مہینے قیام کیا تو اس دوران ان سے اکثر ملاقات کا شرف حاصل رہا، میں نے جیسا سنا تھا ان کو اس سے بڑھ کر پایا، میں نے ان سے عللِ حدیث اور شیوخ کے متعلق بہت سے سوالات کیے، ان کی کئی تصانیف ہیں جن کے ذکر کی یہاں گنجائش نہیں، میں گواہی دیتا ہوں کہ انہوں نے اپنے پیچھے پوری روئے زمین پر اپنے جیسا کوئی شخص نہیں چھوڑا۔

حافظ عبدالغنی بن سعید اَزدی رحمۃ اللہ علیہ (متوفی ۴۰۹ھ) بیان کرتے ہیں:

أحسن الناس كلاماً على حديث رسول الله صلّى الله عليه وسلّم ثلاثة: علي بن المديني في وقته، وموسى بن هارون في وقته، وعلى بن عمر الدار قطني في وقته. ❷

آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیث مبارک پر سب سے بہتر کلام کرنے والے تین لوگ ہیں: علی بن مدینی اپنے زمانے میں، موسیٰ بن ہارون اپنے دَور میں، اور علی بن عمر دار قطنی اپنے وقت میں۔

امام ابوعبدالرحمٰن محمد بن حسین سلمی رحمۃ اللہ علیہ (متوفی ۴۱۲ھ) بیان کرتے ہیں:

شهدت بالله أن شيخنا الدار قطني لم يخلف على أديم الأرض مثله في معرفة حديث رسول الله صلّى الله عليه وسلّم وكذلك الصحابة والتابعين وأتباعهم. ❸

❶ تذكرة الحفاظ : ترجمة: أبو الحسن علي بن عمر بن أحمد، ج ۳ ص ۱۳۲

❷ سير أعلام النبلاء: ترجمة: أبو الحسن علي بن عمر، ج ۱۶ ص ۴۵۴

❸ سير أعلام النبلاء: ترجمة: أبو الحسن علي بن عمر، ج ۱۶ ص ۴۵۷

میں اللہ تعالیٰ کو گواہ بنا کر کہتا ہوں کہ ہمارے شیخ دارقطنی نے حدیث رسول ﷺ اسی طرح صحابہ، تابعین اور تبع تابعین (کے احوال) کی معرفت میں اپنے پیچھے پوری دھرتی میں اپنے جیسا کوئی نہیں چھوڑا۔

۴.....قاضی ابوالطیب طاہر بن عبداللہ طبری رحمہ اللہ (متوفی ۴۵۰ھ) فرماتے ہیں:

كان الدار قطني أمير المؤمنين في الحديث، وما رأيت حافظا ورد بغداد إلا مضى إليه وسلّم له. ❶

دارقطنی امیر المؤمنین فی الحدیث تھے، میں نے کوئی حافظ حدیث ایسا نہیں دیکھا جو بغداد آیا ہو اور ان کے پاس سلام کے لیے حاضر نہ ہوا ہو۔

امام دارقطنی رحمہ اللہ سے درج ذیل محدثین عظام نے روایت کیا ہے:

حافظ ابوعبداللہ حاکم، حافظ ابوبکر برقانی، حمزہ بن محمد بن طاہر، ابوحامد اسفرائینی، تمام رازی، حافظ عبدالغنی ازدی، حافظ ابونعیم اصبہانی، ابومحمد خلّال، ابوالقاسم بن محسن، قاضی ابوالطیب طبری، حمزہ بن یوسف سہمی رحمہم اللہ اور دیگر اکابرین اہل علم نے۔

امام دارقطنی رحمہ اللہ کئی گراں قدر تصانیف کے مصنف ہیں۔ ان میں ''السنن''، "العلل الواردة في الأحاديث النبوية '' اور''المؤتلف والمختلف في أسماء الرجال'' جیسی کتب شامل ہیں۔

امام دارقطنی رحمہ اللہ نے بھی امام اعظم ابوحنیفہ رحمہ اللہ کے مسند کو بھی جمع کیا۔

محقق العصر علامہ زاہد الکوثری رحمہ اللہ (متوفی ۱۳۷۱ھ) لکھتے ہیں:

كان الخطيب نفسه حينما رحل إلى دمشق استصحب معه مسند أبي حنيفة للدار قطني. ❷

---

❶ تاريخ مدينة دمشق: ترجمة: علي بن عمر بن أحمد، ج ۴۳ ص ۱۰۱

❷ تانيب الخطيب على ما ساقه في ترجمة أبي حنيفة من الأكاذيب: ۱۵۶

خطیب بغدادی جس وقت بذات خود سفر کر کے دمشق گئے تو ان کے پاس امام دارقطنی کی مسند ابوحنیفہ بھی تھی۔

واقعہ کچھ یوں ہے کہ حافظ خطیب بغدادی رحمۃ اللہ علیہ (متوفی ۴۶۳ھ) جب بغداد سے دمشق گئے تو ان کے ساتھ بہت سی کتب تھیں جو مسانید، فوائد، امالی اور منثور وغیرہا پر شامل تھیں۔ ان تمام کتب کی فہرست ان کے شاگرد محمد بن احمد بن محمد اندلسی مالکی رحمۃ اللہ علیہ نے مرتب کی تھی جس کا نام ''تسمية ما ورد به الخطيب دمشق من الكتب من روايته'' رکھا گیا، اس کتاب میں انہوں نے کل ۴۷۴ کتابوں کا تذکرہ کیا ہے، جس میں خود خطیب بغدادی رحمۃ اللہ علیہ کی ۶۴ تصانیف ہیں، اس کتاب کا قدیم مخطوط مکتبہ ظاہریہ، دمشق میں بلحاظ نمبر ۱۸ صفحہ ۱۲۶ تا ۱۳۲ میں موجود ہے۔

خطیب بغدادی رحمۃ اللہ علیہ کی کتب پر مشتمل یہ فہرست، رسالہ کی شکل میں ڈاکٹر محمود طحان کی تصنیف ''الحافظ الخطيب البغدادى وأثره في علم الحديث'' مطبوع دار القرآن الکریم بیروت، ۱۴۰۱ھ کے ضمن میں شائع ہو چکی ہے۔

امام دارقطنی رحمۃ اللہ علیہ کے مسند ابی حنیفہ کو تدوین کرنے پر یہ بھی بہت بڑی دلیل ہے کہ انہوں نے اپنی ''السنن'' میں تقریباً ۱۱۳۰ احادیث آپ کے طریق سے روایت کی ہیں۔

## ۱۶..... مسند امام ابن مندہ رحمۃ اللہ علیہ (متوفی ۳۹۵ھ)

آپ کا نام محمد، والد کا نام اسحاق، کنیت ابوعبداللہ، آپ کے اصبہان کے رہنے والے بے مثل حافظ حدیث تھے، آپ کا سن ولادت ۳۱۰ یا ۳۱۱ھ ہے، آپ نے سب سے پہلے حدیث کا سماع ۳۱۸ھ میں کیا۔

آپ کے چند اکابر شیوخ حدیث: عبدالرحمٰن بن یحییٰ، عبداللہ بن ابراہیم مقری، محمد بن حسین قطان، عبد اللہ بن یعقوب کرمانی، جعفر بن محمد بن موسیٰ، احمد بن زکریا مقدسی،

اسماعیل صفار، ابوعلی محمد بن احمد المیدانی، حافظ ابو حاتم بن حبان، حافظ ابو علی نیشاپوری رحمہم اللہ اور دیگر ائمہ حدیث سے۔

امام ذہبی رحمۃ اللہ علیہ نے آپ کے ترجمے کا آغاز ان القابات کے ساتھ کیا:

الإِمَامُ، الحَافِظُ، الجَوَّالُ، مُحَدِّثُ الإِسْلاَمِ، الحَافِظُ، صَاحِبُ التَّصَانِيفِ. ❶

حافظ ابواسحاق بن حمزہ رحمۃ اللہ علیہ (متوفی ۳۵۳ھ) فرماتے ہیں:

مَا رَأَيْتُ مِثْلَ أَبِي عَبْدِ اللّٰهِ بنِ مَنْدَة.

میں نے ابوعبداللہ بن مندہ جیسا کوئی نہیں دیکھا۔

حافظ ابونعیم اصبہانی رحمۃ اللہ علیہ (متوفی ۴۳۰ھ) کے پاس امام ابن مندہ رحمۃ اللہ علیہ کا تذکرہ ہوتا تو فرماتے:

كَانَ جَبَلاً مِنَ الجِبَالِ.

آپ علم کے پہاڑ تھے۔

امام جعفر بن محمد المستغفری رحمۃ اللہ علیہ (متوفی ۴۳۲ھ) فرماتے ہیں:

مَا رَأَيْتُ أَحَداً أَحْفَظَ مِنْ أَبِي عَبْدِ اللّٰهِ بنِ مَنْدَة.

میں نے ابوعبداللہ بن مندہ سے بڑھ کر کوئی حافظ حدیث نہیں دیکھا۔

مذکورہ اقوال کے لئے دیکھیں: ❷

امام ذہبی رحمۃ اللہ علیہ کی زبانی آپ کے طویل اسفار، کثرت تصانیف اور آپ کے علمی مقام کا حال سنیں:

---

❶ سیر أعلام النبلاء: ترجمة: ابو عبداللّٰه محمد بن اسحاق، ج۱۷ ص۲۸، ۲۹

❷ سیر أعلام النبلاء: ترجمة: أبو عبداللّٰه محمد بن إسحاق، ج۱۷ ص۳۲ تا ۳۸

لما رجع من الرحلة الطويلة كانت كتبه عدة أحمال حتى قيل: إنها كانت أربعين حملا، وما بلغنا أن أحدًا من هذه الأمة سمع ما سمع ولا جمع ما جمع، وكان ختام الرجالين وفرد المكثرين مع الحفظ والمعرفة والصدق وكثرة التصانيف. (۱)

جب آپ طویل سفر سے واپس لوٹے تو کئی اونٹ آپ کی کتب سے بھرے ہوئے تھے، حتی کہ کہا گیا ہے کہ وہ چالیس اونٹ تھے، ہمیں نہیں معلوم کہ اس امت میں کسی ایک نے بھی اس قدر احادیث کا سماع کیا ہو جتنا انہوں نے کیا، اور اتنا علم جمع کیا ہو جتنا انہوں نے جمع کیا، کثرت اسفار آپ پر ختم ہیں، نیز حفظ، معرفت، صدق اور کثرت تصانیف کی خوبیوں کے ساتھ آپ کثرت سے احادیث روایت کرنے والوں میں منفرد مقام رکھتے ہیں۔

امام ابن مندہ رحمۃ اللہ کی گراں قدر تصانیف میں "مسند أبي حنيفة" بھی شامل ہے، ڈاکٹر فواد سیزگین نے مسانید ابوحنیفہ کا تذکرہ کرتے ہوئے امام ابن مندہ رحمۃ اللہ کی مسند کا بھی ذکر کیا ہے، ان کے مطابق مسند ابن حنیفہ ابن مندہ کا یہ نسخہ (مخطوطے کی صورت میں) باتقیا جکارتا کی لائبریری میں کتب حدیث کے تحت رقم ٦٧٦ کے زیر عنوان محفوظ ہے۔ (۲)

نیز امام حارثی رحمۃ اللہ کی مسند ابی حنیفہ کو بھی حافظ ابن مندہ رحمۃ اللہ نے روایت کیا ہے، مسند حارثی میں پہلی حدیث ہی امام ابن مندہ رحمۃ اللہ نے حارثی کے طریق سے امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ سے ہوتے ہوئے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم تک متصل بیان کی ہے۔ (۳)

نیز امام ابن مندہ رحمۃ اللہ کی کتاب "فتح الباب في الكنى والألقاب" کے محقق ابوقتیبہ نظر محمد الفاریابی نے اس کتاب کے مقدمہ میں اس مسند کا تذکرہ کیا ہے۔ (۴)

(۱) تذكرة الحفاظ: ترجمة: ابن منده أبو عبدالله محمد بن اسحاق، ج٣ ص ١٥٨

(۲) تاريخ التراث العربي: ج٣ ص ٤٢ (۳) مسند أبي حنيفة: ص ١٩، رقم ١

(۴) فتح الباب في الكنى والألقاب، ص ٨

## ۱۷.....مسند امام ابونعیم اصبہانی رحمۃ اللہ علیہ (متوفی ۴۳۰ھ)

نام احمد، والد کا نام عبداللہ، کنیت ابونعیم، آپ رجب المرجب ۳۳۶ھ میں اصبہان میں پیدا ہوئے، امام ابونعیم کے والد عبداللہ علم وفن کے بڑے دلدادہ تھے، انہوں نے اپنے فرزند کو نہایت کم سنی ہی میں تحصیل علم اور سماع حدیث کے مقدس بابرکت مشغلہ میں لگادیا تھا، چنانچہ ۳۴۲ھ میں ابونعیم نے احادیث کا باقاعدہ سماع شروع کردیا تھا، آپ نے محدثین کی کثیر تعداد سے روایت کیا ہے جن میں چند کے نام درج ذیل ہیں:

امام ابوعبداللہ بن جعفر، قاضی ابواحمد العسال، محمد بن معمر ذہلی، مخلد بن جعفر دقیقی، احمد بن یوسف نصیبی، فاروق بن عبدالکبیر خطابی، ابوبکر عبداللہ بن یحیی رحمہم اللہ اور دیگر ائمہ حدیث سے۔

آپ کے چند محدثین تلامذہ کے اسماء گرامی: ابوبکر خطیب بغدادی، ابوبکر محمد بن ابراہیم مستملی، ہبۃ اللہ بن محمد شیرازی، ابوسعد محمد بن محمد مطرز، ابوالفضائل محمد بن احمد، ابوالعلاء حسین بن عبیداللہ رحمہم اللہ۔

امام ذہبی رحمۃ اللہ علیہ نے ان کے ترجمے کا آغاز ان القابات کے ساتھ کیا ہے:

الإِمَامُ، الحَافِظُ، الثِّقَةُ، العَلاَّمَةُ، شَيْخُ الإِسْلاَمِ، وَصَاحِبُ الحِلْيَةِ. [1]

امام ابونعیم اصبہانی رحمۃ اللہ علیہ کے شاگرد خطیب بغدادی رحمۃ اللہ علیہ آپ کے متعلق فرماتے ہیں:

لَمْ أَرَ أَحداً أُطْلِقُ عَلَيْهِ اسْمُ الحِفْظِ غَيْرَ رَجُلَيْنِ؛ أَبُو نُعَيْمٍ الأَصْبَهَانِيّ وَأَبُو حَازِمٍ العَبْدُوِي. [2]

سوائے دو شخصوں کے کسی ایک پر بھی میں نے حفظ حدیث کا اطلاق ہوتے ہوئے نہیں دیکھا، وہ دو شخص ابونعیم الاصبہانی اور ابوحازم عبدوی ہیں۔

[1] سير أعلام النبلاء: ترجمة: أبو نعيم أحمد بن عبدالله، ج ۱۷ ص ۴۵۴

[2] سير أعلام النبلاء: ج ۱۷ ص ۴۵۸

امام حمزہ بن عباس علوی رحمۃ اللہ علیہ (متوفی ۵۱۶ھ) کی روایت سے محدثین کی زبانی امام ابونعیم رحمۃ اللہ علیہ کا علم الحدیث میں بلند رتبہ ملاحظہ فرمائیں:

كَانَ أَصْحَابُ الحَدِيْث يَقُوْلُوْنَ: بَقِيَ أَبُو نُعَيْمٍ أَرْبَعَ عَشْرَةَ سَنَةً بِلا نَظِيرٍ، لا يُوْجَدُ شرقاً وَلا غرباً أَعْلَى مِنْهُ إِسْنَاداً، وَلا أحفَظُ مِنْهُ. وَكَانُوا يَقُوْلُوْنَ: لَمَّا صَنَّفَ كِتَابَ الحِلْيَة حُمِلَ الكِتَابُ إِلَى نَيْسَابُوْرَ حَالَ حَيَاتِهِ، فَاشتَرَوهُ بِأَرْبَعِ مائَة دِيْنَارٍ. ❶

محدثین فرماتے ہیں کہ ابونعیم نے بے مثل چودہ سال گزارے کہ مشرق ومغرب میں ان سے بہترین سند اور ان جیسا حافظ حدیث کوئی نہیں ملتا تھا، محدثین یہ بھی کہتے تھے: جس وقت ابونعیم نے اپنی کتاب ''حلية الأولياء'' کو تصنیف کیا اور اسے اپنی زندگی میں ہی نیشاپور لے کر گئے، تو ائمہ نے چار سو دینار میں اس کتاب کو خریدا (آج کے دور میں ان کی مالیت لاکھوں روپے بنتی ہے)۔

علامہ تاج الدین سبکی رحمۃ اللہ علیہ (متوفی ۷۷۱ھ) آپ کے ترجمے کا آغاز ان القابات کے ساتھ کرتے ہیں:

الإِمَامُ الجَلِيلُ الحَافِظ أَبُو نعيم الأَصْبَهَانِيّ الصُّوفِي الجَامِع بَين الفِقْه والتصوف وَالنِّهَايَة فِي الحِفْظ والضبط. ❷

آپ حدیث کے علاوہ فقہ وتصوف میں بھی جامع کمالات تھے، تصوف وسلوک سے ان کی دلچسپی خاندانی تھی، ان کے نانا محمد بن یوسف مشہور اہل اللہ اور اکابر صوفیاء میں سے تھے، امام ابونعیم رحمۃ اللہ علیہ کو بھی اس میں کمال تھا، اس پر ان کی شہرۂ آفاق کتاب ''حلية الأولياء''

---

❶ سير أعلام النبلاء: ج ١٧ ص ٤٥٨

❷ طبقات الشافعية الكبرى: ترجمة: أحمد بن عبدالله بن أحمد، ج ٤ ص ١٨

شاہد ہے، آپ کی اس کتاب کے متعلق امام ابو طاہر احمد بن محمد رحمۃ اللہ علیہ (متوفی ۵۷۶ھ) فرماتے ہیں:

لَمْ يُصَنَّف مِثْلُ كِتَاب حِلْيَة الأَوْلِيَاءِ.

ابونعیم کی کتاب "حلية الأولياء" جیسی کوئی کتاب تصنیف نہیں کی گئی۔

امام ابونعیم رحمۃ اللہ علیہ جیسے کبیر حافظ حدیث اور محدث عصر نے بھی امام اعظم ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے مرتبہ علم حدیث کو تسلیم کرتے ہوئے ان سے مروی احادیث کو اپنی مسند میں جمع کیا۔

علامہ خوارزمی رحمۃ اللہ علیہ (متوفی ۶۵۵ھ) نے اپنے چار مشائخ سے متصل سند کے ساتھ امام ابونعیم رحمۃ اللہ علیہ کی "مسند أبي حنيفة" کو روایت کیا ہے، آپ کے چار شیوخ یہ ہیں:

۱.....ابوعبداللہ محمد بن عثمان بن عمر رحمۃ اللہ علیہ

۲.....قاضی القضاۃ شہاب الدین ابوعلی حسن بن عبدالقاہر رحمۃ اللہ علیہ

۳.....ضیاء الدین صفر بن یحییٰ بن صفر رحمۃ اللہ علیہ

۴.....ابواسحاق نجیب الدین ابراہیم بن خلیل بن عبداللہ رحمۃ اللہ علیہ [1]

امام محمد بن یوسف صالحی رحمۃ اللہ علیہ (متوفی ۹۴۲ھ) نے بھی اپنے شیخ ابوالفتح جمال الدین ابراہیم بن ابوالفتح قلقشندی رحمۃ اللہ علیہ کے طریق سے متصل سند کے ساتھ مسند ابی نعیم کا تذکرہ کیا ہے۔ [2]

حاجی خلیفہ رحمۃ اللہ علیہ (متوفی ۱۰۶۷ھ) نے "مسند الإمام الأعظم" کے عنوان کے تحت مسانید امام اعظم کا تذکرہ کرتے ہوئے چوتھے نمبر پر مسند ابی نعیم کا بھی ذکر کیا ہے۔ [3]

---

[1] جامع المسانید: الباب الثاني، اما المسند الرابع، ج ۱ ص ۸۵

[2] عقود الجمان: الباب الثالث والعشرون، المسند الرابع، ۳۲۴

[3] كشف الظنون: مسند الإمام الأعظم، ج ۲ ص ۱۶۸۰

علامہ سید مرتضیٰ زبیدی رحمۃ اللہ علیہ (متوفی ۱۲۰۵ھ) نے ''عقود الجواهر المنيفة'' کے مقدمہ میں امام ابونعیم کی مسند ابی حنیفہ کا ذکر کیا ہے۔ (۱)

امام ابونعیم رحمۃ اللہ علیہ کی یہ مسند ابھی ''مسند الإمام أبي حنيفة رواية أبي نعيم'' کے نام سے ''مكتبة الكوثر'' ریاض سے ۱۴۱۵ھ میں نظر محمد الفاریابی کی تحقیق کے ساتھ ۲۷۸ صفحات پر مشتمل یہ مسند چھپ چکی ہے۔

## ۱۸..... مسند امام احمد بن محمد کلاعی رحمۃ اللہ علیہ (متوفی ۴۳۲ھ)

نام احمد، والد کا نام محمد، کنیت ابوعمر، قرطبہ سے تعلق رکھنے والے یہ عظیم محدث مظفر عبد الملک ابن ابی عامر کے زمانے میں ۳۹۴ھ میں ان کی ولادت ہوئی، آپ کے چند محدثین اساتذہ: ابوالمطرف قنازعی، قاضی یونس بن عبداللہ، ابومحمد بن بنوشی، مکی بن ابی طالب مقری، ابوالقاسم خزرجی، ابوالمطرف بن جرج، ابومحمد بن شقاق رحمہم اللہ اور دیگر ائمہ۔ (۲)

امام ابن بشکوال رحمۃ اللہ علیہ (متوفی ۵۷۸ھ) آپ کا تذکرہ کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

وكان مقرئا فاضلاً ورعاً، عالماً بالقراءات ووجوهها، ضابطا لها وألف كتبا كثيرة في معناها. (۳)

امام کلاعی رحمۃ اللہ علیہ قرات کے مدرس، صاحب فضیلت، پرہیزگار فن قراءت اور ان کے طرق کے عالم تھے، اور ان کو ضبط کرنے والے تھے، آپ نے قراءت کے معانی اور مفاہیم پر کئی کتب تصنیف کیں۔

آپ کا انتقال ہفتہ کے دن بوقت زوال ۱۰ ذوالقعدہ ۴۳۲ھ کو ہوا۔

(۱) عقود الجواهر المنيفة: مقدمة، ج ۱ ص ٦

(۲) الصلة في تاريخ أئمة الأندلس: ترجمة: أحمد بن محمد بن خالد، ص ۵۲، ۵۳

(۳) الصلة في تاريخ أئمة الاندلس: ترجمة: أحمد بن محمد بن خالد، ص ۵۲، ۵۳

تلاش بسیار کے باوجود آپ کے تفصیلی حالات بندے کو کسی کتاب میں نہ مل سکے، امام کلاعی رحمۃ اللہ علیہ نے بھی امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ کی مسند کو جمع کیا ہے۔

علامہ خوارزمی رحمۃ اللہ علیہ (متوفی ۶۵۵ھ) نے اپنے چار شیوخ کے متصل طریق سے امام کلاعی رحمۃ اللہ علیہ کی مسند کو ذکر کیا ہے، آپ کے چار شیوخ یہ ہیں:

۱.....عبداللطیف بن عبدالمنعم حرانی رحمۃ اللہ علیہ

۲.....شرف الدین ابوعبداللہ محمد بن محمد بن عبدالوہاب رحمۃ اللہ علیہ

۳.....ابوالمنصور عبدالقادر بن ابی نصر قزوینی رحمۃ اللہ علیہ

۴..... یوسف بن احمد بن ابی الحسن رحمۃ اللہ علیہ ❶

امام محمد بن یوسف صالحی رحمۃ اللہ علیہ (متوفی ۹۴۲ھ) نے اپنے دو شیوخ فضل بن اوجاقی رحمۃ اللہ علیہ اور ابوحفص عمر بن حسن بن عمر نووی رحمۃ اللہ علیہ کے متصل طرق سے امام کلاعی رحمۃ اللہ علیہ کی "مسند ابی حنیفہ" کا تذکرہ کیا ہے۔ ❷

حاجی خلیفہ رحمۃ اللہ علیہ نے "مسند الإمام الأعظم" کے عنوان کے تحت آٹھویں نمبر پر امام کلاعی رحمۃ اللہ علیہ کی مسند کا ذکر کیا ہے۔ ❸

## ۱۹.....مسند امام ابوالحسن ماوردی رحمۃ اللہ علیہ (متوفی ۴۵۰ھ)

آپ کا نام علی، والد کا نام محمد، کنیت ابوالحسن، آپ کی ولادت ۳۶۴ھ میں ہوئی، آپ وقت کے چیف جسٹس تھے، امام ماوردی رحمۃ اللہ علیہ نے درج ذیل ائمہ سے علم حدیث حاصل کیا: حسن بن علی بن محمد، محمد بن معلّی ازدی، جعفر بن محمد بن فضل، محمد بن عدی بن زجر رحمہم اللہ۔

❶ جامع المسانيد: الباب الثاني، اما المسند التاسع، ج ۱ ص ۸۲

❷ عقود الجمان: الباب الثالث والعشرون، المسند التاسع، ص ۳۲۸

❸ كشف الظنون: مسند الإمام الأعظم، ج ۲ ص ۱۶۸۰

امام ذہبی رحمۃ اللہ (متوفی ۷۴۸ھ) نے آپ کے ترجمے کا آغاز ان الفاظ سے کیا:

الإِمَامُ العَلاَّمَةُ، أَقْضَى القُضَاةِ، صَاحِبُ التَّصَانِيفِ. ❶

قاضی شمس الدین رحمۃ اللہ فرماتے ہیں کہ جو ان کی کتاب "الحاوي" کا مطالعہ کرے گا وہ انکے تبحر علمی اور مذہب کی پہچان کی گواہی دے گا، مذاہب فقہاء خصوصاً فقہ شافعی اور فروعات پر ان کی گہری نظر تھی:

مَنْ طَالَعَ كِتَاب الحَاوِي يَشْهد لَهُ بِالتَّبَحُّرِ وَمَعْرِفَة المَذْهَبِ. ❷

آپ کی زندگی میں للّٰہیت، اخلاص، رضائے الٰہی کا اس قدر غلبہ تھا کہ آپ نے اپنی زندگی میں اپنی تصنیفات میں سے کسی کا اظہار نہیں کیا، جب وصال کا وقت قریب آیا تو آپ نے ایک قابلِ اعتماد شخص کو بتایا کہ میرے مکان میں فلاں جگہ پر میری کتابیں پڑی ہیں جو میری تصنیف کردہ ہیں۔ ❸

خطیب بغدادی رحمۃ اللہ (متوفی ۴۶۳ھ) امام ماوردی رحمۃ اللہ کے متعلق لکھتے ہیں:

كان من وجوه الفقهاء الشافعيين، وله تصانيف عدة في أصول الفقه وفروعه، وفي غير ذلك. وجعل إليه ولاية القضاء ببلدان كثيرة. ❹

آپ شافعی فقہاء کے رؤساء میں شمار ہوتے تھے، آپ کی اصول فقہ اور اسکے فروع اور اس کے علاوہ (مختلف موضوعات پر) متعدد تصانیف ہیں، آپ کو بہت سے شہروں پر قضاء کے منصب پر فائز کیا گیا۔

❶ سير أعلام النبلاء: ترجمة: الماوردي أبو الحسن علي بن محمد، ج۱۸ ص ۶۴
❷ سير أعلام النبلاء: ترجمة: الماوردي أبو الحسن علي بن محمد، ج۱۸ ص ۶۴
❸ سير أعلام النبلاء: ترجمة: الماوردي أبو الحسن علي بن محمد، ج۱۸ ص ۶۴
❹ تاريخ بغداد: ترجمة: علي بن محمد بن حبيب، ج۱۲ ص ۱۰۱، ۱۰۲

امام ماوردی رحمۃ اللہ علیہ کی تصانیف میں ایک تصنیف ''مسند ابی حنیفہ'' بھی ہے، اس کا ذکر حاجی خلیفہ رحمۃ اللہ علیہ نے ''مسند الإمام الأعظم'' کے عنوان کے تحت پندرہویں مسند امام ماوردی رحمۃ اللہ علیہ کی ذکر کی ہے۔ ❶

## ۲۰.....مسند امام خطیب بغدادی رحمۃ اللہ علیہ (متوفی ۴۶۳ھ)

آپ کا نام احمد، والد کا نام علی، کنیت ابوبکر، آپ کی ولادت ۳۹۲ھ میں ہوئی، آپ نے سب سے پہلے ۱۱ سال کی عمر میں حدیث کا سماع کیا، ۲۰ سال کی عمر میں بصرہ اور ۲۳ سال کی عمر میں نیشاپور تشریف لے گئے، آپ نے اپنی علمی تشنگی بجھانے کے لئے نیشاپور، اصبہان، ری، ہمدان، دمشق، بصرہ اور کوفہ کے اسفار کئے۔ آپ کے خطیب کے لقب سے مشہور ہونے کی وجہ یہ تھی کہ آپ کے والد بغداد کے ایک گاؤں ''درزیجان'' میں خطیب جمعہ وعیدین تھے، اس لئے وہ خطیب سے مشہور تھے، یہ خطاب آپ کو منتقل ہوگیا، پہلے آپ ابن الخطیب تھے پھر جب اس مقام پر اپنے والد کے بعد خطابت کا کام انجام دیا تو آپ بھی خطیب کے نام سے مشہور ہوگئے، حافظ ابن کثیر رحمۃ اللہ علیہ (متوفی ۷۷۴ھ) نے اس مقام کا نام ''درب ریحان'' بتلایا ہے۔ ❷

آپ نے جن ماہرین فن سے علم حاصل کیا ان میں قاضی ابوطیب طبری، ابوالحسن محاملی، ابن زرقویہ، حافظ ابونعیم اصبہانی، ابوبکر برقانی، ابوالقاسم ازہری، محمد بن یحیی ہمدانی رحمہم اللہ اور دیگر ائمہ۔

امام ذہبی رحمۃ اللہ علیہ (متوفی ۷۴۸ھ) آپ کے ترجمے کا آغاز ان الفاظ میں کرتے ہیں:

الإِمَامُ الأَوْحَدُ، العَلَّامَةُ المُفْتِي، الحَافِظُ النَّاقِدُ، مُحَدِّثُ الوَقْتِ،

❶ كشف الظنون: مسند الإمام الأعظم، ج۲ ص ۱۶۸۰ ❷ البداية والنهاية: سنة ثلاث وستين وأربعمائة، ج۱۲ ص ۱۲۴ / الخطيب البغدادي وأثره في علم الحديث: ص ۳۵

صَاحِبُ التَّصَانِيفِ، وَخَاتِمَةُ الحُفَّاظ. ❶

خطیب بغدادی رحمۃ اللہ علیہ کے علمی ذوق کا اندازہ اس سے کیجئے کہ جب وہ چلتے تھے تو اس دوران بھی مطالعہ کرتے تھے تاکہ یہ وقت بھی ضائع نہ ہو:

كَانَ الحَافِظُ الخَطِيبُ يَمْشِي وَفِي يَدِهِ جُزْءٌ يُطَالعه. ❷

آپ نے فنِ حدیث کی جو خدمت کی ہے وہ ناقابل فراموش ہے، خاص طور سے اصولِ حدیث کی مباحث پر جس طرح سے آپ نے کام کیا ہے کسی دوسرے نے نہیں کیا، آپ نے اس فن میں گراں قدر تصنیفات لکھیں، یہاں تک کہ حافظ ابنِ نقطہ رحمۃ اللہ علیہ (متوفی ۶۲۹ھ) فرماتے ہیں:

كل من أنصف علم أن المحدثين بعدالخطيب عيال على كتبه.

منصف مزاج یہ کہنے پر مجبور ہیں کہ خطیب کے بعد آنے والے محدثین ان کی کتابوں کے محتاج ہیں۔

ڈاکٹر محمود طحان نے "الحافظ الخطيب البغدادی وأثره في علم الحديث" میں آپکی ۸۵ کتابوں کا تذکرہ کیا ہے۔

آپ کے علمی مقام اور شہرت کے باوجود آپ کی تصنیفات میں موضوع روایات بھی ہیں، چنانچہ فن حدیث ورجال کے نقاد محدث امام ذہبی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ حافظ خطیب بغدادی اور ابونعیم اصفہانی اور بہت سے علماء متاخرین رحمہم اللہ کا گناہ میں اس سے بڑھ کر نہیں جانتا کہ وہ بے تحاشا اپنی کتابوں میں جعلی راویتیں نقل کرتے ہیں اور یہ گناہ ہے سنت وحدیث پر ایک جنایت اور ظلم ہے، سواللہ تعالیٰ ہمیں اور ان سب کو معاف فرمائے:

---

❶ سير أعلام النبلاء: ترجمة: الخطيب أبوبكر أحمدبن علي، ج۱۸ ص ۲۷۰

❷ سير أعلام النبلاء: ج۱۸ ص ۲۸۱

أحمد بن علي بن ثابت الحَافِظ أبو بكر الخَطِيب تكلم فِيهِ بَعضهم وَهُوَ وَأَبُو نعيم وَكثير من عُلَمَاء الْمُتَأَخرين لَا أعلم لَهُم ذَنبا أكبر من روايتهم الْأَحَادِيث الْمَوْضُوعَة فِي تأليفهم غير محذرين مِنهَا وَهَذَا إِثْم وَجِنَايَة على السّنَن فَاللّٰه يعْفُو عَنَّا وعنهم.❶

نیز خطیب بغدادی میں مسلکی تعصب بھی نمایاں طور پر تھا، چنانچہ محدثِ کبیر علامہ اسماعیل بن ابو الفضل الاصبہانی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ میں تین حفاظ حدیث کو پسند نہیں کرتا ہوں کہ ان کے شدت تعصب اور قلیل الانصاف ہونے کی وجہ سے، امام حاکم، امام ابونعیم الاصبہانی، خطیب بغدادی رحمہم اللہ۔ علامہ ابن جوزی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ اسماعیل نے سچ کہا ہے اور یہ حفاظ حدیث میں سے تھے، ثقہ اور صدوق (نہایت سچ بولنے والے) تھے:

سمعت اسماعيل ابن أبي الفضل وكان من أهل الكوفة بالحديث يقول: ثلاثة من الحفاظ لا أحبهم لشدة تعصبهم وقلة إنصافهم: الحاكم أبو عبد الله وأبو نعيم الأصبهاني وأبو بكر الخطيب. قَالَ المصنف: لقد صدق إسماعيل وقد كان من كبار الحفاظ ثقة صدوقا.❷

مزید تفصیلات کے لئے اس کتاب کے آخر میں اس عنوان کے تحت دیکھیں ''تاریخ بغداد نقد وجرح کا اہم ماخذ''

بظاہر لگتا ہے کہ خطیب بغدادی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے سابقہ خیالات سے رجوع کر لیا تھا، تو پھر کفارہ کے طور پر انہوں نے بھی مسند ابی حنیفہ تالیف کی، یہ امام صاحب کی کرامت ہے کہ امام ابن عدی، امام دارقطنی، خطیب بغدادی رحمہم اللہ وغیرہم جو ابتداء میں سرسری معلومات کی

❶الرواة الثقات المتكلم فيهم بمالايوجب ردهم: ص ٥١ ❷المنتظم في تاريخ الأمم والملوك: ترجمة: أحمد بن علي بن ثابت، ج ١٦ ص ١٣٣

وجہ سے امام صاحب سے کچھ نالاں تھے، لیکن حقائق واضح ہونے کے بعد ان سب نے اپنے خیالات سے رجوع کر کے امام صاحب کی مسانید لکھیں، اگر امام صاحب حافظِ حدیث یا حدیث میں معتبر اور ثقہ نہیں تھے تو کبار محدثین نے آپ کی مسند کو کیوں جمع کیا؟ انہیں کیا ضرورت پڑی تھی کہ جس کے پاس احادیث کا ذخیرہ نہیں اس کی طرف احادیث منسوب کر کے اپنے لئے جہنم کا سامان بناتے اور دنیا میں اتنی مشقت اٹھاتے۔

خطیب بغدادی رحمۃ اللہ علیہ کی اس مسند کا محقق العصر علامہ زاہد الکوثری رحمۃ اللہ علیہ (متوفی ۱۳۷۱ھ) نے تذکرہ کیا ہے:

كان الخطيب نفسه حينما رحل إلى دمشق استصحب معد مسند أبي حنيفة للخطيب نفسه. ❶

جس وقت خطیب بغدادی بذات خود سفر کر کے دمشق تشریف لے گئے تو ان کے پاس خود ان کی تالیف کردہ ''مسند ابی حنیفہ'' بھی تھی۔

## ۲۱..... مسند امام عبداللہ بن محمد انصاری رحمۃ اللہ علیہ (متوفی ۴۸۱ھ)

آپ کا نام عبداللہ، والد کا نام محمد، کنیت ابو اسماعیل ہے، ہرات کے رہنے والے جلیل القدر حافظ حدیث ہیں، آپ میزبان رسول حضرت ابوایوب انصاری رضی اللہ عنہ کی اولاد میں سے ہیں، آپ کی ولادت ۳۹۶ھ میں ہوئی، علم حدیث میں آپ کے مشہور اساتذہ: ابومنصور محمد بن محمد ازدی، حافظ ابوالفضل محمد بن احمد جارودی، ابومنصور احمد بن ابی العلاء، یحیی بن عمار سجستانی، علی بن محمد طرازی رحمہم اللہ۔

امام ذہبی رحمۃ اللہ علیہ نے آپ کے ترجمے کا آغاز ان القابات سے کیا ہے:

الإِمَامُ، القُدْوَةُ، الحَافِظُ الكَبِيْرُ، أَبُو إِسْمَاعِيلَ عَبْدُ اللهِ بنُ مُحَمَّدٍ. ❷

❶ تانيب الخطيب على ما ساقه في ترجمة أبي حنيفة من الأكاذيب: ص ۱۵۶

❷ سير أعلام النبلاء: ترجمة: شيخ الإسلام عبدالله بن محمد، ج۱۸ ص ۵۰۳

ان کے حفاظ حدیث میں سے ہونے کے لئے اتنا ہی کافی ہے کہ امام ذہبی رحمۃ اللہ علیہ جیسے نقاد محدث نے ان کا ذکر ''تذکرۃ الحفاظ'' میں ''شیخ الإسلام، الحافظ، الإمام، الزاھد'' جیسے القابات سے شروع کر کے بڑے مبسوط انداز میں ان کا تعارف لکھا۔

حافظ مؤتمن بن احمد ساجی رحمۃ اللہ علیہ (متوفی ۵۰۷ھ) آپ کے متعلق فرماتے ہیں:

كَانَ آيَةً فِي لِسَانِ التذكيرِ والتَّصوُّف، مِن سلاطين العُلَمَاء، سَمِعَ بِبَغْدَادَ مِنْ أَبِي مُحَمَّدٍ الحَسَنِ بن مُحَمَّدٍ الخَلَّال، وَغَيْرِهُ. يَرْوِي فِي مَجَالِس وَعظِهِ الأَحَادِيثَ بِالإِسْنَادِ، وَيَنْهَى عَنْ تَعليقهَا عَنْهُ. وَكَانَ بارعاً فِي اللُّغَة، حَافِظاً لِلْحَدِيثِ. ⓫

آپ وعظ ونصیحت اور تصوف میں اللہ تعالیٰ کی نشانی تھے، علماء میں آپ کو بادشاہ کا مقام حاصل تھا، آپ نے بغداد میں ابومحمد خلال اور دیگر ائمہ سے سماع کیا تھا، آپ مجلس وعظ میں احادیث سند کے ساتھ بیان کرتے، اور اسانید کے بغیر احادیث بیان کرنے سے منع کرتے تھے، آپ لغت میں لاجواب اور حافظ حدیث تھے۔

آپ نے بھی امام اعظم ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کی مرویات کو جمع کیا، اس کا تذکرہ علامہ عبدالقادر قرشی رحمۃ اللہ علیہ (متوفی ۷۷۵ھ) نے اپنی کتاب ''الجواهر المضية'' میں نصر بن سیار کے تعارف میں امام سمعانی رحمۃ اللہ علیہ (متوفی ۵۶۲ھ) کا درج ذیل جملہ لکھا ہے، وہ فرماتے ہیں:

سَمِعت كتاب الْأَحَادِيث الَّتِي رَوَاهَا أَبُو حنيفَة رَضِي اللّٰه عَنهُ جمع عبد اللّٰه بن مُحَمَّد الْأَنْصَارِيّ لجده القَاضِي صاعد بروايته عنه. ⓬

میں نے نصر بن سیار سے احادیث کی اس کتاب کا بھی سماع کیا جنہیں امام ابوحنیفہ نے

⓫تذكرة الحفاظ: ترجمة: أبو اسماعيل عبدالله بن محمد بن علي، ج۳ ص ۲۵۰

⓬الجواهر المضية في طبقات الحنفية: ترجمة: نصر بن سيار بن صاعد، ج۲ ص ۱۹۵

روایت کیا جسے عبداللہ بن محمد انصاری نے نصر بن سیار کے دادا قاضی صاعد نے جمع کیا یہ ان سے روایت کرتے تھے۔

## ۲۲..... مسند امام حسین بن محمد بن خسرو بلخی رحمۃ اللہ علیہ (متوفی ۵۲۲ھ)

نام حسین، والد کا نام محمد، کنیت ابوعبداللہ، آپ بغداد کے بلند پایہ محدث اور اکابر اہل علم میں سے تھے، آپ کے محدثین اساتذہ میں: امام ابوعبداللہ محمد بن ابی نصر حمیدی، ابوعبداللہ مالک بن احمد، ابوالغنائم محمد بن ابی عثمان، ابوالحسن علی بن محمد انباری، ابومحمد قزوینی، ابوشجاع فارس بن حسین، عبدالواحد بن فہد رحمہم اللہ وغیرہم۔

امام ذہبی رحمۃ اللہ علیہ نے ان کا تذکرہ ان القابات کے ساتھ کیا:

المُحَدِّثُ، العَالِمُ، مُفِيدُ أَهْل بَغْدَادَ، جَامِع مُسْنَدِ أَبِي حَنِيفَةَ. [1]

حافظ ابن النجار رحمۃ اللہ علیہ (متوفی ۶۴۳ھ) ان کے بارے میں فرماتے ہیں:

فَقِيه أهل الْعرَاق بِبَغْدَاد في وقته سمع الكثير وَأكْثر عَن أَصْحَاب أَبي عَلي بن شَاذان وَأبي الْقَاسِم بن بَشرَان روى لنا عَنهُ ابن الجَوْزِي. [2]

یہ اپنے وقت میں اہل عراق کے فقیہ اور کثیر السماع محدث ہیں، اور یہ ابوعلی بن شاذان اور ابوالقاسم بن بشران کے اصحاب سے بہت زیادہ احادیث روایت کرتے ہیں، جب کہ ہمیں حافظ ابن الجوزی نے ان سے احادیث روایت کی ہیں۔

امام ابن خسرو رحمۃ اللہ علیہ نے بھی امام صاحب کی مرویات کو "مسند ابی حنیفہ" کے نام سے جمع کیا ہے۔

علامہ خوارزمی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے تین شیوخ کے ذریعے متصل طریق سے مسند ابن خسرو کا

---

[1] سير أعلام النبلاء: ترجمة: ابن خسرو أبو عبدالله الحسين بن محمد، ج ۱۹ ص ۵۹۲ [2] الجواهر المضية: ترجمة: الحسين بن محمد بن خسرو، ج ۱ ص ۲۱۸

تذکرہ کیا ہے، وہ تین شیوخ یہ ہیں:

ا.....صدر کبیر محی الدین ابومحمد یوسف بن عبدالرحمٰن بن علی جوزی رحمۃ اللہ علیہ

۲.....ابومحمد ابراہیم بن محمود بن سالم رحمۃ اللہ علیہ

۳.....ابوعبداللہ محمد بن علی بن بقا رحمۃ اللہ علیہ (۱)

حافظ ابوعبداللہ ابن نجار رحمۃ اللہ علیہ (متوفی ۶۴۳ھ) نے اپنی تاریخ میں امام ابن خسرو رحمۃ اللہ علیہ کے تعارف میں مسند کا تذکرہ ان الفاظ میں کیا:

جمع مسندا لأبي حنيفة. (۲)

علامہ عبدالقادر قرشی رحمۃ اللہ علیہ (متوفی ۷۷۵ھ) نے امام ابن خسرو رحمۃ اللہ علیہ کے تعارف میں مسند کا تذکرہ کیا ہے:

وهو جامع المسند لأبي حنيفة رضي الله عنه. (۳)

امام ابن العدیم رحمۃ اللہ علیہ (متوفی ۶۶۰ھ) نے بھی امام ابن خسرو رحمۃ اللہ علیہ کی مسند کا ذکر کیا ہے:

ومسنده الذي جمعه أبو عبدالله الحسين بن محمد بن الخسرو البلخي. (۴)

علامہ شمس الدین ذہبی رحمۃ اللہ علیہ (متوفی ۷۴۸ھ) نے امام ابن خسرو رحمۃ اللہ علیہ کے ترجمہ میں مسند کا ذکر کیا ہے:

جامع مسند أبي حنيفة. (۵)

---

(۱) جامع المسانيد: الباب الثاني، اما المسند العاشر، ج ا ص ۸۲ (۲) جامع المسانيد: ترجمة: الحسين بن محمد بن خسرو، ج۲ ص ۶۰۵ (۳) الجواهر المضية: ترجمة: الحسين بن محمد بن خسرو، ج ا ص ۲۱۸ (۴) بغية الطلب في تاريخ حلب: ترجمة: الحسين بن علي بن يزيد، ج۶ ص ۲۷۱۰ (۵) سير أعلام النبلاء: ترجمة: ابن خسرو أبو عبد الله الحسين بن محمد، ج ۱۹ ص ۵۹۲

حافظ ابن حجر عسقلانی رحمۃ اللہ علیہ (متوفی ۸۵۲ھ) نے مسانید امام اعظم پر تبصرہ کرتے ہوئے مسند ابن خسرو کا یوں نمایاں تذکرہ کیا ہے:

وَأما الَّذِي اعتمد الْحُسَيْنِي على تَخْرِيج رِجَاله فَهُوَ بن خُسرو كَمَا قدمت وَهُوَ مُتَأَخّر وَفِي كِتَابه زيادات على مَا فِي كتابي الحَارِثِيّ وَابن الْمقرئ. ❶

جس مسند پر حسینی امام ابوعبداللہ محمد بن علی بن حمزہ دمشقی نے اپنی کتاب ''التذكرة برجال العشرة'' میں رجال کی تخریج کے لحاظ سے اعتماد کیا ہے وہ ابن خسرو کی ہے جیسا کہ میں نے پہلے درج کیا اور وہ بعد کے محدث ہیں، ان کی کتاب میں حارثی اور ابن المقری کی کتابوں کی نسبت زیادہ احادیث ہیں۔

علامہ محمد بن یوسف صالحی رحمۃ اللہ علیہ (متوفی ۹۴۲) نے اپنے شیوخ ابوالفضل بن ابی بکر شافعی رحمۃ اللہ علیہ اور ابو فارس عبدالعزیز بن عمر بن محمد ہاشمی رحمۃ اللہ علیہ کے طرق سے متصل اسناد کے ساتھ دسویں مسند امام ابن خسرو رحمۃ اللہ علیہ کی ذکر کی ہے۔ ❷

علامہ قاسم بن قطلو بغا رحمۃ اللہ علیہ (متوفی ۸۷۹ھ) نے ان کے تعارف میں اس مسند کا ذکر کیا ہے:

جامع مسند أبي حنيفة. ❸

علامہ شوکانی رحمۃ اللہ علیہ (متوفی ۱۲۵۰ھ) کی مرویات میں سے یہ مسند بھی ہے، انہوں نے امام ابن خسرو تک اس مسند کی اسناد بھی ذکر کر دی ہے۔ ❹

---

❶ تعجيل المنفعة: مقدمه: ج ۱ ص ۲۴۰ ❷ عقود الجمان: الباب الثالث والعشرون، المسند العاشر، ص ۳۲۸، ۳۲۹ ❸ تاج التراجم: ترجمة: الحسين بن محمد، ج ۱ ص ۱۶۱ ❹ إتحاف الأكابر بإسناد الدفاتر: ص ۲۱۹

## ۲۳..... مسند امام محمد بن عبدالباقی انصاری رحمۃ اللہ علیہ (متوفی ۵۳۵ھ)

نام محمد، والد کا نام عبدالباقی، کنیت ابوبکر، آپ قاضی المرستان کے لقب سے مشہور تھے، ماہ صفر ۴۴۲ھ میں آپ کی ولادت ہوئی، آپ نے درج ذیل ائمہ حدیث سے سماعت کی: ابواسحاق برمکی، علی بن عیسی باقلانی، قاضی ابوالطیب طبری، عمر بن حسین خفاف، قاضی ابویعلی بن فراء، علی بن شیخ ابوطالب مکی رحمہم اللہ وغیرہم۔

آپ کے چند محدثین تلامذہ: ابوسعد عبدالکریم بن محمد سمعانی، ابوالفرج عبدالرحمٰن بن الجوزی، ابوموسی مدینی، سعید بن عطاف، عبداللہ بن مظفر، ابوالقاسم علی ابن عساکر رحمہم اللہ وغیرہم۔ (1)

امام ذہبی رحمۃ اللہ علیہ (متوفی ۷۴۸ھ) نے ان کے ترجمے کا آغاز ان القابات سے کیا:

الشَّيْخُ، الإِمَامُ، العَالِمُ، المُتَفَنِّنُ، الفَرَضِيُّ، العَدْلُ، مُسْنِدُ العصرِ، القَاضِيْ، أَبُو بَكْرٍ مُحَمَّدُ بنُ عَبْدِ البَاقِي. (2)

اللہ تعالی نے آپ کو بے مثل حافظہ عطا کیا تھا، آپ نے سات سال کی عمر میں قرآن کریم حفظ کیا، آپ فرماتے ہیں کہ کوئی علم ایسا نہیں ہے جسے میں نے کلًا یا بعضًا حاصل نہ کیا ہو، نیز فرماتے ہیں کہ میں نے اپنی زندگی کا ایک لمحہ بھی کھیل کود میں ضائع نہیں کیا۔ (3)

علامہ ابن الجوزی رحمۃ اللہ علیہ (متوفی ۵۹۷ھ) آپ کے متعلق فرماتے ہیں:

وَقَرَأْتُ عَلَيْهِ الكَثِيْرَ وَكَانَ ثِقَةً فهماً، ثَبْتاً حُجَّةً، مُتفنناً. (4)

(1) سير أعلام النبلاء: ترجمة: قاضي المرستان محمد بن عبد الباقي، ج ۲۰ ص ۲۳ تا ۲۶

(2) سير أعلام النبلاء، ترجمة: قاضي المرستان محمد بن عبدالباقي، ج ۲۰ ص ۲۳ تا ۲۶

(3) سير أعلام النبلاء: ترجمة: قاضي المرستان محمد بن عبدالباقي، ج ۲۰ ص ۲۳ تا ۲۶

(4) سير أعلام النبلاء: ترجمة: قاضي المرستان محمد بن عبدالباقي، ج ۲۰ ص ۲۳ تا ۲۶

میں نے ان کے سامنے کثیر احادیث پڑھیں، آپ (حدیث میں) ثقہ، ذکی، حجت اور ماہر تھے۔

امام ابوالمظفر عبدالرحیم ابن سمعانی رحمۃ اللہ علیہ (متوفی ۶۱۷ ھ) نے قاضی صاحب کے علمی مرتبے کا اظہار ان الفاظ میں کیا:

عَارِف بالعلوم متفنن الكَلَام حُلُو المنطق مليح المُجَاوِرَة مَا رَأَيتُ أجمع للفنون مِنه نظر فِي كل علم وسمعته يَقُول: نَدِمت في علم تعلمته إلا الحديث وعلمه. ❶

آپ علوم کے شناسا، کلام کرنے میں ماہر، بولنے میں شیریں اور گفتگو کرنے میں شائستہ وعمدہ تھے، میں نے ان کے علاوہ کسی کو نہیں دیکھا کہ تمام فنون ایک ذات میں جمع ہوں، ان کی ہر علم میں نگاہ تھی، اور میں نے انہیں (حدیث سے حد درجہ قلبی لگاؤ کی وجہ سے) یہ کہتے ہوئے سنا: مجھے حدیث اور علم حدیث کے حصول کے علاوہ ہر علم کی تحصیل پر ندامت ہے۔

حافظ ابن حجر عسقلانی رحمۃ اللہ علیہ (متوفی ۸۵۲ ھ) آپ کے متعلق لکھتے ہیں:

مشهور معمر عالي الإسناد هو آخر من كان بينه وبين النبي ﷺ ستة رجال ثقات مع اتصال السماع على شرط الصحيح. ❷

آپ عمر رسیدہ مشہور بزرگ ہیں، عالی اسناد سے حدیث بیان کرتے ہیں، اتصال سماع کی شرط صحیح کے ساتھ آپ ہی وہ آخری محدث ہیں کہ آپ کے اور نبی کریم ﷺ کے درمیان صرف چھ ثقہ راوی ہیں۔

یہ بلند پایہ محدث بھی ان اکابر اہل علم کی فہرست میں داخل ہیں جنہوں نے امام صاحب

❶ المقصد الأرشد في ذكر أصحاب الإمام الأحمد: ترجمة: محمد بن عبدالباقي بن محمد، ج ۲ ص ۴۴۴

❷ لسان الميزان: ترجمة: محمد بن عبدالباقي بن محمد، ج ۵ ص ۲۴۱

کی مسند کو جمع کیا ہے۔

علامہ خوارزمی رحمۃ اللہ علیہ (متوفی ۶۵۵ھ) نے اپنے چار مشائخ کے طریق سے متصل سند کے ساتھ قاضی ابوبکر رحمۃ اللہ علیہ کی مسند کا تذکرہ کیا ہے، وہ چار شیوخ یہ ہیں:

۱.....احمد بن ابی الحسن العرینی رحمۃ اللہ علیہ

۲.....ابومحمد ابراہیم بن محمود بن سالم رحمۃ اللہ علیہ

۳.....ابومحمد یوسف بن عبدالرحمٰن بن علی بن الجوزی رحمۃ اللہ علیہ

۴.....ابوعبداللہ محمد بن علی بن بقا رحمۃ اللہ علیہ (۱)

علامہ محمد بن یوسف صالحی رحمۃ اللہ علیہ (متوفی ۹۴۲ھ) نے بھی قاضی ابوبکر رحمۃ اللہ علیہ کی "مسند ابی حنیفہ" کا ذکر کیا ہے۔ (۲)

حاجی خلیفہ رحمۃ اللہ علیہ (متوفی ۱۰۶۷ھ) نے "مسند الإمام الأعظم" کے عنوان کے تحت پانچویں نمبر پر اس مسند کا تذکرہ کیا ہے۔ (۳)

علامہ سید مرتضی زبیدی رحمۃ اللہ علیہ (متوفی ۱۲۰۵ھ) نے بھی قاضی صاحب کی مسند کا ذکر کیا ہے۔ (۴)

## ۲۴.....مسند امام ابن عساکر رحمۃ اللہ علیہ (متوفی ۵۷۱ھ)

آپ کا اسم گرامی علی، والد کا نام حسن، کنیت ابوالقاسم، المعروف بہ ابن عساکر، آپ دمشق کے بلند پایہ حافظ حدیث ہیں، آپ کی پیدائش ۴۹۹ھ میں ہوئی، سات سال کی عمر میں آپ نے پہلی مرتبہ حدیث کا سماع کیا، حافظ ابن عساکر رحمۃ اللہ علیہ نے دمشق، بغداد، کوفہ، نیشاپور،

(۱) جامع المسانید: الباب الثانی، اما المسند الخامس، ج ۱ ص ۸۰ (۲) عقود الجمان: الباب الثالث والعشرون، المسند الخامس، ص ۳۲۵ (۳) كشف الظنون: مسند الإمام الأعظم، ج ۲ ص ۱۶۸۰ (۴) عقود الجواهر المنيفة: مقدمة، ج ۱ ص ۶

اصبہان، ہرات، مکہ مکرمہ اور مدینہ منورہ جیسے مراکزِ علم میں اکابر شیوخ سے علم حدیث حاصل کیا، آپ کے شیوخ کی تعداد ۱۳۰۰ تک ہے ان میں ۸۰ سے زیادہ خواتین ہیں۔

آپ کے بعض اساتذہ حدیث:

ابوالقاسم النسیب، سبیع بن قیراط، ابو طاہر حنائی، ابو القاسم بن حصین، عبداللہ بن محمد غزال، یوسف بن ایوب ہمدانی، تمیم بن ابی سعید جرجانی، عبدالکریم بن حمزہ رحمۃ اللہ علیہ وغیرہم۔ ❶

امام ذہبی رحمۃ اللہ علیہ آپ کے ترجمے کا آغاز ان القابات کے ساتھ کرتے ہیں:

الإِمَامُ، العَلاَّمَةُ، الحَافِظُ الكَبِيْرُ، المُجَوِّدُ، مُحَدِّثُ الشَّامِ، ثِقَةُ الدِّيْنِ، أَبُو القَاسِمِ الدِّمَشْقِيُّ، الشَّافِعِيُّ، صَاحِبُ تَارِيْخِ دِمَشْقَ. ❷

نیز امام ذہبی رحمۃ اللہ علیہ نے ''تذكرة الحفاظ'' میں آپ کے ترجمے کا آغاز ان القابات سے کیا:

الإمام، الحافظ الكبير، محدث الشام، فخر الأئمة، ثقة الدين، صاحب التصانيف والتاريخ الكبير. ❸

امام ابوسعد عبدالکریم سمعانی رحمۃ اللہ علیہ (متوفی ۵۶۲ھ) آپ کے علم حدیث میں بلند پایہ محدثانہ مقام کا اظہار ان الفاظ میں کرتے ہیں:

أبو القاسم حافظ ثقة متقن دين خير حسن السمت جمع بين معرفة المتن والإسناد وكان كثير العلم غزير الفضل صحيح القراءة متثبتاً رحل وتعب وبالغ في الطلب وجمع ما لم يجمعه غيره وأربى على الأقران.

ابو القاسم حافظ حدیث، ثقہ، متقن، دیندار، نیکوکار اور کریمانہ اخلاق کے مالک تھے،

❶ سير أعلام النبلاء: ترجمة: ابن عساكر ثقة الدين أبو القاسم، ج۲۰ ص ۵۵۴، ۵۵۵

❷ سير أعلام النبلاء: ترجمة: ابن عساكر ثقة الدين أبو القاسم، ج۲۰ ص ۵۵۴، ۵۵۵

❸ تذكرة الحفاظ، ترجمة: ابن عساكر أبو القاسم علي بن حسين، ج۴ ص ۸۲

حدیث کے متن واسناد کی معرفت رکھتے تھے، آپ علم وفضل میں بے نظیر اور بے مثال تھے، عمدہ قراءت کرتے تھے، ثبت تھے، آپ نے حصول علم کے لئے سفر کیا اور مقصد کو پانے کے لئے انتہائی جدوجہد کی، آپ نے اتنا علم جمع کیا جتنا اور کوئی بھی نہ کر سکا، جس کی وجہ سے آپ اپنے معاصرین پر سبقت لے گئے۔ ❶

حافظ ابن نجار رحمۃ اللہ علیہ (متوفی ۶۴۳ھ) علم حدیث میں آپ کی جلالت شان کا اظہار ان الفاظ میں کرتے ہیں:

أبو القاسم إمام المحدثين في وقته، انتهت إليه الرياسة في الحفظ والإتقان والثقة والمعرفة التامة وبه ختم هذا الشأن. ❷

ابوالقاسم اپنے زمانے میں محدثین کے امام تھے۔ حفظ واتقان اور ثقاہت ومعرفت تامہ کی ان پر انتہا تھی، علم حدیث کا فن ان پر ختم ہو گیا۔

علامہ تاج الدین سبکی رحمۃ اللہ علیہ (متوفی ۷۷۱ھ) نے آپ کا تذکرہ جن القابات کے ساتھ کیا ہے اس سے بڑھ کر کسی کی تعریف وتوثیق کرنا بظاہر مشکل ہے:

هُوَ الشَّيْخُ الإِمَامُ نَاصِرُ السّنة وخادمها وقامع جند الشَّيْطَان بعساكر اجْتِهَاده وهادمها إِمَام أهل الحَدِيث فِي زَمَانه وختام الجهابذه الحفاظ وَلَا يُنكر أحد مِنْهُ مَكَانَهُ وَالْبَحْر الَّذِى لا سَاحل لَهُ. ❸

جہاں آپ ایک عظیم الشان محدث، جلیل القدر مورخ تھے اور علم حدیث میں عظیم المرتبت تھے وہیں آپ کے اخلاص وللہیت اور تقوی کا یہ عالم تھا کہ آپ کے صاحبزادے بہاء الدین فرماتے ہیں کہ میرے والد جماعت اور تلاوت کے بڑے پابند تھے، تمام

❶ تذكرة الحفاظ: ج۴ ص ۸۴ ❷ تذكرة الحفاظ: ج۴ ص ۸۶

❸ طبقات الشافعية الكبرى: ترجمة: علي بن الحسن بن هبة الله، ج۶ ص ۲۱۵، ۲۱۶

علامہ یاقوت حموی رحمۃ اللہ علیہ (متوفی ۶۲۶ھ) نے علامہ ابن عساکر رحمۃ اللہ علیہ کے ترجمہ میں آپ کی تصانیف کا تذکرہ کرتے ہوئے "مسند مكحول و أبي حنيفة" کہہ کر آپ کی مسند کا بھی ذکر کیا ہے۔ ❶

علامہ صلاح الدین صفدی رحمۃ اللہ علیہ (متوفی ۷۶۴ھ) نے بھی امام ابن عساکر رحمۃ اللہ علیہ کے ترجمہ میں آپ کی تصانیف میں "و مسند مكحول و أبي حنيفة" کہہ کر آپ کی مسند کا ذکر کیا ہے۔ ❷

علامہ ابن عساکر رحمۃ اللہ علیہ کی "تاريخ مدينة دمشق" مطبوع دار احیاء التراث العربی بیروت ۱۴۲۱ھ ۲۰۰۱ء صفحہ نمبر ۱۱ پر امام ابن عساکر رحمۃ اللہ علیہ کے تعارف میں بھی ان کی مسند ابی حنیفہ کا تذکرہ کیا ہے۔

شیخ حسام الدین المقدسی نے "تبيين كذب المفتري فيمانسب إلى الإمام أبي الحسن الأشعری" کے مقدمہ ص:۶ پر امام ابن عساکر رحمۃ اللہ علیہ کی تصانیفات میں مسند ابی حنیفہ کا بھی تذکرہ کیا ہے۔

## ۲۵..... مسند امام علی بن احمد رازی (متوفی ۵۹۸ھ)

امام علی بن احمد بن مکی رازی کا لقب حسام الدین ہے، آپ مشہور حنفی فقیہ ہیں، آپ نے دمشق میں سکونت اختیار کی اور درس و تدریس کا سلسلہ جاری رکھا۔

۱..... حافظ ابن عساکر رحمۃ اللہ علیہ (متوفی ۵۷۱ھ) امام علی بن احمد کے علمی مقام و مرتبہ کے متعلق لکھتے ہیں:

تفقّه بما وراء النهر، وقدم دمشق وسكنها، و كان يدرّس في المدرسة

❶ معجم الأدباء: ترجمة: علي بن الحسن بن عساكر، ج۴ ص ۱۷۰۱ ❷ الوافي بالوفيات: ترجمة: الحافظ ابن عساكر الشافعي علي بن الحسن، ج۲۰ ص ۲۱۹

الصادرية، ويفتي على مذهب أبي حنيفة، ويشهد ويناظر في مسائل الخلاف. ❶

آپ نے ماوراء النہر (کے فقیہ حضرات) سے علم فقہ حاصل کیا، بعدازاں آپ دمشق تشریف لائے اور وہیں سکونت اختیار کی، آپ مدرسہ صادریہ میں تدریس کا فریضہ سرانجام دینے کے ساتھ ساتھ امام ابوحنیفہ کے مذہب پر فتوی دیتے اور شواہد لاتے تھے، نیز اختلافی مسائل میں مناظرہ کرتے تھے۔

٢.....علامہ عبدالقادر قرشی رحمۃ اللہ علیہ (متوفی ٧٧٥ھ) آپ کے علمی مقام پر لکھتے ہیں:

وضع كتاباً نفيساً على مختصر القدوري، سماه "خلاصة الدلائل في تنقيح المسائل"، وهو كتابي الذي حفظته في الفقه، وخرجت أحاديثه في مجلد ضخم، ووضعت عليه شرحاً. ❷

آپ نے مختصر قدوری پر "خلاصة الدلائل في تنقيح المسائل" کے نام سے ایک عمدہ کتاب لکھی، یہ وہ کتاب ہے جس کو میں نے فقہ میں حفظ کیا اور ایک ضخیم جلد میں اس کی احادیث کی تخریج کی اور اس پر شرح لکھی۔

ترکی کے نامور فاضل پروفیسر فواد سیزگین نے اپنی کتاب "تاريخ التراث العربي" ج٣ ص٤٣ میں امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ کی مسانید کا تذکرہ کرتے ہوئے آٹھویں مسند کے متعلق لکھا ہے:

عن حسام الدين علي بن أحمد بن مكي الرازي (المتوفى ٥٩٨هـ/١٢٠١ء، انظر برو كلمان ملحق ١/٦٤٩)، سراى، أحمد

❶ تاريخ مدينة دمشق: ترجمة: علي بن مالكي أبوالحسن الكاساني، ج٤٣ ص ٢٥٢

❷ الجواهر المضية: ترجمة: علي بن أحمد بن مكي، ج١ ص٣٥٣

الثالث ٣٦٤ (١٥٨ ورقة، انظر : فهرس ٢ : ١٠٤).

یہ مسند حسام الدین علی بن احمد بن مکی رازی رحمہ اللہ (متوفی ۵۹۸ھ/۱۲۰۱ء) سے مروی ہے، بروکلمان کا ضمیمہ نمبر۱/۶۴۹ دیکھیں۔ سرای احمد الثالث کے مکتبہ کا نمبر ۳۶۴ ہے، (۱۵۸اوراق، فہرست دیکھئے:۲:۱۰۴)۔

## ۲۶...مسند امام محمد بن محمد بن عثمان بلخی بغدادی رحمہ اللہ (متوفی ۶۵۳ھ)

نام محمد، والد کا نام بھی محمد، کنیت ابوعبداللہ، لقب النظام ہے، انہوں نے طلب حدیث میں بخارا، سمرقند، رے اور حلب وغیرہ متعدد مقامات کا سفر کیا اور وہاں کے اجلہ محدثین سے علم حاصل کیا، آپ کے اساتذہ: المؤید الطّوسی، مسعود بن مودود الاستر آبادی، اور محمد بن ابراہیم الفاسی رحمہم اللہ وغیرہم۔

ان کے تلامذہ میں مشہور انکے بیٹے عبدالوہاب اور مشہور محدث حافظ دمیاطی رحمہ اللہ ہیں۔

امام ذہبی رحمہ اللہ نے ان کو "مفتي الحنفية" قرار دیا اور یہ بھی تصریح کی ہے کہ انہوں نے صحیح مسلم کا درس دیا ہے۔ ❶

امام محمد بن محمد بلخی بغدادی رحمہ اللہ نے بھی امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ کی مسند لکھی ہے، جس کا نام "جزء أبي حنيفة" ہے، علامہ عبدالقادر قرشی رحمہ اللہ (متوفی ۷۷۵ھ) نے اس مسند کا ان کے صاحبزادے امام عبدالوہاب بن محمد رحمہ اللہ (متوفی ۷۲۵ھ) سے سماع کیا تھا، چنانچہ حافظ قرشی رحمہ اللہ امام موصوف کے ترجمہ میں فرماتے ہیں:

قلت وَولده عبد الوَهَّاب بن مُحَمَّد حدث عَنهُ بِجُزْء أبي حنيفَة رَضِي اللّٰه عَنهُ سمعته عَلَيْهِ.

ان کے بیٹے امام عبدالوہاب بن محمد نے ان سے "جزء ابی حنیفہ" کو روایت کیا ہے، اور

❶ سیر أعلام النبلاء: ترجمة: النظام البلخي أبو عبد الله محمد بن محمد، ج ۲۳ ص ۲۹۴

میں نے عبدالوہاب سے اس جزء کا سماع کیا تھا۔ ❶

## ۲۷.....مسند امام ابوعلی البکری رحمۃ اللہ علیہ (متوفی ۶۵۶ھ)

نام حسن، والد کا نام محمد، کنیت ابوعلی، المعروف بہ امام ابوعلی البکری، آپ کی پیدائش ۵۷۴ھ میں ہوئی، آپ کا سلسلہ نسب بواسطہ قاسم بن محمد سیدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ سے جاملتا ہے، آپ نے مختلف ممالک کے طویل اسفار کر کے وہاں کے کبار محدثین سے استفادہ کیا، مکہ میں ابوحفص میانشی رحمۃ اللہ علیہ سے، دمشق میں ابن طبرزد رحمۃ اللہ علیہ سے، ہرات میں ابوروح ہروی رحمۃ اللہ علیہ سے، نیسابور میں مؤید طوسی رحمۃ اللہ علیہ سے، اصبہان میں ابوالفتوح محمد بن محمد رحمۃ اللہ علیہ سے، مرو میں ابوالمظفر بن سمعانی رحمۃ اللہ علیہ سے، بغداد میں ابن الاخضر رحمۃ اللہ علیہ سے۔ ❷

امام ذہبی رحمۃ اللہ علیہ نے ان کے ترجمے کا آغاز ان القابات کے ساتھ کیا ہے:

الشيخ، الإمام، المحدث، المفيد، الرحال، المسند، جمال المشائخ، صدر الدين أبو علي الحسن بن محمد. ❸

امام ذہبی رحمۃ اللہ علیہ نے ان کا تذکرہ اپنی شہرۂ آفاق کتاب ''تذكرة الحفاظ'' میں کیا، اس کتاب میں آپ کا تذکرہ کرنا ہی آپ کی علم حدیث میں جلالت شان کے لئے کافی تھا، لیکن اس کے باوجود آپ کو ان عظیم القابات سے یاد کیا:

المحدث، العالم المفيد، الرحال المصنف. ❹

❶الجواهر المضية في طبقات الحنفية: ترجمة: محمد بن محمد بن محمد بن عثمان، ج۲ ص۱۲۵ ❷سير أعلام النبلاء: ترجمة: البكري أبو علي الحسن بن محمد، ج۲۳ ص ۳۲۶، ۳۲۷ ❸سير أعلام النبلاء: ترجمة: البكري ابو علي الحسن بن محمد، ج۲۳ ص ۳۲۶، ۳۲۷

❹تذكرة الحفاظ: ترجمة: البكري أبو علي الحسن بن محمد، ج۴ ص۱۵۸

یہ بلند محدث بھی امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ کی مسانید لکھنے والوں میں شامل ہیں۔

حافظ ابن حجر عسقلانی رحمۃ اللہ علیہ (متوفی ۸۵۲ھ) بھی اس مسند کو روایت کرنے والوں میں سے ہیں، اور انہوں نے امام بکری رحمۃ اللہ علیہ تک اپنی اسناد بھی نقل کردی ہے، مسند کا تذکرہ ان الفاظ میں کیا:

مُسْند أبي حنيفَة جمع الحَافِظ أبي عَلي الحسن بن مُحَمَّد الْبكْرِيّ. ❶

علامہ محمد بن یوسف صالحی رحمۃ اللہ علیہ (متوفی ۹۴۲ھ) نے اپنے استاذ شیخ الاسلام ابوالفضل بن ابی بکر شافعی رحمۃ اللہ علیہ کے متصل طریق سے حافظ ابوعلی بکری رحمۃ اللہ علیہ کی مسند ابی حنیفہ کا ذکر کیا ہے۔ ❷

حافظ شمس الدین ابن طولون رحمۃ اللہ علیہ (متوفی ۹۵۳ھ) نے ''الفهرست الأوسط'' میں اپنے سے لے کر مصنف تک اس مسند کی اسناد ذکر کی ہے۔ ❸

علامہ جمال الدین قاسمی دمشقی رحمۃ اللہ علیہ (متوفی ۱۳۳۲ھ) نے بھی اس مسند کا ذکر کیا ہے، اور تصریح کی ہے کہ علامہ محمد سلیمان مغربی رحمۃ اللہ علیہ (متوفی ۱۰۹۴ھ) نے اپنے ثبت ''صلة الخلف'' میں امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کی جن چار مسانید کی اسانید اپنے سے لے کر ان مؤلفین تک ذکر کی ہے، ان چار مسانید میں سے ایک امام ابوعلی البکری رحمۃ اللہ علیہ کی تالیف کردہ ''مسند ابی حنیفہ'' بھی ہے۔ ❹

## ۲۸.....مسند امام شمس الدین سخاوی رحمۃ اللہ علیہ (متوفی ۹۰۲ھ)

نام محمد، والد کا نام عبدالرحمٰن، کنیت ابوالخیر ہے، المعروف بہ امام سخاوی، ماہ ربیع الاول

❶ المعجم المفهرس: حرف الحاء، رقم: ۱۱۳۱، ج ۱ ص ۲۷۲

❷ عقود الجمان: الباب الثالث والعشرون، المسند السابع، ص ۳۳۴

❸ تانيب الخطيب على ما ساقه في ترجمة أبي حنيفة من الأكاذيب: ص ۱۵۶

❹ الفضل المبين على عقد الجواهر الثمين: ص ۳۴۸

۸۳۱ھ میں قاہرہ مصر کے ایک علاقہ بہاء الدین میں باب الفتوح کے قریب پیدا ہوئے، شمالی مصر کے خاندان ''سخا'' سے تعلق رکھنے کی وجہ سے ''سخاوی'' کہلاتے ہیں، آپ مسلکاً شافعی المذہب تھے، آپ نے بچپن میں ہی قرآن کریم حفظ کیا اور پھر ماہ رمضان میں نماز تراویح میں سنایا۔

آپ نے چار مشہور ائمہ حدیث وفقہ سے شرفِ تلمذ حاصل کیا۔

۱.....حافظ ابن حجر عسقلانی رحمۃ اللہ علیہ (متوفی ۸۵۲ھ)

۲.....علامہ بدرالدین عینی رحمۃ اللہ علیہ (متوفی ۸۵۵ھ)

۳.....محقق علی الاطلاق علامہ ابن ہمام رحمۃ اللہ علیہ (متوفی ۸۶۱ھ)

۴.....علامہ قاسم بن قطلو بغا رحمۃ اللہ علیہ (متوفی ۸۷۹ھ)

امام سخاوی کے تلمیذ رشید شیخ جار اللہ بن فہد مکی رحمۃ اللہ علیہ (متوفی ۹۵۴ھ) نے آپ کے متعلق فرمایا:

وَلَقَد وَاللّٰه الْعَظِيم لم أر فِي الحفاظ الْمُتَأَخّرين مثله ويعلم ذٰلک كل من اطلع على مؤلفاته أو شَاهده. ❶

اللہ رب العزت کی قسم! یہ حقیقت ہے کہ متاخرین حفاظ حدیث میں سے میں نے ان جیسا کوئی نہیں دیکھا، جس شخص نے بھی ان کی تصانیف کا مطالعہ کیا ہے یا انہیں دیکھا ہے وہ اس بات کو جانتا ہے۔

امام ابن عماد حنبلی رحمۃ اللہ علیہ (متوفی ۱۰۸۹ھ) آپ کے علمی مقام ومرتبہ کے اظہار ان الفاظ میں کرتے ہیں:

وبرع في الفقه والعربية والقراءات والحديث والتاريخ وشارک في

❶ البدر الطالع: ترجمة: محمد بن عبدالرحمن بن محمد، ج۲ ص ۱۸۵، ۱۸۶

الفرائض والحساب والتفسير وأصول الفقه والميقات وغيرها وأما مقرواته ومسموعاته فكثيرة جدا لا تكاد تنحصر. وأخذ عن جماعة لا يحصون يزيدون على أربعمائة نفس، وأذن له غير واحد بالإفتاء والتدريس والإملاء.❶

آپ نے فقہ، عربی لغت، قراءت، حدیث اور تاریخ میں مہارت حاصل کی، ان کے علاوہ آپ نے علم میراث، حساب، تفسیر، اصول فقہ اور میقات وغیرہ کو بھی حاصل کیا، آپ نے جو علوم پڑھے یا سنے ان کا احاطہ ناممکن ہے، آپ نے جن اساتذہ سے علم حاصل کیا وہ بھی شمار سے باہر ہیں، ان کی تعداد چار سو سے زائد بنتی ہے، آپ کو کئی اساتذہ نے افتاء، تدریس اور املاء کی اجازت دی ہے۔

علامہ شوکانی رحمۃ اللہ علیہ (متوفی ۱۲۵۰ھ) فرماتے ہیں کہ خلاصہ یہ ہے کہ وہ اکابر ائمہ میں سے تھے:

وَبِالْجُمْلَةِ فَهُوَ من الْأَئِمَّةِ الأكابر.

نیز نقل کرتے ہیں کہ میں نہیں جانتا کہ ابھی کوئی علوم حدیث کو ان کی طرح جانتا ہو، اور میں نہیں جانتا کہ کسی کی ان سے بڑھ کر اور ان سے عمدہ تصانیف ہوں، انہیں فن اسماء الرجال، روایت کے احوال، جرح وتعدیل میں خوب دسترس تھی، اور اس فن میں انہی کی طرف مراجعت کے لئے اشارہ کیا جاتا تھا، بعض علماء نے یہاں تک کہا ہے کہ امام ذہبی رحمۃ اللہ علیہ کے بعد کوئی شخص ان کے مثل نہیں آیا جو ان کے طریقے کے مطابق چلتا ہو، (یعنی امام ذہبی رحمۃ اللہ علیہ کے بعد اگر کسی شخص کو فن حدیث اور اسماء الرجال میں ید طولیٰ حاصل ہے تو وہ امام سخاوی رحمۃ اللہ علیہ ہیں جو اس فن کے ماہر شہسوار ہیں) امام سخاوی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے بعد اپنے

❶ شذرات الذهب: ترجمة: سنة اثنتين وتسع مائة، شمس الدين محمد بن عبد الرحمن، ج۱۰ ص۲۳

مثل کوئی شخص نہیں چھوڑا:

وَلا أعلم الآن من يعرف عُلُوم الحَدِيث مثله وَلا أكثر تصنيفا وَلا أحسن وَكَذَلِكَ أَخذهَا عَنه عُلَمَاء الآفَاق من المَشَايِخ و الطلبة و الرفاق وَله اليَد الطُولى فِي المعرفَة بأسماء الرِّجَال وأحوال الروَاة وَالجرح التَّعدِيل وَإِلَيْهِ يشار فِي ذَلِك وَلَقَد قَالَ بعض العلمَاء لم يَأْتِ بعد الحَافِظ الذهبي مثله سلك هَذَا المسلك وَلم يخلف بعده مثله. ❶

امام سخاوی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی تصنیف ''الضوء اللامع لأهل القرن التاسع'' ج:۸۔ص:۲ تا ۳۲۔تقریباً تیس (۳۰) صفحات میں اپنی خودنوشت سوانح اپنے قلم سے لکھی، اسمیں آپ نے اپنی پیدائش سے لیکر تصنیف کے وقت تک تمام اہم امور کا تذکرہ کیا، ابتدائی تعلیم، تعلیمی اسفار، شیوخ کا تفصیلی تذکرہ، خصوصاً حافظ ابن حجر رحمۃ اللہ علیہ کے ساتھ آپ کا تعلق اوران سے استفادہ، اپنے ہم عصر علماء کا تذکرہ، اپنی تمام تصانیف کا ذکر، آپ کی یہ سوانح آپ کے بلندو بالا علمی رتبہ پر منہ بولتا ثبوت ہے۔

یہ بلند پایہ عظیم المرتبت شخصیت بھی ان اکابر علماء کی فہرست میں شامل ہیں جنہوں نے امام اعظم ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کی مسند کو جمع کیا ہے، چنانچہ علامہ سخاوی رحمۃ اللہ علیہ نے بنفس نفیس اپنی تصانیف کا تذکرہ کیا تو اس میں امام ابوحنیفہ سے مروی احادیث پر مشتمل اپنی کتاب ''التحفة المنيفة فيما وقع له من حديث الإمام أبي حنيفة'' کو بھی شامل کیا ہے۔ ❷

شیخ اسماعیل بن محمد امین بغدادی رحمۃ اللہ علیہ (متوفی ۱۳۹۹ھ) نے امام سخاوی رحمۃ اللہ علیہ کے

❶ البدر الطالع: ج۲ ص۱۸۶ ❷ الضوء اللامع لأهل القرن التاسع: ترجمة: محمد بن عبد الرحمن بن محمد: ج۸ ص۱۶

تعارف میں آپ کی تصانیف کا تذکرہ کرتے ہوئے آپ کی اس مسند کا تذکرہ ان الفاظ میں کیا ہے: ''التحفة المنيفة في أحاديث أبي حنيفة'' ❶

شیخ محمد عبدالحی بن عبدالکبیر المعروف عبدالحی کتانی رحمہ اللہ (متوفی ۱۳۸۲ھ) نے امام سخاوی رحمہ اللہ کے تعارف میں آپ کی تصانیف کا تذکرہ کرتے ہوئے ''التحفة المنيفة في أحاديث أبي حنيفة'' کہہ کر اس مسند کا ذکر کیا ہے۔ ❷

علامہ سخاوی رحمہ اللہ کی نہایت مشہور ومعروف تصنیف ''المقاصد الحسنة في بيان كثير من الأحاديث المشتهرة على الألسنة'' اس کتاب کے محقق الشیخ عبداللہ محمد الصدیق مقدمہ میں آپ کی تصانیف کا تذکرہ کرتے ہوئے ''التحفة المنيفة في ما وقع له من أحاديث أبي حنيفة'' کہہ کر آپ کی اس تصنیف کا ذکر کیا ہے۔ ❸

## ۲۹.....مسند امام عیسیٰ بن محمد الثعالبی رحمۃ اللہ علیہ (متوفی ۱۰۸۰ھ)

نام عیسیٰ، والد کا نام محمد، کنیت ابومکتوم وابومہدی، لقب جاراللہ ہے، مولد کے اعتبار سے مغربی، اصلا جزائر کے علاقہ ثعالبہ سے تعلق رکھنے کی بناء پر ثعالبی کہلائے، آپ مذہب کے لحاظ سے مالکی ہیں، آپ مراکش کے شہر زواوہ میں ۱۰۲۰ھ میں پیدا ہوئے، اور وہیں آپ نے پرورش پائی اور ابتدائی تعلیم حاصل کی، امام ثعالبی رحمہ اللہ کے چند مشہور اساتذہ حدیث: عبدالصادق، سعید بن ابراہیم جزائری، زین العابدین تونسی، قاضی شہاب احمد خفاجی، برہان مامونی، شیخ سلطان مزاحی، حافظ شمس الدین بابلی رحمہم اللہ۔

علامہ عبدالملک بن حسین عصامی مکی رحمہ اللہ (متوفی ۱۱۱۱ھ) نے امام ثعالبی رحمہ اللہ کے علمی

❶ هدية العارفين أسماء المولفين و آثار المصنيفن، ج۲ ص ۲۲۰

❷ فهرس الفهارس: رقم الترجمة: ۵٦۲، ج۲ ص ۹۹۰

❸ المقاصد الحسنة: مقدمة: مؤلفات السخاوى، ص ۱۹

مقام ومرتبہ کا اظہار ان الفاظ میں کیا ہے:

مَولَانا وَسَيِّدنا ومأوانا وسندنا شَيخنَا شيخ الإسْلام وَالمُسْلِمين خَاتِمَة الأئِمَّة المُحَقِّقين خَادِم حَدِيث سيد المُرسلين الجَامع بَين الأصُول وَالفُرُوع الحَافِظ لكل متن ومجموع الحَائز فضيلتي العلم وَالنسب الحَائز طرفِي الكَمَال الغريزى والمكتسب رَئِيس العُلوم العبقري. ❶

ہمارے مولیٰ، ہمارے سید، ہمارے ملجا و ماوی، ہمارے مرجع، ہمارے شیخ، شیخ الاسلام والمسلمین (اپنے زمانہ میں) ائمہ محققین کے آخری امام، سید المرسلین کی احادیث کے خادم، اصول وفروع کے جامع، ہر متن ومجموعہ احادیث کے حافظ، علم ونسب کی فضیلت کے حامل، اکتساب علم اور حصول کمال کی انتہاء پر فائز، رئیس العلوم اور نابغہ عصر ہیں۔

حافظ ثعالبی رحمۃ اللہ علیہ کو بھی یہ اعزاز حاصل ہے کہ آپ نے امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کی احادیث کو کتابی شکل میں مرتب کیا، اس مسند میں انہوں نے اپنے سے لے کر امام صاحب تک سلسلہ اسناد کو متصل ثابت کیا ہے۔

حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ (متوفی ۱۱۷۶ھ) لکھتے ہیں:

مسندے برائے امام ابوحنیفہ تالیف کردہ دراں جا عنعنہ متصلہ ذکر کردہ در حدیث ازاں جا بطلاں زعم کسانیکہ گویند سلسلہ احادیث امروز متصل نماندہ واضح تری شود۔ ❷

ڈاکٹر فؤاد سیزگین نے بھی مسانید ابی حنیفہ میں بارہویں مسند ''مسند ثعالبي'' کو درج کیا ہے، وہ اس کے تعارف میں لکھتے ہیں کہ یہ مسند سید بن عیسی بن محمد ثعالبی سے مروی ہے، جو عمدہ اوراق پر مشتمل استنبول کے مکتبہ کوبریلی کا مخطوطہ نمبر ۴۲۰ میں موجود ہے۔ ❸

❶ سمط النجوم العوالي في أنباء الأوائل والتوالي، ج۴ص ۵۱۶ ❷ انسان العین فی مشائخ الحرمین: ص۶ بحوالہ امام ابن ماجہ اور علم حدیث: ص۱۸۱ ❸ تاریخ التراث العربي: ج ۳ ص ۴۴

## خلاصہ بحث

انتیس (۲۹) جلیل القدر ائمہ حدیث کو یہ شرف اور افتخار حاصل ہے کہ انہوں نے امام اعظم ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کی مسند کو اپنے اپنے طریق سے جمع کیا، ان اکابر ائمہ میں براہ راست امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ کے تلامذہ، آپ کے بیٹے حماد، قاضی ابو یوسف، محمد بن حسن شیبانی اور حسن بن زیاد لؤلؤی رحمہم اللہ بھی شامل ہیں، ان کے علاوہ گیارہویں صدی ہجری تک آنے والے اکابر محدثین آپ کی مسند کو تالیف کرتے رہے، جس کی تفصیل یہ ہے:

چوتھی صدی ہجری میں محمد بن مخلد الدوری، حافظ ابن عقدہ، حافظ ابن ابی العوام، عمر بن حسن اشنانی، محمد بن یعقوب حارثی، حافظ ابن عدی، محمد بن مظفر، طلحہ بن محمد، محمد بن ابراہیم مقری، حافظ دار قطنی، حافظ ابن شاہین، حافظ ابن مندہ (چوتھی صدی ہجری کو امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ کی صدی کہنا لغو نہ ہوگا)۔ پانچویں صدی ہجری میں حافظ ابونعیم اصبہانی، حافظ ابوبکر احمد بن محمد کلاعی، علی بن محمد ماوردی، حافظ خطیب بغدادی اور عبد اللہ بن محمد انصاری۔ چھٹی صدی ہجری میں حافظ محمد بن حسین ابن خسرو بلخی، محمد بن عبد الباقی انصاری، حافظ ابن عساکر دمشقی اور علی بن احمد مکی۔ ساتویں صدی ہجری میں امام ابوعلی حسن بن محمد بکری۔ دسویں صدی ہجری میں حافظ شمس الدین محمد بن عبد الرحمٰن سخاوی اور گیارہوں صدی ہجری میں یہ سعادت امام عیسیٰ بن محمد ثعالبی رحمہم اللہ کے حصہ میں آئی۔

ان ائمہ عظام کے مسند ابی حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کو تالیف کرنے پر بھی الگ الگ کثیر حوالے دیے گئے ہیں، اس میں صرف امام خوارزمی کی ''جامع المسانید''، حافظ شمس الدین ابن طولون کی ''الفہرست الأوسط'' اور امام محمد بن یوسف صالحی کی ''عقود الجمان'' پر ہی اکتفا نہیں کیا گیا بلکہ دیگر محدثین کبار مثلاً حافظ خطیب بغدادی، حافظ ابن نقطہ حنبلی، حافظ ابن عبد الہادی حنبلی، حافظ شمس الدین ذہبی، حافظ ابن حجر عسقلانی، علامہ شوکانی اور حاجی

خلیفہ رحمۃ اللہ علیہ جیسے اکابرین کی کتب سے بھی حوالے نقل کیے گئے ہیں، جو اس بات کا بیّن ثبوت ہیں کہ ان ائمہ نے ''مسند ابی حنیفہ'' کو تالیف کیا۔

اسی طرح ان تمام ائمہ کے احوال اور علمی مقام کو بھی بلند پایہ کتب رجال اور جرح وتعدیل سے ثابت کیا گیا ہے، تاکہ کوئی بھی ناواقف، جاہل یا قلیل المطالعہ شخص شکوک وشبہات کے ذریعے ان ائمہ کی توثیق وتوصیف کے بارے میں قارئین کو گمراہ نہ کر سکے۔

ان کتب میں نمایاں نام یہ ہیں:

قاضی ابوعبداللہ حسین بن علی صیمری کی ''أخبار أبي حنيفة وأصحابه''، حافظ خطیب بغدادی کی ''تاريخ بغداد''، حافظ ابوسعید عبدالکریم بن محمد سمعانی کی ''الأنساب''، حافظ ابن عساکر کی ''تاريخ مدينة دمشق''، حافظ ذہبی کی ''سير أعلام النبلاء'' ''تذكرة الحفاظ''، حافظ عبدالقادر بن ابی الوفاء قرشی کی ''الجواهر المضية في طبقات الحنفية''، حافظ ابن حجر عسقلانی کی ''تهذيب التهذيب'' ''لسان الميزان'' ''تعجيل المنفعة'' حافظ جلال الدین سیوطی کی ''طبقات الحفاظ'' اور ابن عماد حنبلی کی ''شذرات الذهب'' قابل ذکر ہیں۔

## صاحب ''جامع المسانید'' امام خوارزمی رحمۃ اللہ علیہ (متوفی ۶۵۵ھ) کا تعارف

امام ابوالمؤید محمد بن محمود بن محمد بن حسن رحمۃ اللہ علیہ خوارزم سے تعلق رکھنے والے محدث وحنفی فقیہ ہیں، آپ ۱۲ ذوالحجہ ۵۹۳ھ میں خوارزم میں پیدا ہوئے اور وہیں پرورش پائی، ''خطیب خوارزم'' کے لقب سے مشہور ہیں، آپ نے امام نجم الدین طاہر بن محمد حفصی رحمۃ اللہ علیہ سے علم فقہ سیکھا اور خورازم میں حدیث کا سماع شروع کیا، بعدازاں آپ نے بغداد اور دمشق سے بھی علم حاصل کیا۔

جامع المسانید کے مطالعہ سے امام خوارزمی رحمۃ اللہ علیہ کے کثیر شیوخ کا پتہ چلتا ہے۔

جن میں سے چند ائمہ حدیث کا نام درج ذیل ہے:

۱.....احمد بن عمر بن محمد خیوقی۔۲.....صالح بن شجاع مدلجی۔۳.....ابونصر اغر بن ابی الفضائل۔۴..... یاقوت بن عبداللہ جوہری۔۵.....شرف الدین احمد بن مؤید بن موفق بن احمد مکی۔۶.....ابوالفضل اسماعیل بن احمد۔۷.....شیخ معمر ضیاء الدین صفر بن یحیی۔۸..... شرف الدین حسن بن ابراہیم۔۹.....ابوبکر عبداللہ بن مبارک ہذلی۔۱۰.....محی الدین یوسف بن ابی الفرج عبدالرحمن اور دیگر ائمہ رحمہم اللہ۔

امام قاسم بن قطلوبغا رحمہ اللہ (متوفی ۸۷۹ھ) امام خوارزمی رحمہ اللہ کے متعلق لکھتے ہیں:

وولي قضاء خوارزم وخطابتها بعد أخذ التتار لها، ثم تركها، وقدم بغداد حاجاً فحج وجاور، ورجع على مصر، ثم إلى دمشق، ثم إلى بغداد ودرّس بها. وصنّف "مسانيد الإمام أبي حنيفة" في مجلّدين، جمع فيهما بين خمسة عشر مصنّفاً. وقد رويناه عن قاضي بغداد (هو التاج أحمد الفرغاني النعماني)، عن عمه، عن ابن الصباغ عنه.[1]

تاتاریوں کے خوارزم پر قبضہ کے بعد آپ کو اس کا قاضی اور خطیب مقرر کیا گیا، بعد ازاں آپ نے اسے چھوڑ دیا اور حج کرنے کی غرض سے بغداد میں قیام پذیر رہے، پھر حج کرنے کے بعد مکہ میں ہی سکونت اختیار کی، اس کے بعد مصر تشریف لے گئے، وہاں سے دمشق، پھر (دوبارہ) بغداد پہنچے اور وہیں درس وتدریس کا سلسلہ جاری رکھا۔

آپ نے دو جلدوں میں ''مسانید امام ابی حنیفہ'' تصنیف کی جس میں آپ نے ۱۵ مسانید کو جمع کیا، ہم نے اسے قاضی بغداد تاج احمد فرغانی نعمانی کے طریق سے، انہوں نے اپنے چچا، انہوں نے ابن الصباغ اور انہوں نے آپ سے روایت کیا ہے۔

[1] تاج التراجم: ترجمة: محمد بن محمود بن محمد، ج۲ ص۸۸

امام خوارزمی رحمۃ اللہ علیہ نے اس کتاب کو فقہی عنوانات کے مطابق تریب دے کرانہیں چالیس (۴۰) ابواب پر منقسم کیا، امام خوارزمی رحمۃ اللہ علیہ اپنے اسلوب کا ذکر کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

استخرجته في جمع هذه المسانيد على ترتيب أبواب الفقه في أقرب حد، ونظمها في أقصر عقد، بحذف المعاد وترك تكرير الإسناد إلا إذا كان الحديث الواحد مشتملا على مسائل أبواب مختلفة أو اختلف أسانيده ليغلب بحجته العلم المساعد، ويدحض شبهة الجاهل المعاند. ❶

میں نے ان مسانید کو ممکنہ حد تک فقہی ابواب کے مطابق ترتیب دیا ہے اوران کو خاص نظم وضبط میں پرویا ہے، اس میں سے تکرارِ اسناد کو ترک اور معاد (بار بار لوٹائی جانے والی باتیں) کو حذف کر دیا گیا ہے، ہاں جب کوئی حدیث مختلف فقہی مسائل پر مشتمل ہے یا اس کی اسانید مختلف ہیں تو اس میں یہ لحاظ نہیں رکھا گیا، تا کہ اس کی حجت سے محقق عالم غالب ہو اور جھگڑالو جاہل کا شبہ دور ہو۔

امام خوارزمی رحمۃ اللہ علیہ نے جن پندرہ (۱۵) مسانید کی تخریج کی ہے، ان کے مصنفین کے نام درج ذیل ہیں:

۱.....امام حماد بن امام اعظم ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ (متوفی ۱۷۶ھ)

۲.....امام ابو یوسف یعقوب بن ابراہیم انصاری رحمۃ اللہ علیہ (متوفی ۱۸۲ھ)

۳.....امام محمد بن حسن شیبانی رحمۃ اللہ علیہ (متوفی ۱۸۹ھ)

۴.....امام حسن بن زیاد لؤلؤی رحمۃ اللہ علیہ (متوفی ۲۰۴ھ)

۵.....امام ابوالقاسم عبداللہ بن محمد بن ابی العوام السعدی رحمۃ اللہ علیہ (متوفی ۳۳۵ھ)

۶.....امام عمر بن حسن اشنانی رحمۃ اللہ علیہ (متوفی ۳۳۷ھ)

❶ جامع المسانيد: مقدمة، ج ۱ ص ۴، ۵

۷.....امام ابو محمد عبد اللہ بن یعقوب الحارثی رحمۃ اللہ علیہ (متوفی ۳۴۰ھ)

۸.....امام ابو احمد عبد اللہ بن عدی الجرجانی رحمۃ اللہ علیہ (متوفی ۳۶۵ھ)

۹.....امام ابو الخیر محمد بن مظفر بن موسیٰ بن عیسیٰ رحمۃ اللہ علیہ (متوفی ۳۷۹ھ)

۱۰.....امام ابو القاسم طلحہ بن محمد بن جعفر رحمۃ اللہ علیہ (متوفی ۳۸۰ھ)

۱۱.....امام ابو نعیم احمد بن عبد اللہ بن احمد اصبہانی رحمۃ اللہ علیہ (متوفی ۴۳۰ھ)

۱۲.....امام ابو بکر احمد بن محمد بن خالد الکلاعی رحمۃ اللہ علیہ (متوفی ۴۳۲ھ)

۱۳.....امام ابو بکر ابو عبد اللہ محمد بن حسن خسرو رحمۃ اللہ علیہ (متوفی ۵۲۶ھ)

۱۴.....امام ابو بکر محمد بن عبد الباقی انصاری رحمۃ اللہ علیہ (متوفی ۵۳۵ھ)

۱۵.....امام محمد بن حسن شیبانی رحمۃ اللہ علیہ (متوفی ۱۸۹ھ) کی دو کتابوں کو امام خوارزمی رحمۃ اللہ علیہ نے نقل کیا ہے، ایک ''کتاب الآثار'' اور دوسری ''مسند أبي حنيفة'' جس کو ''نسخة امام محمد'' کہہ کر نقل کیا۔

## مسانید امام اعظم پر کی گئی محدثین کی خدمات

مسانید امام اعظم صدیوں تک محدثین کے درمیان متداول رہیں اور انہوں نے شہرت ودوام حاصل کی، ان مسانید کی شروحات تعلیقات لکھی گئیں، اسے فقہی ترتیب پر مرتب کیا گیا، ابواب قائم کئے گئے، اختصارات کئے گئے، زوائد کو حذف کیا گیا، اور ان کے رجال پر مستقل کام ہوا، امام ابوحنیفہ کی مسانید کی جس قدر خدمات اکابر اہل علم علماء نے کی ہیں، اس کی نظیر نہیں ملتی، بندہ اب اختصار کے ساتھ ان کا تذکرہ کرتا ہے۔

۱.....حافظ قاسم بن قطلوبغا رحمۃ اللہ علیہ (متوفی ۸۷۹ھ) نے امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کی احادیث کے سلسلے میں بہت زیادہ عملی خدمات انجام دیں، آپ نے مسند کی تبویب واختصار بھی کیا، اور اس کی شروحات بھی لکھیں اور رجال حدیث پر بھی مستقلاً تصانیف کیں۔

ا.....ترتیب مسند أبي حنيفة لابن المقري. ۲.....تبويب مسند أبي حنيفة للحارثي. ۳.....الأمالي على مسند أبي حنيفة. (۲ جلدیں)، یہ مخطوطہ اوقاف لائبریری بغداد میں حدیث نمبر ۷۸۱ کے تحت موجود ہے۔ ۴.....شرح جامع المسانيد للخوارزمي. ۵.....رجال مسند الإمام أبي حنيفة. ۶.....امام محمد کی موطا امام محمد اور کتاب الآثار دونوں کے رجال پر آپ نے تصانیف لکھیں۔ ❶

۲.....امام صدر الدین محمد بن عباد الخلاطی رحمۃ اللہ علیہ جو امام خوارزمی رحمۃ اللہ علیہ کے معاصر ہیں، انہوں نے بھی مسند ابی حنیفہ کا اختصار کیا ہے اور اس کا نام ''مقصد المسند اختصار مسند أبي حنيفة'' رکھا۔ ❷

یاد رہے کہ یہ اختصار مسند حارثی کا ہے نہ کہ جامع المسانید کا جیسا کہ حاجی خلیفہ رحمۃ اللہ علیہ کا خیال ہے، اس لئے کہ خوارزمی اور خلاطی رحمہما اللہ معاصر ہیں، اور خلاطی کا امام خوارزمی رحمۃ اللہ علیہ سے تیرہ سال پہلے انتقال ہوا ہے۔

۳.....امام قاضی القضاۃ محمود بن احمد القونوی دمشقی رحمۃ اللہ علیہ (متوفی ۷۷۱ھ) نے اختصار لکھا، ''المعتمد مختصر مسند أبي حنيفة'' کے نام سے، پھر خود ہی اس کی شرح لکھی جس کا نام ''المعتقد شرح المعتمد'' ہے۔ ❸

۴.....علامہ صدر الدین موسیٰ بن زکریا بن ابراہیم بن محمد بن صاعد الحصکفی رحمۃ اللہ علیہ (متوفی ۶۵۰ھ) نے مسند حارثی کا اختصار کیا، یہ اختصار محدثین کے حلقوں میں بہت مشہور رہا، اس اختصار میں انہوں نے اس بات کا التزام کیا ہے کہ حماد بن ابی حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کی امام اعظم سے مروی روایت کردہ تمام احادیث کا احاطہ ہو جائے، اس سلسلے میں انہوں نے حماد سے

❶ الضوء اللامع لأهل القرن التاسع: ترجمة: قاسم بن قطلوبغا، ج۶ ص ۱۸۶ تا ۱۸۸/ كشف الظنون: مسند الإمام الأعظم، ج ۲ ص ۱۶۸۰ ❷ كشف الظنون: ج ۲ ص ۱۶۸۰
❸ الجواهر المضية: ترجمة: محمود بن أحمد بن مسعود القونوي، ج ۲ ص ۱۵۷

روایت شدہ بعض احادیث کو مسند ابن خسرو سے بھی لے کر اس میں شامل کیا ہے، مگر یہ چند ہی احادیث ہیں۔ ❶

۵.....امام شرف الدین اسماعیل بن عیسیٰ الاوغانی مکی رحمہ اللہ (متوفی ۸۹۲ھ) نے بھی جامع المسانید کے رجال کے حالات اور امام صاحب کے مناقب بیان کئے ہیں، آپ کی اس تصنیف کا نام ''اختيار اعتماد المسانيد في اختصار بعض رجال الأسانيد'' ہے۔ ❷

۶.....امام حافظ الدین محمد بن محمد الکردری المعروف ابن البزازی رحمہ اللہ (متوفی ۸۲۷ھ) نے ''زوائد مسند أبي حنيفة'' کے نام سے ایک کتاب لکھی جس میں انہوں نے جامع المسانید کی وہ روایات جمع کی ہیں جو صحاح ستہ سے زائد ہیں۔ ❸

۷.....امام عمر بن احمد بن شماع شافعی رحمہ اللہ (متوفی ۹۳۹ھ) نے اس کا اختصار ''لقط المرجان من مسند النعمان'' کے نام سے کیا۔ ❹

۸.....علامہ جلال الدین سیوطی رحمہ اللہ (متوفی ۹۱۱ھ) نے اس کی شرح لکھی، جس کا نام ''التعليقة المنيفة على مسند أبي حنيفة'' ہے۔ ❺

۹.....شیخ محمد ادریس بن عبدالعلی النجرصی رحمہ اللہ نے امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ کی مسند کو ابواب کی ترتیب پر مرتب کیا، اور اس کا نام ''تحصيل المرام بتبويب مسند الإمام'' رکھا، نیز انہوں نے امام صاحب کی چالیس مروی روایات کو ''الأربعين من مرويات نعمان سيد المجتهدين'' کے نام سے جمع کیا۔ ❻

۱۰.....علامہ سید مرتضیٰ حسن زبیدی رحمہ اللہ (متوفی ۱۲۰۵ھ) نے ''عقود الجواهر

---

❶ مقدمة المحدث النعماني على مسند أبي حنيفة للحصكفي: ص ۱ ❷ كشف الظنون: مسند الإمام الأعظم، ج۲ ص ۱٦۸۰ ❸ كشف الظنون: ج۲ ص ۱٦۸۰ ❹ الكواكب السائره بأعيان المائة العاشرة: ترجمة: عمر بن سعد، ج۲ ص ۲۲۳ ❺ كشف الظنون: ج۲ ص ۱٦۸۰ ❻ الثقافة الإسلامية في الهند: ص ۱۴۵، ۱۴٦

المنيفة في أدلة الإمام أبي حنيفة ''کے نام سے عمدہ کتاب مرتب کی، اس کتاب میں انہوں نے امام صاحب سے مروی وہ روایات جمع کیں ہیں جو احکامات سے متعلق ہیں، اور ائمہ ستہ نے اپنی مشہور کتب میں ان سے لفظا یا معنا موافقت کی ہے، اس کتاب کی افادیت کا اندازہ اس سے لگایئے کہ محقق العصر علامہ محمد امین اورکزئی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ یہ کتاب بہت عمدہ ہے اور اس لائق ہے کہ مدارس عربیہ میں اس کو نصاب میں شامل کیا جائے۔

وبالجملة كتابه مفيد جدا حقيق بالاندارج في منهج التعليم الرائج في مدارس العربية ببلادنا. (1)

## مسند امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ کے متداول نسخے کا تعارف

ہمارے ہاں آج کل مسانید امام اعظم میں متداول نسخہ امام حارثی رحمۃ اللہ علیہ کا ہے، جس میں انہوں نے امام صاحب کے شیوخ کے لحاظ سے راویات کو جمع کیا، پھر علامہ حصکفی رحمۃ اللہ علیہ (متوفی ۶۵۰ھ) نے ان روایات میں سے مکرر روایات کو حذف کیا، اور اس کا ایک اختصار کیا جو ''مسند أبي حنيفة للحصكفي'' کے نام سے مشہور ہے، ملا علی قاری رحمۃ اللہ علیہ (متوفی ۱۰۱۴ھ) نے امام حصکفی رحمۃ اللہ علیہ کی اختصار شدہ مسند امام اعظم کی شرح لکھی اور اسے ''مسند الأنام في شرح مسند الإمام'' کا نام دیا، یہ کتاب مطبعہ مجتبائی ہندوستان سے سن ۱۳۱۲ھ میں طبع ہوئی۔ اس کے بعد ہندوستان کے محدث محمد حسن السنبھلی رحمۃ اللہ علیہ نے ''تنسيق النظام في مسند الإمام ''کے نام سے ایک عظیم الشان شرح لکھی، یہ شرح پہلی مرتبہ ۱۳۰۵ھ میں ہندوستان سے شائع ہوئی، یہ شرح ابھی مسند امام اعظم کے حاشیہ کی صورت میں طبع ہوئی یہ شرح نہایت مفصل، مدلل اور محقق ہے۔

امام حارثی رحمۃ اللہ علیہ کی مسند کا اختصار علامہ حصکفی رحمۃ اللہ علیہ نے کیا تھا اور یہ اختصار بھی اصل کی

(1) مسانيد الإمام أبي حنيفة :مختصر المسند للزبيدي، ص ١٦٠

طرح امام صاحب کے شیوخ کی ترتیب پر تھا، اب اس ذخیرہ سے مطلوبہ حدیث نکالنا کافی مشکل تھا، خصوصاً ان حضرات کے لئے جو امام صاحب کے شیوخ سے واقف نہیں تھے، ان کے لئے اس سے استفادہ کرنا کچھ مشکل تھا، تو علامہ محمد عابد السندی رحمۃ اللہ علیہ (متوفی ۱۲۵۷ھ) نے اس کو فقہی ابواب کی ترتیب پر مرتب کیا تاکہ اس سے استفادہ آسان ہو، اب یہ متداول نسخہ استفادے کی آسان ترین صورت میں ہمارے سامنے موجود ہے، یہی نسخہ آج کل مسند امام اعظم کے نام سے مشہور ہے اور درس نظامی میں شامل ہے۔

موصوف نے بھی امام حصکفی رحمۃ اللہ علیہ کی اختصار شدہ مسند امام اعظم کی شرح لکھی ہے، جس کا نام ''المواهب اللطيفه في الحرم المكي على مسند أبي حنيفة'' رکھا، اس کتاب کا قلمی نسخہ صوبہ سندھ میں پیر جھنڈو کی لائبریری میں موجود ہے، اور وہیں پر محقق العصر علامہ عبدالرشید نعمانی رحمۃ اللہ علیہ نے مطالعہ کیا، ان کی رائے اس کتاب کے بارے میں یہ ہے کہ یہ ایک بےنظیر و بےمثال شرح ہے، جس کی مثال شروح حدیث میں علامہ ابن حجر رحمۃ اللہ علیہ کی فتح الباری کے بعد نہیں ملتی۔

علامہ قاسم بن قطلو بغا رحمۃ اللہ علیہ (متوفی ۸۷۹ھ) نے امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کی احادیث کے سلسلے میں بہت زیادہ عملی خدمات انجام دیں، آپ نے مسند کی تبویب واختصار بھی کیا ہے، آپ کی اس فن میں تالیف شدہ کتب درج ذیل ہیں:

۱.....ترتيب مسند أبي حنيفة لابن المقري.

۲.....تبويب مسند الإمام أبي حنيفة للحارثي.

۳.....الأمالي على مسند أبي حنيفة.

۴.....شرح جامع المسانيد للخوارزمي.

۵.....رجال مسند الإمام أبي حنيفة.

## فقہی ابواب کے اعتبار سے مسند امام اعظم میں روایت کردہ احادیث

ذیل میں مسند امام اعظم میں روایت کردہ احادیث کا ایک اجمالی جائزہ پیش خدمت ہے، جنہیں ابواب فقہیہ کے تحت روایت کیا گیا ہے، اس طرح کتاب پر ایک اجمالی نظر ڈالی جاسکتی ہے کہ اس کتاب میں کس موضوع پر امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ سے مروی احادیث کتنی ہیں۔

| | |
|---|---|
| كتاب الإيمان والإسلام والقدر والشفاعة | ۳۰ |
| كتاب العلم | ۱۱ |
| كتاب الطهارة | ۳۹ |
| كتاب الصلاة | ۱۱۷ |
| كتاب الزكاة | ۳ |
| كتاب الصوم | ۱۹ |
| كتاب الحج | ۳۷ |
| كتاب النكاح | ۲۵ |
| كتاب الاستبراء | ۱ |
| كتاب الرضاع | ۲ |
| كتاب الطلاق | ۱۵ |
| كتاب النفقات | ۲ |
| كتاب التدبير | ۳ |
| كتاب الأيمان | ۷ |
| كتاب الحدود | ۶ |
| كتاب الجهاد | ۷ |

| | |
|---|---|
| كتاب البيوع | ۲۳ |
| كتاب الرهن | ۱ |
| كتاب الشفعة | ۳ |
| كتاب المزارعة | ۲ |
| كتاب الفضائل | ۳۴ |
| كتاب فضل أمته | ٦ |
| كتاب الأطعمة والأشربة والضحايا | ۲۴ |
| كتاب اللباس والزينة | ۸ |
| كتاب الطب وفضل المرض والرقى | ۱۳ |
| كتاب الأدب | ۳۲ |
| كتاب الرقاق | ۳ |
| كتاب الجنايات | ۳ |
| كتاب الأحكام | ۱۰ |
| كتاب الفتن | ۳ |
| كتاب التفسير | ۱۵ |
| كتاب الوصايا والفرائض | ٦ |
| كتاب القيامة وصفة الجنة | ۳ |

اس طرح احادیث کی کل تعداد ۵۲۳ ہوئی۔ سب سے زیادہ روایات جس باب کے تحت نقل کی گئیں وہ ''کتاب الصلاۃ'' ہے، جب کہ ''کتاب الاستبراء'' اور ''کتاب الرهن'' کے ابواب میں صرف ایک ایک روایت نقل کی گئی۔

## مسند امام اعظم میں ہر ایک صحابی سے مروی روایات کی تعداد

| | |
|---|---|
| ۱..... حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ | ۷۹ |
| ۲..... حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا | ۵۳ |
| ۳..... حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ | ۴۹ |
| ۴..... حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ | ۴۳ |
| ۵..... حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ | ۴۱ |
| ۶..... حضرت بریدہ بن حصیب اسلمی رضی اللہ عنہ | ۲۸ |
| ۷..... حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ | ۲۳ |
| ۸..... حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ | ۲۲ |
| ۹..... حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ | ۲۱ |
| ۱۰..... حضرت حذیفہ بن یمان رضی اللہ عنہ | ۱۲ |
| ۱۱..... حضرت ام ہانی بنت ابی طالب رضی اللہ عنہا | ۱۲ |
| ۱۲..... حضرت علی مرتضی رضی اللہ عنہ | ۷ |
| ۱۳..... حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ | ۷ |
| ۱۴..... حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ | ۶ |
| ۱۵..... حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ | ۵ |
| ۱۶..... حضرت نعمان بن بشیر رضی اللہ عنہ | ۴ |
| ۱۷..... حضرت وائل بن حجر رضی اللہ عنہ | ۴ |
| ۱۸..... حضرت ابوذر غفاری رضی اللہ عنہ | ۴ |
| ۱۹..... حضرت مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ | ۴ |

ان صحابہ کرام کے علاوہ درج ذیل صحابہ کرام سے مسند امام اعظم میں صرف ایک ایک روایت نقل کی گئی ہے۔ اسمائے کرام یہ ہیں:

حضرت اسامہ بن زید، حضرت اسامہ بن شریک، حضرت ثوبان، حضرت جعفر بن ابی طالب، حضرت زید بن ثابت، حضرت بسرہ بن معبد الجہنی، حضرت سعد بن عبادہ، حضرت سعید بن زید، حضرت طلحہ بن عبید اللہ، حضرت عبد اللہ بن انیس، حضرت عامر بن ربیعہ، حضرت عبداللہ بن ابی اوفی، حضرت عبداللہ بن حارث بن جزء الزبیدی، حضرت عبداللہ بن شداد، حضرت ابوبکر صدیق، حضرت عبداللہ بن مغفل، حضرت عبدالرحمٰن بن ابزی، حضرت عثمان بن نعمان، حضرت عدی بن حاتم، حضرت عطیہ قرظی، حضرت قطبہ بن مالک، حضرت واثلہ بن اسقع، حضرت ابو ہریرہ بن نیار، حضرت ابوبکرہ، حضرت ابودرداء، حضرت ابو عامر الثقفی، حضرت ابومسعود انصاری، حضرت امیمہ بنت رفیقہ، حضرت حفصہ، حضرت عائشہ بنت عجرد، حضرت ام سلیم رضی اللہ عنہم۔

اس فہرست سے یہ واضح ہوا کہ کل ۶۰ صحابہ سے مسند کی ۸ ۴۷ روایات مروی ہیں۔

## مسند امام اعظم کے اردو میں تراجم وشروحات

ذیل میں ہمارے دائرہ علم میں آنے والے مسند امام اعظم کے اردو تراجم اور شروحات کی کتابیات پیش کی جارہی ہیں۔

۱.....مسند ابی حنیفہ/ مترجم مولانا حبیب الرحمٰن ابن مولانا احمد علی محدث سہارنپوری/ لکھنؤ، یوسفی پریس ۱۳۱۸ھ

۲.....مسند امام اعظم (اردو ترجمہ مع عربی) کراچی، کلام کمپنی، ۱۹۶۶ء

۳.....مسند امام اعظم (اردو ترجمہ) لاہور، مطبع نبوی، ۱۹۳۸ء

۴...مسند امام اعظم/ مترجم مولانا خورشید احمد/ لاہور، ادارہ نشریات اسلام، ۱۹۸۶ء

۵.....مسند امام اعظم/ مترجم مولانا دوست شاکر سیالوی/ لاہور، حامد اینڈ کمپنی، ۱۹۸۰ء؛ دوسرا ایڈیشن۔ ۱۹۹۱ء

۶.....مسند امام اعظم/ مترجم مولانا سعد حسن، کراچی، مطبع سعیدی، قرآن محل (باہتمام مولوی محمد سعید)، ۱۳۷۷ھ؛ ۱۹۵۶ء

۷.....مسند امام اعظم (مترجم عکسی)/لکھنؤ، الفرقان بک ڈپو، ۱۹۹۲ء

۸.....ترجمہ مسند الامام ابی حنیفہ/ جامع قاضی ابوالمؤید محمد بن خوارزمی/ مترجم مولانا احمد علی سہارنپوری/لکھنؤ، مطبع نول کشور

۹.....ترجمہ مسند امام اعظم/ دہلی، مطبع مصطفائی، ۱۹۳۵ء

۱۰.....ترجمہ مسند امام اعظم/ لاہور، مطبع مجیدی، ۱۳۳۰ھ

۱۱.....الطریق الاسلم اردو شرح مسند الامام الاعظم/ مولانا محمد ظفر اقبال/ لاہور، مکتبہ رحمانیہ، ۲۰۰۸ء [1]

[1] تحقیقات حدیث: ص ۱۴۰ تا ۱۴۹

## امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ کی سند أصح الأسانید اور ''سلسلة الذهب'' ہے

محدثین کی اصطلاح میں أصح الأسانید (صحیح ترین سند) اور سلسلة الذهب (سونے کی لڑی) اس سند کو کہا جاتا ہے جس کے راویوں کی عدالت، امامت وثقاہت تسلیم شدہ ہو، نیز وہ سند اس موضوع کی دیگر اسانید کی نسبت سب سے زیادہ صحیح اور قوی شمار ہوتی ہو۔

علامہ ابن دقیق العید رحمۃ اللہ علیہ (متوفی ۷۰۲ھ) فرماتے ہیں کہ محدثین کے درمیان اس بارے میں اختلاف ہے کہ اصح الاسانید کس سند کو قرار دیا جائے؟

۱.....امام یحیی بن معین رحمۃ اللہ علیہ (متوفی ۲۳۳ھ) کے نزدیک: اعمش عن ابراهيم عن علقمة عن عبدالله بن مسعود.

۲.....امام عمرو بن علی رحمۃ اللہ علیہ (متوفی ۲۴۹ھ) کے نزدیک: محمد بن سيرين عن عبيدة عن علي

۳.....امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ (متوفی ۲۵۶ھ) کے نزدیک: مالک عن نافع عن ابن عمر. ❶

۴.....امام ابوبکر بن ابی شیبہ رحمۃ اللہ علیہ (متوفی ۲۳۵ھ) کے نزدیک: الزهري عن علي بن الحسين عن أبيه عن علي.

۵.....امام ابومنصور عبدالقاہر بن طاہر تمیمی رحمۃ اللہ علیہ (متوفی ۴۲۹ھ) کے نزدیک: الشافعي عن مالک عن نافع عن ابن عمر.

۶.....امام ابراہیم بن موسی ابناسی رحمۃ اللہ علیہ (متوفی ۸۰۲ھ) فرماتے ہیں امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ سے روایت کرنے والوں میں سب سے عظیم المرتبت امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ ہیں لہٰذا اجل الأسانید ''أحمد عن الشافعي عن مالک عن نافع عن ابن عمر'' ❷

❶ الاقتراح في بيان الاصطلاح: الباب الأول في ألفاظ متداولة، ص ۷

❷ الشذا الفياح من علوم ابن الصلاح: النوع الأول، ج ۱ ص ۷۰

۷.....امام علاء الدین مغلطائی رحمہ اللہ (متوفی ۷۶۲ھ) امام تمیمی رحمہ اللہ پر ان کے امام شافعی رحمہ اللہ کو اجل الاسانید میں ذکر کرنے پر اعتراض کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ اگر ہم راویوں کی جلالت شان پر فیصلہ کریں گے تو پھر امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ امام شافعی رحمہ اللہ سے زیادہ جلیل القدر ہیں لہذا اجل الاسانید أبو حنيفة عن مالك عن نافع عن ابن عمر. ❶

۸.....علامہ عبدالوہاب شعرانی رحمہ اللہ (متوفی ۹۷۳ھ) کے نزدیک: أصح الأسانيد أبو حنيفة عن عطاء بن أبي رباح عن ابن عباس.

بندے کے نزدیک بھی سلسلۃ الذہب امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ کی یہ سند ہے۔

سند کا پہلا راوی امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ ہیں، جن کے متعلق امام ذہبی رحمہ اللہ (متوفی ۷۴۸ھ) ''تذكرة الحفاظ'' میں فرماتے ہیں: الإمام الأعظم، فقيه العراق، نیز فرمایا: كان إماما ورعا عالما، عاملا، متعبدا كبير الشأن.

امام ذہبی رحمہ اللہ ''سير أعلام النبلاء'' میں آپ کے ترجمے کا آغاز ان القابات کے ساتھ کیا: الإمام، فقيه الملة، عالم العراق، آگے فرمایا:

وَأَمَّا الْفِقْهُ وَالتَّدْقِيقُ فِي الرَّأْيِ وَغَوامِضِهِ، فَإِلَيْهِ الْمُنْتَهَى، وَالنَّاسُ عَلَيْهِ عِيَالٌ فِي ذَلِكَ.

تو پہلا راوی تابعی کبیر، فقیہ اعظم امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ ہیں، جن کا مرتبہ امام مالک رحمہ اللہ سے کئی گنا بڑھ کر ہے، امام مالک رحمہ اللہ تابعی نہیں ہیں جب کہ امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ بالاتفاق تابعی ہیں، نیز ائمہ اربعہ میں آپ امام اعظم ہیں، یہ لفظ آپکے ساتھ اس طرح خاص ہوگیا ہے کہ جب یہ مطلق بولا جاتا ہے تو ذہن امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ ہی کی طرف جاتا ہے، کسی اور کی طرف نہیں، آپ زمانہ نبوت کے زیادہ قریب تھے، آپ کے متبعین کی تعداد اس وقت چوالیس کڑور چھپن لاکھ ہے۔

❶ تدريب الراوي: النوع الأول، أصح الأسانيد، ج ۱ ص ۸۱

امام مالک رحمۃ اللہ علیہ تو خود آپ کی تعریف میں فرماتے ہیں:

رَأَيْتُ رَجُلاً لَوْ كَلَّمَكَ فِي هَذِهِ السَّارِيَةِ أَنْ يَجْعَلَهَا ذَهَباً لَقَامَ بِحُجَّتِه.

سند کے دوسرے راوی امام عطاء بن ابی رباح رحمۃ اللہ علیہ ہیں، امام ذہبی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ یہ امام صاحب کے شیوخ میں سے سب سے بڑے اور سب سے افضل ہیں:

عَطَاء بنِ أَبِي رَبَاحٍ، وَهُوَ أَكْبَرُ شَيْخٍ لَهُ وَأَفْضَلُهُم.

امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے جو اصح الاسانید نقل کی اس کا دوسرا راوی امام نافع رحمۃ اللہ علیہ ہے، امام نافع اور امام عطاء بن ابی رباح رحمہما اللہ دونوں امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے حدیث کے شیخ ہیں، لیکن امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں میں اپنی زندگی میں جتنے بھی لوگوں سے ملا ہوں، میں نے عطاء بن ابی رباح سے افضل کسی کو نہیں دیکھا:

مَا رَأَيْتُ فِيمَنْ لَقِيتُ أَفْضَلَ مِنْ عَطَاء بنِ أَبِي رَبَاحٍ.

امام ذہبی رحمۃ اللہ علیہ نے "سير أعلام النبلاء" میں امام عطاء ابن ابی رباح رحمۃ اللہ علیہ کے ترجمہ کا آغاز ان القابات کے ساتھ کیا:

الإِمَامُ، شَيْخُ الإِسْلَامِ، مُفْتِي الحَرَمِ.

نیز امام ذہبی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ امام عطاء بن ابی رباح رحمۃ اللہ علیہ سید التابعین (تابعین کے سردار) ہیں:

عطاء بن أبي رباح، سيد التابعين علما وعملا وإتقانا في زمانه بمكة وكان حجة إماما كبير الشأن، أخذ عنه أبو حنيفة.[1]

حافظ ابن حجر رحمۃ اللہ علیہ نقل کرتے ہیں کہ امام عطاء رحمۃ اللہ علیہ نے دوسو (۲۰۰) صحابہ کا زمانہ پایا:

عن عطاء أدركت مائتين من الصحابة.

[1] ميزان الاعتدال :ترجمه:عطاء بن أبي رباح، ج ۳ ص ۷۰، رقم: ۵۶۴۰

جب اہل مکہ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کے ارد گرد جمع ہو جاتے احادیث اور مسائل پوچھنے کے لئے تو حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے کہ تمہارے درمیان عطاء موجود ہے (کوئی بات پوچھنی ہے تو ان سے پوچھ لیں):

عن ابن عباس أنه كان يقول تجتمعون إلى يا أهل مكة وعندكم عطاء وكذا روى عن ابن عمر. [1]

نیز امام عطاء محدث بھی تھے، اور فقیہ بھی تھے، جب کہ امام نافع رحمۃ اللہ علیہ ان کے مقابلے میں صرف محدث تھے۔ علامہ ابن خلکان رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

كان من أجلاء الفقهاء وتابعي مكة وزهادها.

نیز ذکر کرتے ہیں کہ بنوامیہ کے دور میں ایک شخص موسم حج میں یہ اعلان کرتا تھا کہ لوگوں کو کوئی شخص فتوی نہ دے سوائے امام عطاء بن ابی رباح رحمۃ اللہ علیہ کے:

أذكرهم في زمان بني أمية يأمرون في الحج صائحاً يصيح: لا يفتي الناس إلا عطاء بن أبي رباح. [2]

امام ذہبی رحمۃ اللہ علیہ نے ''تذکرۃ الحفاظ'' میں آپ کے ترجمے کا آغاز کرتے ہوئے دونوں اوصاف کے ساتھ آپ کا ذکر خیر کیا:

عطاء بن أبي رباح مفتي أهل مكة ومحدثهم القدوة العلم.

محمد بن عبداللہ الدیباج رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ میں نے عطاء سے بہتر کوئی مفتی نہیں دیکھا:

ما رأيت مفتيا خيرا من عطاء.

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما مکہ میں آئے اور لوگوں نے ان سے مسائل پوچھنے شروع کیے تو فرمایا کہ عطاء تم میں موجود ہے اور پھر بھی تم مسئلے میرے لئے جمع کر رکھتے ہو؟

[1] تهذيب التهذيب: ترجمة: عطاء ابن أبي رباح، ج۷ ص ۱۹۹، ۲۰۰

[2] وفيات الأعيان: ترجمة: عطاء بن أبي رباح، ج۳، ص ۲۶۱

قدم ابن عمر مكة فسألوه فقال تجتمعون لي المسائل و فيكم عطاء؟

امام ذہبی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ علم، زہد اور خدا پرستی میں عطاء کے فضائل کثرت سے ہیں:

قلت: مناقب عطاء في العلم والزهد والتأله كثيرة.

مذکورہ اقوال کے لئے دیکھیں: ❶

سند کے تیسرے راوی صحابی رسول حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما ہیں، ان کا مقام و مرتبہ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے بڑھ کر ہے، حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کے لئے تفسیر، فقاہت، اور حکمت کی دعا خود جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کی ہے۔

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ ایک دفعہ آپ قضائے حاجت کے لئے بیت الخلاء گئے، جب آپ لوٹے تو باہر پانی کا ایک لوٹا رکھا ہوا تھا، اور اوپر سے ڈھانپا ہوا تھا، تو آپ نے پوچھا یہ کس نے رکھا ہے؟ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے عرض کیا کہ یہ میں نے رکھا ہے، (تو آپ اس حسنِ ادب اور خدمت سے خوش ہوئے تو) آپ نے ان کے لئے دعا فرمائی: اے اللہ اسے تفسیر قرآن کا علم سکھا:

عن ابن عباس قال دخل رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم المخرج ثم خرج فإذا تور مغطى فقال: من صنع هذا؟ قال عبد الله فقلت: أنا، فقال: اللهم علمه تأويل القرآن. ❷

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ قرآن کریم کے بہترین ترجمان عبداللہ بن عباس ہیں:

قال ابن مسعود: نعم ترجمان القرآن ابن عباس.

❶ تذكرة الحفاظ: ترجمة: عطاء بن أبي رباح، ج ١ ص ٧٦، ٧٧

❷ تذكرة الحفاظ: ترجمة: عبدالله بن عباس، ج ١ ص ٣٣

آپ ﷺ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کے لئے دعا فرمائی کہ اے اللہ! انہیں دین کی سمجھ عطاء فرما:

فَقَالَ اللّٰهُمَّ فَقِّهْهُ فِي الدِّينِ. ❶

آپ ﷺ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کو اپنے مطہر اور پاکیزہ سینے کے ساتھ لگایا اور یہ دعا کی کہ اے اللہ! تو اس کو حکمت کا علم عطا فرما:

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ: ضَمَّنِي النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِلَى صَدْرِهِ وَقَالَ: اللّٰهُمَّ عَلِّمْهُ الْحِكْمَةَ. ❷

یہ تین دعائیں ہیں جو امام الانبیاء جناب رسول اللہ ﷺ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کے لئے کیں جن کی قبولیت میں کسی قسم کا کوئی شک نہیں، حضرت عمر رضی اللہ عنہ کبار صحابہ کی مجلس میں حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کو شریک کیا کرتے تھے، حالانکہ اس وقت ان کی عمر کم تھی، صحیح بخاری میں یہ واقعہ مفصل موجود ہے، دیکھئے: ❸

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بھی ان کے علم کے معترف تھے، ایک مرتبہ ایک شخص حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما کے پاس آیا اور ان سے قرآن کریم کی اس آیت کا مطلب پوچھا:

﴿اَوَلَمْ يَرَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا اَنَّ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ كَانَتَا رَتْقًا فَفَتَقْنٰهُمَا﴾ ❹

توانہوں نے لاعلمی کا اظہار کرتے ہوئے فرمایا کہ ابن عباس رضی اللہ عنہ سے پوچھو، اور وہ جو بتلائیں تو مجھے بھی اس سے آگاہ کرنا، یہ شخص ابن عباس رضی اللہ عنہ کے پاس گیا، توانہوں نے

❶ صحیح البخاری: کتاب الوضوء، باب وضع الماء عند الخلاء، ج ۱ ص ۴۱، رقم الحدیث: ۱۴۳ ❷ صحیح البخاری: کتاب المناقب، باب ذکر ابن عباس، ج ۵ ص ۲۷، رقم الحدیث: ۳۷۵۶ ❸ صحیح بخاری: کتاب التفسیر، باب قوله فسبح بحمد ربک، ج ۶ ص ۱۷۹، رقم الحدیث: ۴۹۷۰ ❹ الأنبیاء: ۳۰

فرمایا کہ آسمان کے بند ہونے سے مراد یہ ہے کہ اس سے بارش نہیں برستی تھی، اور زمین کے بند ہونے سے مراد اس سے سبزہ نہیں اگتا تھا، تو اللہ تعالیٰ نے آسمان سے بارش برسائی اور زمین سے سبزہ اگایا، اب یہ شخص حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ کے پاس گیا، اور انہیں بتلایا، تو حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ مجھے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ کی تفسیر قرآن پر جرأت کرنے پر تعجب تھا مگر اب مجھے یہ معلوم ہو گیا کہ بے شک ان کو من جانب اللہ علم عطاء کیا گیا ہے۔ ❶

امام مجاہد رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ اپنے کثرت علم کے سبب بحر (دریا) کے نام سے موسوم ہوتے تھے:

عَنْ مُجَاهِدٍ قَالَ كَانَ ابْنُ عَبَّاسٍ يُسَمَّى الْبُحْرَ لِكَثْرَةِ عِلْمِهِ. ❷

امام ذہبی رحمۃ اللہ علیہ نے ''تذکرۃ الحفاظ'' میں آپ کو ان دو القابات سے یاد کیا:

الإمام البحر، عالم العصر.

حضرت سلیمان بن یسار رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ میں نے تحصیل علم کے لئے اپنا وقت حضرت عبداللہ بن عمر اور حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کے درمیان برابر برابر تقسیم کیا ہوا تھا، میں حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ کو اکثر یہ کہتے سنتا تھا کہ مجھے یہ مسئلہ معلوم نہیں، لیکن اس کے برعکس حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ کسی کو جواب دیئے بغیر نہیں جانے دیتے تھے (کثرتِ علم اور علومِ شریعت پر عمیق دسترس کے سبب):

عن سليمان بن يسار قال كنت أقسم نفسي بين ابن عباس وابن عمر فكنت أكثر ما أسمع بن عمر يقول: لا أدرى، وابن عباس لا يرد أحدا. ❸

❶ الإتقان في علوم القران: النوع الثمانون في طبقات المفسرين، ج ۴ ص ۲۳۳

❷ الإتقان في علوم القران: النوع الثمانون في طبقات المفسرين، ج ۴ ص ۲۳۳

❸ تذكرة الحفاظ: ترجمة: عبدالله بن عمر، ج ۱ ص ۳۲

معلوم ہوا کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ کی جلالتِ شان تفسیر، حدیث، فقاہت، علم وحکمت میں حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ سے بڑھ کر تھی۔ خلاصہ کلام یہ ہے کہ یہ سند ''أبي حنيفة عن عطاء بن أبي رباح عن ابن عباس'' یہ اصح الاسانید اور سلسلۃ الذھب ہے، اور یہ مسلمہ حقیقت ہے کہ جو سلسلہ سند فقہاء محدثین (جو فقہ وحدیث دونوں کے جامع ہوں) پر مشتمل ہو، اس کو شیوخ محدثین (جو صرف محدث ہوں) کے سلسلہ سند پر فوقیت حاصل ہے، چنانچہ محدث کبیر امام وکیع بن جراح رحمۃ اللہ علیہ (متوفی ۱۹۷ھ) سے پوچھا گیا کہ ان دوسندوں ''أعمش عن أبي وائل عن عبدالله'' اور ''سفيان عن منصور عن علقمة عن عبدالله'' میں کونسی سند آپ کو زیادہ پسند ہے؟ تو انہوں نے فرمایا:

يَا سُبْحَانَ اللّٰهِ، الْأَعْمَشُ شَيْخٌ، وَأَبُو وَائِلٍ شَيْخٌ، وَسُفْيَانُ فَقِيهٌ، وَمَنْصُورٌ فَقِيهٌ، وَإِبْرَاهِيمُ فَقِيهٌ، وَعَلْقَمَةُ فَقِيهٌ، وَحَدِيثٌ يَتَدَاوَلُهُ الْفُقَهَاءُ خَيْرٌ مِنْ أَنْ يَتَدَاوَلَهُ الشُّيُوخُ. ❶

سبحان اللہ! (ان دونوں میں کیا موازنہ ہوسکتا ہے؟ حالانکہ) اعمش شیخ (صرف محدث) ہیں، ابووائل بھی شیخ ہیں، جبکہ ان کے بالمقابل سفیان ثوری رحمۃ اللہ علیہ (محدث ہونے کے ساتھ) فقیہ ہیں، منصور بھی فقیہ ہیں، ابراہیم نخعی بھی فقیہ ہیں، علقمہ بھی فقیہ ہیں، اور جس حدیث کو فقہاء محدثین روایت کریں وہ اس حدیث سے بہتر ہے جس کو (صرف) شیوخ محدثین روایت کرتے ہیں۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ (متوفی ۲۷۹ھ) فرماتے ہیں کہ فقہاء کرام احادیث کا معنی زیادہ جانتے ہیں:

الْفُقَهَاءُ وَهُمْ أَعْلَمُ بِمَعَانِي الْحَدِيثِ. ❷

❶ معرفة علوم الحديث: النوع الاول، ج ۱ ص ۱۱ ❷ سنن الترمذي: أبواب الجنائز، باب ماجاء في غسل الميت، ج ۳ ص ۳۰۶، رقم الحديث: ۹۹۰

امام ابن ابوحاتم الرازی رحمہ اللہ (متوفی ۳۲۷ھ) نقل کرتے ہیں کہ فقہاء کرام کی احادیث مجھے زیادہ پسندیدہ ہیں شیوخ حدیث کی روایت سے:

كان حديث الفقهاء أحب إليهم من حديث المشيخة. [1]

## أطراف أحاديث أبي حنيفة

اطراف طرف کی جمع ہے اور طرف کے معنی کونا اور کنارہ کے ہیں، مگر اصطلاحاً طرف سے مراد حدیث کا ابتدائی ٹکڑا ہے جس کے ذریعے سے بقیہ حدیث معلوم کی جاسکتی ہے، وہ کتب جن میں حدیث کے پہلے حصے کو ذکر کیا جاتا ہے اس سے پوری حدیث کی پہچان ہوتی ہے، آخر میں ان کتب کا حوالہ ہوتا ہے جن میں یہ حدیث ہو۔ یہ تصنیف حدیث کا ایک طریقہ ہے جس میں کسی حدیث کا ابتدائی حصہ بیان کرنے کے ساتھ اس کی تمام اسانید مجموعی طور پر یا مخصوص کتب کے حوالے سے بیان کی جاتی ہیں، یہ فن اس وقت وجود میں آیا جب چوتھی صدی ہجری کے آخر اور پانچویں صدی ہجری کے شروع میں تمام احادیث کی تدوین مکمل ہوگئی، اور اس کے بعد ان کی تلاش کا مسئلہ پیش آیا، اطراف کے حوالے سے متعدد کتابیں لکھی گئیں ہیں، مثلاً صحیحین کے اطراف پر امام ابومسعود ثقفی رحمہ اللہ (متوفی ۴۶۱ھ) کی ''أطراف الصحيحين'' صحاح ستہ کے اطراف پر امام ابوالفضل محمد بن طاہر المقدسی رحمہ اللہ (متوفی ۵۰۷ھ) کی ''أطراف الكتب الستة'' امام ابوالحجاج مزی رحمہ اللہ (متوفی ۷۴۲ھ) کی مشہور کتاب ''تحفة الأشراف بمعرفة الأطراف'' اس میں صحاح ستہ کے علاوہ ''مراسيل أبي داؤد'' ترمذی کی شمائل اور ان کی علل صغیر اور امام نسائی کی ''عمل اليوم والليلة'' اس میں شامل ہیں۔ اسی طرح امام اعظم ابوحنیفہ رحمہ اللہ کی احادیث پر اطراف لکھے گئے، اور آپ سے مروی روایات کے اطراف کو جمع کیا گیا، امام محمد

[1] الجرح والتعديل: باب في اختيار الأسانيد، ج ۱ ص ۳۱۵

بن طاہر مقدسی رحمۃ اللہ علیہ جنہوں نے صحاح ستہ کے اطراف پر کتاب لکھی جیسا کہ اوپر تذکرہ ہوا اسی طرح انہوں نے امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کی احادیث پر اطراف لکھے، جن کو انہوں نے ایک کتاب میں جمع کر دیا ہے، اس کتاب کا نام ''أطراف أحاديث أبي حنيفة'' ہے، چنانچہ اسماعیل پاشا بغدادی رحمۃ اللہ علیہ (متوفی ۱۳۹۹ھ) نے امام مقدسی رحمۃ اللہ علیہ کی تصانیف میں دوسرے نام پر اس کتاب کا تذکرہ کیا ہے۔ ❶

## الأربعين من حديث الإمام أبي حنيفة

اربعین چالیس احادیث کے مجموعے کو کہا جاتا ہے، اس سے مراد حدیث کی وہ کتاب ہے جس میں کسی ایک باب سے متعلق احادیث، یا مختلف ابواب سے، یا مختلف اسانید سے، چالیس احادیث جمع کی جائیں، حاجی خلیفہ رحمۃ اللہ علیہ (متوفی ۱۰۶۷ھ) فرماتے ہیں کہ اس باب میں علماء نے بہت سی کتابیں تصنیف فرمائیں، بعض نے توحید اور صفات باری تعالیٰ سے متعلق، بعض نے احکامات سے متعلق، بعض نے عبادات سے متعلق، بعض نے مواعظ اور رقائق (دل کو نرم کرنے دینے والی احادیث) سے متعلق، اور بعض نے علو سند کی رعایت رکھتے ہوئے چالیس احادیث کو جمع کیا، پھر حاجی خلیفہ رحمۃ اللہ علیہ نے مختلف موضوعات پر چالیس احادیث کے مجموعات کو تفصیل کے ساتھ ذکر کیا، دیکھئے: ❷

شارح مسلم امام نووی رحمۃ اللہ علیہ (متوفی ٦٧٦ھ) فرماتے ہیں کہ اس موضوع پر سب سے پہلی تصنیف عبداللہ بن مبارک رحمۃ اللہ علیہ کی ہے، پھر امام نووی رحمۃ اللہ علیہ نے کبار محدثین کے اسماء گرامی ذکر کیے جنہوں نے مختلف موضوعات پر چالیس احادیث جمع کیں ہیں۔ اس موضوع

---

❶ هدية العارفين أسماء المولفين و آثار المصنفين: ترجمة: ابن القيسراني محمد بن طاهر بن علي المقدسي، ج ٢ ص ٨٢

❷ كشف الظنون: كتب الأربعينات في الحديث وغيره، ج ١ ص ١٠٣ تا ١١٠

پر مشہور و معروف، متداول و مقبول کتاب امام نووی کی ''الأربعون النووية'' جس میں آپ نے چالیس مستند احادیث مبارکہ کو جمع کیا ہے۔ (۱)

حاجی خلیفہ رحمۃ اللہ علیہ نے امام نووی رحمۃ اللہ علیہ کی اربعین پر لکھی گئی تمام شروحات کا تفصیلاً ذکر کیا، دیکھئے: (۲)

اسی طرح کئی محدثین نے امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ کے ذخیرہ احادیث میں سے بھی چالیس احادیث کو منتخب کر کے علیحدہ کتابی صورت میں جمع کیا ہے۔ ان محدثین میں امام یوسف بن حسن بن عبدالہادی حنبلی رحمۃ اللہ علیہ (متوفی ۹۰۹ھ) جو ابن المبرد کے نام سے مشہور ہیں، انہوں نے ''الأربعين المختارة من حديث الإمام أبي حنيفة'' کے نام سے آپ کی چالیس احادیث کو جمع کیا۔ (۳)

اسی طرح دمشق کے عظیم محدث علامہ شمس الدین محمد بن علی المعروف امام ابن طولون رحمۃ اللہ علیہ (متوفی ۹۵۳ھ) نے امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کی روایت کردہ احادیث میں سے چالیس احادیث کا ایک خوبصورت مجموعہ تیار کیا ہے، اس میں انہوں نے چالیس احادیث کو اپنے چالیس شیوخ سے روایت کیا ہے یعنی ہر شیخ سے ایک ایک حدیث، اور یہ چالیس احادیث چالیس مختلف موضوعات پر مشتمل ہیں:

الأربعون حديثاً عن أربعين شيخاً في أربعين باباً من حديث الإمام الأعظم أبي حنيفة. (۴)

اسی طرح شیخ محمد ادریس نجرامی رحمۃ اللہ علیہ نے ''الأربعين من مرويات نعمان سيد المجتهدين'' کے نام سے آپ کی چالیس مرویات کو جمع کیا، اسی طرح شیخ حسن محمد بن

(۱) الأربعون النووية: مقدمة، ص ۳۷ تا ۴۵ (۲) كشف الظنون: ج ۱ ص ۱۰۸، ۱۰۹

(۳) صلة الخلف لموصول السلف: حرف الهمزة، ج ۱ ص ۸۲ (۴) فهرس الفهارس والأثبات: ترجمة: ابن طولون شمس الدين محمدبن علي، ج ۱ ص ۴۷۳

شاہ محمد رحمۃ اللہ علیہ نے ''الأربعین'' کے نام سے آپ کی چالیس احادیث کو جمع کیا۔ ❶

## عوالي الإمام أبي حنيفة

عوالی سے مراد وہ احادیث ہیں جن کی اسناد عالی ہوں یعنی ان میں وسائط کی تعداد کم ہو، سند جتنی عالی ہوگی اتنا ہی اس کے اور رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے درمیان واسطے کم ہوں گے، اور آپ سے قرب حاصل ہوگا، اور پھر آپ کے قرب سے اللہ تعالیٰ کا قرب حاصل ہوگا۔

علامہ ابن صلاح رحمۃ اللہ علیہ (متوفی ۶۴۳ھ) علوسند کی فضیلت میں لکھتے ہیں:

لأن قرب الإسناد قرب إلى رسول الله صلى الله عليه وسلم والقرب إليه قرب إلى الله عزوجل. ❷

علوسند سے جو قرب اسناد حاصل ہوتا ہے اس کی وجہ سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا قرب نصیب ہوتا ہے، اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے قرب سے اللہ عزوجل کا قرب ملتا ہے۔

چنانچہ امام شمس الدین یوسف بن خلیل حنبلی رحمۃ اللہ علیہ (متوفی ۶۴۸ھ) نے امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ سے مروی عالی السند روایات کو ''عوالي الإمام أبي حنيفة'' کے نام سے جمع کیا۔ علامہ شمس الدین ذہبی رحمۃ اللہ علیہ نے آپ کے ترجمے کا آغاز ان القابات کے ساتھ کیا ہے:

الإِمَامُ، المُحَدِّثُ، الصَّادِقُ، الرَّحَّال، النَّقال، شَيْخُ المُحَدِّثِيْنَ، رَاوِيَة الإِسْلَامِ، أَبُو الحَجَّاجِ شَمْس الدِّيْنِ الدِّمَشْقِيّ.

امام ذہبی رحمۃ اللہ علیہ نے آگے ان کی تصانیف میں ''عوالی أبي حنيفة'' کہہ کر ان کی اس تصنیف کا بھی تذکرہ کیا ہے۔ ❸

---

❶ الثقافة الإسلامية في الهند: ص ۱۴۹ بحواله مسانيد الإمام أبي حنيفة، ص ۱۶۵

❷ مقدمة ابن الصلاح: النوع التاسع والعشرون، ص ۲۵۷ ❸ سير أعلام النبلاء: ترجمة: يوسف بن خليل أبو الحجاج الدمشقي، ج ۲۳ ص ۱۵۱، ۱۵۳

اندازہ کیجئے کہ اس قدر جلیل القدر اور عظیم المرتبت محدث جن کے علم حدیث میں مقام کا اندازہ امام ذہبی جیسے ناقد محدث کے القابات سے ہوتا ہے، انہوں نے بھی امام صاحب کے عالی السند روایات کو جمع کیا ہے، اس سے آپ امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ کے علم حدیث میں مقام کا اندازہ لگالیں۔

علامہ شمس الدین یوسف بن خلیل رحمہ اللہ کی یہ تصنیف شیخ خالد عواد کی تحقیق کے ساتھ دار الفرفور دمشق سے ۱۴۲۲ھ ۲۰۰۱ء میں چھپ گئی ہے، اور اس کے ساتھ ابن عبدالہادی حنبلی رحمہ اللہ کی ''الأربعين المختارة من حديث الإمام أبي حنيفة'' بھی چھپ گئی ہے۔

## امام بخاری رحمہ اللہ کے حنفی شیوخ

شیخ الحدیث حضرت مولانا زکریا کاندھلوی رحمہ اللہ نے تفصیل کے ساتھ امام بخاری رحمہ اللہ کے حنفی شیوخ کا ذکر کیا ہے، میں نہایت اختصار کے ساتھ صرف ان کے نام ذکر کرتا ہوں اہل علم حضرات تفصیلا دیکھنے کیلئے اصل کتاب کی طرف مراجعت فرمائیں۔

عبداللہ بن مبارک، امام یحیی بن قطان، امام معلیٰ بن منصور، امام ابوعاصم النبیل، امام محمد بن عبداللہ بن المثنی الانصاری، امام مکی بن ابراہیم، امام حسن بن ابراہیم، امام عمر بن حفص بن غیاث، فضیل بن عیاض، امام الجرح والتعدیل یحیی بن معین، امام وکیع بن جراح، امام یحیی بن اکثم، امام یحیی بن صالح، امام یوسف بن بہلول، امام عبداللہ بن داود الخریبی، ابراہیم بن طہمان، امام جریر بن عبدالحمید بن قرط، امام حسن بن صالح، امام حفص بن غیاث، امام داود بن رشید، زائدہ بن قدامہ، امام زکریا بن ابی زائدہ، امام زہیر بن معاویہ، محمد بن فضیل، امام مغیرہ بن مقسم، امام یزید بن ہارون رحمہم اللہ۔ [1]

حضرت مولانا مفتی مفیض الرحمٰن صاحب مدظلہم نے اپنی کتاب ''الوردة الحاضرة

[1] لامع الدراری شرح صحیح البخاری: مقدمة، ج ۱ ص ۱۷، ۱۸

في أحاديث تلاميذ الإمام الأعظم و أحاديث العلماء الأحناف في الجامع الصحيح للإمام البخاري" میں امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے تلامذہ اور ائمہ احناف سے جو روایات مروی ہیں انہیں تفصیلاً ذکر کیا ہے۔

ہر ایک امام کے مختصر حالات اور صحیح بخاری میں ان سے مروی تمام روایات کی نشاندہی کی ہے، کتاب کا تحقیقی وتدقیقی معیار نہایت بلند ہے، اہل علم حضرات اس کتاب کا ایک دفعہ ضرور مطالعہ فرمائیں۔

## صحیح بخاری میں کوفی رُوات

ہم نے بخاری شریف کے رُواۃ کا جائزہ لیا تو یہ دیکھ کر حیرت ہوئی کہ بخاری شریف کے راویوں میں سب سے زیادہ تعداد جس شہر کے راویوں کی ہے وہ کوفہ ہی ہے، راقم الحروف نے کوفہ کے راویوں کو شمار کرنا شروع کیا تو بخاری شریف میں کوفہ کے رُواۃ کی تعداد تین سو سے زائد ملی، اگر کتاب کی ضخامت کے زائد ہونے کا اندیشہ نہ ہوتا تو ہم ان کے نام ہدیہ ناظرین کرتے، مناسب معلوم ہوتا ہے کہ صحیح بخاری میں جس قدر صحابہ کرام سے روایات منقول ہو کر آئی ہیں ان صحابہ میں سے صرف وہ صحابہ جو خاص کوفہ میں آکر جا گزیں ہو گئے تھے ان کے نام درج کر دیے جائیں، یاد رہے کہ حافظ ابن حجر رحمۃ اللہ علیہ (متوفی ۸۵۲ھ) نے بترتیب حروف تہجی ان تمام صحابہ کرام کے نام "هدي الساري في مقدمة فتح الباري" میں درج کردیے ہیں جن سے بخاری شریف میں روایات لی گئی ہیں:

۱...حضرت اشعث بن قیس الکندی۔ ۲...حضرت عدی بن حاتم۔ ۳...حضرت اُہبان بن اوس الاسلمی۔ ۴...حضرت عقبہ بن عمرو۔ ۵...حضرت بریدہ بن الحصیب۔ ۶...حضرت علی بن ابی طالب۔ ۷...حضرت جابر بن سمرہ۔ ۸...حضرت عمران بن الحصین۔ ۹...حضرت جریر بن عبداللہ۔ ۱۰...حضرت عمرو بن حریث۔ ۱۱...حضرت جندب بن عبد اللہ۔ ۱۲...حضرت

مرداس بن مالک۔ ۱۳... حضرت حارثہ بن وہب۔ ۱۴... حضرت مسیب بن حزن۔ ۱۵... حضرت حذیفہ بن الیمان۔ ۱۶... حضرت معن بن یزید۔ ۱۷... حضرت خباب بن الارت۔ ۱۸... حضرت مغیرہ بن شعبہ۔ ۱۹... حضرت زید بن الارقم۔ ۲۰... حضرت نعمان بن بشیر۔ ۲۱... حضرت سلیمان بن مرد۔ ۲۲... حضرت نعمان بن مقرن۔ ۲۳... حضرت سمرہ بن جنادہ۔ ۲۴... حضرت نُفیع بن الحارث۔ ۲۵... حضرت سنین ابو جمیلہ۔ ۲۶... حضرت وہب بن عبداللہ۔ ۲۷... حضرت عبداللہ بن ابی اوفی۔ ۲۸... حضرت عبداللہ بن یزید۔ ۲۹... حضرت عبدالرحمٰن بن ابزی رضی اللہ عنہم۔

یہ اُن کوفی صحابہ کرام کے اسماء گرامی ہیں جن کے حوالے سے امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے بخاری شریف میں ارشادات نبوی نقل کیے ہیں۔ ❶

## صحیح بخاری میں موجود ثلاثیات کے راوی امام اعظم کے شاگرد ہیں

امام بخاری کا سب سے بڑا سرمایہ فخر ''صحیح البخاری'' میں موجود بائیس ثلاثی روایات ہیں، لیکن یاد رہے کہ ان میں سے اکیس روایات کے راوی امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے شاگرد ہیں۔ ثلاثیات بخاری کے وہ چار روات جن سے اکیس روایات مروی ہیں جو امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ کے شیخ اور امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ کے شاگرد ہیں، درج ذیل اصحاب ہیں۔

### ا..... امام مکی بن ابراہیم رحمۃ اللہ علیہ (متوفی ۲۱۵ھ)

امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے دس محدثین تلامذہ کے تعارف میں امام مزی، امام ذہبی، حافظ ابن حجر، علامہ جلال الدین سیوطی رحمہم اللہ کے حوالے سے یہ بات باحوالہ تفصیلاً گزر گئی ہے کہ یہ امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے شاگرد رشید ہیں۔

❶ غیر مقلدین امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ کی عدالت میں: ص ۳۶

## ۲.....امام ابو عاصم ضحاک بن مخلد النبیل رحمۃ اللہ علیہ (متوفی ۲۱۲ھ)

ان کا نام ضحاک بن مخلد، کنیت ابو عاصم اور لقب نبیل تھا، نبیل کے معنی معزز کے ہیں، ان سے چھ ثلاثی روایات مروی ہیں، یہ امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ کے شیخ اور امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے تلمیذ رشید ہیں۔

علامہ صیمری رحمۃ اللہ علیہ (متوفی ۴۳۶ھ) فرماتے ہیں کہ امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے تلامذہ میں سے امام ضحاک بن مخلد ابو عاصم نبیل رحمۃ اللہ علیہ بھی ہیں:

وَمن أَصْحَاب الإِمَام الضَّحَّاک بن مخلد أَبو عَاصِم. [1]

حافظ امیر ابن ماکولا رحمۃ اللہ علیہ (متوفی ۴۷۵ھ) امام ابو عاصم رحمۃ اللہ علیہ کے ترجمہ میں فرماتے ہیں:

سمع جعفر بن محمد وأبا حنيفة وابن جريج، وغيرهم وكان ثقة. [2]

انہوں نے امام جعفر بن محمد، امام ابو حنیفہ، امام ابن جریج رحمہم اللہ اور دیگر محدثین سے حدیث کی سماعت کی تھی، اور یہ ثقہ محدث تھے۔

امام ابو الحجاج مزی رحمۃ اللہ علیہ (متوفی ۷۴۲ھ) امام ابو عاصم نبیل رحمۃ اللہ علیہ کے ترجمہ میں آپ کے اساتذہ حدیث میں امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کا اسم گرامی بھی ذکر کیا ہے، دیکھئے: [3]

امام ذہبی رحمۃ اللہ علیہ نے (متوفی ۷۴۸ھ) امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے ترجمہ میں آپ کے تلامذہ میں امام ابو عاصم النبیل رحمۃ اللہ علیہ کا بھی نمایاں تذکرہ کیا ہے، دیکھئے: [4]

ان ٹھوس حوالہ جات سے یہ بات معلوم ہوگئی کہ امام ابو عاصم النبیل رحمۃ اللہ علیہ امام

---

[1] الجواهر المضية في طبقات الحنفية: ترجمة: ضحاک بن مخلد، ج ۱ ص ۲۶۳

[2] الإکمال في رفع الارتياب عن المؤتلف والمختلف: حرف النون، باب نبتل ونَبيل ونُبيل، ج ۷ ص ۲۵۴ [3] تهذيب الكمال في أسماء الرجال: ترجمة: الضحاک بن مخلد، ج ۱۳ ص ۲۸۳ [4] سير أعلام النبلاء: ترجمة: النعمان بن ثابت، ج ۶ ص ۳۳۹

ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے شاگرد ہیں، امام ذہبی رحمۃ اللہ علیہ امام ابوعاصم نبیل رحمۃ اللہ علیہ کے حالات میں فرماتے ہیں کہ یہ امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ کے اجل اور سب سے بڑے شیوخ میں سے تھے:

وَهُوَ أَجَلُّ شُيُوْخِه وَأَكْبَرُهُم. ❶

## ۳.....امام محمد بن عبداللہ انصاری رحمۃ اللہ علیہ (متوفی ۲۱۵ھ)

ان سے تین ثلاثی روایات مروی ہیں، یہ امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ کے اجل شیوخ میں سے تھے، اور امام صاحب کے شاگرد رشید تھے۔

امام مزی رحمۃ اللہ علیہ (متوفی ۷۴۲ھ) نے امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے حالات میں آپ کے تلامذہ کا تذکرہ کرتے ہوئے امام موصوف کے اسم گرامی کو بھی ذکر کیا ہے، دیکھئے: ❷

امام ذہبی رحمۃ اللہ علیہ (متوفی ۷۴۸ھ) نے امام صاحب کے ترجمہ میں آپ کے تلامذہ کا تذکرہ کرتے ہوئے امام محمد بن عبداللہ انصاری رحمۃ اللہ علیہ کے اسم گرامی کو بھی ذکر کیا ہے، دیکھئے: ❸

حافظ ابن حجر رحمۃ اللہ علیہ (متوفی ۸۵۲ھ) نے امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ کے اساتذہ میں دوسرے نمبر پر آپ کا تذکرہ کیا ہے، دیکھئے: ❹

معلوم ہوا کہ جو امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ کے اجل اساتذہ میں سے ہیں وہ امام صاحب کے تلامذہ میں سے ہیں۔

## ۴.....امام خلاد بن یحیی رحمۃ اللہ علیہ (متوفی ۲۱۳ھ)

امام خلاد بن یحیی رحمۃ اللہ علیہ سے ایک ثلاثی روایت مروی ہے، آپ امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ کے شیخ

---

❶ سير أعلام النبلاء: ترجمة: أبو عاصم ضحاك بن مخلد، ج ۹ ص ۴۸۱

❷ تهذيب الكمال في أسماء الرجال: ترجمة: النعمان بن ثابت، ج ۲۹ ص ۴۲۱

❸ سير أعلام النبلاء: ترجمة: النعمان بن ثابت، ج ٦ ص ۳۹۴

❹ تهذيب التهذيب: ترجمة: محمد بن اسماعيل، ج ۹ ص ۴۷

اور امام اعظم ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے شاگرد ہیں، امام ذہبی رحمۃ اللہ علیہ (متوفی ۷۴۸ھ) نے امام خلاد بن یحیی رحمۃ اللہ علیہ کے تلامذہ میں سب سے پہلے نمبر پر امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ کا نام ذکر کیا ہے، دیکھئے: ❶

معلوم ہوا کہ یہ امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ کے اجل شیوخ میں سے ہیں، امام خلاد رحمۃ اللہ علیہ کو امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ سے شرفِ تلمذ حاصل ہے، چنانچہ امام ابن بزار الکردری رحمۃ اللہ علیہ (متوفی ۸۲۷ھ) نے امام صاحب کے تلامذہ میں ان کے نام کو ذکر کیا ہے، دیکھئے: ❷

علامہ محمد بن یوسف صالحی شافعی رحمۃ اللہ علیہ (متوفی ۹۴۲) نے بھی امام صاحب کے تلامذہ میں ان کے اسم گرامی کو ذکر کیا ہے۔ دیکھئے: ❸

یہ چاروں محدثین حضرات امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے وہ شاگرد ہیں جنہوں نے امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ کی اکیس (۲۱) ثلاثیات کو روایت کیا ہے، باقی صرف ایک روایت رہ جاتی ہے جو امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے شیخ عصام بن خالد رحمۃ اللہ علیہ سے لی ہے، معلوم ہوا کہ امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ کو دیگر ائمہ صحاح ستہ پر ثلاثیات کے سلسلے میں جو برتری حاصل ہے وہ امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ کے خصوصی تلامذہ کے مرہونِ منت ہے۔

## صحیح بخاری میں موجود بائیس (۲۲) ثلاثی روایات

### امام مکی بن ابراہیم رحمۃ اللہ علیہ (متوفی ۲۱۵ھ) سے مروی گیارہ ثلاثی روایات

۱.....حضرت سلمہ بن اکوع رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جو میرے متعلق ایسی بات کہے جو میں نے نہ کہی ہو تو وہ جہنم کے اندر اپنا ٹھکانہ تیار رکھے:

❶ میزان الاعتدال: ترجمة: خلاد بن یحیی، ج ۱ ص ۶۵۷ / سیر أعلام النبلاء: ترجمة: خلاد بن یحیی، ج ۱۰ ص ۱۶۴ ❷ مناقب أبي حنیفة للکردری، ج ۲ ص ۲۱۹ ❸ عقود الجمان في مناقب الإمام الأعظم أبي حنیفة النعمان: الباب الخامس، ص ۱۱۰

مَنْ يَقُلْ عَلَيَّ مَا لَمْ أَقُلْ فَلْيَتَبَوَّأْ مَقْعَدَهُ مِنَ النَّارِ. ❶

۲.....حضرت یزید بن ابی عبید رحمۃ اللہ علیہ سے روایت ہے کہ حضرت سلمہ بن اکوع رضی اللہ عنہ نے فرمایا: مسجد کی دیوار منبر کے اتنا قریب تھی کہ جس میں بکری نہ گزر سکتی تھی:

كَانَ جِدَارُ الْمَسْجِدِ عِنْدَ الْمِنْبَرِ مَا كَادَتِ الشَّاةُ تَجُوْزُهَا. ❷

۳.....حضرت یزید بن ابی عبید رحمۃ اللہ علیہ سے روایت ہے کہ میں حضرت سلمہ بن اکوع رضی اللہ عنہ کے ساتھ آ کر ستون کے پاس نماز پڑھتا جو مصحف کے پاس ہے، میں نے عرض کیا: اے ابومسلم! میں دیکھتا ہوں کہ آپ اس ستون کے پاس نماز پڑھنے کی کوشش کرتے ہیں؟ انہوں نے فرمایا: میں نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو اس کے پاس خاص طور پر نماز پڑھتے ہوئے دیکھا ہے:

كُنْتُ آتِي مَعَ سَلَمَةَ بْنِ الْأَكْوَعِ فَيُصَلِّي عِنْدَ الْأُسْطُوَانَةِ الَّتِي عِنْدَ الْمُصْحَفِ، فَقُلْتُ: يَا أَبَا مُسْلِمٍ أَرَاكَ تَتَحَرَّى الصَّلَاةَ عِنْدَ هَذِهِ الْأُسْطُوَانَةِ، قَالَ: فَإِنِّي رَأَيْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَتَحَرَّى الصَّلَاةَ عِنْدَهَا. ❸

۴...حضرت یزید بن ابی عبید رحمۃ اللہ علیہ سے روایت ہے کہ حضرت سلمہ بن اکوع رضی اللہ عنہ نے فرمایا: ہم نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ نماز مغرب پڑھا کرتے تھے جب کہ سورج پردے میں ہو جاتا:

كُنَّا نُصَلِّي مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْمَغْرِبَ إِذَا تَوَارَتْ بِالْحِجَابِ. ❹

❶صحيح بخاری: كتاب العلم، باب إثم من كذب على النبي ﷺ، ج ا ص ۳۳، رقم الحديث: ۱۰۹ ❷صحيح بخاری: كتاب الصلاة، باب قدر كم ينبغي أن تكون بين المصلي والسترة، ج ا ص ۱۰۶، رقم الحديث، ۴۹۷ ❸صحيح بخاری: كتاب الصلاة، باب الصلوة إلى الاسطوانة، ج ا ص ۱۰۶، رقم الحديث: ۵۰۲ ❹صحيح بخاری: كتاب مواقيت الصلوٰة، باب وقت المغرب، ج ا ص ۱۱۷، رقم الحديث: ۵۶۱

۵.....حضرت سلمہ بن اکوع رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے قبیلہ اسلم کے ایک شخص کو لوگوں میں یہ اعلان کرنے کا حکم دیا کہ جس نے جو کچھ کھالیا ہے تو وہ باقی دن کا روزہ رکھے (یعنی بقیہ دن روزہ دار کی طرح گزارے) اور جس نے کچھ نہیں کھایا وہ (آج) روزہ رکھے کیونکہ آج عاشورہ کا دن ہے:

أَمَرَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَجُلًا مِنْ أَسْلَمَ: أَنْ أَذِّنْ فِي النَّاسِ، أَنَّ مَنْ كَانَ أَكَلَ فَلْيَصُمْ بَقِيَّةَ يَوْمِهِ، وَمَنْ لَمْ يَكُنْ أَكَلَ فَلْيَصُمْ، فَإِنَّ الْيَوْمَ يَوْمُ عَاشُورَاءَ. (1)

٦.....حضرت سلمہ بن اکوع رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ہم نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ اقدس میں بیٹھے ہوئے تھے کہ ایک جنازہ لایا گیا اور عرض کی گئی کہ آپ اس پر نماز جنازہ پڑھائیں، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: کیا اس پر قرض ہے؟ لوگوں نے عرض کیا: نہیں، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: کیا اس نے کچھ (ترکہ) چھوڑا ہے؟ عرض کیا: نہیں، سو آپ صلی اللہ علیہ وسلم اس پر نماز جنازہ پڑھائی۔

پھر دوسرا جنازہ آیا اور صحابہ نے عرض کیا: یارسول اللہ! اس پر نماز جنازہ پڑھائیں، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: کیا اس پر قرض ہے؟ عرض کیا: جی ہاں، فرمایا: کیا اس نے کچھ چھوڑا ہے؟ صحابہ نے عرض کیا: تین دینار (چھوڑے ہیں) سو اس پر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نماز جنازہ پڑھائی۔

پھر تیسرا جنازہ لایا گیا اور عرض کیا گیا: یا رسول اللہ! اس پر نماز جنازہ پڑھائیں، فرمایا: کیا اس نے کچھ (ترکہ) چھوڑا ہے؟ صحابہ نے عرض کیا: نہیں، فرمایا: کیا اس پر قرض ہے؟ صحابہ نے عرض کیا: تین دینار (قرض ہیں) فرمایا: تم اپنے ساتھی پر نماز جنازہ پڑھ لو، (میں نہیں پڑھتا) حضرت ابو قتادہ رضی اللہ عنہ نے عرض کیا: یارسول اللہ! آپ اس پر نماز جنازہ پڑھائیں اور اس کا قرض میں ادا کروں گا، سو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس پر بھی نماز جنازہ پڑھائی:

(1) صحیح بخاری: کتاب الصوم: باب صیام یوم عاشوراء، ج ۳ ص ۴۴، رقم الحدیث: ۲۰۰۷

كُنَّا جُلُوسًا عِنْدَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، إِذْ أُتِيَ بِجَنَازَةٍ، فَقَالُوا: صَلِّ عَلَيْهَا، فَقَالَ: هَلْ عَلَيْهِ دَيْنٌ؟ ، قَالُوا: لاَ، قَالَ: فَهَلْ تَرَكَ شَيْئًا؟ ، قَالُوا: لاَ، فَصَلَّى عَلَيْهِ، ثُمَّ أُتِيَ بِجَنَازَةٍ أُخْرَى، فَقَالُوا: يَا رَسُولَ اللّٰهِ، صَلِّ عَلَيْهَا، قَالَ: هَلْ عَلَيْهِ دَيْنٌ؟ قِيلَ: نَعَمْ، قَالَ: فَهَلْ تَرَكَ شَيْئًا؟ ، قَالُوا: ثَلاثَةَ دَنَانِيرَ، فَصَلَّى عَلَيْهَا، ثُمَّ أُتِيَ بِالثَّالِثَةِ، فَقَالُوا: صَلِّ عَلَيْهَا، قَالَ: هَلْ تَرَكَ شَيْئًا؟ قَالُوا: لاَ، قَالَ: فَهَلْ عَلَيْهِ دَيْنٌ؟ ، قَالُوا: ثَلاثَةُ دَنَانِيرَ، قَالَ: صَلُّوا عَلَى صَاحِبِكُمْ، قَالَ أَبُو قَتَادَةَ صَلِّ عَلَيْهِ يَا رَسُولَ اللّٰهِ وَعَلَيَّ دَيْنُهُ، فَصَلَّى عَلَيْهِ. ❶

۷..... حضرت سلمہ بن اکوع رضی اللہ عنہ روایت نقل کرتے ہیں کہ میں نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے بیعت کرلی، پھر میں ایک درخت کے سائے میں چلا گیا جب رش کم ہوا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اے ابن اکوع! کیا تم بیعت نہیں کرتے؟ میں نے عرض کیا: یارسول اللہ! میں تو بیعت کر چکا ہوں، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اچھا دوبارہ سہی، سو میں نے دوسری دفعہ بھی بیعت کرلی، تو (راوی کہتے ہیں) میں نے ان سے پوچھا: اے ابو مسلم! آپ حضرات نے اس روز کس بات پر بیعت کی تھی؟ انہوں نے فرمایا موت پر:

بَايَعْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، ثُمَّ عَدَلْتُ إِلَى ظِلِّ الشَّجَرَةِ، فَلَمَّا خَفَّ النَّاسُ قَالَ: يَا ابْنَ الأَكْوَعِ أَلاَ تُبَايِعُ؟ قَالَ: قُلْتُ: قَدْ بَايَعْتُ يَا رَسُولَ اللّٰهِ، قَالَ: وَأَيْضًا فَبَايَعْتُهُ الثَّانِيَةَ، فَقُلْتُ لَهُ: يَا أَبَا مُسْلِمٍ عَلَى أَيِّ شَيْءٍ كُنْتُمْ تُبَايِعُونَ يَوْمَئِذٍ؟ قَالَ: عَلَى المَوْتِ. ❷

❶ صحيح بخاري: كتاب الحوالات، باب إن أحال دين الميت على رجل جاز، ج ۳، ص ۹۴، رقم الحديث: ۲۲۸۹ ❷ صحيح بخاري: كتاب الجهاد والسير، باب البيعة في الحرب أن لايفروا، ج ۴ ص ۵۰، رقم الحديث: ۲۹۶۰

۸.....حضرت یزید بن ابی عبید رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ میں نے حضرت سلمہ بن اکوع رضی اللہ عنہ کی پنڈلی پر زخم کا نشان دیکھا تو پوچھا: اے ابو مسلم! یہ نشان کیسا ہے؟ انہوں نے فرمایا: یہ زخم مجھے غزوۂ خیبر میں آیا تھا، لوگ تو یہ کہنے لگے تھے سلمہ کا آخری وقت آ پہنچا ہے لیکن حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ میں حاضر ہو گیا، سو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس (زخم) پر تین مرتبہ دم کیا تو مجھے اب تک کوئی تکلیف محسوس نہیں ہوئی:

رَأَيْتُ أَثَرَ ضَرْبَةٍ فِي سَاقِ سَلَمَةَ، فَقُلْتُ يَا أَبَا مُسْلِمٍ، مَا هَذِهِ الضَّرْبَةُ؟ فَقَالَ: هَذِهِ ضَرْبَةٌ أَصَابَتْنِي يَوْمَ خَيْبَرَ، فَقَالَ النَّاسُ: أُصِيبَ سَلَمَةُ، فَأَتَيْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَنَفَثَ فِيهِ ثَلَاثَ نَفَثَاتٍ، فَمَا اشْتَكَيْتُهَا حَتَّى السَّاعَةَ. [1]

۹.....حضرت سلمہ بن اکوع رضی اللہ عنہ روایت فرماتے ہیں ہم آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ غزوۂ خیبر کی طرف نکلے تو لوگوں میں سے ایک نے کہا: اے عامر! کیا آپ ہمیں اپنے اشعار نہیں سنائیں گے؟ چنانچہ انہوں نے اشعار سنائے، تو حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: یہ ہانکنے والا کون ہے؟ صحابہ نے عرض کیا: عامر بن اکوع ہے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اللہ تعالیٰ اس پر رحم فرمائے، صحابہ نے عرض کیا: یارسول اللہ! آپ ہمیں ان سے اور فائدہ اٹھا لینے دیتے، سو اسی رات کی صبح کو وہ موت کی آغوش میں چلے گئے، تو لوگوں نے کہا اس کے عمل ضائع ہو گئے کیونکہ اس نے اپنے آپ کو خود قتل کیا ہے جب میں واپس لوٹا تو لوگ یہی باتیں کر رہے تھے کہ عامر کے عمل ضائع ہو گئے ہیں، سو میں نے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ میں حاضر ہو کر عرض کیا: یا نبی اللہ! میرے ماں باپ آپ پر قربان، لوگوں کا یہ خیال ہے کہ عامر کے اعمال ضائع ہو گئے ہیں، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جس کسی نے یہ کہا غلط کہا ہے اس کے لئے تو دوگنا

[1] صحیح بخاری: کتاب المغازي، باب غزوة خيبر، ج۵ ص ۱۳۳، رقم الحديث: ۴۲۰۶

اجر ہے وہ مشقت اٹھانے والا مجاہد ہے اس کے قتل سے بہتر کس کی موت ہے:

خَرَجْنَا مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِلَى خَيْبَرَ، فَقَالَ رَجُلٌ مِنْهُمْ: أَسْمِعْنَا يَا عَامِرُ مِنْ هُنَيْهَاتِكَ، فَحَدَا بِهِمْ، فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: مَنِ السَّائِقُ؟ قَالُوا: عَامِرٌ، فَقَالَ: رَحِمَهُ اللّٰهُ، فَقَالُوا: يَا رَسُولَ اللّٰهِ، هَلَّا أَمْتَعْتَنَا بِهِ، فَأُصِيبَ صَبِيحَةَ لَيْلَتِهِ، فَقَالَ الْقَوْمُ: حَبِطَ عَمَلُهُ، قَتَلَ نَفْسَهُ، فَلَمَّا رَجَعْتُ وَهُمْ يَتَحَدَّثُونَ أَنَّ عَامِرًا حَبِطَ عَمَلُهُ، فَجِئْتُ إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقُلْتُ: يَا نَبِيَّ اللّٰهِ، فَدَاكَ أَبِي وَأُمِّي، زَعَمُوا أَنَّ عَامِرًا حَبِطَ عَمَلُهُ، فَقَالَ: كَذَبَ مَنْ قَالَهَا، إِنَّ لَهُ لَأَجْرَيْنِ اثْنَيْنِ، إِنَّهُ لَجَاهِدٌ مُجَاهِدٌ، وَأَيُّ قَتْلٍ يَزِيدُهُ عَلَيْهِ. (1)

۱۰..... حضرت سلمہ بن اکوع رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ میں مدینہ منورہ سے جنگل کی طرف چلا، پہاڑی پر پہنچا تو حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ کا ایک غلام ملا، میں نے کہا: تو ہلاک ہو تو یہاں کیسے آیا؟ اس نے جواب دیا: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی دودھ دینے والی اونٹنی پکڑی گئی ہے، میں نے پوچھا: کس نے پکڑی ہے؟ اس نے جواب دیا: قبیلہ غطفان اور فزارہ کے آدمی لے گئے ہیں۔ پھر میں نے تین مرتبہ ''یا صباحاہ'' کے الفاظ کے ساتھ اس زور سے چلایا کہ مدینہ منورہ کے ہر گوشہ میں رہنے والے سن لیں، پھر میں نے دوڑ لگائی یہاں تک کہ ان لوگوں کو تک جا پہنچا۔

سو میں نے ان کی جانب تیر پھینکنے لگا اور ساتھ یہ کہنے لگا: ''میں اکوع کا بیٹا ہوں اور آج کمینوں کی ہلاکت کا دن ہے'' تو میں نے ان کے پانی پینے سے پہلے ہی ان سے اونٹنی چھین لی، میں اسے لے کر واپس لوٹا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے میری ملاقات ہو گئی، میں نے

(1) صحیح بخاری: كتاب الديات، باب إذا قتل نفسه خطأ فلادية له، ج ۹ ص ۷، رقم الحديث: ۶۸۹۱

عرض کیا: یارسول اللہ! وہ لوگ پیاسے تھے اور میں ان کے پانی پینے سے پہلے ہی جلدی سے ان سے اونٹنی چھین لایا، ان کے پیچھے کسی کو روانہ کردیں، آپ ﷺ نے فرمایا: اے ابن اکوع! تم مالک ہوگئے ہو اب نرمی کرو، ان کی مہمانی اپنی قوم میں ہورہی ہوگی:

خَرَجْتُ مِنَ الْمَدِينَةِ ذَاهِبًا نَحْوَ الْغَابَةِ، حَتَّى إِذَا كُنْتُ بِثَنِيَّةِ الْغَابَةِ، لَقِيَنِي غُلَامٌ لِعَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ عَوْفٍ، قُلْتُ: وَيْحَكَ مَا بِكَ؟ قَالَ: أُخِذَتْ لِقَاحُ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قُلْتُ: مَنْ أَخَذَهَا؟ قَالَ: غَطَفَانُ، وَفَزَارَةُ فَصَرَخْتُ ثَلَاثَ صَرَخَاتٍ أَسْمَعْتُ مَا بَيْنَ لَابَتَيْهَا: يَا صَبَاحَاهُ يَا صَبَاحَاهُ، ثُمَّ انْدَفَعْتُ حَتَّى أَلْقَاهُمْ، وَقَدْ أَخَذُوهَا، فَجَعَلْتُ أَرْمِيهِمْ، وَأَقُولُ: أَنَا ابْنُ الْأَكْوَعِ وَالْيَوْمُ يَوْمُ الرُّضَّعِ فَاسْتَنْقَذْتُهَا مِنْهُمْ قَبْلَ أَنْ يَشْرَبُوا، فَأَقْبَلْتُ بِهَا أَسُوقُهَا، فَلَقِيَنِي النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقُلْتُ: يَا رَسُولَ اللّٰهِ إِنَّ الْقَوْمَ عِطَاشٌ، وَإِنِّي أَعْجَلْتُهُمْ أَنْ يَشْرَبُوا سِقْيَهُمْ، فَابْعَثْ فِي إِثْرِهِمْ، فَقَالَ: يَا ابْنَ الْأَكْوَعِ: مَلَكْتَ، فَأَسْجِحْ إِنَّ الْقَوْمَ يُقْرَوْنَ فِي قَوْمِهِمْ.[1]

۱۱..... حضرت سلمہ بن اکوع رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ جس روز خیبر فتح ہوا اس شام لوگوں نے آگ جلائی، آپ ﷺ نے فرمایا: تم نے یہ آگ کیا چیز پکانے کے لئے جلائی ہے؟ مجاہدین نے عرض کیا: پالتو گدھوں کا گوشت پکانے کے لئے، آپ ﷺ نے فرمایا: جو ہانڈیوں میں ہے اسے الٹ دو اور ہانڈیوں کو توڑ دو، ایک شخص نے کھڑے ہوکر عرض کیا: ہم گوشت کو الٹ دیں اور ہانڈیوں کو دھو نہ ڈالیں؟ آپ ﷺ نے فرمایا: چلو یونہی کرلو:

لَمَّا أَمْسَوْا يَوْمَ فَتَحُوا خَيْبَرَ، أَوْقَدُوا النِّيرَانَ، قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ

[1] صحیح بخاری: کتاب الجهاد والسير، باب من رأى العدو فنادى بأعلى صوته، ج ۴ ص ۶۶، رقم الحديث: ۳۰۴۱

وَسَلَّمَ: عَلامَ أَوْقَدْتُمْ هَذِهِ النِّيرَانَ؟ قَالُوا: لُحُومُ الْحُمُرِ الإِنْسِيَّةِ، قَالَ: أَهْرِيقُوا مَا فِيهَا، وَاكْسِرُوْا قُدُورَهَا، فَقَامَ رَجُلٌ مِنَ الْقَوْمِ، فَقَالَ: نُهَرِيقُ مَا فِيهَا وَنَغْسِلُهَا، فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: أَوْ ذَاكَ. ❶

## امام ابوعاصم النبیل رحمۃ اللہ علیہ (متوفی ۲۱۲ھ) سے مروی چھ ثلاثی روایات

۱۲..... حضرت سلمہ بن اکوع رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک شخص کو عاشورہ کے روز لوگوں میں منادی کرنے کے لئے بھیجا کہ جس نے کھانا کھالیا وہ روزہ پورا کرے یا اسے چاہیئے کہ روزہ رکھے اور جس نے نہیں کھایا وہ نہ کھائے:

أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَعَثَ رَجُلًا يُنَادِي فِي النَّاسِ يَوْمَ عَاشُورَاءَ إِنَّ مَنْ أَكَلَ فَلْيُتِمَّ أَوْ فَلْيَصُمْ، وَمَنْ لَمْ يَأْكُلْ فَلاَ يَأْكُلْ. ❷

۱۳..... حضرت سلمہ بن اکوع رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت اقدس میں ایک جنازہ لایا گیا تاکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم اس پر نماز (جنازہ) پڑھیں، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: کیا اس پر کوئی قرض ہے؟ صحابہ نے عرض کیا: نہیں، تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس پر نماز جنازہ پڑھی، پھر دوسر جنازہ لایا گیا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: کیا اس پر کچھ قرض ہے؟ صحابہ نے عرض کیا: جی ہاں! آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اپنے ساتھی پر نماز پڑھو، حضرت ابوقتادہ رضی اللہ عنہ نے عرض کیا: یارسول اللہ! اس کا قرض میں ادا کروں گا، پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس پر نماز جنازہ پڑھی:

أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أُتِيَ بِجَنَازَةٍ لِيُصَلِّيَ عَلَيْهَا، فَقَالَ: هَلْ عَلَيْهِ مِنْ دَيْنٍ؟، قَالُوا: لاَ، فَصَلَّى عَلَيْهِ، ثُمَّ أُتِيَ بِجَنَازَةٍ أُخْرَى، فَقَالَ: هَلْ عَلَيْهِ

❶ صحيح بخاري: كتاب الذبائح والصيد، باب آنية المجوس والميتة، ج۷ ص ۹۰، رقم الحديث: ۵۴۹۷ ❷ صحيح بخاري: كتاب الصوم، باب إذا نوى بالنهار صوما، ج۳ ص ۲۹، رقم الحديث: ۱۹۲۴

مِنْ دَيْنٍ؟ ، قَالُوا: نَعَمْ، قَالَ: صَلُّوا عَلَى صَاحِبِكُمْ ، قَالَ: أَبُو قَتَادَةَ عَلَيَّ دَيْنُهُ يَا رَسُولَ اللّٰهِ، فَصَلَّى عَلَيْهِ. ❶

۱۴..... حضرت سلمہ بن اکوع رضی اللہ عنہ سے روایت ہے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے خیبر کے روز آگ جلتی ہوئی دیکھ کر فرمایا: یہ کیوں جلائی ہے؟ صحابہ نے عرض کیا: پالتو گدھوں کا گوشت (پکانے کے لئے) اس پر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ہانڈیاں توڑ دو اور اسے بہا دو، صحابہ نے عرض کیا: کیا ہم ایسا نہ کریں کہ اسے الٹ دیں اور ہانڈیاں دھولیں، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: انہیں دھولو:

أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَأَى نِيرَانًا تُوقَدُ يَوْمَ خَيْبَرَ، قَالَ: عَلَى مَا تُوقَدُ هَذِهِ النِّيرَانُ؟ قَالُوا عَلَى الْحُمُرِ الإِنْسِيَّةِ، قَالَ: اكْسِرُوهَا، وَأَهْرِقُوهَا، قَالُوا: أَلاَ نُهَرِيقُهَا، وَنَغْسِلُهَا، قَالَ: اغْسِلُوا. ❷

۱۵..... حضرت یزید بن ابوعبید رحمۃ اللہ علیہ سے روایت ہے کہ حضرت سلمہ بن اکوع رضی اللہ عنہ نے فرمایا: میں نے سات غزوات میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ شریک ہونے کا شرف حاصل کیا ہے اور اس غزوہ میں بھی شریک تھا جس میں حضرت زید بن حارثہ رضی اللہ عنہ کو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمارا امیر بنایا تھا:

غَزَوْتُ مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سَبْعَ غَزَوَاتٍ وَغَزَوْتُ مَعَ ابْنِ حَارِثَةَ اسْتَعْمَلَهُ عَلَيْنَا. ❸

۱۶..... حضرت سلمہ بن اکوع رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جو تم میں سے قربانی کرے تو تیسرے روز کی صبح اس کے گھر میں قربانی کا گوشت نہیں ہونا چاہیئے،

❶ صحيح بخاري: كتاب الحوالات، باب من تكفل عن ميت دينا، ج۳ ص ۹۶، رقم الحديث: ۲۲۹۵ ❷ صحيح بخاري: كتاب المظالم والغصب، باب هل تكسر الدنان اللتي فيها الخمر، ج۳ ص ۱۳۶، رقم الحديث: ۲۴۷۷ ❸ صحيح بخاري: كتاب المغازي، باب بعث النبي ﷺ أسامة بن زيد، ج۵ ص ۱۴۴، رقم الحديث: ۴۲۷۲

جب اگلا سال آیا تو صحابہ نے عرض کیا: یارسول اللہ! کیا اب بھی ہم اسی طرح کریں جیسے پچھلے سال کیا تھا؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: کھاؤ، کھلاؤ اور جمع بھی کرلو کیونکہ وہ سال تنگی کا تھا تو میں نے چاہا کہ تم اس (تنگی) میں ایک دوسرے کی مدد کرو:

مَنْ ضَحَّى مِنْكُمْ فَلاَ يُصْبِحَنَّ بَعْدَ ثَالِثَةٍ وَبَقِيَ فِي بَيْتِهِ مِنْهُ شَيْءٌ فَلَمَّا كَانَ الْعَامُ الْمُقْبِلُ، قَالُوا: يَا رَسُولَ اللّٰه، نَفْعَلُ كَمَا فَعَلْنَا عَامَ الْمَاضِي؟ قَالَ: كُلُوا وَأَطْعِمُوا وَادَّخِرُوا، فَإِنَّ ذٰلِكَ الْعَامَ كَانَ بِالنَّاسِ جَهْدٌ، فَأَرَدْتُ أَنْ تُعِينُوا فِيهَا. [1]

۱۷.....حضرت یزید بن ابوعبید رحمۃ اللہ علیہ کا بیان ہے کہ حضرت سلمہ بن اکوع رضی اللہ عنہ نے فرمایا: آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے ہم نے درخت کے نیچے بیعت کی، پھر نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اے سلمہ! کیا تم بیعت نہیں کرتے، میں نے عرض کیا: یارسول اللہ! میں تو پہلے ہی بیعت کر چکا ہوں، فرمایا: دوبارہ کرلو:

بَايَعْنَا النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تَحْتَ الشَّجَرَةِ، فَقَالَ لِي: يَا سَلَمَةُ أَلاَ تُبَايِعُ؟ قُلْتُ: يَا رَسُولَ اللّٰه، قَدْ بَايَعْتُ فِي الأَوَّلِ، قَالَ: وَفِي الثَّانِي. [2]

## امام محمد بن عبداللہ انصاری رحمۃ اللہ علیہ (متوفی ۲۱۵ھ) سے مروی تین ثلاثی روایات

۱۸.....حضرت حمید رحمۃ اللہ علیہ کا بیان ہے کہ حضرت انس رضی اللہ عنہ نے انہیں روایت بیان فرمائی کہ حضرت ربیع بنت نضر نے ایک لڑکی کے سامنے والے دو دانت توڑ دیئے، تو انہوں

[1] صحيح بخاری: كتاب الأضاحي، باب مايؤكل من لحوم الأضاحي، ج۷ ص ۱۰۳، رقم الحديث: ۵۵۶۹ [2] صحيح بخاری: كتاب الأحكام، باب من بايع مرتين، ج۹ ص۷۸، رقم الحديث: ۷۲۰۸

نے دیت کا مطالبہ کیا، یہ معافی کے خواستگار ہوئے، تو انہوں نے انکار کر دیا، سو وہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے، تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے قصاص کا حکم فرمایا: حضرت انس بن نضر رضی اللہ عنہ نے عرض کیا: یارسول اللہ! کیا ربیع کے سامنے کے دانت توڑے جائیں گے؟ نہیں، قسم اس ذات کی جس نے آپ کو حق کے ساتھ مبعوث فرمایا ہے، اس کے دانت نہیں توڑے جائیں گے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اے انس! اللہ کی کتاب قصاص کا کہتی ہے (اس پر حضرت انس خاموش ہو گئے) سو بعد میں وہ لوگ جنہوں نے قصاص کا تقاضہ کیا تھا، راضی ہو گئے اور انہیں معاف کر دیا، تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اللہ کے بندوں میں سے وہ بھی ہیں کہ اگر وہ اللہ کے بھروسے پر قسم کھالیں تو اللہ تعالیٰ اسے سچا کر دیتا ہے، فزاری کی روایت میں اتنا اضافہ ہے کہ وہ لوگ دیت لینے پر رضامند ہو گئے:

أَنَّ الرُّبَيِّعَ وَهِيَ ابْنَةُ النَّضْرِ كَسَرَتْ ثَنِيَّةَ جَارِيَةٍ، فَطَلَبُوا الأَرْشَ، وَطَلَبُوا العَفْوَ، فَأَبَوْا، فَأَتَوُا النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَأَمَرَهُمْ بِالقِصَاصِ، فَقَالَ أَنَسُ بْنُ النَّضْرِ: أَتُكْسَرُ ثَنِيَّةُ الرُّبَيِّعِ يَا رَسُولَ اللّٰهِ، لاَ وَالَّذِي بَعَثَكَ بِالحَقِّ، لاَ تُكْسَرُ ثَنِيَّتُهَا، فَقَالَ: يَا أَنَسُ كِتَابُ اللّٰهِ القِصَاصُ، فَرَضِيَ القَوْمُ وَعَفَوْا، فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: إِنَّ مِنْ عِبَادِ اللّٰهِ مَنْ لَوْ أَقْسَمَ عَلَى اللّٰهِ لَأَبَرَّهُ، زَادَ الفَزَارِيُّ، عَنْ حُمَيْدٍ، عَنْ أَنَسٍ، فَرَضِيَ القَوْمُ وَقَبِلُوا الأَرْشَ. (۱)

۱۹.....حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اللہ تعالیٰ کی کتاب قصاص کا حکم دیتی ہے:

(۱) صحيح بخاري: كتاب الصلح، باب الصلح في الدية، ج۳ ص۱۸۶، رقم الحديث: ۲۷۰۳

أَنَّ أَنَسًا، حَدَّثَهُمْ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ: كِتَابُ اللّٰهِ الْقِصَاصُ. ①

۲۰..... حضرت حمید رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ نضر کی بیٹی نے ایک لڑکی کو طمانچہ مارا جس کے باعث اس کے اگلے دو دانت ٹوٹ گئے، وہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ میں حاضر ہوئے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے قصاص کا حکم فرمایا:

أَنَّ ابْنَةَ النَّضْرِ لَطَمَتْ جَارِيَةً فَكَسَرَتْ ثَنِيَّتَهَا، فَأَتَوُا النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَأَمَرَ بِالْقِصَاصِ. ②

## امام خلاد بن یحییٰ رحمۃ اللہ علیہ (متوفی ۲۱۳ھ) سے مروی ایک ثلاثی روایت

۲۱..... حضرت عیسیٰ بن طہمان رحمۃ اللہ علیہ روایت کرتے ہیں کہ میں حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے سنا: پردے کی آیت حضرت زینب بنت جحش رضی اللہ عنہا کے حق میں نازل ہوئی، اور ان کے ولیمہ میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے روٹی اور گوشت کھلایا تھا، اور یہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی باقی ازواج مطہرات پر فخر کیا کرتی تھیں کہ میرا نکاح آسمان پر ہوا ہے:

نَزَلَتْ آيَةُ الْحِجَابِ فِي زَيْنَبَ بِنْتِ جَحْشٍ، وَأَطْعَمَ عَلَيْهَا يَوْمَئِذٍ خُبْزًا وَلَحْمًا، وَكَانَتْ تَفْخَرُ عَلَى نِسَاءِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، وَكَانَتْ تَقُولُ: إِنَّ اللّٰهَ أَنْكَحَنِي فِي السَّمَاءِ. ③

① صحیح بخاری: کتاب التفسیر ،باب یاایھا الذین آمنوا کتب علیکم القصاص، ج۶ ص۲۴، رقم الحدیث: ۴۴۹۹ ② صحیح بخاری: کتاب الدیات،باب السن بالسن، ج۹ ص۸، رقم الحدیث: ۶۸۹۴ ③ صحیح بخاری: کتاب التوحید،باب وکان عرشه علی الماء، ج۹ ص۱۲۵، رقم الحدیث: ۷۴۲۱

# امام عصام بن خالد رحمۃ اللہ علیہ (متوفی ۲۱۴ھ) سے مروی ایک ثلاثی روایت

۲۲..... حضرت حریز بن عثمان رحمۃ اللہ علیہ سے روایت ہے کہ انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابی حضرت عبداللہ بن بسر رضی اللہ عنہ سے پوچھا: کیا آپ کی نظر میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم بوڑھے ہو گئے تھے؟ انہوں نے فرمایا: آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی ٹھوڑی مبارک کے صرف چند بال سفید ہوئے تھے:

أَنَّـهُ سَـأَلَ عَبْـدَ الـلّٰهِ بْنَ بُسْرٍ صَاحِبَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ: أَرَأَيْتَ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ شَيْخًا؟ قَالَ: كَانَ فِي عَنْفَقَتِهِ شَعَرَاتٌ بِيضٌ. (۱)

## بارہ (۱۲) طرق جس میں امام اعظم امام بخاری کے شیخ الشیوخ ہیں

اس میں ایسے دلائل و براہین پیش کیے گئے ہیں جن سے ثابت ہوتا ہے کہ امیر المؤمنین فی الحدیث امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ کے بیشتر شیوخ الحدیث امام اعظم ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے تلامذہ میں سے ہیں، اس ناقابل تردید حقیقت کی وجہ سے ہی امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ ائمہ فقہ کے علاوہ امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ کے بھی امام قرار پاتے ہیں۔ زیر نظر باب میں اُن چیدہ طرق کا تذکرہ کیا جائے گا جن کی رُو سے امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ، امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ کے پوتے یا پڑپوتے شاگرد کہلاتے ہیں۔

### ۱..... الإمام البخاري عن والده إسماعيل بن إبراهيم عن عبد الله بن المبارك عن الإمام الأعظم

امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ شاگرد ہیں اپنے والد اسماعیل بن ابراہیم رحمۃ اللہ علیہ کے، یہ شاگرد ہیں عبد

(۱) صحیح بخاری: کتاب المناقب، باب صفة النبی ﷺ، ج ۴ ص ۱۸۷، رقم الحدیث: ۳۵۴۶

اللہ بن مبارک رحمۃ اللہ علیہ کے، یہ شاگرد ہیں امام اعظم ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے۔

امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ کے والد کا اسمِ گرامی اسماعیل بن ابراہیم بن مغیرہ الجعفی البخاری ہے۔
اہم امر یہ ہے کہ امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ کے والد گرامی کے دو شیوخ حضرت عبداللہ بن مبارک رحمۃ اللہ علیہ اور امام حماد بن زید رحمۃ اللہ علیہ ہیں۔ اور یہ دونوں امامِ اعظم رحمۃ اللہ علیہ کے شاگرد ہیں، ان دونوں طرق سے امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ کے پڑپوتے شاگرد ہوئے۔

حافظ ابن حجر عسقلانی رحمۃ اللہ علیہ (متوفی ۸۵۲ھ) نے امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ کے والد گرامی کے ترجمہ میں لکھا ہے:

روى عن حماد بن زيد وابن المبارك.[1]

اسماعیل بن ابراہیم نے حماد بن زید اور عبداللہ بن مبارک (دونوں) سے روایت کیا ہے۔

امام قسطلانی رحمۃ اللہ علیہ (متوفی ۹۲۳ھ) امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ کے والد گرامی کے متعلق لکھتے ہیں:

إسماعيل بن إبراهيم بن المغيرة سمع من مالك وحماد بن زيد وصحب ابن المبارك.[2]

اسماعیل بن ابراہیم بن مغیرہ نے امام مالک اور حماد بن زید سے سماع کیا ہے جب کہ حضرت عبداللہ بن مبارک کی مصاحبت میں رہے۔

ان حوالہ جات سے معلوم ہوا کہ امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ کے والد اسماعیل بن ابراہیم، امام حماد بن زید اور حضرت عبداللہ بن مبارک رحمہما اللہ کے شاگرد ہیں، اور امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ ان دونوں کے شیخ ہیں۔ اس امر پر محدثین اور ائمہ اسماء الرجال کی تصریحات ملاحظہ ہوں۔

امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ (متوفی ۲۵۶ھ) اپنی کتاب "التاريخ الكبير" میں امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ

[1] تهذيب التهذيب: ترجمة: اسماعيل بن ابراهيم المغيرة، ج ۱ ص ۲۷۴

[2] إرشاد الساري شرح صحيح البخاري: ترجمة: إسماعيل بن إبراهيم، ج ۱ ص ۳۱

کے تعارف میں لکھتے ہیں:

نعمان بن ثابت أبو حنيفة الكوفي: روى عنه: ابن المبارك. (1)

امام علی بن مدینی رحمۃ اللہ علیہ (متوفی ۲۳۴ھ) امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے بارے میں فرماتے ہیں:

أبو حنيفة: روى عنه الثوري وابن المبارك وحماد بن زيد. (2)

ابو حنیفہ سے سفیان ثوری، عبداللہ بن مبارک اور حماد بن زید نے روایت کیا ہے۔

ان کے علاوہ امام ابن ابی حاتم رحمۃ اللہ علیہ (متوفی ۳۲۷ھ) نے "الجرح والتعديل" (۴۴۹/۸)، خطیب بغدادی رحمۃ اللہ علیہ (متوفی ۴۶۳ھ) نے "تاريخ بغداد" (۳۲۴/۱۳)، علامہ صمیری رحمۃ اللہ علیہ (متوفی ۴۳۶ھ) نے "أخبار أبي حنيفة وأصحابه" (ص ۱۲۵)، امام مزی رحمۃ اللہ علیہ (متوفی ۷۴۲ھ) نے "تهذيب الكمال" (۴۲۰/۲۹)، امام ذہبی رحمۃ اللہ علیہ (متوفی ۷۴۸ھ) نے "سير أعلام النبلاء" (۳۹۳/۶) اور امام سیوطی رحمۃ اللہ علیہ (متوفی ۹۱۱ھ) نے "تبييض الصحيفة" (ص ۸۷) میں تصریح کی ہے کہ حضرت عبداللہ بن مبارک رحمۃ اللہ علیہ امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ کے شاگرد ہیں۔

## ۴.....الإمام البخاري عن مكي بن إبراهيم عن الإمام الأعظم

امام بخاری شاگرد ہیں امام مکی بن ابراہیم کے، اور یہ شاگرد ہیں امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ کے۔

اس طریق سے امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ امام مکی بن ابراہیم رحمۃ اللہ علیہ (متوفی ۲۱۵ھ) کے واسطہ سے امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ کے صرف ایک واسطہ سے شاگرد ہیں۔ امام مکی بن ابراہیم وہ خوش قسمت فرد ہیں جو امام بخاری کی بائیس (۲۲) ثلاثیات میں سے گیارہ (۱۱) کے راوی ہیں۔

(1) التاريخ الكبير: ترجمة: نعمان بن ثابت أبو حنيفة الكوفي، ج۸ ص ۸۱

(2) جامع بيان العلم وفضله: باب ما جاء في ذم القول في دين الله، ج ۱ ص ۱۰۸۲

امام مزی رحمۃ اللہ علیہ نے "تھذیب الکمال" (۴۲۱/۲۹)، امام ذہبی رحمۃ اللہ علیہ نے "سیر أعلام النبلاء" (۳۹۴/۶) اور امام سیوطی رحمۃ اللہ علیہ نے "تبییض الصحیفة بمناقب أبي حنیفة" (ص۹۲) میں بیان کیا ہے کہ امام مکی بن ابراہیم رحمۃ اللہ علیہ امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ سے حدیث روایت کرتے ہیں۔ اور آپ کے تلامذہ میں سے ہیں۔

امام ذہبی رحمۃ اللہ علیہ (متوفی ۷۴۸ھ) مکی بن ابراہیم رحمۃ اللہ علیہ کے ترجمہ میں لکھتے ہیں:

حدث عن جعفر الصادق وأبي حنیفة، وعنه البخاري وأحمد. (1)

مکی بن ابراہیم نے امام جعفر الصادق اور ابوحنیفہ سے حدیث روایت کی ہے اور امام بخاری اور امام احمد نے ان سے روایت کی ہے۔

امام ذہبی رحمۃ اللہ علیہ امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ کے ترجمہ میں لکھتے ہیں:

سمع ببلخ من مکي بن إبراهیم. (2)

امام بخاری نے بلخ میں مکی بن ابراہیم سے سماع کیا۔

خلاصہ کلام یہ ہے کہ امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ شاگرد ہیں امام مکی بن ابراہیم رحمۃ اللہ علیہ کے، اور آپ شاگرد ہیں امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ کے۔

## ۳.....الإمام البخاري عن الضحاک بن مخلد عن الإمام الأعظم

امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ امام ابوعاصم ضحاک بن مخلد رحمۃ اللہ علیہ (متوفی ۲۱۲ھ) کے واسطہ سے امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ کے علم الحدیث میں شاگرد ہیں۔ امام ابوعاصم رحمۃ اللہ علیہ بھی ثلاثیات بخاری کے رُوات میں سے ہیں اور آپ سے چھ (۶) روایات مروی ہیں۔

(1) تذکرة الحفاظ: ترجمة: مکي بن ابراهیم، ج ۱ ص ۲۶۸

(2) تذکرة الحفاظ: ترجمة: محمد بن إسماعیل بن إبراهیم، ج ۲ ص ۱۰۴

امام ابو عاصم ضحاک بن مخلد النبیل بصری رحمۃ اللہ علیہ امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ کے شاگرد ہیں۔ اسے امام مزی رحمۃ اللہ علیہ نے "تھذیب الکمال" (۴۲۰/۲۹)، امام ذہبی رحمۃ اللہ علیہ نے "سیر أعلام النبلاء" (۳۹۳/۶) اور "تذکرۃ الحفاظ" (۱۶۸/۱) امام عسقلانی رحمۃ اللہ علیہ نے "تھذیب التھذیب" (۴۰۱/۱۰) اور امام سیوطی رحمۃ اللہ علیہ نے "تبییض الصحیفۃ بمناقب أبي حنیفۃ" (ص ۷۷) میں بیان کیا ہے۔ جب کہ امام ابو عاصم ضحاک رحمۃ اللہ علیہ سے امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے روایت کیا ہے۔ تو ایک واسطہ سے امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ کے شاگرد ہیں۔

امام مزی، امام ذہبی اور امام عسقلانی رحمہم اللہ نے امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ کے ترجمہ میں لکھا ہے:

روى أبي عاصم الضحاك بن مخلد.

امام بخاری نے ابو عاصم ضحاک بن مخلد سے روایت کیا ہے۔ [1]

## ۴..... الإمام البخاري عن أبی عبد اللّٰه الأنصاري عن الإمام الأعظم

امام بخاری امام ابو عبد اللہ الانصاری کے، اور یہ امام اعظم رحمہ اللہ کے شاگرد ہیں۔

اس طریق سے امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ امام ابو عبد اللہ محمد بن عبد اللہ الانصاری رحمۃ اللہ علیہ (متوفی ۲۱۵ھ) کے واسطہ سے امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ کے علم الحدیث میں شاگرد ہیں۔

امام مزی رحمۃ اللہ علیہ نے "تھذیب الکمال" (۴۲۱/۲۹)، امام ذہبی رحمۃ اللہ علیہ نے "سیر أعلام النبلاء" (۳۹۴/۶) اور امام سیوطی رحمۃ اللہ علیہ نے "تبییض الصحیفۃ بمناقب ابي

[1] تھذیب الکمال: ترجمة: محمد بن إسماعیل بن إبراھیم، ج ۲۴ ص ۴۳۲/ تذکرة الحفاظ: ترجمة: محمد بن إسماعیل بن إبراھیم، ج ۲ ص ۱۰۴ / تھذیب التھذیب: ترجمة: محمد بن إسماعیل بن إبراھیم، ج ۹ ص ۴۷

حنیفة" (ص۸۹) میں بیان کیا ہے کہ قاضی ابوعبداللہ محمد بن عبداللہ انصاری امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے شاگرد ہیں۔ یہی امام ابوعبداللہ انصاری رحمۃ اللہ علیہ امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ کے شیخ ہیں اور ثلاثیات بخاری کے راوی بھی ہیں، اوران سے صحیح بخاری میں تین (۳) ثلاثی روایات مروی ہیں۔

امام ذہبی رحمۃ اللہ علیہ امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ کے ترجمہ میں لکھتے ہیں:

سمع بالبصرة من محمد بن عبدالله الأنصاري. [1]

امام بخاری نے بصرہ میں محمد بن عبداللہ انصاری سے سماع کیا۔

## ۵...الإمام البخاري عن أبي عبدالرحمان المقري عن الإمام الأعظم

اس طریق سے امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ امام ابوعبدالرحمٰن عبداللہ بن یزید المقری رحمۃ اللہ علیہ (متوفی ۲۱۳ھ) کے واسطہ سے امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ کے علم الحدیث میں شاگرد ہیں۔

امام اعظم کے شاگرد ابوعبدالرحمٰن عبداللہ بن یزید مقری مکی رحمۃ اللہ علیہ ہیں۔ اسے امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے "التاریخ الکبیر" (۸/۸۱)، خطیب بغدادی رحمۃ اللہ علیہ نے "تاریخ بغداد" (۱۳/۳۲۴)، امام مزی رحمۃ اللہ علیہ نے "تهذيب الكمال" (۲۹/۴۲۰)، امام ذہبی رحمۃ اللہ علیہ نے "سير أعلام النبلاء" (۶/۳۹۳)، امام عسقلانی رحمۃ اللہ علیہ نے "تهذيب التهذيب" (۱۰/۴۰۱) اور امام سیوطی رحمۃ اللہ علیہ نے "تبييض الصحيفة" (ص۷۹) میں بیان کیا ہے۔ جب کہ امام ابوعبدالرحمٰن مقری رحمۃ اللہ علیہ امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ کے شیخ ہیں۔

امام ذہبی رحمۃ اللہ علیہ امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ کے ترجمہ میں لکھتے ہیں:

سمع بمكة من أبي عبدالرحمن المقري. [2]

[1] تذكرة الحفاظ: ترجمة: أبوعبد الله محمد بن إسماعيل بن إبراهيم، ج۲ ص۱۰۴

[2] تذكرة الحفاظ: ترجمة: محمد بن إسماعيل بن إبراهيم، ج۲ ص۱۰۴

امام بخاری نے مکہ میں ابوعبدالرحمٰن مقری سے سماع کیا۔

## ٦...الإمام البخاري عن عبيدالله بن موسى عن الإمام الأعظم

اس طریق سے امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ امام ابومحمد عبیداللہ بن موسیٰ کوفی رحمۃ اللہ علیہ (متوفی ۲۱۳ھ) کے واسطہ سے امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ کے علم الحدیث میں شاگرد ہیں۔

امام مزی رحمۃ اللہ علیہ نے "تهذيب الكمال" (۴۲۱/۲۹)، امام ذہبی رحمۃ اللہ علیہ نے "سير أعلام النبلاء" (۳۹۳/٦) اور امام سیوطی رحمۃ اللہ علیہ نے "تبييض الصحيفة" (ص ۸۳) میں بیان کیا ہے کہ امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ امام ابومحمد عبیداللہ بن موسیٰ العبسی الکوفی رحمۃ اللہ علیہ کے شیخ ہیں۔ جب کہ امام عبیداللہ بن موسیٰ رحمۃ اللہ علیہ امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ کے شیخ ہیں اور امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے ان سے روایت کیا ہے۔

امام ذہبی رحمۃ اللہ علیہ امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ کے ترجمہ میں لکھتے ہیں:

سمع بالكوفة من عبيدالله بن موسىٰ. ❶

امام بخاری نے کوفہ میں عبیداللہ بن موسیٰ سے سماع کیا۔

## ۷....الإمام البخاري عن الفضل بن دكين عن الإمام الأعظم

اس طریق سے امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ، امام ابونعیم فضل بن دکین رحمۃ اللہ علیہ (متوفی ۲۱۸ھ) کے واسطہ سے امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ کے علم الحدیث میں شاگرد ہیں۔

امام ابن ابی حاتم رحمۃ اللہ علیہ نے "الجرح والتعديل" (۴۴۹/۸) امام مزی رحمۃ اللہ علیہ نے "تهذيب الكمال" (۴۲۱/۲۹) اور امام ذہبی رحمۃ اللہ علیہ نے "سير أعلام النبلاء" (۳۹۳/٦) میں بیان کیا ہے جس کے مطابق امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ امام ابونعیم فضل بن دکین التیمی الکوفی رحمۃ اللہ علیہ کے شیخ ہیں۔ جبکہ امام فضل بن دکین رحمۃ اللہ علیہ امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ کے شیخ ہیں اور امام

❶ تذكرة الحفاظ: ترجمة: محمد بن إسماعيل بن إبراهيم، ج ۲ ص ۱۰۴

بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے ان سے "صحیح بخاری" میں ان سے براہ راست ایک سو پچاسی (۱۸۵) احادیث روایت کی ہیں۔

امام عسقلانی اور امام سیوطی رحمۃ اللہ علیہما امام فضل بن دکین رحمۃ اللہ علیہ کے تذکرہ میں فرماتے ہیں:

روى عنه البخاري. ❶

امام بخاری نے ان سے روایت کیا ہے۔

مذکورہ بالا طرق کی رو سے امام اعظم ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ کے دادا استاد اور امام بخاری آپ کے پوتے شاگرد ہیں۔ یہ اکابر محدثین علم الحدیث میں امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ کے براہ راست اور بلاواسطہ شیوخِ حدیث میں شامل ہیں، اور یہ شیوخ حدیث امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ کے تلامذہ میں شامل ہیں۔

## ۸.....الإمام البخاري عن يحيى بن معين عن عبدالله بن المبارك عن الإمام الأعظم

اس طریق سے امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ امام یحیی بن معین رحمۃ اللہ علیہ (متوفی ۲۳۳ھ) کے شاگرد ہیں، اور آپ حضرت عبداللہ بن مبارک رحمۃ اللہ علیہ (متوفی ۱۸۱ھ) کے، اور حضرت عبداللہ بن مبارک رحمۃ اللہ علیہ علم حدیث میں امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ کے شاگرد ہیں۔

امام بخاری اور امام ابن ابی حاتم رحمۃ اللہ علیہما نے امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے ترجمہ میں لکھا ہے:

روى عنه ابن المبارك. ❷

❶ تهذيب التهذيب: ترجمة: الفضل بن دكين، ج۸ ص ۲۷۰/ طبقات الحفاظ: ترجمة: الفضل بن دكين، ج ۱ ص ۱۶۳

❷ التاريخ الكبير: ترجمة: نعمان بن ثابت أبو حنيفة، ج۸ ص ۸۱/ الجرح والتعديل: ترجمة: نعمان بن ثابت أبو حنيفة، ج۸ ص ۴۴۹

امام ابن مبارک نے امام ابوحنیفہ سے روایت کیا ہے۔

جبکہ حضرت عبداللہ بن مبارک رحمۃ اللہ علیہ محدث کبیر امام یحیی بن معین رحمۃ اللہ علیہ کے شیخ ہیں۔

امام مسلم رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

أبوزكريا يحيى بن معين سمع عبدالله بن المبارك.[1]

ابوزکریا یحیی بن معین نے عبداللہ بن مبارک سے سماع کیا ہے۔

حافظ ابن حجر رحمۃ اللہ علیہ نے یحیی بن معین رحمۃ اللہ علیہ کے ترجمہ میں لکھا ہے:

روى عن عبدالله بن المبارك.[2]

انہوں نے عبداللہ بن مبارک سے روایت کیا ہے۔

امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے امام یحیی بن معین رحمۃ اللہ علیہ سے روایت کیا ہے۔امام مزی اور امام عسقلانی رحمہما اللہ نے امام یحیی بن معین رحمۃ اللہ علیہ کے ترجمہ میں لکھا ہے:

روى عنه البخاري.[3]

امام بخاری نے یحیی بن معین سے روایت کیا ہے۔

## ۹.....الإمام البخاري عن إبراهيم بن موسى عن يزيد بن زريع عن الإمام الأعظم

اس طریق سے امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ امام ابراہیم بن موسی رحمۃ اللہ علیہ (متوفی ۲۲۰ھ) کے شاگرد ہیں، اور آپ یزید بن زریع رحمۃ اللہ علیہ (متوفی ۱۸۲ھ) کے، اور یزید بن زریع رحمۃ اللہ علیہ علم حدیث

[1] الكنى والأسماء: حرف الزاء، ص۳۳۷، رقم الترجمة: ۱۲۱۲

[2] تهذيب التهذيب: ترجمة: يحيى بن معين بن عون، ج ۱۱ ص ۲۸۰

[3] تهذيب الكمال: ترجمة: يحيى بن معين بن عون، ج ۳۱ ص ۵۴۶/ تهذيب التهذيب: ترجمة: يحيى بن معين، ج ۱۱ ص ۲۸۱

میں امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ کے شاگرد ہیں۔

امام مزی اور عسقلانی رحمہما اللہ نے امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے ترجمہ میں لکھا ہے:

روی عنه یزید بن زریع. ❶

امام یزید بن زریع نے امام ابوحنیفہ سے روایت کیا ہے۔

امام یزید بن زریع سے روایت کرنے والے ابراہیم بن موسی بن یزید بن زاذان فراء تمیمی رحمۃ اللہ علیہ ہیں جبکہ ان سے امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے روایت کیا ہے۔

امام عسقلانی اور امام سیوطی نے امام ابراہیم بن موسی رحمہ اللہ کے ترجمہ میں لکھا ہے:

روی عن یزید بن زریع ،وعنه البخاري. ❷

ابراہیم بن موسی نے امام یزید بن زریع سے روایت کیا ہے جبکہ امام بخاری نے ان سے روایت کیا۔

## ١٠.....الإمام البخاري عن عمرو بن زرارة عن هشيم بن بشير عن الإمام الأعظم

اس طریق سے امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ امام عمرو بن زرارہ (متوفی ۲۳۸ھ) کے شاگرد ہیں، اور آپ ہشیم بن بشیر رحمۃ اللہ علیہ (متوفی ۱۸۳ھ) کے شاگرد ہیں، اور آپ علم حدیث میں امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ کے شاگرد ہیں۔

امام بخاری، امام ابن ابی حاتم اور امام مزی نے امام اعظم رحمہ اللہ کے تذکرہ میں لکھا ہے:

❶تهذيب الكمال:ترجمة:النعمان بن ثابت،ج ٢٩،ص ٤٢١/تهذيب التهذيب: ترجمة: النعمان بن ثابت ،ج ١٠ ص ٤٤٩

❷تهذيب التهذيب:ترجمة:إبراهيم بن موسى بن يزيد،ج ١ ص ١٧٠/طبقات الحفاظ:ترجمة:إبراهيم بن موسى بن يزيد،ج ١ ص ١٩٩

روى عنه هشيم بن بشير. [1]

ہشیم بن بشیر نے امام ابوحنیفہ سے روایت کیا ہے۔

امام ہشیم بن بشیر سے امام عمرو بن زرارہ نیشاپوری رحمۃ اللہ علیہ نے حدیث کی سماعت کی ہے۔

امام مسلم رحمۃ اللہ علیہ، عمرو بن زرارہ رحمۃ اللہ علیہ کے ترجمہ میں فرماتے ہیں:

أبو محمد عمرو بن زرارة النيسابوري :سمع هشيما. [2]

ابومحمد بن عمرو بن زرارہ نیشاپوری نے ہشیم سے سماع کیا ہے۔

جبکہ امام بخاری نے امام عمرو بن زرارہ رحمۃ اللہ سے روایت کیا ہے۔

امام عسقلانی اور امام ذہبی رحمۃ اللہ امام عمرو بن زرارہ رحمۃ اللہ علیہ کے ترجمہ میں لکھتے ہیں:

روى عنه البخاري. [3]

امام بخاریؒ نے امام عمرو سے روایت کیا ہے۔

## ١١.....الإمام البخاري عن يحيى بن معين عن وكيع بن الجراح عن الإمام الأعظم

اس طریق سے امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ امام یحیی بن معین (متوفی ۲۳۳ھ) کے شاگرد ہیں، آپ امام وکیع بن الجراح رحمۃ اللہ علیہ (متوفی ۱۹۷ھ) کے شاگرد ہیں، اور امام وکیع رحمۃ اللہ علیہ علم حدیث میں امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ کے شاگرد ہیں۔

[1] التاريخ الكبير: ترجمة: نعمان بن ثابت أبو حنيفة، ج٨ ص ٨١/ الجرح والتعديل: ترجمة: نعمان بن ثابت أبو حنيفة، ج٨ ص ٤٤٩/ تهذيب الكمال: ترجمة: النعمان بن ثابت، ج٢٩ ص ٤٢١ [2] الكنى والاسماء: حرف الميم، ج ٢ ص ٧٥١، رقم: ٣٠٥٠
[3] تهذيب التهذيب: ترجمة: عمرو بن زرارة، ج٨ ص ٣٥/ الكاشف: ترجمة: عمرو بن زرارة، ج ٢ ص ٧٧

امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے "التاریخ الکبیر" (۸۱/۸) اور امام ابن ابی حاتم رحمۃ اللہ علیہ نے "الجرح والتعدیل" (۴۴۹/۸) میں بیان کیا ہے کہ امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ سے وکیع بن الجراح رحمۃ اللہ علیہ نے روایت کیا ہے۔ امام وکیع بن الجراح رحمۃ اللہ علیہ محدث کبیر امام یحیی بن معین رحمۃ اللہ علیہ کے شیخ ہیں۔

امام مزی اور امام عسقلانی رحمہما اللہ نے امام یحیی بن معین رحمۃ اللہ علیہ کے ترجمہ میں لکھا ہے:

روی عن وکیع.[11]

انہوں نے وکیع سے روایت کیا ہے۔

جبکہ امام یحیی بن معین رحمۃ اللہ علیہ امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ کے شیخ ہیں جس پر حوالہ جات آٹھویں ان میں بیان ہو چکے ہیں۔

## ..... الإمام البخاري عن محمود بن غيلان عن عبد زاق بن همام عن الإمام الأعظم

اس طریق سے امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ امام محمود بن غیلان (متوفی ۲۳۹ھ) کے شاگرد ہیں، اور آپ امام عبدالرزاق بن ہمام رحمۃ اللہ علیہ (متوفی ۲۱۱ھ) کے شاگرد ہیں، اور امام ابن ہمام رحمۃ اللہ علیہ علم حدیث میں امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ کے شاگرد ہیں۔

امام ابن ابی حاتم، امام ذہبی اور امام سیوطی رحمہم اللہ جیسے اجل محدثین نے امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ کے ترجمہ میں نقل کیا ہے:

روی عنه عبدالرزاق.[12]

[11] تهذيب الكمال: ترجمة: يحيى بن معين بن عون، ج ۳۱ ص ۵۴۵/تهذيب التهذيب: ترجمة: يحيى بن معين بن عون، ج ۱۱ ص ۲۸۱ [12] الجرح والتعديل: النعمان بن ثابت، ج۸ ص ۴۴۹/سير أعلام النبلاء: ترجمة: أبو حنيفة النعمان بن ثابت، ج۶ ص ۳۹۳/طبقات الحفاظ: ترجمة: أبو حنيفة النعمان بن ثابت، ج ۱ ص ۸۰

امام عبدالرزاق نے امام ابوحنیفہ سے روایت کیا ہے۔

امام مزی اور عسقلانی نے امام عبدالرزاق بن ہمام رحمۃ اللہ علیہ کے تذکرہ میں بیان کیا ہے کہ ان سے امام محمود بن غیلان رحمۃ اللہ علیہ مروزی نے روایت کیا ہے۔ لکھتے ہیں:

روی عنه محمود بن غیلان المروزی. [1]

امام محمود بن غیلان مروزی نے عبدالرزاق سے روایت کیا ہے۔

جبکہ امام محمود بن غیلان مروزی سے امام بخاری نے روایت کیا ہے۔ امام سیوطی نے امام محمود بن غیلان کے ترجمہ میں لکھا ہے:

روی عنه البخاري. [2]

امام بخاری نے محمود بن غیلان سے روایت کیا۔

## خلاصہ بحث

مذکورہ بالا بارہ (۱۲) واسطوں کے ذریعے سے امام اعظم ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ کے دادا اور پردادا استاد ہیں جبکہ امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ آپ کے پوتے اور پڑپوتے شاگرد ہیں۔ یہ سارے اکابر محدثین بلاواسطہ یا بالواسطہ امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ کے حدیث میں شیخ ہیں، اور امام بخاری نے "الجامع الصحیح" میں سینکڑوں احادیثِ مبارکہ اپنے ان اجل شیوخ سے روایت کی ہیں، اور یہ شیوخ حدیث امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ کے تلامذہ حدیث میں سے ہیں۔ لہٰذا ان طرق سے ثابت ہوا کہ امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ کے شیخ الشیوخ ہیں۔

---

[1] تهذيب الكمال: ترجمة: عبدالرزاق بن همام بن نافع، ج ۱۸ ص ۵٦ / تهذيب التهذيب، ترجمة: عبدالرزاق بن همام بن نافع، ج ٦ ص ۳۱۱

[2] طبقات الحفاظ، ترجمة: محمود بن غيلان المروزي، ج ۱ ص ۲۱۰

## امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ کی صحابہ سے رؤیت اور روایت

امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کی صحابہ سے رؤیت اور روایت دونوں ثابت ہے، امام صاحب کا حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ کو دیکھنا تمام اکابر اہلِ علم کے نزدیک مسلم ہے، یاد رہے کہ تابعیت کے لئے محض رؤیت کافی ہے، تابعی ہونے کے لئے نہ صحابی کی صحبت میں کچھ مدت کے لئے رہنا شرط ہے، اور نہ صحابی سے روایت نقل کرنا شرط ہے۔ بس ایمان کی حالت میں صحابی کے چہرہ انور کی زیارت کرنے والے شخص تابعی کہلائے گا، نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابی اور تابعی کے لئے بشارت محض رؤیت پر دی ہے، آپ نے اس کے لئے طول صحبت، سماع، لقاء کو شرط قرار نہیں دیا:

طُوبَى لِمَنْ رَآنِي وَآمَنَ بِي، وَطُوبَى لِمَنْ رَأَى مَنْ رَآنِي. ❶

علامہ جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ علیہ (متوفی ۹۱۱ھ) فرماتے ہیں کہ علامہ ابن الصلاح رحمۃ اللہ علیہ (متوفی ۶۴۳ھ) امام نووی رحمۃ اللہ علیہ (متوفی ۶۷۶ھ) علامہ عراقی رحمۃ اللہ علیہ (متوفی ۸۰۶ھ) اور اکثر محدثین کے نزدیک تابعیت کے لئے صرف رؤیت کافی ہے:

وَقِيلَ : هُوَ (مَنْ لَقِيَهُ) وَإِنْ لَمْ يَصْحَبْهُ كَمَا قِيلَ فِي الصَّحَابِيِّ، وَعَلَيْهِ الْحَاكِمُ .قَالَ ابْنُ الصَّلَاحِ:وَهُوَ أَقْرَبُ .قَالَ الْمُصَنِّفُ:وَهُوَ الْأَظْهَرُ . قَالَ الْعِرَاقِيُّ: وَعَلَيْهِ عَمَلُ الْأَكْثَرِينَ مِنْ أَهْلِ الْحَدِيثِ. ❷

کہا گیا ہے کہ تابعی وہ شخص ہے جس نے کسی صحابی سے ملاقات کی ہو اگرچہ اس کی صحبت سے مستفید نہ ہوا ہو، جیسا کہ صحابی کی تعریف میں کہا گیا ہے، یہی امام حاکم کی رائے ہے، علامہ ابن صلاح نے کہا کہ یہی زیادہ قریب ہے، مصنف (امام نووی) نے بھی اس کو

❶ تدریب الراوي: النوع الأربعون، معرفة التابعين، ج۲ ص ۷۰۱

❷ تدریب الراوی :النوع الأربعون :معرفة التابعين، ج۲ ص ۷۰۰

زیادہ ظاہر بتایا ہے، علامہ عراقی نے کہا ہے کہ اکثر محدثین کا اس پر عمل ہے۔

امام سیوطی رحمۃ اللہ علیہ کی اس تصریح سے واضح ہوگیا کہ اہل فن کے نزدیک تابعیت کے لئے مجرد رؤیت کافی ہے۔

علامہ عبدالحی لکھنوی رحمۃ اللہ علیہ (متوفی ۱۳۰۴ھ) فرماتے ہیں کہ جمہور علماء اصول حدیث کے نزدیک مجرد لقاء اور رؤیت صحابی سے تابعیت کا شرف حاصل ہو جاتا ہے، اور تابعی ہونے کے لئے نہ صحابی کی صحبت میں کچھ مدت کے لئے رہنا شرط ہے، اور نہ اس سے کسی روایت کا نقل کرنا شرط ہے:

ثم اعلم أن جمهور علماء أصول الحديث على أن الرجل بمجرد اللقى والرؤية للصحابي يصير تابعيا ولايشترط أن يصحبه مدة ولاأن ينقل عنه رواية. [1]

امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کا حضرت انس رضی اللہ عنہ کو دیکھنا اور شرفِ تابعیت حاصل کرنا سب اہل علم کے نزدیک مسلم ہے، جن میں خطیب بغدادی رحمۃ اللہ علیہ (متوفی ۴۶۳ھ) علامہ ابن عبدالبر مالکی رحمۃ اللہ علیہ (متوفی ۴۶۳ھ)، علامہ عبدالکریم بن محمد السمعانی رحمۃ اللہ علیہ (متوفی ۵۶۲ھ)، امام نووی رحمۃ اللہ علیہ (متوفی ۶۷۶ھ)، امام مزی رحمۃ اللہ علیہ (متوفی ۷۴۲ھ)، امام یافعی رحمۃ اللہ علیہ (متوفی ۷۶۸ھ)، علامہ ابن الوزیر الیمانی رحمۃ اللہ علیہ (متوفی ۸۴۰ھ)، حافظ ابن حجر رحمۃ اللہ علیہ (متوفی ۸۵۲ھ)، علامہ عینی رحمۃ اللہ علیہ (متوفی ۸۵۵ھ)، ملاعلی قاری رحمۃ اللہ علیہ (متوفی ۱۰۱۴ھ)، علامہ عبدالحی لکھنوی رحمۃ اللہ علیہ (متوفی ۱۳۰۴ھ) ان تمام نے تصریح کی ہے کہ امام صاحب نے حضرت انس رضی اللہ عنہ کو دیکھا، حوالہ جات مع عربی عبارات کے ساتھ ماقبل میں بالتفصیل گزر چکے ہیں۔

---

[1] مجموعة رسائل اللكهنوى: إقامة الحجة على أن الإكثار في التعبد ليس ببدعة، ج ۲ ص ۳۰

## امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ کی صحابہ سے روایتِ حدیث کے انکار کی ابتداء کیسے ہوئی

بندے کی ناقص معلومات کے مطابق سب سے پہلے امام صاحب کی رؤیت اور روایت کا انکار امام دارقطنی رحمۃ اللہ علیہ (متوفی ۳۸۵ھ) نے کیا ہے، پھر اس کے بعد علامہ خطیب بغدادی رحمۃ اللہ علیہ (متوفی ۴۶۳ھ) نے کیا، امام دارقطنی رحمۃ اللہ علیہ کے شاگرد حمزہ بن یوسف سہمی رحمۃ اللہ علیہ (متوفی ۴۲۷ھ) کا ایک رسالہ ہے جس کا نام ہے "سؤالات حمزة بن يوسف السهمي" آمیں حمزہ سہمی رحمۃ اللہ علیہ نے امام دارقطنی رحمۃ اللہ علیہ سے رُوات کے متعلق جو سوالات کئے اور آپ نے جو جوابات دیئے انہیں قلمبند کیا ہے۔ امام حمزہ سہمی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ امام دارقطنی رحمۃ اللہ علیہ سے امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے سماع کے متعلق سوال کیا گیا کہ کیا آپ کا صحابہ سے سماع کرنا ثابت ہے؟ تو آپ نے جواب دیا ہے کہ نہیں، نہ ہی رؤیت ثابت ہے، امام ابوحنیفہ صحابہ میں سے کسی ایک سے بھی نہیں ملے:

سئل الدارقطني وأنا أسمع عن سماع أبي حنيفة يصح قال: لا ولا رؤية ولم يلحق أبو حنيفة أحدا من الصحابة.[1]

امام دارقطنی رحمۃ اللہ علیہ کے دوسرے شاگرد ابو عبدالرحمٰن محمد بن حسین سلمی رحمۃ اللہ علیہ (متوفی ۴۱۲ھ) کا بھی اسی موضوع پر رسالہ ہے، اس کا نام "سؤالات السلمي للدارقطني" ہے امام سلمی رحمۃ اللہ علیہ نے بھی امام دارقطنی رحمۃ اللہ علیہ سے مشائخ ورُوات کے حالات کے متعلق سوالات کئے تھے، پھر آپ نے جوابات دیئے امام سلمی رحمۃ اللہ علیہ نے اسے جمع کیا، جو اس وقت ایک رسالہ کی صورت میں موجود ہے، امام سلمی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ میں نے امام دارقطنی رحمۃ اللہ علیہ سے سوال کیا کہ کیا امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کا حضرت انس رضی اللہ عنہ سے سماع ثابت ہے؟ تو انہوں نے جواب دیا کہ نہ تو حضرت انس رضی اللہ عنہ سے ان کا سماع ثابت ہے اور نہ ہی کسی اور صحابی سے۔

[1] سؤالات حمزة للدارقطني: ص ۲۶۳، رقم: ۳۸۳

نیز ان کے بارے میں نہ حضرت انس رضی اللہ عنہ کی رؤیت ثابت ہے اور نہ ہی کسی اور صحابی کی:

وسألتُه:هل يَصحُّ سماعُ أبي حنيفةَ عن أنسٍ ؟فقال:لا يَصحُّ سماعُه عن أنسٍ ولا عن أحدٍ من الصحابةِ، ولا تصحُّ له رؤيةُ أنسٍ ولا رؤيةُ أحدٍ من الصحابةِ. (1)

امام دارقطنی رحمۃ اللہ علیہ کے دونوں تلامذہ نے جو آپ کا قول نقل کیا ہے اس سے معلوم ہوا کہ آپ امام صاحب کے رؤیت اور روایت دونوں کے قائل نہیں ہیں۔

خطیب بغدادی رحمۃ اللہ علیہ (متوفی ۴۶۳ھ) نے بھی امام دارقطنی رحمۃ اللہ علیہ کا یہ قول نقل کیا ہے:

سئل أَبُو الْحَسَن الدَّارَقُطْنِي وأنا أسمع عَنْ سماع أَبِي حنيفة عَنْ أنس يصح؟ قَالَ:لا. ولا رؤيته، لم يلحق أَبُو حنيفة أحدا من الصحابة. (2)

اب سوال یہ ہے کہ امام دارقطنی رحمۃ اللہ علیہ کی پیدائش ۳۰۶ھ میں ہے، امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کی وفات ۱۵۰ھ میں ہوئی، امام دارقطنی رحمۃ اللہ علیہ امام صاحب کی وفات کے ایک سو چھپن (۱۵۶) سال بعد پیدا ہوئے، تو انہیں کیسے پتہ چلا کہ امام صاحب کی رؤیت اور روایت ثابت نہیں ہے، یہ امام صاحب کے ہم عصر بھی نہیں ہیں، نہ ہی آپ کے تلامذہ یا شیوخ میں سے ہیں، امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ اور انکے درمیان ۱۵۶ سال کا انقطاع ہے، چاہئے تو یہ تھا کہ اپنے مدعی کے ثبوت میں امام صاحب کے ہم عصر یا آپ کے شیوخ یا تلامذہ یا متقدمین ائمہ جرح وتعدیل میں سے کسی کا قول نقل کرتے، حالانکہ آپ نے اپنی بات کے ثبوت میں کوئی قول نقل نہیں کیا۔

امام دارقطنی رحمۃ اللہ علیہ کو امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ اور حنفی رواۃ اور مذہب حنفیہ سے انہیں ایک گنا تعصب ہے، خصوصاً امام صاحب کے متعلق تو کوئی موقع ہاتھ سے جانے نہیں دیتے

(1) سؤالات السلمي للدارقطني: ص۳۱۷، رقم: ۳۹۸

(2) تاريخ بغداد :ترجمة: أحمد بن الصلت بن المغلس، ج۴ ص ۴۲۹

تھے، امام دارقطنی رحمہ اللہ نے امام صاحب کو علم حدیث میں ضعیف قرار دیا:

لَمْ يُسْنِدْهُ عَنْ مُوسَى بْنِ أَبِي عَائِشَةَ غَيْرُ أَبِي حَنِيفَةَ وَالْحَسَنُ بْنُ عُمَارَةَ وَهُمَا ضَعِيفَانِ. (1)

امام دارقطنی رحمہ اللہ نے آپ پر جرح مبہم کی ہے کہ آپ ضعیف ہیں، ہونا تو یہ چاہئے تھا کہ آپ وجہ ضعف بھی ذکر کرتے، آخر آپ کیوں ضعیف ہیں؟ حالانکہ آپ کے بارے میں کبار ائمہ حدیث وفقہاء سے تعدیل مفسر منقول ہے جیسا کہ ماقبل میں یہ بات باحوالہ گزری ہے۔

علامہ عبدالحی لکھنوی رحمہ اللہ (متوفی ۱۳۰۴ھ) فرماتے ہیں کہ اکثر محدثین کرام جن میں شیخین (امام بخاری، امام مسلم رحمہما اللہ) اصحاب سنن اربعہ (امام ابوداود، امام نسائی، امام ترمذی، امام ابن ماجہ رحمہم اللہ) ائمہ احناف اور جمہور اہل علم کے ہاں جرح مبہم کا کوئی اعتبار نہیں ہے، اور یہی قول صحیح اور راجح ہے:

إن عدم قبول الجرح المبهم هو الصحيح النجيح وهو مذهب الحنفية وأكثر المحدثين منهم الشيخان وأصحاب السنن الأربعة وإنه مذهب الجمهور وهو القول المنصور. (2)

علامہ عبدالحی لکھنوی رحمہ اللہ نے متعصبین میں سب سے پہلے امام دارقطنی رحمہ اللہ کا ذکر کیا ہے:

وبعض الجروح صدر من المتاخرين المتعصبين كالدارقطني وابن عدي وغيرهما. (3)

(1) سنن الدارقطني: كتاب الصلوٰة، باب ذكر قوله صلى الله عليه وسلم من كان له امام.. الخ، ج٢ ص١٠٧، رقم الحديث: ١٢٣٣ (2) الرفع والتكميل في الجرح والتعديل: المرصد الأول فيما يقبل من الجرح والتعديل ومالايقبل منهما، ص١٠٥

(3) التعليق الممجد على موطا محمد: مقدمة: الفائدة العاشرة، ج١ ص١٢٦

علامہ ابن عابدین شامی رحمۃ اللہ علیہ (متوفی ۱۲۵۲ھ) نے بھی امام دارقطنی رحمۃ اللہ علیہ کا ذکر متعصبین میں کیا ہے:

ومن المتعصبين على أبي حنيفة الدارقطني. (1)

امام دارقطنی رحمۃ اللہ علیہ کو حنفیہ کے خلاف تعصب اور مذہب شافعی میں غیر معمولی غلو تھا، تعصب کا اندازہ اس واقعے سے ہوتا ہے کہ مذہب شافعی کی تقویت کے لئے انہوں نے ایک رسالہ لکھا، جس میں انہوں نے جہری نمازوں میں بآواز بلند بسم اللہ پڑھنے کے متعلق احادیث جمع کیں، جب یہ رسالہ مکمل ہوا تو بعض مالکی حضرات ان کے پاس آئے اور انہیں قسم دے کر پوچھا کہ کیا جو روایات تم نے نقل کیں ہیں یہ صحیح ہیں، جب احادیث کی صحت کے متعلق آپ سے استفسار ہوا تو امام دارقطنی رحمۃ اللہ علیہ نے اعتراف کیا کہ جہراً بسم اللہ پڑھنے سے متعلق نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے کوئی صحیح حدیث ثابت نہیں ہے، البتہ صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین سے اسکے متعلق صحیح اور ضعیف دونوں قسم کی روایات ملتی ہیں۔

شیخ الاسلام علامہ ابن تیمیہ رحمۃ اللہ علیہ (متوفی ۷۲۸ھ) فرماتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے کسی بھی صحیح صریح روایت میں ثابت نہیں ہے کہ آپ نے نماز میں جہراً بسم اللہ پڑھی ہو، نہ ہی یہ صحاح (بخاری، مسلم، صحیح ابن حبان، صحیح ابن خزیمہ) کی روایت سے، اور نہ ہی یہ سنن (نسائی، ابوداؤد، ترمذی، ابن ماجہ وغیرہم) کی کسی روایت سے ثابت ہے، وہ تمام احادیث جن میں صراحتاً جہر کے ساتھ تسمیہ پڑھنے کا ذکر ہے وہ تمام روایات ضعیف ہیں بلکہ موضوع ہیں۔ امام دارقطنی رحمۃ اللہ علیہ نے اس موضوع پر ایک کتاب لکھی، جب آپ سے پوچھا گیا کہ کیا اس میں کوئی صحیح حدیث ہے؟ تو آپ نے کہا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے تو کوئی روایت ثابت نہیں، البتہ صحابہ سے (جو منقول ہے) اس میں بعض روایات صحیح ہیں اور بعض ضعیف ہیں:

(1) رد المحتار على الدر المختار: مقدمة: ج ۱ ص ۵۴

لَكِنْ لَمْ يَثْبُتْ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّهُ كَانَ يَجْهَرُ بِهَا وَلَيْسَ فِي الصِّحَاحِ وَلَا السُّنَنِ حَدِيثٌ صَحِيحٌ صَرِيحٌ بِالْجَهْرِ وَالْأَحَادِيثُ الصَّرِيحَةُ بِالْجَهْرِ كُلُّهَا ضَعِيفَةٌ بَلْ مَوْضُوعَةٌ، وَهٰذَا لَمَّا صَنَّفَ الدَّارقطني مُصَنَّفًا فِي ذٰلِكَ قِيلَ لَهُ: هَلْ فِي ذٰلِكَ شَيْءٌ صَحِيحٌ؟ فَقَالَ: أَمَّا عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَلَا وَأَمَّا عَنِ الصَّحَابَةِ فَمِنْهُ صَحِيحٌ وَمِنْهُ ضَعِيفٌ. ❶

علامہ جمال الدین زیلعی رحمۃ اللہ علیہ (متوفی ۷۶۲ھ) فرماتے ہیں کہ خلاصہ یہ ہے کہ جہراً بسم اللہ پڑھنے سے متعلق کوئی بھی صحیح صریح حدیث موجود نہیں ہے، اور کسی طرح وہ روایات صحیح ہوسکتی ہیں جب کہ صحاح (کے مصنفین) میں سے کسی نے بھی ان روایات کو نقل نہیں کیا، اور نہ ہی مسانید (کی کتابوں میں سے کسی کتاب میں) اور نہ ہی سنن مشہورہ (یعنی سنن اربعہ وغیرہم) میں سے کسی نے بھی ان روایات کو نقل نہیں کیا ہے، ان روایات کے اندر کذاب، ضعفاء اور مجاہیل راوی ہیں، جن کا تذکرہ نہ تاریخ کی کتابوں میں پایا جاتا ہے اور نہ ہی جرح وتعدیل کی کتب میں ان کا کوئی ذکر ہے:

وَبِالْجُمْلَةِ، فَهٰذِهِ الْأَحَادِيثُ كُلُّهَا لَيْسَ فِيهَا صَرِيحٌ صَحِيحٌ، بَلْ فِيهَا عَدَمُهُمَا أَوْ عَدَمُ أَحَدِهِمَا، وَكَيْفَ تَكُونُ صَحِيحَةً، وَلَيْسَتْ مُخَرَّجَةً فِي شَيْءٍ مِنَ الصَّحِيحِ، وَلَا الْمَسَانِيدِ وَلَا السُّنَنِ الْمَشْهُورَةِ؟ وَفِي رِوَايَتِهَا الْكَذَّابُونَ وَالضُّعَفَاءُ وَالْمَجَاهِيلُ الَّذِينَ لَا يُوجَدُونَ فِي التَّوَارِيخِ وَلَا فِي كُتُبِ الْجَرْحِ وَالتَّعْدِيلِ. ❷

امام زیلعی رحمۃ اللہ علیہ نے امام دارقطنی رحمۃ اللہ علیہ کا مذکورہ بالا واقعہ اور ان کے اعتراف کو نقل کیا ہے:

❶ مجموع الفتاوی: باب صفة الصلوة، ماثبت أن بعضه أفضل من بعض، ج ۲۲ ص ۲۷۵، ۲۷۶ ❷ نصب الراية: كتاب الصلوة، باب صفة الصلوة، ج ۱ ص ۳۵۵

وَقَدْ حَكَى لَنَا مَشَايِخُنَا أَنَّ الدَّارَقُطْنِيّ لَمَّا وَرَدَ مِصْرَ سَأَلَهُ بَعْضُ أَهْلِهَا تَصْنِيفَ شَيْءٍ فِي الْجَهْرِ، فَصَنَّفَ فِيهِ جُزْئًا، فَأَتَاهُ بَعْضُ الْمَالِكِيَّةِ، فَأَقْسَمَ عَلَيْهِ أَنْ يُخْبِرَهُ بِالصَّحِيحِ مِنْ ذٰلِكَ، فَقَالَ: كُلُّ مَا رُوِيَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي الْجَهْرِ فَلَيْسَ بِصَحِيحٍ، وَأَمَّا عَنِ الصَّحَابَةِ: فَمِنْهُ صَحِيحٌ وَضَعِيفٌ. ❶

نوٹ: امام دارقطنی رحمۃ اللہ علیہ کی جرح کے متعلق مزید تفصیل اس عنوان کے تحت دیکھیں ''امام دارقطنی کی جرح اور اس کا جواب'' تھوڑی دیر کے لئے سوچیں اگر اسی طرح کی کوئی کتاب حنفی لکھ دیتا تو ممکن تھا کہ اسے دائرہ اسلام سے ہی خارج کر دیا جاتا۔

فائدہ: امام سیوطی رحمۃ اللہ علیہ نے ''تبييض الصحيفة'' میں جو امام دارقطنی رحمۃ اللہ علیہ کے حوالے سے نقل کیا ہے وہ رؤیت کے قائل ہیں یہ ان کا تسامح ہے، بعد والوں نے پھر امام سیوطی رحمۃ اللہ علیہ کے حوالے سے اسے نقل کیا، امام دارقطنی رحمۃ اللہ علیہ کے دو تلامذہ اور خطیب بغدادی کے حوالے سے بات گزر گئی کہ وہ رؤیت اور روایت دونوں کے قائل نہیں۔

امام دارقطنی رحمۃ اللہ علیہ کی بعد خطیب بغدادی رحمۃ اللہ علیہ نے امام صاحب کی روایت کا انکار کیا، ان کے پیش نظر بھی امام دارقطنی رحمۃ اللہ علیہ کا کلام تھا جیسا کہ ماقبل میں ''تاريخ بغداد'' کے حوالے سے گزرا ہے، چنانچہ خطیب بغدادی رحمۃ اللہ علیہ ''طلب العلم فريضة على كل مسلم'' کو بسند روایت کرنے کے بعد جس میں امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کا حضرت انس رضی اللہ عنہ سے سماع مذکور ہے، اور ''سمعت'' کہہ کر صراحتاً اسے ذکر کیا ہے، اس کے متعلق خطیب بغدادی رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں:

وَلَا يَثْبُتُ لِأَبِيْ حَنِيفَةَ سَمَاعٌ مِنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ. ❷

❶ نصب الراية: باب صفة الصلوة، ج ۱ ص ۳۵۹

❷ تاريخ بغداد: ترجمة: أحمد بن الصلت، ج ۴ ص ۲۲۹

امام ابوحنیفہ کا حضرت انس بن مالک سے سماع ثابت نہیں ہے۔

انہوں نے آگے دلیل میں وہی امام دارقطنی رحمۃ اللہ علیہ کا کلام نقل کیا ہے، اس کے علاوہ آپ کی روایت کے عدم ثبوت پر کسی دلیل کا ذکر نہیں کیا، اور نہ ہی ائمہ جرح وتعدیل میں سے کسی کا قول نقل کیا ہے، جب کہ ثبوتِ روایت پر فن جرح وتعدیل کے امام یحیی بن معین رحمۃ اللہ علیہ (متوفی ۲۳۳ھ) کا قول موجود ہے۔ خطیب بغدادی رحمۃ اللہ علیہ کی پیدائش ۳۹۲ھ میں ہوئی، جبکہ امام صاحب کا انتقال ۱۵۰ھ میں ہوا، اب ان کے درمیان دوسو بیالیس (۲۴۲) سال کا فاصلہ ہوا، تو آخر کس واسطے سے انہیں اس بات کا علم ہوا ہے کہ آپ کا سماع ثابت نہیں ہے، علمی دیانت کا تقاضہ یہ تھا کہ اپنے دعویٰ کے ثبوت پر متقدمین میں سے یا امام صاحب کے ہم عصر علماء میں سے کسی کا قول نقل کیا جاتا۔ خطیب بغدادی رحمۃ اللہ علیہ امام صاحب کی رؤیت کے قائل ہیں، امام صاحب کے ترجمہ میں انہوں نے لکھا: ''رأى أنس بن مالك ''البتہ روایت کے قائل نہیں ہیں، اب بعد میں جو بھی آئے وہ امام دارقطنی رحمۃ اللہ علیہ اور خطیب بغدادی رحمۃ اللہ علیہ کے کلام کو بغیر تحقیق کے نقل کرتے چلے گئے، یوں ایک غلط بات مشہور ہوگئی۔

علامہ ابن جوزی رحمۃ اللہ علیہ (متوفی ۵۹۷ھ) امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کی رؤیت کے قائل ہیں، جیسے کہ انہوں نے ''المنتظم في تاريخ الأمم والملوك ''میں امام صاحب کے ترجمہ کے آغاز میں فرمایا: رأى أنس بن مالك. ❶

امام ابن جوزی رحمۃ اللہ علیہ آپ کی روایت کے قائل نہیں ہیں، اور دلیل میں امام دارقطنی رحمۃ اللہ علیہ کا کلام نقل کیا ہے:

قال الدارقطني: كَانَ يَضَعُ الْحَدِيثَ قَالَ وَلا يَصِحُّ لأَبِيْ حَنِيفَةَ سَمَاعٌ

❶ المنتظم في تاريخ الأمم والملوك: ترجمة: النعمان بن ثابت، ج۸ ص ۱۲۹

مَنْ يروى وَلا رُؤْيَةٌ لَمْ يَلْقَ أَبُو حَنِيفَةَ أَحَدًا مِنَ الصَّحَابَةِ. (1)

اب یہ بات قابل غور ہے کہ خطیب بغدادی اور امام ابن جوزی رحمۃ اللہ امام دارقطنی رحمۃ اللہ علیہ کی ایک بات تو مانتے ہیں اور ایک بات مسترد کرتے ہیں، اس بات کے تو یہ دونوں بزرگ قائل ہیں کہ امام صاحب نے حضرت انس رضی اللہ عنہ کو دیکھا ہے لہذا آپ کی رؤیت ثابت ہے، مگر اس بات کو ماننے کے لئے تیار نہیں ہیں کہ انہوں نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے کوئی روایت بھی سنی ہے، حالانکہ جس بنیاد پر یہ دونوں بزرگ امام دارقطنی رحمۃ اللہ علیہ کا فیصلہ رؤیت انس کے متعلق مسترد کر رہے ہیں، اس بنیاد پر روایت سے انکار بھی مسترد ہو جاتا ہے، اب یہ بات سمجھ سے بالاتر ہے کہ آخر کس بنیاد پر امام دارقطنی رحمۃ اللہ علیہ کے رؤیت کے کلام کو تو مسترد کر دیتے ہیں اور روایت کی بحث میں ان کے قول کو دلیل میں ذکر کر کے آگے تسلیم کرتے ہیں، اب یہ دوہرا پیمانہ سمجھ سے بالاتر ہے۔

اب بعد میں جو بھی آتا گیا وہ امام دارقطنی رحمۃ اللہ علیہ اور خطیب بغدادی رحمۃ اللہ علیہ کے کلام کو ہی نقل کرتے گئے اور یوں بلا تحقیق نقل در نقل بات چلتی گئی، یہاں تک کہ بعض علماء شافعیہ نے تو اس بات کی اتنی تشہیر کی کہ بعض حنفی علماء بھی ان سے متاثر ہو گئے، اور یوں یہ بات متاخرین میں پھیل گئی، چونکہ فن رجال پر اکثر کتابیں شوافع کی ہیں تو انہوں نے پھر اس بات کو خوب ہوا دی یہاں تک کہ کبار اہلِ علم بھی ان سے متاثر ہو گئے۔ اب بلا تحقیق اس غلط بات کی تشہیر کس طرح ہوئی وہ ملاحظہ فرمائیں۔

## بلا تحقیق نقل در نقل

یہ بات بڑی تعجب انگیز ہے کہ امام صاحب کے دور میں چار صحابہ تھے حضرت انس بن مالک، عبداللہ ابن ابی اوفی، ابوالطفیل عامر بن واثلہ، سہل بن سعد ساعدی رضی اللہ عنہم، آپ نے

(1) العلل المتناهية في الأحاديث الواهية: كتاب العلم، ص ٦٥

نہ ان میں سے کسی کا ایک صحابی کا دیدار کیا ہے، اور نہ آپ کو ان سے روایت حاصل ہے، اور نہ آپ نے ان سے کوئی علم حاصل کیا، سب سے پہلے مذکورہ بات کا اظہار علامہ ابواسحاق شیرازی شافعی رحمہ اللہ (متوفی ۴۷۶) نے کیا، آپ کے الفاظ یہ ہیں:

وقد كان في أيامه أربعة من الصحابة: أنس بن مالك وعبد الله بن أبي أوفى الأنصاري وأبو الطفيل عامر بن واثلة وسهل بن سعد الساعدي وجماعة من التابعين كالشعبي والنخعي وعلي بن الحسين وغيرهم، وقد مضى تاريخ وفاتهم، ولم يأخذ أبو حنيفة عن أحد منهم، وقد أخذ عنه خلق كثير. ❶

امام ابوحنیفہ کے زمانے میں چار صحابہ موجود تھے، انس بن مالک، عبداللہ بن ابی اوفی، ابوالطفیل عامر بن واثلہ، سہل بن ساعد رضی اللہ عنہم، نیز تابعین کی ایک جماعت بھی موجود تھی، جیسا کہ امام شعبی، امام نخعی، امام علی بن حسین رحمہم اللہ وغیرہ، ان کی تاریخ وفات گزر چکی ہے، لیکن امام ابوحنیفہ نے ان میں سے کسی ایک سے بھی علم اخذ نہیں کیا، اور امام ابوحنیفہ سے ایک خلق کثیر نے علم اخذ کیا ہے۔

یہ علامہ شیرازی رحمہ اللہ کی ذاتی رائے ہے، انہوں نے اپنے اس دعویٰ پر کسی مستند امام کا کوئی قول پیش نہیں کیا، پھر ان کی یہ بات بھی محلِ نظر ہے کہ امام صاحب کے دور میں صرف چار صحابہ موجود تھے۔

مخدوم محمد ہاشم سندھی نے اپنی مشہور کتاب ''إتحاف الأكابر'' میں اکیس (۲۱) صحابہ کے اسمائے گرامی ذکر کئے ہیں جو امام صاحب کے دور میں موجود تھے، اس کتاب کا قلمی نسخہ مولانا پیر محمد ہاشم جان سرہندی کے کتب خانے واقع ٹنڈو سائندار میں موجود ہے، اگر مکمل

❶ طبقات الفقهاء: ترجمة: أبو حنيفة، ص ٨٦

عربی عبارت دیکھنی ہو تو محقق العصر علامہ عبدالرشید نعمانی رحمہ اللہ کا ''حاشیة التعليق القويم على مقدمة كتاب التعليم'' صفحہ نمبر: ۳۰ تا ۳۴ دیکھیں۔ نیز یہ بات بھی محل نظر ہے کہ آپ نے امام شعبی رحمہ اللہ سے اخذِ علم نہیں کیا، حالانکہ امام ذہبی رحمہ اللہ نے امام شعبی رحمہ اللہ کو امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ کے بڑے شیوخ میں صراحت کے ساتھ ذکر کیا ہے:

وهو أكبر شيخ لأبي حنيفة. ❶

نوٹ: ان کا مبسوط ترجمہ امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ کے اساتذہ حدیث میں تفصیلاً گزر چکا ہے۔

اس کے بعد علامہ شیرازی رحمہ اللہ کے اس دعوی کو علامہ ابن اثیر رحمہ اللہ (متوفی ۶۰۶ ھ) نے ان پر اعتماد کرتے ہوئے نقل کیا، اور یہ بھی اضافہ کیا کہ آپ کی ان چاروں صحابہ میں سے کسی ایک سے بھی آپ کی ملاقات ثابت نہیں، اور نہ ہی اخذ علم، بالفاظ دیگر نہ رؤیت ثابت ہے اور نہ ہی روایت۔ آپ کے الفاظ یہ ہیں:

وكان في أيام أبي حنيفة أربعة من الصحابة: أنس بن مالك بالبصرة، وعبد الله بن أبي أوفى بالكوفة، وسهل بن سعد السّاعدى بالمدينة، وأبو الطفيل عامر بن واثلة بمكة، ولم يلقَ أحداً منهم ولا أخذَ عنه، وأصحابه يقولون: إنه لقي جماعة من الصحابة وروى عنهم، ولا يثبتُ ذلك عند أهل النقل. ❷

امام ابوحنیفہ کے زمانے میں صحابہ میں سے چار حضرات موجود تھے، حضرت انس بن مالک بصرہ میں، عبداللہ بن ابی اوفی کوفہ میں، سہل بن سعد مدینہ میں، ابوالطفیل عامر بن واثلہ مکہ میں، اور ان کی (یعنی امام ابوحنیفہ) کی نہ ان چاروں میں سے کسی ایک سے

❶ تذكرة الحفاظ: ترجمة: الشعبي عامر بن شراحيل، ج ۱ ص ۶۳

❷ جامع الأصول في أحاديث الرسول: حرف النون، الفرع الثاني من التابعين، ترجمة: النعمان بن ثابت، ج ۱۲ ص ۹۵۲

ملاقات ہوئی، اور نہ انہوں نے ان سے کوئی روایت کی، امام صاحب کے اصحاب یہ کہتے ہیں کہ امام صاحب نے صحابہ کی ایک جماعت سے ملاقات بھی کی ہے اور ان سے روایت بھی کی ہے، مگر یہ بات اہل نقل کے نزدیک ثابت نہیں۔

قارئین کرام! اس عبارت میں علامہ ابن اثیر رحمۃ اللہ علیہ نے وہی بات دہرائی ہے جو علامہ شیرازی رحمۃ اللہ علیہ نے ان سے پہلے کہی تھی، البتہ اس بات کا ''ولایثبت ذلک عند أهل النقل'' کا اضافہ کیا، اب علمی دیانت و تحقیق کا تقاضہ یہ تھا کہ ان اہلِ نقل کی نشاندہی کی جاتی، ان کے اقوال ذکر کئے جاتے، آخر وہ کون حضرات ہیں جن کے نزدیک امام صاحب کی صحابہ سے لقاء و روایت ثابت نہیں، جب اہل نقل ہی مجہول ہیں تو عدم ثبوت کا دعوی کس طرح قابل قبول ہوگا؟

علامہ ابن اثیر رحمۃ اللہ علیہ کے بعد علامہ ابن خلکان رحمۃ اللہ علیہ (متوفی ۶۸۱ھ) نے اپنی مشہور کتاب ''وفیات الأعیان'' میں امام صاحب کے ترجمہ میں بعینہ یہی عبارت بغیر کسی تحقیق کے مکمل نقل کردی:

وأدرك أبو حنيفة أربعة من الصحابة، رضوان الله عليهم وهم: أنس بن مالك وعبد الله بن أبي أوفى بالكوفة، وسهل بن سعد الساعدي بالمدينة، وأبو الطفيل عامر بن واثلة بمكة، ولم يلق أحداً منهم ولا أخذ عنه، وأصحابه يقولون: لقي جماعة من الصحابة وروى عنهم، ولم يثبت ذلك عند أهل النقل. ❶

علامہ یافعی رحمۃ اللہ علیہ (متوفی ۷۶۸ھ) نے جب اپنی معروف کتاب ''مرآة الجناة وعبرة اليقظان'' لکھی تو چونکہ ان کے پیش نظر علامہ ابن خلکان رحمۃ اللہ علیہ کی ''وفیات الأعیان'' تھی، تو انہوں نے بھی اسی عبارت کو بعینہ بغیر کسی نقد و جرح کے نقل کردیا:

❶ وفيات الأعيان: ترجمة: الإمام أبو حنيفة، ج۵ ص۴۰۶

وكان قد أدرك أربعة من الصحابة، هم أنس بن مالك بالبصرة وعبد الله بن أبي أوفى بالكوفة وسهل بن سعد الساعدى بالمدينة وأبو الطفيل عامر بن واثلة بمكة رضى الله عنهم. قال بعض أصحاب التواريخ: ولم يلق أحداً منهم ولا أخذ عنه، وأصحابه يقولون لقي جماعة من الصحابة وروى عنهم، قال: ولم يثبت ذلك عند النقاد. (1)

صاحب مشکوٰۃ ابوعبداللہ ولی الدین التبریزی رحمۃ اللہ علیہ (متوفی ۷۴۲ھ) کے پیش نظر بھی ''جامع الأصول'' اور ''وفيات الأعيان'' تھی تو انہوں نے بھی بغیر کسی تحقیق کے امام صاحب کے ترجمہ میں یہی عبارت نقل کر دی:

وكان في أيامه أربعة من الصحابة أنس بن مالك بالبصرة وعبدالله بن أبي أوفى بالكوفة وسهل بن سعد الساعدي بالمدينة و أبو الطفيل عامر بن واثلة بمكة ولم يلق أحد منهم ولا أخذ عنهم. (2)

اندازہ کیجئے یہ ہے بلا تحقیق نقل در نقل، ابتداء میں علامہ شیرازی رحمۃ اللہ علیہ نے ایک بات بلا تحقیق لکھ دی پھر بعد میں علامہ ابن اثیر رحمۃ اللہ علیہ نے ان پر اعتماد کرتے ہوئے نقل کر دیا، اور پھر ابن خلکان رحمۃ اللہ علیہ ابن اثیر رحمۃ اللہ علیہ پر اور علامہ یافعی رحمۃ اللہ علیہ نے علامہ ابن خلکان رحمۃ اللہ علیہ پر اور صاحب مشکوٰۃ نے سابقہ کتابوں پر اعتماد کرتے ہوئے لکھ دیا، اور یوں ایک غلط بات متعدد کتابوں میں نقل ہوتی چلی گئی اور نتیجہ یہ ہوا کہ شوافع کا ایک گروہ اور بعض احناف بھی امام صاحب کے صحابہ سے روایت نہ کرنے کے قائل ہو گئے۔

بلا تحقیق کسی بات کے نقل در نقل کے متعلق حافظ ابن حجر رحمۃ اللہ علیہ (متوفی ۸۵۲ھ) نے ''فتح الباری'' کے مقدمے میں ''الفصل العاشر في عد أحاديث الجامع'' اس

(1) مرآة الجنان: سنة خمسين ومائة، ج ۱ ص ۲۴۲، ۲۴۳

(2) الاكمال في أسماء الرجال: ترجمة: النعمان بن ثابت، ص ۶۲۴

عنوان کے تحت صحیح بخاری کی احادیث کی تعداد پر بحث کرتے پچھلوں کی غلطی کے متعلق لکھتے ہیں:

أن كثيرا من المحدثين وغيرهم يستروحون بنقل كلام من يتقدمهم مقلدين له ويكون الأول ما أتقن ولا حرر بل يتبعونه تحسينا للظن به والإتقان بخلاف ذلك. ❶

بلاشبہ بہت سے محدثین وغیرہ اپنے پیش رو کی تقلید کرتے ہوئے اس کے کلام کو نقل کرنے میں راحت محسوس کرتے ہیں حالانکہ پہلے شخص نے اتقان وتحقیق سے کام نہیں لیا ہوتا، مگر یہ محض حسن ظن کی بناء پر اس کی اتباع کرتے چلے جاتے ہیں حالانکہ تحقیق اس کے برخلاف ہوتی ہے۔

علامہ ابن نجیم رحمہ اللہ (متوفی ۹۷۰) لکھتے ہیں:

وَقَدْ يَقَعُ كَثِيرًا أَنَّ مُؤَلِّفًا يَذْكُرُ شَيْئًا خَطَأً فِي كِتَابِهِ فَيَأْتِي مَنْ بَعْدَهُ مِنَ الْمَشَايِخِ فَيَنْقُلُونَ تِلْكَ الْعِبَارَةَ مِنْ غَيْرِ تَغْيِيرٍ وَلَا تَنْبِيهٍ فَيَكْثُرُ النَّاقِلُونَ لَهَا وَأَصْلُهَا لِوَاحِدٍ مُخْطِءٍ كَمَا وَقَعَ فِي هَذَا الْمَوْضِعِ. ❷

بارہا ایسا ہوتا ہے کہ ایک مصنف غلطی سے کوئی بات اپنی کتاب میں ذکر کرتا ہے، پھر بعد کے علماء اس عبارت کو بعینہ نقل کرتے ہیں، نہ اس کی اصلاح کرتے ہیں نہ غلطی پر تنبیہ کرتے ہیں، پھر دوسرے بہت سے حضرات اس کو نقل کرتے ہیں، حالانکہ پہلے لکھنے والے سے غلطی سے سرزد ہوئی ہوتی ہے، جیسا کہ زیر بحث مسئلہ میں ایسا ہی ہوا ہے۔

عقل ونقل دونوں کا تقاضہ ہے کہ اس بحث میں اصحاب ابی حنیفہ کے اقوال کو ترجیح دی

---

❶ هدى الساري في مقدمة فتح الباري: الفصل العاشر: ص ٤٦٥

❷ البحر الرائق: كتاب البيع، فروع متعلقة بالتصرف في مال الغائب، ج٦ ص ٢٠١

جائے، تاریخ کا یہ مسلمہ کلیہ ہے کہ ہر شخص کے حالات سے اس کے اصحاب دوسروں کی بہ نسبت زیادہ واقف ہوتے ہیں، لہذا اصحاب ابو حنیفہ کے مقابلے میں دوسروں کے اقوال کو ترجیح دینا یہ اصولِ روایت اور درایت دونوں کے خلاف ہے۔

علامہ ابن حجۃ حموی رحمۃ اللہ علیہ (متوفی ۸۳۷ھ) نقل کرتے ہیں:

صاحب البيت أدرى بالذي فيه. ❶

علامہ ابن اثیر رحمۃ اللہ علیہ جن کے سابقہ قول کو بعد کے مورخین نقل کرتے چلے آئے، انہوں نے بھی اس اصول کو تسلیم کیا ہے کہ امام صاحب کے اصحاب ان کے حالات سے زیادہ واقف ہیں، چنانچہ امام صاحب کے ترجمہ میں آپ پر کئے گئے مطاعن کی تردید کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

وأصحابه أخبر بحاله.

امام صاحب کے اصحاب ان کے حال سے زیادہ واقفیت رکھتے ہیں۔

آگے فرماتے ہیں:

فالرجوعُ إلى ما نقلوه عنه أولى مما نقله غيرُهم عنه. ❷

امام صاحب کے اصحاب کے اقوال کی طرف رجوع کرنا زیادہ اولی ہے بہ نسبت اس کے کہ غیروں کے اقوال کی طرف رجوع کیا جائے۔

یہ ایک حقیقت تھی جو علامہ ابن اثیر رحمۃ اللہ علیہ کے قلم سے بھی بے اختیار نکل گئی، اب یہ کہنا کہ امام صاحب کی کسی صحابی سے ملاقات نہیں ہوئی تو اس کو بجز تعصب کے اور کیا کہا جائے، اس لئے شارح بخاری وہدایہ علامہ بدر الدین عینی رحمۃ اللہ علیہ (متوفی ۸۵۵ھ) نے علامہ ابن اثیر اور علامہ ابن خلکان رحمہ اللہ کی اس روش کو تعصب کا نتیجہ قرار دیا:

❶ خزانة الأدب وغاية الأرب، ج ۱ ص ۳۱۸ ❷ جامع الأصول: حرف النون: الفرع الثاني من التابعين، ترجمة: النعمان بن ثابت، ج ۱۲ ص ۹۵۲

وأما قول ابن الأثير وابن خلكان ومن سلك مسلكهما من المتعصبين الحاسدين... ولم يلق أحدًا منهم، ولا أخذ عنه، فذاك من باب التعصب المحض. ①

ابن اثیر اور ابن خلکان اور ان لوگوں کا جو ان کی روش پر چلے ہیں یہ کہنا کہ امام ابوحنیفہ کی نہ تو کسی صحابی سے ملاقات ہوئی ہے اور نہ انہوں نے کسی صحابی سے روایت کی ہے یہ محض تعصب کا نتیجہ ہے۔

## امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ کی صحابہ سے روایت حدیث پر پچیس (۲۵) اکابر اہلِ علم کی تصریحات

امام اعظم کی رؤیت تو مسلم ہے یہاں تک کہ امام ذہبی رحمۃ اللہ علیہ جیسا ناقد محدث بھی جن کی جلالت شان سب کے ہاں مسلم ہے، فرماتے ہیں کہ صحیح سند کے ساتھ ثابت ہے کہ امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ کو دیکھا ہے، جب حضرت انس رضی اللہ عنہ کوفہ تشریف لائے تھے:

فَإِنَّهُ صَحَّ أَنَّهُ رَأَى أَنَسَ بْنَ مَالِكٍ إِذْ قَدِمَهَا أَنَسٌ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ. ②

اب ہم دوسرے جز پر بات کرتے ہیں یعنی امام صاحب کی صحابہ سے روایت پر۔ باوجود تلاش بسیار کے مجھے امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے ہم عصر حضرات میں سے کسی کی کوئی واضح تصریح نہیں ملی کہ امام صاحب کی صحابہ سے روایت ثابت نہیں ہے، نہ ہی آپ کے اساتذہ میں سے کی، اور نہ ہی آپ کے تلامذہ میں سے کسی ایک کی، ائمہ صحاح ستہ میں سے بھی کسی کا کوئی قول نہیں ملا، اور نہ انکے شیوخ کا، اور نہ ان کے تلامذہ کا، ابتدائی تین صدیوں میں جسے

① مغاني الأخيار: الفصل الثالث فيمن رأى أبو حنيفة من الصحابة، ج۳ ص۱۲۵

② مناقب أبي حنيفة وصاحبيه: ص۱۴

متقدمین کا زمانہ کہا جاتا ہے ہمیں کسی بھی مستند امام کی کوئی تصریح اب تک نہیں ملی، تو ابتدائی تین صدیوں میں کسی نے بھی اس بات کا انکار نہیں کیا کہ امام صاحب کی صحابہ سے روایت ثابت نہیں ہے۔

علامہ شمس الدین ذہبی رحمۃ اللہ علیہ (متوفی ٧٤٨ھ) نے متقدمین اور متاخرین کے درمیان حد فاصل ابتدائی تین صدیوں کو قرار دیا ہے:

فالحد الفاصل بين المتقدم والمتأخر هو رأس سنة ثلثمائة. ❶

علامہ ابن عابدین شامی رحمۃ اللہ علیہ (متوفی ١٢٥٢ھ) نے بھی امام ذہبی رحمۃ اللہ علیہ کا قول نقل کرتے ہوئے متقدمین اور متاخرین کے درمیان حد فاصل تیسری صدی کو قرار دیا ہے، جو اس سے پہلے گزرے وہ متقدمین میں شمار ہیں، اور جو ان کے بعد آئے وہ متاخرین میں شامل ہیں:

فائدة: قال الحافظ الذهبي الحد الفاصل بين العلماء المتقدمين والمتاخرين رأس القرن الثالث وهو الثلاثمائة ،انتهى. فالمتقدمون من قبله والمتاخرون من بعده. ❷

## ا.....امام فضل بن دکین رحمۃ اللہ علیہ (متوفی ٢١٨ھ) کی تصریح

امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے شاگرد اور امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ کے استاذ امام فضل بن دکین رحمۃ اللہ علیہ (جن کے متعلق فن اسماء الرجال کے مسلم امام یحیی بن معین رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

ما رأيت أحدا أثبت من رجلين: أبي نعيم وعفان.

امام ابوحاتم رازی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: كان حافظا متقنا.

❶ میزان الاعتدال: مقدمة، ج ١ ص ٤

❷ مجموعة رسائل ابن عابدين: الرسالة السابعة، شفاء العليل وبل الغليل، ج ١ ص ١٦١

امام ذہبی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: الحافظ الکبیر، شیخ الإسلام.❶

امام صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے متعلق فرماتے ہیں:

رأی أنس بن مالک سنة خمس وتسعین وسمع منه.❷

امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ کو ۹۵ھ میں دیکھا اور ان سے سماع کیا۔

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ کے سنِ وصال میں اختلاف ہے، ان کے سنِ وصال کے متعلق تین اقوال ہیں ۹۱ھ یا ۹۳ھ یا ۹۵ھ۔

## ۲.....مشہور مؤرخ امام ابن سعد رحمۃ اللہ علیہ (متوفی ۲۳۰) کی تصریح

متقدمین میں سے مشہور مورخ امام ابن سعد رحمۃ اللہ علیہ (متوفی ۲۳۰ھ) نے اپنی کتاب ''الطبقات الکبری'' میں بہ سند متصل خود امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ کا بیان نقل کیا ہے کہ:

قدم أنس بن مالک الکوفة ونزل النخع وکان یخضب بالحمرة قد رأیته مرارا.❸

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ کوفہ میں بمقام نخع میں تشریف لائے، آپ نے سرخ رنگ کا خضاب لگایا ہوا تھا، میں نے کئی بار آپ کی زیارت کی ہے۔

امام ابواحمد الحاکم الکبیر رحمۃ اللہ علیہ (متوفی ۳۷۸ھ) نے بھی بہ سند متصل امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ سے یہ مذکورہ قول نقل کیا ہے۔❹

---

❶سیر أعلام النبلاء: ترجمة: أبو نعیم الفضل بن دکین، ج۱۰ ص۱۴۲

❷أخبار أبي حنیفة وأصحابه: من لقي أبو حنیفة من الصحابة وما رواه عنهم، ص۱۸

❸عقود الجمان في مناقب الإمام الأعظم أبي حنیفة النعمان: الباب الثالث، ص۴۹

❹کتاب الأسامي والکنی: ج۴ ص۱۷۶

امام ذہبی رحمۃ اللہ علیہ اور حافظ ابن حجر عسقلانی رحمۃ اللہ علیہ دونوں امام ابن سعد کی روایت کے صحت کے معترف ہیں، چنانچہ امام ذہبی رحمۃ اللہ علیہ امام صاحب کی شرفِ تابعیت کا ذکر کرتے ہوئے دلیل میں ابن سعد کی روایت کا حوالہ دیتے ہیں:

فَإِنَّهُ صَحَّ أَنَّهُ رَأَى أَنَسَ بْنَ مَالِكٍ إِذْ قَدِمَهَا أَنَسٌ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ. قَالَ مُحَمَّدُ بْنُ سَعْدٍ: حَدَّثَنَا سَيْفُ بْنُ جَابِرٍ، أَنَّهُ سَمِعَ أَبَا حَنِيفَةَ، يَقُولُ: رَأَيْتُ أَنَسًا رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ. (۱)

اسی طرح امام ذہبی رحمۃ اللہ علیہ اپنی شہرۂ آفاق کتاب ''تذکرۃ الحفاظ'' میں امام صاحب کے ترجمہ میں فرمایا کہ آپ نے حضرت انس رضی اللہ عنہ کو کوفہ میں کئی مرتبہ دیکھا پھر آگے حوالہ ابن سعد کی روایت کا دیا:

رأى أنس بن مالك غير مرة لما قدم عليهم الكوفة رواه ابن سعد عن سيف بن جابر أنه سمع أبا حنيفة يقوله. (۲)

حافظ ابن حجر رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

وقد ورد ابن سعد بسنده لابأس به أن أباحنيفة رأى انسا. (۳)

امام ابن سعد نے ایسی سند سے جس میں کوئی خرابی نہیں ہے یہ بیان کیا ہے کہ امام ابوحنیفہ نے حضرت انس کو دیکھا ہے

لفظ ''لابأس به'' الفاظ تعدیل میں سے ہے، امام نووی رحمۃ اللہ علیہ (متوفی ۶۷۶ھ) نے الفاظ تعدیل کے مراتب نقل کئے ہیں، سب سے پہلا درجہ ''ثقة، متقن، حجة، عدل

(۱) مناقب أبي حنيفة وصاحبيه: ص ۱۴ (۲) تذكرة الحفاظ: ترجمة: أبو حنيفة الإمام الأعظم النعمان بن ثابت، ج ۱ ص ۱۲۶، ۱۲۷

(۳) تبييض الصحيفة بمناقب الإمام أبي حنيفة: ذكر من أدركه من الصحابة، ص ۲۴

حافظ''،اور دوسرا درجہ''صدوق،لاباس به''ہے۔ ❶

امام ذہبی اور حافظ ابن حجر رحمہما اللہ نے امام ابن سعد کی جس روایت کا حوالہ دیا ہے یہ وہی روایت ہے جس کو ہم نے پہلے ذکر کیا ہے،ابن سعد کی اس روایت میں امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ نے حضرت انس رضی اللہ عنہ کی کوفہ میں آمد اور محلہ بنی نخع میں ان کے نزول کی خبر دینے کے بعد ان کے متعلق یہ بیان کیا کہ''وکان یخضب بالحمرة ''وہ سرخ خضاب لگاتے تھے،یہ حضرت انس رضی اللہ عنہ کے فعل کی خبر ہے،جو حدیث فعلی موقوف ہے،فن اصول حدیث سے واقف ہر شخص جانتا ہے کہ صحابی کے قول،فعل اور عمل کا بیان بھی حدیث ہے،اور اسے حدیث موقوف کہا جاتا ہے،یہ حدیث فعلی موقوف ہے۔

## ۳...امام الجرح والتعدیل یحیی بن معین رحمہ اللہ (متوفی ۲۳۳ھ) کی تصریح

فن جرح وتعدیل کے مسلم امام،امام یحیی بن معین رحمہ اللہ (متوفی ۲۳۳ھ) جن کی علم حدیث میں جلالت شان اور امامت کا اندازہ امام ذہبی رحمہ اللہ (متوفی ۷۴۸ھ) کے القابات سے لگائیں جو آپ نے امام یحیی بن معین رحمہ اللہ کے ترجمے کے آغاز میں کہے:

الإِمَامُ، الحَافِظُ، الجِهْبَذُ، شَيْخُ المُحَدِّثِيْنَ، أَحَدُ الأَعْلاَمِ.

امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ (متوفی ۲۴۱ھ) ان کے متعلق فرماتے ہیں:

كُلُّ حَدِيْثٍ لاَ يَعْرِفُهُ يَحْيَى بنُ مَعِيْنٍ فَلَيْسَ هُوَ بِحَدِيْثٍ. ❷

امام ذہبی رحمہ اللہ نے ان کے تلامذہ حدیث میں امام بخاری،امام مسلم،امام ابوداود،امام احمد بن حنبل،امام ابوزرعہ الرازی،امام ابوحاتم رحمہم اللہ جیسے کبار ائمہ حدیث کے اسماء گرامی

❶ تدريب الراوى:النوع الثالث والعشرون،الثالثة عشرة في الفاظ الجرح والتعديل، ص ۴۰۴ ❷ سير أعلام النبلاء:ترجمة:يحيى بن معين ، ج ۱۱ ص ۷۱،۸۰

ذکر کیے ہیں، یہی امام یحیی بن معین رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ بلاشبہ امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ صاحب رائے نے حضرت عائشہ بنت عجرد رضی اللہ عنہا کو یہ فرماتے ہوئے سنا ہے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے یہ سنا ہے کہ روئے زمین میں اللہ تعالیٰ کا سب سے کثیر لشکر ٹڈیاں ہیں، جن کو میں نہ کھاتا ہوں اور نہ حرام کہتا ہوں۔

امام یحیی بن معین رحمۃ اللہ علیہ کے شاگرد امام دوری رحمۃ اللہ علیہ نے آپ کے سماع کو ان الفاظ میں نقل کیا ہے:

سَمِعت يحيى يَقُول أَبُو حنيفَة صَاحب الراى قد سمع من عَائِشَة بنت عجرد. (۱)

امام عبدالکریم بن محمد المعروف امام قزوینی رحمۃ اللہ علیہ (متوفی ۶۲۳ھ) نے اس روایت کو نقل کیا ہے، دیکھئے تفصیلاً: (۲)

علامہ ابن اثیر جزری رحمۃ اللہ علیہ (متوفی ۶۳۰ھ) نے امام یحیی بن معین رحمۃ اللہ علیہ کے حوالے سے مکمل حدیث ان الفاظ میں نقل کی ہے:

عائشة بنت عجرد روى يحيى بن معين. أن أبا حنيفة الفقيه صاحب الرأى سمع عائشة تقول: سمعت رسول الله صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يقول: أكثر جنود الله تعالى في الأرض الجراد، لا آكله ولا أحرمه. (۳)

حافظ ابن حجر رحمۃ اللہ علیہ (متوفی ۸۵۲ھ) نے بھی عائشہ بنت عجرد رضی اللہ عنہا کے ترجمے میں ان الفاظ کے ساتھ اس کا ذکر کیا ہے:

---

(۱) تاريخ ابن معين: أهل الكوفة، ج۳ ص ۴۸۰، رقم: ۲۳۴۷ (۲) التدوين في أخبار قزوين: المحمدون، ترجمة: محمد بن عبدالملك، ج ۱ ص ۴۳۸

(۳) أسد الغابة في معرفة الصحابة: ترجمة: عائشة بنت عجرد، ج۷ ص ۱۹۰

حدثنا یحیی بن معین أن أبا حنیفة صاحب الرأی سمع عائشة بنت عجرد تقول سمعت رسول اللّٰه صلی اللّٰه علیه و آله وسلم قلت و کذلک هو في تاریخ یحیی بن معین. ❶

## ۴....امام ابوحامد محمد بن ہارون حضرمی ؒ (متوفی ۳۲۱ھ) کی تصریح

امام ابوحامد محمد بن ہارون بن عبداللہ الحضرمی البعرانی ؒ یہ مشہور محدث ہیں، خطیب بغدادی ؒ (متوفی ۴۶۳ھ) نے ان کے تلامذہ میں تیسرے نمبر پر امام دارقطنی ؒ کا نام ذکر کیا ہے، نیز امام ابوحامد حضرمی ؒ کی ثقاہت کے متعلق امام دارقطنی کا قول بھی ذکر کیا ہے، دیکھئے: ❷

امام دارقطنی ؒ کے شاگرد امام حمزہ بن یوسف سہمی ؒ (متوفی ۴۲۷ھ) نے امام ابوحامد حضرمی ؒ کے تلامذہ میں دوسرے نمبر پر امام دارقطنی ؒ کا نام ذکر کیا، اور آپ کا قول ذکر کیا کہ امام حضرمی ثقہ ہیں:

أبو حامد محمد بن هارون بن عبد اللّٰه بن حمید بن سلیمان بن میاح، الحضرمي المعروف بالبعراني، سمع خالد بن یوسف السمني، ونصر بن علی الجهضمي، روی عنه محمد بن اسماعیل الوراق وابو الحسن الدارقطني، وقال: ثقة، توفي سنة إحدی وعشرین وثلاثمائة. ❸

امام ابوسعد سمعانی ؒ (متوفی ۵۶۲ھ) نسبت ''البعراني'' کے تحت امام حضرمی ؒ کا ترجمہ ذکر کیا، پھر امام دارقطنی ؒ کا قول ذکر کیا ہے کہ آپ ثقہ ہیں:

---

❶ لسان المیزان: ترجمة: عائشة بنت عجرد، ج۳ ص۲۲۷

❷ تاریخ بغداد: ترجمة: محمد بن هارون بن عبداللّٰه، ج۴ ص۱۲۸

❸ سؤالات حمزة للدارقطني: ص۲۹ رقم: ۳۸

وقال الدارقطني: هو ثقة. ❶

علامہ مرتضی الزبیدی رحمۃ اللہ علیہ (متوفی ۱۲۰۵ھ) مادہ "بـعـر" کے تحت امام حضرمی رحمۃ اللہ علیہ کا ذکر کر کے یہ نقل کیا کہ آپ ثقہ ہیں، اور امام دارقطنی رحمۃ اللہ علیہ نے آپ سے روایت کی ہے: ❷

علامہ شمس الدین ذہبی رحمۃ اللہ علیہ (متوفی ۷۴۸ھ) نے آپ کا تذکرہ ان القابات سے کیا:

الْمُحَدِّثُ، الثِّقَةُ، الْمُعَمَّرُ، الإِمَامُ، أَبُو حَامِدٍ مُحَمَّدُ بْنُ هَارُوْنَ. ❸

امام دارقطنی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی مشہور کتاب "سنن الدارقطني" میں امام ابوحامد رحمۃ اللہ علیہ سے چونسٹھ (۶۴) احادیث نقل کیں ہیں، اس سے اندازہ لگایئے کہ امام دارقطنی رحمۃ اللہ علیہ کے ہاں ان کی علم حدیث میں جلالت شان کا کیا مقام ہے، بندہ ان تمام روایات کا رقم الحدیث نقل کر رہا ہے تاکہ جو اہل علم حضرات مراجعت کرنا چاہیں ان کے لئے آسانی ہو: ❹

اسی امام حضرمی رحمۃ اللہ علیہ نے امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کی صحابہ سے مرویات پر مشتمل احادیث کو ایک مستقل رسالہ کی صورت میں جمع کیا، ان کے اس رسالہ کا تذکرہ حافظ ابن حجر رحمۃ اللہ علیہ

---

❶ الأنساب: باب الباء والعين، البعراني، ج۲ ص۲۶۵ ❷ تاج العروس: باب الراء، ماده: بعر، ج۱۰ ص۲۲۱ ❸ سير أعلام النبلاء: ترجمة: أبو حامد محمد بن هارون، ج۱۵ ص۲۵ ❹ سنن الدارقطني: ج۱، رقم: ۶۱، ۹۸، ۲۲۷، ۲۵۶، ۲۸۹، ۳۵۷، ۵۴۱، ۵۴۴، ۵۸۸، ۵۹۷، ۶۶۶، ۸۴۷، ۱۰۱۴، ۱۰۱۵، ۱۰۲۶، ج۲، رقم: ۱۰۸۵، ۱۰۸۷، ۱۱۹۳، ۱۲۴۹، ۱۲۷۵، ۱۳۱۵، ۱۳۵۶، ۱۴۷۱، ۱۴۷۷، ۱۵۰۵، ۱۵۲۸، ۱۵۵۲، ۱۵۸۵، ۱۶۰۸، ۱۶۳۰، ۱۷۵۹، ۱۸۸۴، ۱۹۱۰، ۱۹۳۶، ج۳، رقم: ۲۱۵۲، ۲۱۵۶، ۲۲۳۳، ۲۴۴۵، ۲۴۴۶، ۲۵۳۶، ۲۶۷۳، ۲۷۳۵، ۲۷۳۵، ۲۷۷۷، ۲۸۲۳، ۲۸۷۹، ۲۸۹۰، ج۴، رقم: ۳۱۳۰، ۳۱۷۲، ۳۱۸۳، ۳۲۰۷، ۳۳۴۳، ۳۵۳۳، ۳۵۸۲، ۳۵۸۴، ۳۶۲۸، ۳۶۸۱، ۳۷۶۲، ج۵، رقم: ۳۹۸۳، ۴۳۱۱، ۴۳۷۶، ۴۴۶۵، ۴۶۵۴، ۴۶۹۵

(متوفی ۸۵۲ھ) نے اپنے سے لیکر مصنف امام ابوحامد محمد بن ہارون حضرمی رحمۃ اللہ علیہ تک متصل سند بھی نقل کی ہے: دیکھئے: ❶

اسی طرح یہ رسالہ دمشق کے کثیر التصانیف امام ابن طولون رحمۃ اللہ علیہ (متوفی ۹۵۳ھ) نے ''الفہرست الأوسط'' میں اس کا تذکرہ کیا ہے اور یہ رسالہ ان کی مرویات میں بھی داخل ہے، علامہ کوثری رحمۃ اللہ علیہ نے ''تانیب الخطیب'' میں بھی اس کا ذکر کیا ہے۔

اندازہ کیجئے کہ امام حضرمی رحمۃ اللہ علیہ جیسا ثقہ محدث جو صرف امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے روایت حدیث کے قائل ہی نہیں بلکہ آپ کی مرویات کو ایک مستقل تصنیف کی صورت میں جمع کیا، اور وہ رسالہ حافظ ابن حجر رحمۃ اللہ علیہ جیسے محدث کی مرویات میں شامل ہے، اب اگر کوئی تسلیم نہ کرے تو ایسے متعصب شخص کا کوئی علاج نہیں۔

## ۵.....امام ابوالقاسم علی بن کاس (متوفی ۳۲۴ھ) کی تصریح

مشہور محدث امام ابو القاسم علی بن کاس رحمۃ اللہ علیہ جو امام دارقطنی رحمۃ اللہ علیہ کے بھی استاذ ہیں فرماتے ہیں:

عن فضائله انه روى عن أصحاب رسول الله صلى الله عليه وسلم فان العلماء اتفقوا على ذلک واختلفوا في عددهم فمنهم من قال انهم ستة وامرأة ومنهم من قال خمسة وامرأة ومنهم من قال سبعة وامرأة. ❷

امام ابوحنیفہ کے فضائل میں یہ بھی ہے کہ انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ سے روایت کی ہے اس بات پر علماء کا اتفاق ہے، البتہ صحابہ کی تعداد کے بارے میں مختلف آراء ہیں، (کہ جن سے آپ نے روایات نقل کیں ہیں ان کی تعداد کتنی ہے) بعض چھ صحابی اور ایک صحابیہ بیان کرتے ہیں، جبکہ بعض پانچ صحابی اور ایک صحابیہ بیان کرتے ہیں، اور بعض

❶ المعجم المفهرس: حرف الحاء، ص ۲۶۱، رقم: ۱۰۸۹ ❷ مناقب الأئمة الأربعة: ص ۲۳

سات صحابی اور ایک صحابیہ بیان کرتے ہیں۔

اس سے معلوم ہوا کہ محدث ابن کاس رحمۃ اللہ علیہ کے دور تک امام صاحب کی روایت کا مسئلہ مختلف فیہ نہیں تھا۔

## ٦.....امام ابونعیم اصبہانی رحمۃ اللہ علیہ (متوفی ۴۳۰ھ) کی تصریح

امام احمد بن عبداللہ المعروف ابونعیم اصبہانی رحمۃ اللہ علیہ امام ذہبی رحمۃ اللہ علیہ ان کے ترجمے کا آغاز ان القابات کے ساتھ کرتے ہیں:

الإِمَامُ، الحَافِظُ، الثِّقَةُ، العَلاَّمَةُ، شَيْخُ الإِسْلاَمِ، وَصَاحِبُ الحِلْيَةِ. ❶

امام ذہبی رحمۃ اللہ علیہ نے خطیب بغدادی رحمۃ اللہ علیہ کو ان کے تلامذہ میں ذکر کیا ہے۔

اسی امام ابونعیم رحمۃ اللہ علیہ نے امام صاحب کی مسند تالیف کی اور مقدمے میں باب باندھا "ذکر من رأى من الصحابة وروى عنهم" اس کے تحت آپ نے فرمایا کہ امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ اور عبداللہ بن حارث بن جزء زبیدی رضی اللہ عنہ کو دیکھا بھی ہے اور ان سے روایت بھی کی ہے (یعنی رؤیت اور روایت دونوں ثابت ہے) اور یہ بھی کہا جاتا ہے کہ آپ نے حضرت عبداللہ بن ابی اوفی رضی اللہ عنہ کو دیکھا بھی ہے اور روایت بھی کی ہے:

ذكر من رأى من الصَّحَابَة وروى عَنهُم. أنس بن مَالك، وَعبد الله بن الحَارِث بن جَزْء الزبيدِيّ، وَيُقَال: عبد الله بن أبي أوفى الأَسْلَمِيّ رَضِي الله عَنهُم. ❷

خلاصہ یہ ہے کہ امام ابونعیم رحمۃ اللہ علیہ نے جزم کے ساتھ ذکر کیا ہے کہ امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ نے

❶ سير أعلام النبلاء: ترجمة: أبو نعيم أحمد بن عبدالله بن أحمد، ج ١٧ ص ٤٥٤، ٤٥٥ ❷ مسند أبي حنيفة رواية أبي نعيم: مقدمة، ص ٢٤، ٢٥

حضرت انس اور عبداللہ بن حارث رضی اللہ عنہما سے رؤیت اور روایت دونوں کی ہے، پھر آگے امام ابونعیم رحمۃ اللہ علیہ نے امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کی حضرت انس رضی اللہ عنہ کے حوالے سے دو موقوف فعلی روایات اور ایک مرفوع قولی حدیث بھی سند کے ساتھ نقل کی ہے، پھر آگے فرمایا کہ امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت عبداللہ بن حارث بن جزء زبیدی رضی اللہ عنہ جو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابی ہیں، جو مصر میں رہائش پذیر تھے، امام صاحب کی ان سے مکہ میں ملاقات ہوئی، اور آپ نے ان سے حدیث بھی سنی اس وقت آپ کی عمر سولہ سال تھی:

وَأَمَّا رِوَايَتُهُ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ الْحَارِثِ بْنِ جَزْءٍ الزُّبَيْدِيِّ لَهُ صُحْبَةٌ، سَكَنَ مِصْرَ، لَقِيَهُ بِمَكَّةَ وَسَمِعَ مِنْهُ وَهُوَ ابْنُ سِتَّ عَشْرَةَ سَنَةً۔ ❶

پھر آگے تفصیلاً حضرت عبداللہ بن حارث رضی اللہ عنہ سے آپ کے سماعِ حدیث کی مکمل روایت نقل کی ہے۔ خلاصہ کلام یہ ہے کہ امام ابونعیم رحمۃ اللہ علیہ وہ ہیں جن کے سامنے خطیب بغدادی رحمۃ اللہ علیہ نے زانوئے تلمذ طے کئے، وہ آپ کی صحابہ سے رؤیت اور روایت دونوں کے قائل ہیں، یہ کسی حنفی نہیں بلکہ شافعی المسلک محدث عالم کی شہادت ہے۔

امام ابونعیم اصبہانی رحمۃ اللہ علیہ (متوفی ۴۳۰ھ) نے عنوان قائم کیا ہے "ذکر من رأى من الصحابة وروى عنهم" اسکے تحت امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کی رؤیت اور روایت دونوں کا تذکرہ کیا ہے، اپنی سند متصل کے ساتھ روایت نقل کی ہے:

عَن أبي حنيفَة قَالَ: رَأَيت أنس بن مَالك قَائِما يُصَلِّي۔ ❷

امام ابوحنیفہ فرماتے ہیں کہ میں نے حضرت انس بن مالک کو دیکھا کہ وہ کھڑے نماز پڑھ رہے تھے۔

❶ مسند أبي حنيفة رواية أبي نعيم: مقدمة، ص ۲۴، ۲۵

❷ مسند أبي حنيفة رواية أبي نعيم: مقدمة: ص ۲۴

اس روایت سے آپ کی رؤیت اور روایت دونوں کا ثبوت ہے "رأیت أنس بن مالک" حدیث کے اس پہلے ٹکڑے سے آپ کی رؤیت یعنی شرفِ تابعیت ثابت ہوئی اور "قائما یصلی" اس جز سے آپ کی روایت ثابت ہوئی، امام صاحب نے اس روایت میں حضرت انس رضی اللہ عنہ کے فعل کی خبر دی ہے، تو یہ حدیث موقوف فعلی ہے۔

علامہ ابن صلاح رحمۃ اللہ علیہ (متوفی ۶۴۳ھ) حدیث موقوف کی تعریف ان الفاظ میں کرتے ہیں:

وَهُوَ مَا يُرْوَى عَنِ الصَّحَابَةِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمْ مِنْ أَقْوَالِهِمْ أَوْ أَفْعَالِهِمْ وَنَحْوِهَا.❶

حدیث موقوف اس روایت کو کہا جاتا ہے جس میں صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کے اقوال یا افعال یا ان کے مثل کوئی بات روایت کی جائے۔

امام ابن صلاح رحمۃ اللہ علیہ اس کے متصل بعد فرماتے ہیں کہ اگر صحابی تک روایت متصل سند کے ساتھ ہو تو اسے روایتِ موقوف متصل کہا جائیگا، اور اگر سند متصل نہ ہو تو اسے روایت موقوف غیر متصل کہا جائے گا۔

امام نووی رحمۃ اللہ علیہ (متوفی ۶۷۶ھ) نے حدیث موقوف کی تعریف ان الفاظ میں کی:

وَهُوَ الْمَرْوِيُّ عَنِ الصَّحَابَةِ قَوْلًا لَهُمْ، أَوْ فِعْلًا، أَوْ نَحْوَهُ.❷

امام ابو نعیم رحمۃ اللہ علیہ نے اسکے متصل بعد امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کی مرفوع قولی روایت بھی نقل کی ہے، امام ابو نعیم رحمۃ اللہ علیہ نے امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ تک اپنی متصل سند ذکر کرنے کے بعد ان الفاظ میں روایت نقل کی ہے:

---

❶ مقدمة ابن الصلاح: النوع السابع، معرفة الموقوف، ص ۴۶

❷ تدریب الراوی: النوع السابع، ص ۲۰۲

عَن أبي حنيفة، سَمِعت أنس بن مَالك، يَقُول: سَمِعت رَسُول الله صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُول: طلب العلم فَرِيضَة على كل مُسلم.❶

امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ میں نے حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے سنا وہ فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا، آپ نے ارشاد فرمایا کہ علم حاصل کرنا ہر مسلمان پر فرض ہے۔

اس حدیث میں تو امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ صراحتاً آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد نقل کر رہے ہیں۔ ''سمعت أنس بن مالك'' سے امام صاحب کی صحابہ سے روایت حدیث بھی ثابت ہوئی۔

## ۷...امام حسین بن علی بن محمد المعروف الصیمری رحمۃ اللہ علیہ (متوفی ۴۳۶ھ)

امام حسین بن علی بن محمد المعروف الصیمری رحمۃ اللہ علیہ خطیب بغدادی رحمۃ اللہ علیہ (متوفی ۴۶۳ھ) آپ کا تذکرہ ان الفاظ میں کرتے ہیں:

وكان أحد الفقهاء المذكورين من العراقيين، حسن العبارة، جيد النظر.

پھر آگے ان کے سامنے اپنے زانوئے تلمذ طے کرنے، اور ان کی ثقاہت اور اوصاف حمیدہ کا ذکر ان الفاظ میں کرتے ہیں:

كتبت عنه وكان صدوقا وافر العقل، جميل المعاشرة، عارفا بحقوق أهل العلم.❷

خطیب بغدادی رحمۃ اللہ علیہ کے استاذ محترم علامہ صیمری رحمۃ اللہ علیہ نے امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ اور آپ کے اصحاب کے مناقب پر کتاب لکھی جس کا نام ''أخبار أبي حنيفة وأصحابه'' ہے، اس کتاب میں علامہ صیمری رحمۃ اللہ علیہ نے عنوان باندھا ہے: من لقي أبو حنيفة من

❶ مسند أبي حنيفة: ذكر من رأى من الصحابة وروى عنهم، ص ۲۴

❷ تاريخ بغداد: ترجمة: الحسين بن علي بن محمد، ج۸ ص۷۷، ۷۸

الصحابة رضی اللّٰه عنهم ومارواه عنهم ''امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کی صحابہ کرام سے ملاقات اوران سے مروی روایات ،اس کے تحت علامہ صیمری رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی مکمل سند متصل کے ساتھ حضرت عبداللہ بن حارث بن جزء الزبیدی رضی اللہ عنہ سے مروی روایت ،حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے مروی روایات نقل کی ہیں۔

علامہ صیمری رحمۃ اللہ علیہ جن کی توثیق خطیب بغدادی رحمۃ اللہ علیہ نے کی ہے ،ان کے عنوان اور احادیث نقل کرنے سے معلوم ہوگیا کہ وہ آپ کی رؤیت اور روایت دونوں کے قائل ہیں۔چونکہ امام دارقطنی رحمۃ اللہ علیہ اور خطیب بغدادی رحمۃ اللہ علیہ امام صاحب کی روایت کے انکار میں پیش پیش ہیں ،اور بعدوالوں کے لئے یہی دونوں ماخذ ہیں،توبندہ نے ان دونوں کے اساتذہ کے حوالے سے باحوالہ بات نقل کردی ہے کہ وہ امام صاحب کی روایت کے قائل ہیں،امام دارقطنی رحمۃ اللہ علیہ کے استاذ جن کا تذکرہ ماقبل میں ہوا یعنی امام حضرمی رحمۃ اللہ علیہ نے تو امام صاحب کے صحابہ سے مرویات پر مستقل رسالہ لکھا،اور خطیب بغدادی رحمۃ اللہ علیہ کے استاذ علامہ صیمری رحمۃ اللہ علیہ نے تو عنوان قائم کرکے باقاعدہ روایات نقل کیں ہیں ،اب آپ کی مرضی ہے کہ اساتذہ کے قول پر اعتماد کریں یا تلامذہ کی بات لیں۔

## ۸.....امام عبدالرحمٰن بن محمد سرخسی رحمۃ اللہ علیہ (متوفی ۴۳۹ھ) کی تصریح

امام عبدالرحمٰن بن محمد سرخسی رحمۃ اللہ علیہ بلند پایہ فقیہ اور محدث تھے،علم وفضل کے ساتھ انتہائی عابدوزاہد بھی تھے،علامہ عبدالقادر قرشی رحمۃ اللہ علیہ (متوفی ۷۷۵ھ) نے ان کا مبسوط ترجمہ ذکر کیا ہے،آپ کی عبادت وریاضت کے متعلق لکھتے ہیں:

وَكَانَ يداوم الصَّوْم وَعرف بالزهد وَكسر النَّفس وَغَابَ بِمَسْجِد طَلْحَة بن عبيد الله رَضِي الله عَنهُ في لَيْلَة نصف من الشَّهْر وَصلى طول ليلته وَصلى الفجر بِوضُوء العشاء. (1)

(1) الجواهر المضية: ترجمة: عبدالرحمن بن محمد السرخسي، ج ۱ ص ۳۰۸

یہ صائم الدہر تھے، زہد اور مجاہدہ نفس میں مشہور تھے، ایک مرتبہ مہینے کی پندرہویں شب میں اچانک طلحہ بن عبیداللہ کی مسجد سے اچانک غائب ہوگئے، اور ساری رات نماز پڑھتے رہے، آپ نے فجر کی نماز عشاء کے وضو سے ادا کی۔

انہوں نے امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ کی صحابہ سے روایت کے سلسلے میں مستقل ایک جزء تالیف کیا، صدر الائمہ موفق بن احمد مکی رحمۃ اللہ علیہ (متوفی ۵۶۸ھ) نے ''مناقب أبي حنيفة'' اور سبط ابن الجوزی رحمۃ اللہ علیہ (متوفی ۶۵۴ھ) نے ''الانتصار والترجيح للمذهب الصحيح'' میں اس سے روایت نقل کی ہے۔ ❶

## ۹.....علامہ ابن عبدالبر مالکی رحمۃ اللہ علیہ (متوفی ۴۶۳ھ) کی تصریح

محدث کبیر علامہ ابن عبدالبر مالکی رحمۃ اللہ علیہ امام ذہبی رحمۃ اللہ علیہ نے ان کے ترجمے کا آغاز ان القابات کے ساتھ کیا ہے:

الإِمَامُ، العَلاَّمَةُ، حَافِظُ المَغْرِبِ، شَيْخُ الإِسْلاَمِ، صَاحِبُ التَّصَانِيْفِ الفَائِقَة، وَسَارَتْ بتَصَانِيْفه الرُّكبَانُ، وَخضَعَ لعلمه عُلَمَاء الزَّمَان.

آگے چند سطروں کے بعد فرماتے ہیں:

قُلْتُ: كَانَ إِمَاماً دِيِّناً، ثِقَة، مُتْقِناً، علامَة، مُتَبَحِّراً، صَاحِبَ سُنَّةٍ وَاتِّبَاع، فَإِنَّهُ مِمَّنْ بلغَ رُتْبَة الأَئِمَّة المُجْتَهِدين، وَمَنْ نَظَرَ فِي مُصَنَّفَاتِهِ، بَانَ لَهُ مَنْزِلَتُهُ مِنْ سِعَة العِلم، وَقُوَّة الفَهم، وَسَيَلاَن الذّهن. ❷

امام ذہبی رحمۃ اللہ علیہ جیسا ناقد محدث جن کو ان القابات کے ساتھ یاد کرے علم حدیث میں ان کے مقام کا کیا کہنا، امام ذہبی رحمۃ اللہ علیہ کی تصانیف اور مزاج سے جو لوگ واقف ہیں وہ

❶ مناقب أبي حنيفة: ج ۱ ص ۲۹ / الانتصار والترجيح: ص ۱۳ ❷ سير أعلام النبلاء: ترجمة: ابن عبدالبر أبوعمر يوسف بن عبدالله، ج ۱۸ ص ۱۵۳، ۱۵۷

جانتے ہیں کہ آپ القابات کے سلسلے میں ہمارے دور کی طرح مبالغہ آرائی نہیں کرتے بلکہ بڑی تحقیق وتدقیق کے بعد ذکر کرتے ہیں۔

علامہ ابن عبدالبر مالکی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی مشہور کتاب ''جامع بیان العلم وفضلہ'' میں امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کی حضرت عبداللہ بن حارث بن جزء زبیدی رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے، جس میں آپ کی رؤیت اور روایت دونوں کا تذکرہ ہے، امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ میں اپنے والد کے ساتھ حج پر گیا تو میں نے دیکھا کہ ایک شیخ کے اردگرد لوگوں کا ایک بہت بڑا حلقہ ہے، تو میں نے اپنے والد سے پوچھا کہ یہ شیخ کون ہیں؟ تو والد صاحب نے فرمایا یہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابی عبداللہ بن حارث بن جزء زبیدی رضی اللہ عنہ ہیں، تو میں نے کہا کہ یہ لوگ ان کے اردگرد کیوں جمع ہیں؟ تو والد صاحب نے کہا کہ یہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی احادیث بیان کرر ہے ہیں (تو لوگ سننے کے لئے ان کے اردگرد جمع ہیں) تو میں نے والد سے کہا کہ مجھے بھی آگے بڑھایئے تاکہ میں بھی سنوں، تو والد صاحب میرے لئے جگہ بناتے گئے یہاں تک کہ میں آپ سے بالکل قریب ہوگیا، پس میں نے سنا آپ نے فرمایا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد گرامی ہے:

مَنْ تَفَقَّهَ فِي دِينِ اللّٰه كَفَاهُ اللّٰه هَمَّهُ وَرَزَقَهُ مِنْ حَيْثُ لَا يَحْتَسِبُ. ❶

جو اللہ تعالیٰ کے دین کی سمجھ بوجھ حاصل کرتا ہے، اللہ تعالیٰ اس کے غموں کو کافی ہوجاتا ہے، اور اسے وہاں سے رزق دیتا ہے جہاں سے وہ سوچ بھی نہیں سکتا۔

اس کے متصل بعد آپ فرماتے ہیں:

ذَكَرَ مُحَمَّدُ بْنُ سَعْدٍ كَاتِبُ الْوَاقِدِيِّ أَنَّ أَبَا حَنِيفَةَ رَأَى أَنَسَ بْنَ مَالِكٍ، وَعَبْدَ اللّٰهِ بْنَ الْحَارِثِ بْنِ جَزْءٍ الزُّبَيْدِيَّ. ❷

❶ جامع بيان العلم وفضله: باب جامع في فضل العلم، ج ا ص ۲۰۳

❷ جامع بيان العلم وفضله، باب جامع في فضل العلم، ج ا ص ۲۰۳

امام واقدی کے کاتب امام محمد بن سعد نے ذکر کیا ہے کہ امام ابوحنیفہ نے حضرت انس بن مالک اور عبداللہ بن حارث بن جزء الزبیدی رضی اللہ عنہما کو دیکھا ہے۔

امام ابن عبدالبر مالکی رحمۃ اللہ علیہ نے مذکورہ بالا روایت پر کوئی کلام نہیں کیا، جس میں آپ کی رؤیت اور روایت دونوں کا تذکرہ ہے، اور نہ امام ابن سعد کے کلام پر کوئی تبصرہ کیا، معلوم ہوا کہ آپ دونوں باتوں کے قائل تھے۔ امام ابن عبدالبر رحمۃ اللہ علیہ نے امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ کے ترجمے میں صراحت کے ساتھ یہ بات لکھی ہے کہ آپ نے حضرت عبداللہ بن حارث رضی اللہ عنہ سے حدیث کا سماع کیا تھا:

وسمع من عبد اللّٰه بن الحارث بن جزء الزبيدى، فيعد بذلک في التابعين. ❶

امام ابوحنیفہ نے حضرت عبداللہ بن حارث بن جزء الزبیدی رضی اللہ عنہ سے حدیث کا سماع کیا تھا، پس اسی وجہ سے آپ کو تابعین میں شمار کیا جاتا ہے۔

امام ابن عبدالبر مالکی رحمۃ اللہ علیہ نے بڑے صریح اور واضح الفاظ میں فرمایا ''سمع من عبد اللّٰه بن الحارث '' کہ امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت عبداللہ بن الحارث رضی اللہ عنہ سے حدیث کا سماع کیا تھا، اب اگر کوئی شخص نہ مانے تو ایسے متعصب شخص کا کوئی علاج نہیں، یہ کسی حنفی نہیں بلکہ مشہور مالکی المذہب علامہ ابن عبدالبر رحمۃ اللہ علیہ کی شہادت ہے جو خطیب بغدادی رحمۃ اللہ علیہ کے ہم عصر ہیں، علم حدیث اور رجال میں ان کا پایہ خطیب سے بہت بلند ہے، ان پر خطیب بغدادی کی طرح متعصب یا متشدد ہونے کی کوئی جرح نہیں ہے۔ علم حدیث میں ان کی جلالت شان کا اندازہ ان کی ''التمهيد لما في الموطا من المعاني والأسانيد '' اور ''الاستذكار '' سے ہوتا ہے، انہوں نے فقہاء ثلاثہ امام ابوحنیفہ، امام مالک، امام شافعی رحمہم اللہ

❶ كتاب الاستغناء في معرفة المشهورين من حملة العلم بالكنى: ج ١ ص ٥٧٢،
ناشر: دار ابن تيمية، الرياض

کے مناقب پر مستقل ایک کتاب تصنیف فرمائی ''الانتقاء في فضائل الثلاثة الأئمة الفقهاء'' امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کی توصیف وتوثیق اور مناقب میں کئی اکابر اہل علم کے گراں قدر اقوال نقل کئے ہیں، اہل علم حضرات سے درخواست ہے کہ شیخ عبدالفتاح ابوغدہ رحمۃ اللہ علیہ (متوفی ۱۴۱۷ھ) کی تحقیق وتعلیق کے ساتھ اس کتاب کا ایک مرتبہ ضرور مطالعہ فرمائیں۔

## ۱۰...امام ابومعشر عبدالکریم مقری شافعی رحمۃ اللہ علیہ (متوفی ۴۷۸ھ) کی تصریح

امام ابومعشر عبدالکریم بن عبدالصمد مقری شافعی رحمۃ اللہ علیہ حدیث اور قراءت کے مشہور ائمہ میں شمار ہوتے ہیں، اخیر عمر میں مکہ مکرمہ میں سکونت پذیر ہوگئے تھے، اور وہاں طویل عرصے تک انہوں نے قراءت کا درس دیا، اس لئے ''مقری اہل مکہ'' کے لقب سے مشہور ہوگئے، حافظ ابن کثیر رحمۃ اللہ علیہ (متوفی ۷۷۴ھ) فرماتے ہیں کہ یہ قراءت، تفسیر، لغت اور تاریخ کے امام تھے:

الإمام في القراءات وغيرها من التفسير واللغة والتاريخ. ❶

ان کا مبسوط ترجمہ علامہ ابن جزری رحمۃ اللہ علیہ (متوفی ۸۳۳ھ) نے ''غاية النهاية في طبقات القراء'' میں نقل کیا ہے، دیکھئے: ❷

امام ابومعشر عبدالکریم بن عبدالصمد طبری مقری شافعی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے ایک جزء میں امام اعظم کی صحابہ سے مرویات کو روایت کیا ہے۔ اس میں ذکر کرتے ہیں:

قال أبو حنيفة: لقيت من أصحاب رسول الله سبعة: أنس بن مالك، عبد الله بن أنيس وعبد الله بن جزء الزبيدي، وجابر بن عبد الله، ومعقل بن يسار، وواثلة بن الأسقع، وعائشة بنت عجرد رضي الله عنهم.

❶ طبقات الشافعين: ترجمة: عبدالكريم بن عبدالصمد، ج ا ص ۴۶۶

❷ غاية النهاية: ترجمة: عبدالكريم بن عبدالصمد، ج ا ص ۴۰۱، ۴۰۲

ثـم روى لـه عن أنس ثلاث أحاديث ، وعن ابن جزء حديثا، وعن واثلة حـديثين، وعن جابر حديثا، وعن عبد الله بن أنيس حديثا، وعن عائشة بن عجرد حديثا، وروى له أيضا عن عبد الله بن أبي أوفى حديثا. ❶

امام ابوحنیفہ فرماتے ہیں کہ میں نے سات اصحاب رسول سے ملاقات کی ہے، جن میں حضرت انس بن مالک، حضرت عبداللہ بن انیس، حضرت عبداللہ بن جزء الزبیدی، حضرت جابر بن عبداللہ، حضرت معقل بن یسار، حضرت واثلہ بن اسقع اور حضرت عائشہ بنت عجرد رضی اللہ عنہم شامل ہیں۔

پھر آپ نے حضرت انس سے تین احادیث، حضرت ابن جزء سے ایک حدیث، حضرت واثلہ سے دو حدیثیں، حضرت جابر سے ایک حدیث، حضرت عبداللہ بن انیس سے ایک حدیث، حضرت عائشہ بنت عجرد سے ایک حدیث اور اسی طرح حضرت عبداللہ بن ابی اوفی رضی اللہ عنہ سے ایک حدیث روایت کی۔

امام ابومعشر طبری رحمۃ اللہ علیہ کے اس جزء کا تذکرہ حافظ ابن حجر عسقلانی رحمۃ اللہ علیہ (متوفی ۸۵۲ھ) نے اپنی تصنیف "المعجم المفهرس" (ص ۲۷۲ رقم ۱۱۳۳) میں بھی کیا ہے۔

امام ابومعشر طبری رحمۃ اللہ علیہ نے امام اعظم ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کی صحابہ سے روایت کردہ احادیث پر مستقل ایک جزء تالیف کیا، حافظ ابن حجر عسقلانی رحمۃ اللہ علیہ نے اس جزء کا تذکرہ ان الفاظ میں کیا ہے:

رِوَايَة أبي حنيفَة عَن الصَّحَابَة لأبي معشر الطَّبَرَانِي.

پھر آپ نے آگے مکمل سند مصنف تک نقل کی، دیکھئے: ❷

علامہ جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ علیہ (متوفی ۹۱۱) نے اس جزء کو مکمل اپنی تصنیف "تبییض

---

❶ تبييض الصحيفة بمناقب أبي حنيفة: ذكر من أدركه من الصحابة رضى الله عنهم، ص ۲۲، ۲۳ ❷ المعجم المفهرس: حرف الحاء المهملة، ۲۷۲، رقم: ۱۱۳۳

الصحیفة في مناقب أبي حنیفة"میں نقل کیا ہے، دیکھئے:❶

## ۱۱.....امام ابوالحسین علی بن احمد بن عیسی رحمۃ اللہ علیہ کی تصریح

امام ابوالحسین علی بن احمد بن عیسی رحمۃ اللہ علیہ نے امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کی صحابہ سے روایت کردہ احادیث پر مستقل ایک جزءلکھا ہے، یہ جزء محدثین کے درمیان متداول رہا، چنانچہ حافظ ابن حجر عسقلانی رحمۃ اللہ علیہ (متوفی ۸۵۲ھ) نے اس جزء کا تذکرہ ان الفاظ میں کیا ہے:"جزء فیه حدیث أبي حنیفة عمن لقي من الصحابة"، پھر آگے اپنی مکمل سند متصل مصنف تک ذکر کی ہے، دیکھئے:❷

علامہ خوارزمی رحمۃ اللہ علیہ (متوفی ۶۵۵ھ) نے"جامع المسانید"میں اس جزء کی روایات نقل کیں ہیں، امام صاحب کی وحدانی روایات کے تحت دیکھئے تخریج میں:❸

## ۱۲.....امام یحیی بن ابراہیم سلماسی رحمۃ اللہ علیہ (متوفی ۵۵۰ھ) کی تصریح

امام یحیی بن ابراہیم سلماسی رحمۃ اللہ علیہ نے ائمہ اربعہ کے مناقب پر مستقل ایک کتاب تصنیف کی، جس کا نام"منازل الأئمة الأربعة أبي حنیفة ومالک والشافعي وأحمد"اس کتاب کا تذکرہ علامہ ابن عساکر رحمۃ اللہ علیہ (متوفی ۵۷۱ھ) نے ان کے ترجمہ میں کیا ہے:

ووقعت له علی کتاب صنفه في فضل الأئمة الأربعة أبي حنیفة ومالک والشافعي وأحمد.❹

---

❶تبییض الصحیفة في مناقب أبي حنیفة: ذکر ما روي الإمام أبو حنیفة عن الصحابة، ص ۲۶ تا ۳۲ ❷المعجم المفهرس: حرف الحاء، ص ۲۷۲، رقم: ۱۱۳۲

❸جامع المسانید ،الباب الثالث ، ج ۱ ص۸۷، ۹۰، ۹۱، ۹۳، ۹۵

❹تاریخ مدینة دمشق: ترجمة: یحیی بن إبراهیم بن أحمد، ج ۶۴ ص ۴۴

علامہ سلماسی فرماتے ہیں کہ امام ابوحنیفہ نے حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ کو دیکھا ہے، اوران سے حدیث کا سماع بھی کیا ہے، اس کے بعد علامہ سلماسی رحمۃ اللہ علیہ نے امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کی حضرت انس رضی اللہ عنہ سے سند متصل کے ساتھ روایت بھی نقل کی ہے:

توفي أبو حنيفة سنة خمسين ومائة، ورأى أنس بن مالك سنة خمس وتسعين، وسمع منه، ومات ببغداد وهو ابن سبعين سنة. ❶

امام ابوحنیفہ کا انتقال ۱۵۰ میں ہوا، آپ نے حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ کو دیکھا تھا، اور ان سے حدیث کا سماع کیا تھا، آپ کا انتقال بغداد میں ستر سال کی عمر میں ہوا۔

## ۱۳....امام موفق بن احمد مکی رحمۃ اللہ علیہ (متوفی ۵۶۸ھ) کی تصریح

امام موفق بن احمد مکی رحمۃ اللہ علیہ نے عنوان ڈالا ہے "في ذكر من لقي من الصحابة وروايته عنهم" امام ابوحنیفہ کی صحابہ سے ملاقات اوران سے روایت۔

اس عنوان کے تحت امام مکی رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ اور حضرت عبداللہ بن حارث بن جزء الزبیدی رضی اللہ عنہ کی روایت نقل کی ہے، اس کے بعد عنوان ڈالا ہے:

ذكر الأحاديث السبعة التي رواها أبو حنيفة عن سبعة من الصحابة.

ان سات روایات کا ذکر جو امام ابوحنیفہ نے سات صحابہ سے سنی ہیں۔

اس کے بعد ان سات روایات کو ذکر کیا ہے، دیکھئے تفصیلا: ❷

## ۱۴.....امام عبدالکریم بن محمد رافعی رحمۃ اللہ علیہ (متوفی ۶۲۳ھ) کی تصریح

امام عبدالکریم بن محمد المعروف امام رافعی رحمۃ اللہ علیہ امام ذہبی رحمۃ اللہ علیہ ان کے ترجمے کا آغاز ان القابات کے ساتھ کرتے ہیں:

❶ منازل الأئمة الأربعة: فصل في ذكر أبي حنيفة، ص١٦٨

❷ مناقب أبي حنيفة: الباب الثالث، ج١ ص٢٧، ٢٨، ٢٩

شَيْخُ الشَّافِعِيَّةِ، عَالِمُ العَجَمِ وَالعَرَبِ، إِمَامُ الدِّينِ وَكَانَ مِنَ العُلَمَاءِ العَامِلِينَ.

علامہ ابن صلاح رحمۃ اللہ علیہ (متوفی ۶۴۳ھ) فرماتے ہیں کہ میرا گمان یہ ہے کہ بلاد عجم میں کوئی ان کے ہم مثل نہیں ہے:

قَالَ ابْنُ الصَّلَاحِ: أَظُنُّ لَمْ أَرَ فِي بِلَادِ العجمِ مِثْلَهُ. ❶

علامہ تقی الدین سبکی رحمۃ اللہ علیہ (متوفی ۷۷۱ھ) نے آپ کا تذکرہ ان بلند پایہ القابات سے کیا ہے جس سے آپ کے علم وفضل کا اندازہ ہوتا ہے:

كَانَ الإِمَام الرَّافِعِي متضلعا من عُلُوم الشَّرِيعَة تَفْسِيرًا وحديثًا وأصولاً مترفعًا على أَبناء جنسه فِي زَمَانه نقلاً وبحثًا وإرشادًا وتحصيلاً وَأما الْفِقْه فَهُوَ فِيهِ عُمْدَة الْمُحَقِّقين وأستاذ المصنفين. ❷

انہوں نے ایک کتاب تصنیف فرمائی جس کا نام ''التدوين في أخبار قزوين'' ہے، ان کی تصانیف میں اس کتاب کا تذکرہ امام ذہبی رحمۃ اللہ علیہ نے ''سير أعلام النبلاء'' میں کیا، خیر الدین زرکلی (متوفی ۱۳۹۶ھ) نے ان کے ترجمہ میں سب سے پہلے اس تصنیف کا ذکر کیا ہے، دیکھئے: ❸

امام رافعی رحمۃ اللہ علیہ جو شافعی المسلک ہیں، انہوں نے اپنی کتاب ''التدوين في أخبار قزوين'' میں محمد بن عبد الملک بن المعافا کے ترجمہ میں امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کی ایک روایت حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ، اور ایک روایت عبد اللہ بن ابی اوفی رضی اللہ عنہ، اور ایک روایت عائشہ بنت عجرد رضی اللہ عنہا کے حوالے سے نقل کی ہے۔ اگر آپ امام صاحب کے صحابہ سے سماع

❶ سير أعلام النبلاء: ترجمة: الرافعي عبدالكريم بن محمد، ج ۲۲ ص ۲۵۲، ۲۵۳
❷ طبقات الشافعية الكبرى: ترجمة: عبدالكريم بن محمد بن عبدالكريم، ج ۸ ص ۲۸۲ ❸ الأعلام: ترجمة: عبد الكريم بن محمد، ج ۴ ص ۵۵

حدیث کے قائل نہ ہوتے تو اس کا تذکرہ ہی نہیں کرتے، اگر بالفرض تذکرہ کر بھی لیتے تو اس پر کلام کرتے، لیکن آپ نے امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کی صحابہ سے مروی کسی روایت پر کلام نہیں کیا۔ ❶

## ۱۵.....ابوالمظفر جمال الدین المعروف سبط ابن الجوزی رحمۃ اللہ علیہ (متوفی ۶۵۴ھ) کی تصریح

ابوالمظفر جمال الدین یوسف بن فرغل بن عبداللہ المعروف سبط ابن الجوزی رحمۃ اللہ علیہ نے عنوان ڈالا ہے:

وذكر من لقي من الصحابة وروى عنه.

امام صاحب کی صحابہ سے ملاقات اور ان سے روایت۔

اس کے تحت انہوں نے حضرت انس، عبداللہ بن ابی اوفی، عبداللہ بن حارث، عبداللہ بن انیس، واثلہ بن اسقع، عائشہ بنت عجرد رضوان اللہ علیہم اجمعین، ان تمام حضرات سے مکمل سند کے ساتھ روایات نقل کیں ہیں: دیکھئے تفصیلاً: ❷

## ۱۶.....علامہ خوارزمی رحمۃ اللہ علیہ (متوفی ۶۵۵ھ) کی تصریح

امام ابوالمؤید محمد بن محمود خوارزمی رحمۃ اللہ علیہ اپنی کتاب "جامع المسانید" کی نوع ثالث کا عنوان یوں تحریر کرتے ہیں:

أما النوع الثالث: من مناقبه وفضائله اللتي لم يشاركه فيها أحد بعده أنه روى عن أصحاب رسول الله.

❶ التدوين في أخبار قزوين: ترجمة: محمد بن عبدالملك بن المعافا، ج ۱ ص ۴۳۷، ۴۳۸ ❷ الانتصار والترجيح لمذهب الصحيح: الباب الرابع، ص ۱۰ تا ۱۵، الناشر: الرحیم اکیڈمی کراچی

فإن العلماء اتفقوا على ذلک وإن اختلفوا في عددهم. فمنهم من قال: إنهم ستة وامرأة، ومنهم من قال: خمسة وامرأة، ومنهم من قال: سبعة وامرأة. ❶

امام اعظم کے ایسے مناقب اور فضائل کا بیان جو آپ کے بعد کسی کے حصہ میں نہیں آئے، بے شک آپ نے اصحاب رسول سے روایت کیا ہے۔ علماء اس بات پر متفق ہیں مگر ان کا صحابہ کے عدد میں اختلاف ہے، ان میں سے کسی نے کہا: چھ صحابہ اور ایک صحابیہ، کسی نے کہا: پانچ صحابہ اور ایک صحابیہ، اور کسی نے کہا: سات صحابہ اور ایک صحابیہ۔

علامہ خوارزمی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ میں حضرت عبداللہ بن ابی اوفی، عبداللہ بن انیس، عبداللہ بن حارث بن جزء الزبیدی رضی اللہ عنہم سے امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ نے حدیث روایت کی ہے:

عبداللّٰه بن أبي أوفى وعبداللّٰه بن أنيس وعبداللّٰه بن الحارث بن جزء الزبيدي رضي اللّٰه عنهم، فيمن روى عنهم الإمام أبو حنيفة من أصحاب رسول اللّٰه صلى الله عليه وسلم. ❷

## ۱۷..... حافظ ابن کثیر رحمۃ اللہ علیہ (متوفی ۷۷۴ھ) کی تصریح

حافظ ابن کثیر رحمۃ اللہ علیہ امام صاحب کے ترجمے میں فرماتے ہیں:

وَذَكَرَ بَعْضُهُمْ أَنَّهُ رَوَى عَنْ سَبْعَةٍ مِنَ الصَّحَابَةِ. ❸

بعض محدثین نے ذکر کیا ہے کہ امام ابوحنیفہ نے سات صحابہ سے روایت حدیث کی ہے۔

---

❶ جامع المسانيد: الباب الأول في شيء من فضائله اللتي تفرّد بها إجماعاً، ج ۱ ص ۲۲ ❷ جامع المسانيد: باب العين، ج ۲ ص ۲۷۴

❸ البداية والنهاية: سنة خمسين ومائة، ترجمة: الإمام أبو حنيفة، ج ۱۰ ص ۱۱۴

## ۱۸.....علامہ عبدالقادر قرشی رحمۃ اللہ علیہ (متوفی ۷۷۵ھ) کی تصریح

علامہ عبدالقادر قرشی رحمۃ اللہ علیہ حافظ ابن حجر رحمۃ اللہ علیہ نے ان کے متعلق فرمایا کہ امام دمیاطی رحمۃ اللہ علیہ نے ان کو اجازت حدیث دی تھی، اور انکے تلامذہ میں اپنے مشہور استاذ علامہ زین الدین عراقی رحمۃ اللہ علیہ (متوفی ۸۰۶ھ) کا تذکرہ ان الفاظ میں کیا:

سمع مِنهُ الْكِبَارَ وَحدث عَنهُ شَيخنَا الحَافِظ أَبُو الْفضل.

حافظ نے ان کے خط کی تعریف کرتے ہوئے لکھا کہ ان کا خط بہت اچھا ہے۔

وخطه حسن جدا. ❶

امام ذہبی رحمۃ اللہ علیہ کی مشہور کتاب "تذكرة الحفاظ" پر علامہ ابن فہد مکی شافعی رحمۃ اللہ علیہ (متوفی ۸۷۱ھ) نے ذیل میں لکھا جو "لحظ الألحاظ" کے نام سے مشہور ہے، انہوں نے امام ذہبی رحمۃ اللہ علیہ کے نقش قدم پر چلتے ہوئے ان حضرات کا تذکرہ کیا کہ جن کو علم حدیث میں ایک نمایاں مقام حاصل تھا، چنانچہ انہوں نے علامہ عبدالقادر قرشی رحمۃ اللہ علیہ کے ترجمے کا آغاز ان القابات سے کیا:

الإمام، العلامة، الحافظ. ❷

انہوں نے علمائے احناف کے حالات ومناقب پر مستقل ایک کتاب تصنیف فرمائی جس کا نام "الجواهر المضية في طبقات الحنفية" ہے یہ کتاب میر محمد کتب خانہ کراچی سے دو جلدوں میں چھپی ہوئی ہے، امام قرشی رحمۃ اللہ علیہ نے بھی امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کی صحابہ سے مرویات کے سلسلے میں مستقل ایک جزء تالیف کیا، "الجواهر المضية" کے مقدمے میں امام ابوحنیفہ کے تذکرے میں اپنے اس جزء کا تذکرہ ان الفاظ میں کیا:

❶ الدرر الكامنه في أعيان المائة الثامنة: ترجمة: عبدالقادر بن محمد بن محمد، ج ۳ ص ۱۹۱ ❷ لحظ الإلحاظ بذيل تذكرة الحفاظ: ترجمة: عبدالقادر القرشي، ج ۱ ص ۱۰۵

ذكرت في هَذَا الجُزْء من سَمعه من الصَّحابَة وَمن رَآهُ. ❶

میں نے اس جزء میں ان صحابہ کا ذکر کیا ہے جن سے امام ابوحنیفہ نے حدیثیں سنی ہیں اوران کی زیارت کی ہے۔

وہ سات صحابہ کرام جن سے امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ نے روایت حدیث کی ہے، علامہ قرشی رحمۃ اللہ علیہ نے ان کا تذکرہ بھی کیا ہے:

والذى سَمعه مِنهُم رضي الله تَعَالَى عَنهُم أَجمَعِينَ عبد الله بن أنيس وَعبد الله بن جزء الزبيدِى وَأنس بن مَالك وَجَابِر بن عبد الله وَمَعْقِل بن يسَار وواثلة بن الأَسْقَع وعائشة بنت عجرد. ❷

امام ابوحنیفہ نے جن (سات) صحابہ کرام سے احادیث سنی ہیں وہ یہ ہیں:

۱.....حضرت عبداللہ بن انیس رضی اللہ عنہ

۲.....حضرت عبداللہ بن جزء الزبیدی رضی اللہ عنہ

۳.....حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ

۴.....حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ

۵.....حضرت معقل بن یسار رضی اللہ عنہ

۶.....حضرت واثلہ بن اسقع رضی اللہ عنہ

۷.....حضرت عائشہ بنت عجرد رضی اللہ عنہا

## ۱۹.....علامہ بدرالدین عینی رحمۃ اللہ علیہ (متوفی ۸۵۵ھ) کی تصریح

شارح بخاری علامہ بدرالدین عینی رحمۃ اللہ علیہ اور حافظ ابن حجر رحمۃ اللہ علیہ (متوفی ۸۵۲ھ) کے

❶ الجواهر المضية: مقدمة: فصل في ذكر مولده ووفاته، ج ا ص ۲۸

❷ الجواهر المضية: مقدمة: فصل في ذكر مولده ووفاته، ج ا ص ۲۸

تلمیذ خاص علامہ شمس الدین سخاوی رحمہ اللہ (متوفی ۹۰۲ھ) نے علامہ عینی کا مبسوط ترجمہ لکھا، آپ کے حالات ومناقب اور کثرتِ تصانیف کا تذکرہ کیا ہے، آپ کے علمی مقام ومرتبہ اور آپ کی جلالت شان کا تذکرہ ان الفاظ میں کیا:

وَكَانَ إِمَامًا عَالمًا عَلامَة عَارِفًا بِالصَّرْفِ والعربية وَغيرهَا حَافِظًا للتاريخ وللغة كثير الاسْتِعْمَال لَهَا مشاركا فِي الْفُنون ذَا نظم ونثر مقَامه أجل مِنهُمَا. [1]

علامہ عینی رحمہ اللہ کے متعلق یہ تبصرہ کسی حنفی عالم کا نہیں بلکہ فن حدیث ورجال اور تاریخ کے امام علامہ سخاوی رحمہ اللہ کا ہے۔ نیز فرماتے ہیں کہ آپ مطالعہ اور لکھنے سے اکتاتے نہیں تھے، آپ نے اتنی کثرت کے ساتھ تصانیف کیں کہ میں اپنے شیخ حافظ ابن حجر رحمہ اللہ کے بعد نہیں جانتا کہ کسی نے اتنی کثرت کے ساتھ تصانیف کیں ہوں، ان کا قلم ان کی تقریر سے زیادہ عمدہ تھا، بہت سرعت کے ساتھ لکھتے تھے یہاں تک کہ انہوں نے ایک رات میں ''الحاوي'' لکھی ہے:

لا يمل من المطالعة وَالْكتَابَة، كتب بِخَطِّهِ جملَة، وصنف الْكثير بِحَيْثُ لا أعلم بعد شَيخنَا أَكثر تصانيف مِنهُ، وقلمه أَجود من تَقْرِيره ...... كتب الْحَاوِي فِي لَيْلَة. [2]

علامہ ابن حماد حنبلی رحمہ اللہ (متوفی ۱۰۸۹ھ) آپ کے ترجمے کا آغاز ان القابات کے ساتھ کرتے ہیں:

هو العلامة، فريد عصره ووحيد دهره، عمدة المؤرّخين، مقصد

[1] الضوء اللامع لأهل القرن التاسع: ترجمة: محمود بن أحمدبن موسى، ج۱۰ ص۱۳۳ [2] الضوء اللامع لأهل القرن التاسع: ترجمة: محمود بن أحمد بن موسى، ج۱۰ ص۱۳۳

الطّالبين قاضي القضاة.

آگے فرماتے ہیں کہ دو زبانوں میں انہیں خوب دسترس تھی، عربی اور ترکی، انہوں نے تفاسیر اور کتب کو اس قدر پڑھا ہے اور سنا کہ اسے شمار نہیں کیا جا سکتا، علم فقہ، تفسیر، حدیث، لغت، نحو، صرف، اور تاریخ میں انہیں خوب مہارت تھی:

وكان فصيحا باللغتين العربية والتركية. وقرأ وسمع ما لا يحصى من الكتب والتفاسير، وبرع في الفقه، والتفسير، والحديث، واللغة، والنحو، والتصريف، والتاريخ.

آگے ان کی تصانیف کا تذکرہ تفصیل کے ساتھ کیا ہے، آخر میں ان الفاظ کے ساتھ ان کے ترجمے کا اختتام کرتے ہیں:

وكان أحد أوعية العلم. ❶

علامہ شوکانی رحمۃ اللہ علیہ (متوفی ۱۲۵۰ھ) علامہ عینی رحمۃ اللہ علیہ کے متعلق فرماتے ہیں:

وبرع فِي جَمِيع هَذِه الْعُلُوم.

نیز فرماتے ہیں کہ آپ کی تصانیف بہت زیادہ ہیں، اور لوگوں نے آپ کی تصانیف سے خوب فائدہ لیا، اور ہر مذہب کے طلبہ نے آپ کے سامنے زانوئے تلمذ طے کئے:

وتصانيفه كَثِيرَة جدا وانتفع بِهِ النَّاس وَأخذ عَنها الطّلبَة من كل مَذْهَب. ❷

علامہ جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ علیہ (متوفی ۹۱۱ھ) نے علامہ عینی رحمۃ اللہ علیہ کا تذکرہ ان القابات کے ساتھ کیا ہے:

وَكَانَ إِمَامًا، عَالما، عَلامَة، عَارِفًا بِالْعَرَبِيَّةِ والتصريف وَغيرهمَا، حَافِظًا

❶ شذرات الذهب في أخبار من ذهب: سنة خمس وخمسين وثمانمائة، ج۹ ص۴۱۸، ۴۱۹ ❷ البدر الطالع: ترجمة: محمود بن أحمد بن موسى، ج۲ ص۲۹۴، ۲۹۵

للغة، كثير الاستِعمَال لحوشيها، سريع الكِتَابَة. ❶

بندے نے مذکورہ بالا جتنے بھی حضرات کے حوالے سے علامہ عینی رحمہ اللہ کا تذکرہ کیا ہے ان میں سے کوئی بھی حنفی نہیں ہے، بلکہ علامہ سخاوی اور علامہ سیوطی رحمہما اللہ شافعی المسلک ہیں، اور علامہ ابن العماد رحمہ اللہ حنبلی ہیں، جبکہ علامہ شوکانی رحمہ اللہ غیر مقلد ہیں۔

علامہ عینی رحمہ اللہ نے امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ کی صحابہ سے روایت کے متعلق باقاعدہ عنوان باندھا: "فيمن رأى أبو حنيفة من الصحابة وروى عنهم" یہ فصل ثالث امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ کی صحابہ سے رؤیت اور روایت کے بارے میں ہے، اس کے بعد علامہ عینی رحمہ اللہ نے امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ کی حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے تین احادیث نقل کیں، ایک حدیث حضرت عبداللہ بن انیس رضی اللہ عنہ کے حوالے سے، ایک حدیث حضرت عبداللہ بن حارث بن جزء الزبیدی رضی اللہ عنہ کے حوالے سے، اور ایک حدیث حضرت عائشہ بنت عجرد رضی اللہ عنہا کے حوالے سے، پھر ان روایات پر اجو اشکالات ہیں تو ان کا علمی طور پر مدلل جواب دیا ہے، آخر میں فرماتے ہیں کہ حضرت انس رضی اللہ عنہ بصرہ میں اور حضرت عبداللہ بن ابی اوفی رضی اللہ عنہ کوفہ میں سکونت پذیر تھے، کوفہ اور بصرہ کے درمیان مسافت کم ہے، لوگوں کے درمیان یہ عادت چلی آ رہی ہے کہ اگر وہ کسی نیک صالح شخص کا تذکرہ سنتے ہیں کہ وہ فلاں جگہ ہیں تو لوگ متعدد شہروں سے دور دراز کا سفر طے کر کے ان کی زیارت وصحبت اور استفادہ کے لئے ان کی خدمت میں پہنچتے ہیں، ان سے ملاقات کے لئے ہر ممکنہ کوشش کی جاتی ہے، اور اس وقت کیا عالم ہوگا جبکہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا کوئی صحابی کسی شہر میں ہو، اور وہاں کے لوگوں نے اسے دیکھا نہ ہو؟ جب کہ شہر بھی قریب ہو، اور وہ ان کی زیارت اور روایت کے

❶ بغية الوعاة في طبقات اللغويين والنحاة: ترجمة: محمود بن أحمد بن موسى، ج۲ ص ۲۷۵

لئے نہ گئے ہوں تو یہ بات عادتاً محال ہے۔ ❶

آج اگر کوئی مستند بزرگ عالم کسی شہر میں آجائے تو لوگوں کا ملاقات کے لئے ایک تانتا بن جاتا ہے، ہر شخص مصافحہ اور زیارت کے لئے ہر ممکنہ کوشش کرتا ہے، جب چودہ صدیوں بعد یہ عالم ہے تو خیر القرون کے دور میں جب کوئی صحابی کسی شہر میں ہو، اور لوگ اس کی زیارت اور استفادہ کے لئے ان کی خدمت میں نہ جائیں تو یہ بات عقلاً ناممکن ہے، آج کے دور میں اگر کوئی بڑا عالم آجاتا ہے تو لوگ اپنی اولاد کو ان کی خدمت میں لے کر جاتے ہیں تاکہ وہ ان کے حق میں خیر و برکت کی دعا کریں، تو پھر جس دور کی خیریت کی پیشن گوئی زبانِ نبوت سے ہو اس دور کا کیا عالم ہوگا۔

علامہ عینی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی مشہور کتاب "عمدة القاري في شرح صحيح البخاری" میں حضرت عبداللہ بن ابی اوفی رضی اللہ عنہ کا جب سند میں تذکرہ آیا تو آپ نے ان کے مختصر احوال بیان کرتے ہوئے فرمایا کہ یہ بیعت رضوان میں شریک تھے، ان سے پچانوے (۹۵) احادیث مروی ہیں، اور صحیح بخاری میں ان سے پندرہ (۱۵) روایات مروی ہیں، یہ کوفہ میں رہائش پذیر صحابہ میں سب سے آخری صحابی ہیں، ان کا انتقال ستاسی (۸۷) ہجری میں ہوا، امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ نے جن سات صحابہ کرام کو پایا ہے ان میں سے ایک یہ بھی ہیں، اس وقت امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کی عمر سات (۷) سال تھی، اشیاء کے درمیان ادراک اور تمیز کے لئے یہ سن کافی ہے:

عبد اللّٰه بن أبي أوفى...من أَصْحَاب بيعَة الرضْوَان، رُوِىَ لَهُ خَمْسَة وَتسْعُونَ حَدِيثا للْبُخَارِيّ خَمْسَة عشر، وَهُوَ آخر من بَقِي من أَصْحَابه

❶ مغاني الأخيار: الفصل الثالث فيمن رأى أبو حنيفة من الصحابة وروى عنهم، ج ۳ ص ۱۲۲ تا ۱۲۶

بِالْكُوفَةِ، مَاتَ سنة سبع وَثَمَانِينَ وَهُوَ أحد الصَّحَابَة السَّبْعَة الَّذين أدركهم أَبُو حنيفَة سنة ثَمَانِين، وَكَانَ عمره سبع سِنِين، سنّ التَّمْيِيز والإدراك من الأَشْيَاء. ❶

اسی طرح علامہ عینی رحمۃ اللہ علیہ "باب متى يحل المعتمر" کے تحت سند میں جب حضرت عبداللہ بن ابی اوفی رحمۃ اللہ علیہ کا تذکرہ آیا تو فرماتے ہیں:

وَهُوَ أحد من روى عَنهُ أَبُو حنيفَة رَضِي الله تَعَالَى عَنهُ، وَلَا يلْتَفت إِلَى قَول الْمُنكر المتعصب. ❷

حضرت عبداللہ بن ابی اوفی رضی اللہ عنہ ان صحابہ میں سے ایک ہیں جن سے امام ابوحنیفہ نے (حدیث) روایت کی ہے، اور کسی منکر متعصب شخص کی بات کی طرف التفات نہ کیا جائے۔

علامہ عینی رحمۃ اللہ علیہ نے کتنی صراحت کے ساتھ نقل کیا ہے کہ امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت عبداللہ بن ابی اوفی رحمۃ اللہ علیہ سے روایت حدیث کی ہے، اور یہ بھی بتلا دیا کہ اس کا انکار متعصب شخص ہی کرسکتا ہے۔ علامہ عینی رحمۃ اللہ علیہ نے شرح بخاری میں جہاں کہیں بھی سند میں حضرت عبداللہ بن ابی اوفی رضی اللہ عنہ کا ذکر آیا ہے تو وہاں آپ نے مختصراً اس بات کی وضاحت کی ہے، مثلاً:

وَهَذَا هُوَ أحد من رَوَاهُ أَبُو حنيفَة الإِمَام، رَضِي الله تَعَالَى عَنهُ. ❸

وَعبد الله بن أبي أوفى وَهُوَ آخر من مَاتَ بِالْكُوفَةِ من الصَّحَابَة، وَهُوَ من جملَة من رَآهُ أَبُو حنيفَة من الصَّحَابَة، رَضِي الله تَعَالَى عَنْهُم. ❹

❶ عمدة القاري: كتاب الزكاة، باب صلاة الإمام ودعائه لصاحب الصدقة، ج ۹ ص ۹۵

❷ عمدة القاري: كتاب الحج، باب متى يحل المعتمر، ج ۱۰ ص ۱۲۸

❸ كتاب الصوم: باب الصوم في السفر والإفطار، ج ۱۱ ص ۴۲

❹ عمدة القاري: كتاب البيوع، باب مايكره من الحلف، ج ۱۱ ص ۲۰۶

وَهُوَ آخر من مَاتَ بِالْكُوفَةِ من الصَّحَابَة. رَوَاهُ أَبُو حنيفَة، رَضِي اللّٰه تَعالَى عَنهُ. ❶

## ۲۰.....علامہ جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ علیہ (متوفی ۹۱۱ھ) کی تصریح

علامہ جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ علیہ ۸۴۹ھ قریہ سیوط میں پیدا ہوئے جو دریائے نیل کے مضافات میں واقع ہے، ۸ سال کی عمر میں آپ نے قرآن کریم حفظ کیا، جن اساتذہ وشیوخ سے جملہ علوم اسلامیہ یعنی تفسیر، حدیث، فقہ، اصول فقہ، تاریخ، معانی وادب وغیرہ میں تعلیم حاصل کی ان کا تذکرہ آپ نے اپنی کتاب ''حسن المحاضرة في أخبار مصر والقاهرة'' ج ۱ ص ۳۳۶ تا ۳۴۳ میں کیا ہے۔

اربابِ سیر اور تذکرہ نگاروں نے آپ کے علمی تبحر اور فضل وکمال کا اعتراف کیا ہے اور لکھا ہے کہ شیخ جلال الدین عبدالرحمٰن اپنے عہد کے نہایت باکمال ائمہ فن میں سے تھے، فطرت کی طرف سے ان کی ذات میں بہت سی خوبیاں ودیعت کی گئی تھیں۔ درس وتدریس، تصنیف وتالیف، افتاء وقضاء اور رشد وہدایت میں انہیں کمال حاصل تھا۔ وہ نامور اور بلند پایہ مفسر، محدث، فقیہ، ادیب، شاعر، مؤرخ اور لغوی ہی نہ تھے بلکہ اپنے دور کے مجدد بھی تھے۔

علامہ جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ علیہ نے عنوان قائم کیا ''ذكر ما روى الإمام أبو حنيفة عن الصحابة رضي الله عنهم'' پھر اس کے تحت امام ابو معشر طبری رحمۃ اللہ علیہ کا پورا وہ جزء نقل کیا ہے جس میں انہوں نے امام صاحب کی صحابہ سے روایات حدیث نقل کی ہیں، پھر ہر روایت نقل کرنے کے بعد روایت کا درجہ متعین کیا ہے اور فنِ حدیث اور اصولِ حدیث کے اعتبار سے گفتگو بھی کی ہے، اور دیگر کتب حدیث میں اگر وہ روایت موجود ہے تو اس کی نشاندہی بھی کی ہے، اگر علامہ سیوطی رحمۃ اللہ علیہ امام صاحب کی صحابہ سے روایتِ حدیث کے قائل

❶عمدة القاري: كتاب الطلاق، باب الإشارة في الطلاق، ج ۲۰ ص ۲۸۸

نہ ہوتے تو کبھی اس جزء کو نقل نہ کرتے۔ نیز آپ فرماتے ہیں کہ امام صاحب کی صحابہ سے مروی روایات کی اسانید پر ضعف کا الزام ہے، عدم صحت اور بطلان کا اعتراض نہیں ہے، اور ضعیف روایت کو نقل کرنا جائز ہے اور اس پر روایت کا اطلاق کرنا بھی جائز ہے:

وحاصل ما ذكره هو وغيره الحكم على أسانيد ذلك بالضعف وعدم الصحة لا بالبطلان، وحينئذٍ فسهل الأمر في إيرادها لأن الضعيف يجوز روايته ويطلق عليه أنه وارد كما صرّحوا.❶

## ۲۱.....علامہ محمد بن یوسف صالحی شافعی رحمۃ اللہ علیہ (متوفی ۹۴۲ھ) کی تصریح

علامہ محمد بن یوسف صالحی شافعی رحمۃ اللہ علیہ کی جلالتِ شان، آپ کا علمی فضل وکمال، سیرت پر آپ کی لاجواب تصنیف "سبل الهدى والرشاد في سيرة خير العباد" جو تقریبا ایک ہزار کتابوں کے مطالعے سے ماخوذ ہے، آپ کی شخصیت واخلاق، ذوق عبادت، یتیموں کی کفالت، اہل ثروت دنیادار حکمرانوں اور ان کے حاشیہ نشینوں سے استغناء کا حال آپ کے ہم عصر علامہ عبدالوہاب شعرانی رحمۃ اللہ علیہ (متوفی ۹۷۳ھ) کی زبانی سنئے:

قال العلامة الشعراني في ذيله على طبقاته ما نصه: ومنهم الأخ الصّالح العالم الزاهد، الشيخ شمس الدّين محمد الشّامي المتمسك بالسّنة المحمدية، نزيل التربة البرقوقية، وكان عالما، صالحا، مفنّنا في العلوم، وألّف السيرة النبوية المشهورة التي جمعها من ألف كتاب، وأقبل الناس على كتابتها ومشى فيها على أنموذج لم يسبق إليه أحد. كان عزبا لم يتزوج قطّ، وإذا قدم عليه المضيف يعلّق القدر ويطبخ له. كان حلو

❶ تبييض الصحيفة بمناقب الإمام أبي حنيفة: ذكر ما روى الإمام أبو حنيفة عن الصحابة رضي الله عنهم، ص ٢٦

المنطق، مهيب النظر، كثير الصيام والقيام، بت عنده الليالي فما كنت أراه ينام في الليل إلا قليلا. كان إذا مات أحد من طلبة العلم وخلّف أولادا قاصرين وله وظائف يذهب إلى القاضي ويتقرر فيها ويباشرها ويعطى معلومها للأيتام حتّى يصلحوا للمباشرة. كان لا يقبل من مال الولاة وأعوانهم شيئا، ولا يأكل من طعامهم. ❶

علامہ شعرانی اپنی کتاب ''الطبقات الکبریٰ'' کے ذیل میں فرماتے ہیں کہ ہمارا صالح بھائی، عالم، زاہد، شیخ شمس الدین محمد شامی جو کہ سنت محمدی کے متبع، اور سرزمین برقوقیہ کے ساکن تھے، وہ عالم صالح اور علم میں پختہ شخص تھے، انہوں نے ایک ہزار کتابوں سے مواد لے کر سیرت کی مشہور کتاب لکھی، بہت سے لوگوں نے ان کی اس تصنیف کی کتابت میں دلچسپی لی، انہوں نے اپنی اس تصنیف میں ایسا انوکھا انداز اختیار کیا ہے جو ان سے پہلے کسی اور نے نہیں اختیار کیا، تاحیات وہ غیر شادی شدہ رہے، ان کے پاس جب کوئی مہمان آتا تو وہ فوراً ہانڈی چولہے پر چڑھا دیتے، اور اس کے لئے کھانا تیار کرتے، ان کی گفتگو شیریں ہوا کرتی تھی، رات کو اللہ کے ہاں مصلے پر کھڑے دکھائی دیتے، میرا ان کے ہاں کئی راتوں تک قیام رہا، میں نے انہیں رات کو بہت کم سوتے دیکھا، طلبہ میں سے جب کسی کا انتقال ہو جاتا اور وہ اپنے پیچھے چھوٹے بچے چھوڑ جاتا تو علامہ شامی قاضی کے پاس جاتے اور اپنے وظائف لے کر اس طالب علم کے یتیم بچوں میں تقسیم کر دیتے، اس کے بعد وہ ان وظائف کو انہیں کے نام سے جاری کروا دیتے، حکمرانوں اور ان کے حاشیہ نشینوں کا ہدیہ قبول نہ کرتے، اور نہ ہی ان کی دعوت قبول کرتے تھے۔

❶ شذرات الذهب في أخباء من ذهب: سنة اثنتين وأربعين وتسعمائة، ج ١٠ ص ٣٥٣، ٣٥٤

یہی علامہ محمد بن یوسف صالحی رحمۃ اللہ علیہ نے امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے مناقب پر مستقل ایک کتاب تصنیف فرمائی، "عقود الجمان في مناقب الإمام الأعظم أبي حنيفة النعمان" اس میں آپ کے خصائص بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

إنه رأى بعض الصحابة وسمع منهم. ❶

امام ابوحنیفہ نے بعض صحابہ کو دیکھا ہے اور ان سے احادیث کی سماعت بھی کی۔

علامہ صالحی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی شہرۂ آفاق کتاب "سبل الهدى والرشاد في سيرة خير العباد" میں مرکزی عنوان قائم کیا "أبواب معجزاته صلى الله عليه وسلم فيما أخبر به من الكوائن بعده فكان كما أخبر" یعنی آپ کے ان معجزات کا تذکرہ جس میں آپ نے زمانہ مستقبل کے متعلق کسی بات کی خبر دی اور وہ اسی طرح ہوا جیسے آپ نے بتلایا تھا۔ اس عنوان کے تحت انہوں نے چوراسی (۸۴) ابواب قائم کر کے مختلف معجزات کا ذکر کیا، تو ترپن (۵۳) نمبر باب میں عنوان قائم کیا "الباب الثالث والخمسون في إشارته صلى الله عليه وسلم إلى وجود الإمام أبي حنيفة والإمام مالك والإمام الشافعي رحمهم الله" یعنی احادیث میں وہ بشارتیں جس میں امام ابوحنیفہ، امام مالک، اور امام شافعی رحمہم اللہ کے آنے کی طرف اشارہ تھا۔

الحمدللہ جو آپ نے پیشن گوئی کی تھی وہ ہو بہو پوری ہوئی، آپ نے فرمایا تھا: لو كان الإيمان عند الثريا لناله رجال من هؤلاء. ❷

علامہ صالحی رحمۃ اللہ علیہ نقل کرتے ہیں کہ میرے شیخ (علامہ جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ علیہ) نے فرمایا کہ (امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کی) بشارت اور فضیلت میں یہ حدیث بالکل صحیح ہے اس پر اعتماد

❶ عقود الجمان في مناقب الإمام الأعظم أبي حنيفة النعمان: الباب التاسع، ص ۱۸۰

❷ صحيح بخاری: كتاب فضائل الصحابة، باب فضل فارس، ج ۴ ص ۱۹۷۲، رقم الحديث: ۲۵۴۶

کیا جائے گا، آپ کی فضیلت کے لئے موضوع روایت کی ضرورت نہیں ہے، علامہ صالحی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ ہمارے شیخ نے یقین کے ساتھ کہا کہ اس حدیث کے مصداق امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ ہیں، اور اس میں کوئی شک نہیں ہے، اس لئے کہ ابناء فارس میں سے کوئی بھی ان کے علمی مقام کو نہیں پہنچ سکا:

قال الشيخ رحمه الله تعالى: فهذا أصل صحيح يعتمد عليه في البشارة والفضيلة، ويستغنى به عن الخبر الموضوع. انتهى. وما جزم به شيخنا من أن الإمام أبا حنيفة رضى الله عنه هو المراد من هذا الحديث السابق ظاهر لا شك فيه، لأنه لم يبلغ من أبناء فارس في العلم مبلغه، ولا مبلغ أصحابه. ❶

## ۲۲.....امام ابن حجر مکی شافعی رحمۃ اللہ علیہ (متوفی ۹۷۳ھ) کی تصریح

امام ابن حجر ہیتمی رحمۃ اللہ علیہ نے امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ کا حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ کے علاوہ متعدد صحابہ کرام سے سماع کرنا بیان کیا ہے۔ جن میں سے امام ہیتمی رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت عمرو بن حُریث۔ حضرت عبداللہ بن اُنیس، حضرت عبداللہ بن ابی اوفی اور حضرت واثلہ بن اسقع رضی اللہ عنہم سے امام اعظم کے سماع حدیث پر وارد اعتراضات کے جوابات دیئے ہیں۔

نیز امام ہیتمی رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت ابوطفیل عامر بن واثلہ، حضرت سہل بن ساعد الساعدی، حضرت سائب بن خلاّد بن سُوید، حضرت سائب بن یزید بن سعید، حضرت عبداللہ بن بُسر اور حضرت محمود بن ربیع رضی اللہ عنہم کے صرف سنین وصال درج کرنے پر اکتفاء کیا، نیز آپ اس بحث کے آخر میں فرماتے ہیں کہ محدثین کا قاعدہ ہے کہ اتصال کا راوی ارسال وانقطاع

❶ سبل الهدى والرشاد في سيرة خير العباد: أبواب معجزات النبي ﷺ، الباب الثالث والخمسون، ج١٠ ص١١٦

کے راوی پر مقدم ہوتا ہے، اس لئے کہ اتصال کا راوی جو روایت نقل کرتا ہے اس میں زیادتی علم یعنی ایک نئی بات کا اضافہ ہوتا ہے، یہ بات تائید کرتی ہے علامہ عینی رحمۃ اللہ علیہ کے قول کی، پس اس بات کو خوب یاد رکھو یہ نہایت اہم بات ہے:

وقاعدة المحدثين أن راوي الاتصال مقدم على راوي الإرسال والانقطاع لأن معه زيادة علم تؤيد ما قاله العيني فاحفظ ذلك فانه مهم۔ (1)

## ۲۳..... محدث کبیر ملا علی قاری رحمۃ اللہ علیہ (متوفی ۱۰۱۴ھ) کی تصریح

مجدد مائۃ عاشرہ شارح مشکوۃ محدث کبیر ملا علی قاری رحمۃ اللہ علیہ جن کے ترجمے کا آغاز علامہ عبدالملک بن حسین عصامی مکی رحمۃ اللہ علیہ (متوفی ۱۱۱۱ھ) ان الفاظ میں کرتے ہیں:

الجَامِع للعلوم العَقْلِيَّة والنقلية والمتضلع من السّنة النَّبَوِيَّة أحد جَمَاهِير الْأَعْلَام ومشاهير أولى الحِفْظ والأفهام۔ (2)

علامہ محمد امین بن فضل اللہ المحبی رحمۃ اللہ علیہ (متوفی ۱۱۱۱ھ) نے ملا علی قاری رحمۃ اللہ علیہ اور امام شہاب الدین رملی رحمۃ اللہ علیہ کو اپنے صدی کا مجدد قرار دیا ہے۔ (3)

علامہ شوکانی رحمۃ اللہ علیہ (متوفی ۱۲۵۰ھ) نے ملا علی قاری رحمۃ اللہ علیہ کو مجتہد قرار دیتے ہوئے فرمایا کہ مجتہد کی شان یہ ہوتی ہے کہ جو ادلہ صحیحہ کی مخالفت کرے وہ اس کو بیان کرے اور اس پر اعتراض کرے، چاہے اس کے کہنے والا کوئی بڑا آدمی ہو یا چھوٹا ہو (علم و مرتبہ کے اعتبار سے):

(1) الخيرات الحسان في مناقب الإمام الأعظم أبي حنيفة النعمان: الفصل السادس، ۳۳ تا ۳۶ (2) سمط النجوم العوالي في أنباء الأوائل والتوالي: ترجمة: علي القاري بن سلطان، ج۴ ص ۴۰۲ (3) خلاصة الأثر في أعيان القرن الحادي عشر: ترجمة: علي بن محمد القاری، ج۳ ص ۱۸۵

وَأَقُولُ هَذَا دَلِيلُ عَلى علو مَنْزِلَته فان المُجْتَهد شَأنه أَن يبين مَا يُخَالِف الأَدِلَّة الصَّحِيحَة ويعترضه سَوَاء كَانَ قَائِله عَظِيما أَو حَقِيرًا. ❶

یہی ملا علی قاری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ قابل اعتماد بات یہ ہے کہ امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کا صحابہ سے روایت کرنا ثابت ہے:

وقد ثبت رؤيته بعض الصحابة واختلف في روايته عنهم والمعتمد ثبوتها. ❷

امام ابوحنیفہ کا بعض صحابہ کو دیکھنا ثابت ہے، البتہ آپ کا صحابہ سے روایت حدیث کرنا مختلف فیہ ہے، لیکن قابل اعتماد بات یہ ہے کہ آپ کا ان سے روایت حدیث کرنا ثابت ہے۔

ملا علی قاری رحمۃ اللہ علیہ نے اس بحث کا فیصلہ دو جملوں میں کر دیا، جو سمندر کو کوزے میں بند کر دینے کے مترادف ہے:

قِيلَ: وَلَمْ يَلْقَ أَحَدًا مِنهُمْ. قُلْتُ: لَكِنْ مَنْ حَفِظَ حُجَّةٌ عَلَى مَنْ لَمْ يَحْفَظْ، وَالْمُثْبِتُ مُقَدَّمٌ عَلَى النَّافِي. ❸

بعض نے کہا کہ امام ابوحنیفہ کی ان میں سے کسی صحابی سے ملاقات نہیں ہوئی، میں کہتا ہوں (ملا علی قاری) جس نے یاد رکھا اس کی بات حجت ہے اس پر جس نے یاد نہ رکھا، اور ثابت کرنے والا نفی کرنے والے پر مقدم ہے۔

## ۲۴.....امام محمد بن علی بن محمد حصکفی رحمۃ اللہ علیہ (متوفی ۱۰۸۸ھ) کی تصریح

امام محمد بن علی بن محمد المعروف حصکفی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ یہ بات درست ہے کہ امام

❶ البدر الطالع :ترجمة:الشيخ ملاعلى قارى بن سلطان، ج ۱ ص ۴۴۵،۴۴۶

❷ ذيل الجواهر المضية في طبقات الحنفية: ج ۲ ص ۵۳۴ ❸ مرقاة المفاتيح شرح مشكاة المصابيح :مقدمه،ترجمة:النعمان بن ثابت، ج ۱ ص ۷۸

ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ نے سات صحابہ سے حدیث کا سماع کیا ہے:

وَصَحَّ أَنَّ أَبَا حَنِيفَةَ سَمِعَ الْحَدِيثَ مِنْ سَبْعَةٍ مِنَ الصَّحَابَةِ. ❶

## ۲۵.....امام ابن عماد حنبلی رحمۃ اللہ علیہ (متوفی ۱۰۸۹ھ) کی تصریح

امام عبدالحئی بن احمد حنبلی المعروف ابن عماد رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

وذكر الحافظ العامري في تأليفه الرياض المستطابة وكذلك ملخصه صالح ابن صلاح العلائي، ومن خطه نقلت: أن الإمام أبا حنيفة رأى عبد الله بن الحارث بن جزء وسمع منه قوله: من تفقه في دين الله كفاه الله همه ورزقه من حيث لا يحتسب. ❷

(اس تحقیق کو) حافظ عامری نے اپنی تالیف "الرياض المستطابة" میں ذکر کیا ہے جس کی صالح بن صلاح علائی نے تلخیص کی ہے۔ میں نے انہی کے خط سے (اس تحقیق کو) نقل کیا ہے کہ بے شک امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت عبداللہ بن حارث بن جزء رضی اللہ عنہ کو دیکھا، اور ان سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ فرمان سنا: جو شخص اللہ تعالیٰ کے دین میں تفقہ (سمجھ بوجھ) حاصل کرتا ہے اللہ تعالیٰ اس کے غموں کو کافی ہو جاتا ہے، اور اس کو وہاں سے رزق دیتا ہے جہاں سے وہ سوچ بھی نہیں سکتا۔

## علامہ شیخ محمد حسن السنبلی رحمۃ اللہ علیہ (متوفی ۱۳۰۵ھ) کی تحقیق

علامہ شیخ محمد حسن السنبلی رحمۃ اللہ علیہ نے مسند امام اعظم کی ایک لاجواب شرح لکھی "تنسيق النظام في مسند الإمام" کے نام سے یہ شرح اب مسند امام اعظم کے متداول نسخوں پر حاشیے کی صورت میں موجود ہے، اس کے شروع میں ایک مقدمہ ہے، جس میں امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے احوال ومناقب اور مسند کے رواۃ کا تفصیلی تذکرہ ہے، اس میں امام

---

❶ الدر المختار: مقدمة، ج ۱ ص ۱۵۲ ❷ شذرات الذهب: سنة خمسين ومائة، ج ۲ ص ۲۳۰

سنبلی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ امام صاحب کی صحابہ سے روایت حدیث ارباب انصاف کے نزدیک چند وجوہ سے ثابت ہے۔

پہلی وجہ یہ ہے کہ امام خوارزمی رحمۃ اللہ علیہ نے نقل کیا ہے کہ علماء کا اتفاق ہے کہ امام صاحب نے صحابہ سے روایت حدیث کی ہے، البتہ اختلاف تعداد میں ہے بعض نے کہا کہ سات یا چھ یا پانچ صحابہ اور ایک صحابیہ سے۔ دوسری وجہ یہ ہے کہ ابومعشر عبدالکریم شافعی رحمۃ اللہ علیہ نے امام صاحب کی صحابہ سے مرویات پر مستقل ایک رسالہ لکھا، اور اس میں روایات پر کوئی جرح نہیں کی ہے۔ تیسری وجہ یہ ہے کہ زیادہ سے زیادہ یہ کہا جائے گا کہ روایات کی اسناد ضعف سے خالی نہیں ہیں جیسا کہ حافظ ابن حجر رحمۃ اللہ علیہ نے کہا، علماء نے تصریح کی ہے کہ فضائل اعمال اور مناقب میں ضعیف روایات پر عمل کرنا جائز ہے، اور یہ بات علماء کے ہاں معمول ومقبول ہے۔ چوتھی وجہ یہ ہے کہ علامہ عینی رحمۃ اللہ علیہ نے صحابہ سے روایت حدیث کو ثابت کیا ہے۔ پانچویں وجہ یہ ہے کہ اصحاب ابی حنیفہ نے امام صاحب کے سماع کو ثابت کیا ہے، علامہ کردری، امام طاہر، شیخ عبدالحق محدث دہلوی وغیرہم ان کے علاوہ ثقہ، حفاظ حدیث، ائمہ مجتہدین اس بات کے قائل ہیں، مشہور عربی مقولہ ہے، ''صاحب البيت أدری بما فيه'' لہٰذا امام صاحب کی روایت کا مسئلہ بھی ائمہ حنفیہ ہی زیادہ جانتے ہیں۔ [1]

ائمہ کرام کی درج بالا تصریحات سے معلوم ہوا کہ امام اعظم ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ صحابہ کرام کی زیارت کر کے نہ صرف شرف تابعیت سے بہرہ ور ہوئے بلکہ آپ نے صحابہ سے براہ راست احادیث مبارکہ بھی روایت کیں، ایک منصف مزاج شخص کے لئے اس قدر اکابر اہل علم حضرات کی تصریحات کافی ہیں۔

[1] تنسيق النظام في مسند الإمام بحاشية مسند الإمام الأعظم: مقدمة: ص ١١، الناشر: المیزان ناشران وتاجران کتب لاہور

## امام اعظم کی حضرت عائشہ بنت عجرد سے روایت حدیث پر اعتراضات اوران کے جوابات

سید الحفاظ امام الجرح والتعدیل یحیی بن معین رحمۃ اللہ علیہ (متوفی ۲۳۳ھ) نے امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کا سماع صراحت کے ساتھ حضرت عائشہ بنت عجرد رضی اللہ عنہا سے نقل کیا ہے، اوران کا سماع صراحت کے ساتھ آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے نقل کیا ہے، آپ کا مقام اس فن میں بعد میں آنے والے تمام ائمہ جرح وتعدیل سے بڑھ کر ہے لہذا آپ ہی کا قول معتبر ہوگا۔

حضرت عائشہ بنت عجرد رضی اللہ عنہا کی صحابیت کے بارے میں جن حضرات نے شبہ کا اظہار کیا ہے، ان میں امام دارقطنی ،امام ذہبی، حافظ ابن حجر رحمہم اللہ ہیں، ان حضرات کے شبہ کی بنیاد امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ (متوفی ۲۰۴ھ) کی طرف منسوب یہ قول ہے کہ حضرت عائشہ بنت عجرد رضی اللہ عنہا معروف نہیں ہیں۔

بندہ نے امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کی ''کتاب الأم'' میں کافی تلاش کیا لیکن مجھے اب تک اس اصل ماخذ میں امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کا یہ قول نہیں ملا۔

امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کے اس قول کو امام بیہقی رحمۃ اللہ علیہ (متوفی ۴۵۸ھ) نے نقل کیا ہے، امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ مس ذکر کی بحث میں الزامی جواب دیتے ہوئے یہ کہا کہ فریق مخالف ہم پر یہ الزام لگارہے ہیں کہ ہم نے بسرہ بنت صفوان رضی اللہ عنہا کی روایت سے استدلال کیا ہے، اوروہ معروف نہیں ہیں، حالانکہ جن روایات سے فریق مخالف استدلال کررہا ہے اس میں عثمان بن راشد رحمۃ اللہ علیہ اور عائشہ بنت عجرد رضی اللہ عنہا ہیں، اور یہ دونوں بھی اپنے شہروں میں معروف نہیں ہیں، (یعنی جو اعتراض وہ ہمیں دے رہے ہیں وہ ان کی اپنی روایات پر بھی ہے):

قَالَ الشَّافِعِيُّ: أَثَرُهُ الَّذِي يَعْتَمِدُ عَلَيْهِ عُثْمَانُ بْنُ رَاشِدٍ، عَنْ عَائِشَةَ بِنْتِ

عَجْرَدٍ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ وَزَعَمَ أَنَّ هَذَا الْأَثَرَ ثَابِتٌ يُتْرَكُ لَهُ الْقِيَاسُ وَهُوَ يَعِيبُ عَلَيْنَا أَنْ نَأْخُذَ بِحَدِيثِ بُسْرَةَ بِنْتِ صَفْوَانَ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، وَعُثْمَانُ وَعَائِشَةُ غَيْرُ مَعْرُوفَيْنِ بِبَلَدِهِمَا. ❶

امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کی عبارت کو حافظ ابن حجر عسقلانی رحمۃ اللہ علیہ (متوفی ۸۵۲ھ) نے بھی ان الفاظ میں نقل کیا ہے:

وقد قال الشافعي في الأم لما احتج بحديث بسرة بنت صفوان في الوضوء من مس الذكر روينا قولنا من غير بسرة والذى يعيب علينا الرواية عن بسرة يروى عن عائشة بنت عجرد وغيرها من النساء اللواتي لسن بمعروفات ويحتج برواياتهن ويضعف حديث بسرة مع سابقتها وقدم هجرتها. ❷

امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ نے ''کتاب الأم'' میں کتاب الوضوء کے تحت باب مس ذکر میں بسرہ بنت صفوان کی روایت سے استدلال کرتے ہوئے کہا کہ ہم نے اپنے اس قول کو حضرت بسرہ کے علاوہ دیگر لوگوں سے بھی روایت کیا ہے، وہ لوگ جو ہمیں حضرت بسرہ سے روایت کرنے پر عیب لگاتے ہیں وہ عائشہ بنت عجرد اور ان جیسی دیگر خواتین سے جو معروف نہیں ہیں روایت کرتے ہیں، اور پھر ان کی روایتوں سے حجت قائم کرتے ہیں اور بسرہ کی حدیث کو ان کی سابقیت اور قدیم الہجرت ہونے کے باوجود ضعیف ٹھہراتے ہیں۔

امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کی اس عبارت میں کہیں بھی ان کی صحابیت کا انکار نہیں کیا ہے، صرف الزامی جواب دیتے ہوئے کہا کہ حضرت عائشہ بنت عجرد رضی اللہ عنہا معروف نہیں ہیں، لیکن امام

❶ السنن الكبرى: كتاب الطهارة، باب فرض الغسل، ج ۱ ص ۲۷۷، رقم الحديث: ۸۵۰ ❷ لسان الميزان: حرف العين، من اسمه عائشة، ترجمة: عائشة بنت عجرد، ج ۳ ص ۲۲۷

شافعی رحمۃ اللہ علیہ کے ان کو نہ جاننے سے یہ لازم نہیں آتا کہ وہ صحابیہ ہی نہ ہوں، اصول حدیث کا مسلم قاعدہ ہے کہ اگر کسی راوی سے دو ثقہ حضرات روایات کریں تو اس کی جہالت ختم ہو جاتی ہے، امام دارقطنی رحمۃ اللہ علیہ (متوفی ۳۸۵ھ) فرماتے ہیں اگر کسی راوی سے دو ثقہ حضرات روایت کریں تو اس کی جہالت ختم ہو جاتی ہے اور اس کی عدالت ثابت ہو جاتی ہے:

مَنْ رَوَى عَنْهُ ثِقَتَانِ فَقَدِ ارْتَفَعَتْ جَهَالَتُهُ وَثَبَتَتْ عَدَالَتُهُ. ❶

علامہ ابن عبدالبر مالکی رحمۃ اللہ علیہ (متوفی ۴۶۳ھ) فرماتے ہیں کہ اگر کسی راوی سے تین آدمی اور یہ بھی کہا گیا کہ دو آدمی روایت کریں تو وہ مجہول نہیں ہے:

رَوَى عَنْهُ ثَلَاثَةٌ وَقَدْ قِيلَ رَجُلَانِ فَلَيْسَ بِمَجْهُولٍ. ❷

علامہ عبدالحی لکھنوی (متوفی ۱۳۰۴ھ) فرماتے ہیں کہ اکثر اہلِ علم کے نزدیک اگر دو شخص مجہول العین سے روایت کرلیں تو اس کی جہالت ختم ہو جاتی ہے:

إن جهالة العين ترتفع برواية اثنين عنه هذا عند الأكثر. ❸

مزید اہل علم کے اقوال کے لئے "الرفع والتکمیل" میں "المرصد الرابع" ایقاظ نمبر ۱۳ کے تحت دیکھیں۔

حضرت عائشہ بنت عجرد رضی اللہ عنہا سے روایت کرنے والے دو ثقہ حضرات ہیں، امام ابوحنیفہ اور عثمان بن راشد رحمۃ اللہ علیہ، نیز حضرت عثمان بن راشد رحمۃ اللہ علیہ سے امام ابوحنیفہ اور سفیان ثوری رحمۃ اللہ علیہ جیسے دو جلیل القدر ائمہ روایت کرتے ہیں۔

حضرت عثمان بن راشد رحمۃ اللہ علیہ سے ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ نے جو روایت نقل کی ہے اسے امام

❶ فتح المغیث: معرفة من تقبل روايته ومن ترد، الاختلاف في المجهول، ج ۲ ص ۵۴ ❷ الاستذکار: كتاب الطهارة، باب جامع الوضوء، ج ۱ ص ۱۸۰

❸ الرفع والتكميل: المرصد الرابع، إيقاظ ۱۳، ص ۲۴۸

دار قطنی رحمۃ اللہ علیہ (متوفی ۳۸۵ھ) نے نقل کیا ہے۔ دیکھئے: ❶

اسی طرح حضرت عثمان بن راشد رحمۃ اللہ علیہ سے امام سفیان ثوری رحمۃ اللہ علیہ نے بھی روایت نقل کی، دیکھئے: ❷

مذکورہ بالا دونوں روایتوں میں حضرت عائشہ بنت عجرد رضی اللہ عنہا سے حضرت عثمان رحمۃ اللہ علیہ براہ راست نقل کررہے ہیں اوران سے دو جلیل القدر امام، امام ابوحنیفہ اورامام سفیان ثوری رحمہما اللہ نقل کررہے ہیں، امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے براہ راست بھی روایت نقل کی ہے، جیسا کہ امام یحییٰ بن معین رحمۃ اللہ علیہ نے نقل کیا، اورحضرت عثمان رحمۃ اللہ علیہ کے واسطے سے بھی۔

امام ابن ابی حاتم رازی رحمۃ اللہ علیہ (متوفی ۳۲۷ھ) نے حضرت عثمان بن راشد رحمۃ اللہ علیہ سے نقل کرنے والوں میں امام ابوحنیفہ، امام سفیان ثوری رحمہما اللہ دونوں کا ذکر کیا ہے، امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے صاحبزادے حماد بن ابی حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے ترجمہ میں ذکر کیا ہے کہ یہ اپنے والد سے اوروہ عثمان بن راشد رحمۃ اللہ علیہ سے اوروہ حضرت عائشہ بنت عجرد رضی اللہ عنہا سے، دیکھئے: ❸

امام ابن ابی حاتم رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت عثمان بن راشد رحمۃ اللہ علیہ کے حالات میں نقل کیا کہ ان سے امام سفیان ثوری رحمۃ اللہ علیہ نقل کرتے ہیں:

عثمان بن راشد السلمي روى عن عائشة بنت عجرد روى عنه الثورى. ❹

امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کی حضرت عثمان بن راشد رحمۃ اللہ علیہ سے اوران کی حضرت عائشہ بنت عجرد رضی اللہ عنہا سے مروی روایت امام ابویوسف رحمۃ اللہ علیہ (متوفی ۱۸۲ھ) نے ''کتاب الآثار'' میں نقل

---

❶ سنن دارقطني: كتاب الطهارة، باب ماروى في المضمضة والاستنشاق، ج ۱ ص ۲۰۸، رقم الحديث: ۴۱۳ ❷ سنن دارقطني: كتاب الطهارة، باب ماجاء في المضمضة والاستنشاق، ج ۱ ص ۲۰۸، رقم الحديث: ۴۱۲

❸ الجرح والتعديل: باب الحاء، حماد، ج ۳ ص ۱۴۹

❹ الجرح والتعديل: باب العين، عثمان، ج ۶ ص ۱۴۹

کی ہے۔ دیکھئے: ❶

امام عثمان بن راشد رحمہ اللہ ثقہ ہیں، امام ابن حبان رحمہ اللہ (متوفی ۳۵۴ھ) نے ان کا ذکر اپنی کتاب "الثقات" میں کیا، اور یہ بھی نقل کیا کہ یہ حضرت عائشہ بنت عجرد رضی اللہ عنہا سے روایت کرتے ہیں، اوران سے امام سفیان ثوری رحمہ اللہ روایت کرتے ہیں:

عُثْمَان بن رَاشد السَلمِی من أهل الْكُوفَة يَرْوِی عَن عَائِشَة بنت عجرد روى عنه سُفْيَان بن سعيد الثَّوْرِی. ❷

حافظ ابن حجر رحمہ اللہ (متوفی ۸۵۲ھ) نے امام عثمان بن راشد رحمہ اللہ کا ترجمہ نقل کرتے ہوئے فرمایا کہ میں کہتا ہوں کہ امام ابن حبان رحمہ اللہ نے انہیں ثقات میں ذکر کیا ہے:

قلت: ذكر ابن حبان في الثقات. ❸

معلوم ہوا امام عثمان بن راشد رحمہ اللہ بھی ثقہ ہیں اوران سے نقل کرنے والے دو امام یعنی امام ابوحنیفہ اور امام سفیان ثوری رحمہ اللہ بھی ثقہ ہیں، اوران دونوں اماموں کا حضرت عثمان بن راضد رحمہ اللہ سے روایت کرنا بھی ثابت ہے، خلاصہ یہ ہے کہ امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ نے حضرت عائشہ بنت عجرد رضی اللہ عنہا سے براہ راست بھی روایت نقل کی ہے اور حضرت عثمان بن راشد رحمہ اللہ کے واسطے سے بھی۔ اب ثبوتِ روایت کے بعد اس روایت پر اعتراضات اور جوابات کی طرف آتے ہیں۔

امام دارقطنی رحمہ اللہ نے حضرت عائشہ بنت عجرد رضی اللہ عنہا کی روایت پر دو اعتراض کیے:

۱.....حضرت عائشہ بنت عجرد رضی اللہ عنہا سے اس حدیث کے علاوہ کوئی دوسری روایت مروی نہیں۔

❶ كتاب الآثار: باب الغسل من الجنابة، ص ۱۳ رقم: ۵۹

❷ الثقات: باب العين، ترجمة: عثمان بن راشد، ج۷ ص ۱۹۶

❸ تعجيل المنفعة: حرف العين، ترجمة: عثمان بن راشد، ج ۲ ص ۵

۲.....حضرت عائشہ بنت عجرد رضی اللہ عنہا سے حجت نہیں پکڑی جا سکتی۔

لَيسَ لِعَائِشَةَ بِنتِ عَجرَدٍ إِلَّا هٰذَا الحَدِيثُ، عَائِشَةُ بِنتُ عَجرَدٍ لَا تَقُومُ بِهَا حُجَّةٌ. ❶

امام دار قطنی رحمۃ اللہ علیہ کی یہ دونوں باتیں درست نہیں اس لئے کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے صرف یہ ایک حدیث مروی نہیں بلکہ امام دار قطنی رحمۃ اللہ علیہ نے خود حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے تین روایتیں نقل کیں ہیں۔ ایک کے راوی حجاج بن ارطاۃ رحمۃ اللہ علیہ، دوسرے کے امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ اور تیسرے کے امام سفیان ثوری رحمۃ اللہ علیہ ہیں۔ اسی طرح حضرت عائشہ بنت عجرد رضی اللہ عنہا سے امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ براہ راست بھی نقل کرتے ہیں جیسا کہ امام یحیی بن معین رحمۃ اللہ علیہ نے نقل کیا۔ اسی طرح حضرت عائشہ سے عثمان بن راشد کے واسطے سے بھی امام صاحب روایت نقل کرتے ہیں اس کا ذکر امام ابو یوسف نے ''کتاب الآثار'' میں اور امام ابونعیم فضل بن دکین رحمۃ اللہ علیہ (متوفی ۲۱۹ھ) نے ''کتاب الصلاۃ'' میں ص:۱۱۲، رقم الحدیث:۹۷ کے تحت نقل کیا ہے، اسی طرح مسند ابی حنیفہ میں حافظ طلحہ بن محمد رحمۃ اللہ علیہ نے روایت نقل کی ہے جس کو امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ نے عثمان بن راشد رحمۃ اللہ علیہ سے اور انہوں نے حضرت عائشہ بنت عجرد رضی اللہ عنہا سے نقل کیا ہے، اسی طرح امام ابن خسرو رحمۃ اللہ علیہ اور قاضی ابوبکر محمد بن عبدالباقی رحمۃ اللہ علیہ نے بھی اپنی اپنی مسند میں روایت نقل کی ہے۔

امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کی حضرت عائشہ بنت عجرد رضی اللہ عنہا سے مروی روایت کو امام موفق مکی رحمۃ اللہ علیہ (متوفی ۵۶۸ھ) نے بھی ''مناقب أبي حنيفة'' ص:۳۲ پر نقل کیا ہے، اسی طرح سبط ابن جوزی رحمۃ اللہ علیہ (متوفی ۶۵۴ھ) ''الانتصار والترجيح'' ص:۱۵ پر نقل کیا ہے، امام

❶ سنن دار قطني: كتاب الطهارة، باب ما روى في المضمضة والاستنشاق، ج ۱ ص ۲۰۷، رقم: ۴۱۱

جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ علیہ (متوفی ۹۱۱ھ) نے حضرت عائشہ بنت عجرد سے روایت نقل کی، دیکھئے: ❶

مندرجہ بالا روایات تو بندہ کے علم کے مطابق ہیں اس کے علاوہ مزید روایات بھی موجود ہیں اگر تلاش وجستجو سے کام لیا جائے تو اور بھی روایات سامنے آسکتی ہیں۔ اب اس کے باوجود یہ کہنا کہ ''لیس لعائشة بنت عجرد إلا هذا الحديث'' یہ کسی طرح درست نہیں ہے، باقی رہی دوسری بات کہ ان سے حجت نہیں پکڑی جاسکتی ہے یہ بات بھی محض اٹکل اور گمان سے کہی ہے، اس پر کوئی دلیل نقل نہیں کی کہ آخر کیوں نہیں حجت پکڑی جاسکتی ہے؟ امام بیہقی رحمۃ اللہ علیہ (متوفی ۴۵۸ھ) جو امام دارقطنی رحمۃ اللہ علیہ کی بڑی اتباع کرتے ہیں لیکن اس کے باوجود اس مقام پر انہوں نے امام دارقطنی رحمۃ اللہ علیہ کا پہلا جملہ تو نقل کیا ہے کہ حضرت عائشہ بنت عجرد رضی اللہ عنہا سے اس کے علاوہ کوئی روایت مروی نہیں، لیکن انہوں نے دوسرا جملہ کہ ان سے حجت نہیں پکڑی جاسکتی اس کو بالکل نقل ہی نہیں کیا، دیکھئے: ❷

نیز امام ذہبی رحمۃ اللہ علیہ (متوفی ۷۴۸ھ) نے تصریح کی ہے کہ صنف اناث میں کوئی ایک فرد بھی مجروح نہیں ہے:

وما علمت في النساء من اتهمت ولا من تركوها. ❸

عورتوں میں سے کسی کے بارے میں میرے علم میں نہیں ہے کہ اس کو متہم کیا گیا ہو اور محدثین نے اس سے روایت ترک کردی ہو۔

امام الجرح والتعدیل یحیی بن معین رحمۃ اللہ علیہ (متوفی ۲۳۳ھ) حضرت عائشہ بنت عجرد کی صحابیت کا برملا اعتراف کرتے ہیں۔ چنانچہ امام ذہبی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی کتاب ''تجرید أسماء

❶ تبييض الصحيفة: ذكر ماروى الإمام أبو حنيفة عن الصحابة، ص ۳۲

❷ السنن الكبرى: كتاب الطهارة، باب فرض الغسل، ج ۱ ص ۲۷۷، رقم: ۸۵۰

❸ ميزان الاعتدال: فصل في النسوة المجهولات، ج ۴ ص ۶۰۴

الصحابۃ‘‘ میں نقل کیا:

قال ابن معین لها صحبة.

امام یحیی بن معین کہتے ہیں کہ یہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی صحبت بابرکت سے مشرف ہوئی تھیں۔
امام یحیی بن معین رحمۃ اللہ علیہ کا مقام ومرتبہ اور اس فن میں ان کی جلالتِ شان امام دارقطنی، امام ذہبی اور حافظ ابن حجر رحمہم اللہ سے کہیں بڑھ کر ہے، امام یحیی بن معین رحمۃ اللہ علیہ امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے حضرت عائشہ بنت عجرد رضی اللہ عنہا سے براہ راست سماعت اور حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی صحابیت دونوں باتوں کے قائل ہیں۔

## امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کی صحابہ سے لقاء اور روایت کے متعلق لکھے گئے اجزاء

الاجزاء یہ جزء کی جمع ہے، اور اس سے مراد وہ کتابچہ ہے جس میں کسی ایک راوی کی احادیث جمع کردی گئی ہوں، جیسے: ’’جزء حديث أبي بكر ‘‘یا کسی خاص احادیث کی اسانید پر بحث کی گئی ہو، جیسے حافظ ابن رجب حنبلی رحمۃ اللہ علیہ (متوفی ۷۹۵ھ) کی ’’اختيار الأولى في شرح حديث اختصم الملأ الأعلى ‘‘یا کسی خاص موضوع سے متعلق احادیث جمع کی گئی ہوں، جیسے امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ (متوفی ۲۵۶ھ) کی ’’جزء رفع اليدين في الصلوة ‘‘یا احادیث سے متعلق فوائد جمع کئے گئے ہوں جیسے ’’الوحدانيات، الثنائيات ‘‘یا کسی ایک صحابی یا اس کے بعد لوگوں میں سے کسی ایک شخص کی روایات کو جمع کیا جائے یا کسی ایک شخص کے متعلق روایات کو جمع کیا جائے، اس کے علاوہ بھی اجزاء مختلف شخصیات کے مختلف موضوعات پر لکھے گئے ہیں۔

اسی طرح امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے متعلق بھی مختلف اجزاء مختلف موضوعات پر لکھے گئے، چنانچہ حافظ ابن حجر عسقلانی رحمۃ اللہ علیہ (متوفی ۸۵۲ھ) نے ’’جزء فيه حديث أبي حنيفة عمن لقي من الصحابة ‘‘اس جزء میں ان روایات کا تذکرہ ہے جس میں امام

ابوحنیفہ رحمہ اللہ کی صحابہ سے لقاء کا ثبوت ہے، حافظ نے اس جزء کی اپنے سے لے کر مصنف تک اسکی سند بھی ذکر کی ہے، اور آپ کی حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے براہ راست (بغیر کسی واسطے کے) روایت بھی ذکر کی ہے:

عَن أبي حنيفة، سَمِعت أنس بن مَالك، يَقُول: سَمِعت رَسُول الله صَلَّى اللّٰهُ عَلَيهِ وَسَلَّمَ: يَقُول طَلَبُ الْعِلْمِ فَرِيضَةٌ عَلَى كُلِّ مُسْلِمٍ. ❶

اسی طرح حافظ نے آپ کے ایک اور جزء کا تذکرہ کیا ہے، اور اس تک اپنی متصل سند بھی ذکر کی ہے وہ ہے "رواية أبي حنيفة عن الصحابة" امام ابومعشر عبدالکریم طبری رحمہ اللہ (متوفی ۴۸۷ھ) نے اس جزء میں امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ کی صحابہ سے مروی روایات کا تذکرہ ہے۔ ❷

اس جزء کا ذکر علامہ محمد بن سلیمان الرودانی مکی رحمہ اللہ (متوفی ۱۰۹۴ھ) نے بھی کیا ہے، آپ کے الفاظ یہ ہیں:

وجزء فيه رواية أبي حنيفة عن الصحابة لأبي معشر الطبري. ❸

## فقہ کی لغوی تعریف

فقہ لغت میں سمجھ بوجھ کو کہتے ہیں، چاہے سمجھنا واضح اور آسان بات کا ہو یا مشکل اور دقیق بات کا، خواہ ان باتوں کا سمجھنا دینی امور سے متعلق ہو یا دنیوی امور سے، بہر حال ان سب پر فقہ کی لغوی تعریف صادق آتی ہے، جیسا کہ اللہ تعالی نے حضرت شعیب علیہ السلام کی قوم کی حکایت نقل فرمائی ہے:

❶ المعجم المفهرس: حرف الحاء، ج ۱ ص ۲۷۲، رقم: ۱۱۳۲

❷ المعجم المفهرس: حرف الحاء، ج ۱ ص ۲۷۲، رقم: ۱۱۳۲

❸ صلة الخلف بموصول السلف، حرف الجيم، ج ۱ ص ۲۱۳

﴿قَالُوا يٰشُعَيْبُ مَا نَفْقَهُ كَثِيْرًا مِّمَّا تَقُوْلُ﴾ ❶

ترجمہ: قوم نے کہا: اے شعیب! آپ کی بہت سی باتوں کو ہم سمجھ نہیں پاتے۔

اسی طرح دوسری جگہ ارشاد ہے:

﴿وَاِنْ مِّنْ شَیْءٍ اِلَّا يُسَبِّحُ بِحَمْدِهٖ وَلٰكِنْ لَّا تَفْقَهُوْنَ تَسْبِيْحَهُمْ﴾ ❷

ترجمہ: (دنیا میں) کوئی چیز ایسی نہیں ہے جو اللہ تعالی کی تعریف بیان نہ کرتی ہو مگر تم ان کی تعریف کو نہیں سمجھ پاتے۔

اور حدیث میں اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

مَن يُرِدِ اللّٰهُ بِهٖ خَيْرًا يُفَقِّهْهُ فِي الدِّينِ. ❸

ترجمہ: اللہ جس کے ساتھ خیر خواہی کا معاملہ کرتے ہیں اسے دین میں تفقہ اور سمجھ داری عطا کرتے ہیں۔

قرآن وحدیث سے معلوم ہوا کی فقہ مطابقِ فہم اور سمجھ کو کہتے ہیں۔

## فقہ کی اصطلاحی تعریف

علمائے اصول نے فقہ کی مختلف تعریفیں کی ہیں، عہد صحابہ وتابعین میں جب فقہ کا لفظ بولا جاتا تھا اس سے ہر قسم کے دینی احکام کا فہم مراد ہوتا تھا، جس میں ایمان وعقائد، عبادات واخلاق، معاملات اور حدود، فرائض سب داخل سمجھے جاتے تھے، اسی لیے حضرت امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ سے فقہ کی تعریف یوں منقول ہے:

الفقه هو معرفة النفس ما لها وما عليها. ❹

❶ سورة هود: ۹۱ ❷ سورة الإسراء: ۴۴

❸ صحيح بخاری: كتاب العلم، باب من يرد الله به خيرا يفقهه في الدين، ج ۱ ص ۲۵، رقم الحديث: ۷۱ ❹ رد المحتار على الدر المختار: مقدمة، ج ۱ ص ۶۱

یعنی جس سے انسان اپنے نفع ونقصان اور حقوق وفرائض کو جان لے وہ فقہ ہے۔

حضرت امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ سے اسی بناء پر عقائد پر لکھی جانے والی کتاب کا نام ''الفقہ الأکبر'' رکھا جو آج کل متداول ہے لیکن بعد کے ادوار میں عقائد کو فقہ کے مفہوم سے خارج کر دیا گیا۔

عقائد کو علم توحید، علم کلام اور علم عقائد سے موسوم کیا گیا، اور فقہ کی تعریف اس طرح کی گئی:

الفقه: العلم بالأحكام الشرعية الفرعية عن أدلتها. (۱)

## علم فقہ کا موضوع

مکلّف آدمی کا فعل ہے جس کے احکام سے اس علم میں بحث ہوتی ہے، مثلاً انسان کے کسی فعل کا صحیح، فاسد، فرض وواجب، سنت ومستحب یا حلال وحرام ہونا وغیرہ۔

## فقہ کی غرض وغایت

سعادت دارین کی کامیابی اور علم فقہ کے ذریعہ شرعی احکام کے مطابق عمل کرنے کی قدرت۔ (۲)

## علم فقہ اور اس کی عظمت

قرآن مجید میں اللہ تبارک وتعالی نے ارشاد فرمایا:

﴿وَمَنْ يُّؤْتَ الْحِكْمَةَ فَقَدْ اُوْتِيَ خَيْرًا كَثِيْرًا﴾. (۳)

ترجمہ: جس کو حکمت دی گئی پس اس کو خیر کثیر دیا گیا۔

اس آیت کی تشریح میں مفسرین نے یہ لکھا ہے کہ اس سے علم فقہ مراد ہے:

---

(۱) البحر الرائق: مقدمة، ج ۱ ص ۱۷ (۲) رد المحتار على الدر المختار: مقدمة، ج ۱ ص ۳۸/ البحر الرائق: مقدمه، ج ۱ ص ۷ (۳) سورة البقرة: ۲۶۹

وقد فسر الحكمة زمرة أرباب التفسير بعلم الفروع الذى هو علم الفقه. ❶

اور حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے:

مَن يُرِدِ اللّٰهُ بِهٖ خَيْرًا يُفَقِّهْهُ فِي الدِّيْنِ. ❷

ترجمہ: اللہ جس بندے کے ساتھ خیر کا ارادہ فرماتے ہیں اسے تفقہ فی الدین یعنی دین میں گہرائی اور صحیح سمجھ عطا فرماتے ہیں۔

علامہ ابن نجیم رحمۃ اللہ علیہ (متوفی ۹۷۰ھ) فقہ کی عظمت کا تذکرہ ان الفاظ میں کرتے ہیں:

الفقه أشرف العوم قدراً، وأعظمها أجرًا وأتمها عائدةً، وأعمها فائدةً، وأعلاها مرتبةً يملأ العيون نوراً والقلوب سروراً، والصدور اِنشراحاً. ❸

ترجمہ: علم فقہ تمام علوم میں قدرت و منزلت کے اعتبار سے بڑھا ہوا ہے اور اجر کے اعتبار سے بھی اس کا مرتبہ اونچا ہے، علم فقہ اپنے مقام و رتبہ کے اعتبار سے بھی بہت بلند ہے اور وہ آنکھوں کو نور اور جلا بخشتا ہے، دل کو سکون اور فرحت بخشتا ہے اور اس سے شرح صدر حاصل ہوتا ہے۔

اور صاحب درمختار علامہ حصکفی رحمۃ اللہ علیہ (متوفی ۱۰۸۸ھ) نے علم فقہ کی عظمت کا یوں تذکرہ کیا ہے:

وخير علوم علم فقه لأنه يكون إلى العلوم توسلا، فان فقيها واحدا

❶ الدر المختار: مقدمة، ج ١ ص ٣٩ ❷ صحيح بخارى: كتاب العلم، باب من يرد الله به خيرا يفقهه فى الدين، ج ١ ص ٢٥، رقم الحديث: ٧١

❸ الأشباه والنظائر: مقدمة، ص ١٦

متورعا علی ألف ذی زهد تفضل وأعتلی.

تفقه فان الفقه أفضل قائد    إلی البر والتقوی وأعدل قاصد

وکن مستفیدا کل یوم زیادة    من الفقه وأسبح في بحور الفوائد❶

تمام علوم میں قدر ومنزلت اور مقام ورتبہ کے اعتبار سے سب سے بہتر علم فقہ ہے، اس لیے کہ علم فقہ تمام علوم تک پہنچنے کا وسیلہ اور ذریعہ ہے، اسی وجہ سے ایک متقی فقیہ ہزار عابدوں پر بھاری ہوتا ہے، علم فقہ کو حاصل کرنا چاہئے، اس لیے کہ علم فقہ نیکی اور تقویٰ کی طرف رہنمائی کرتا ہے اور ہر دن علم فقہ سے مستفید ہوتے رہنا چاہئے، اس کے سمندر میں غوطہ زنی کرنی چاہئے۔

## قرآن کریم سے فقہ کا ثبوت

بعض لوگوں کا خیال ہے کہ فقہ ایک بدعت ہے جو عہد نبوی صلی اللہ علیہ وسلم اور عہد صحابہ رضی اللہ عنہم کے بعد میں آنے والوں کی ایجاد ہے۔ قرآن وحدیث میں اس کی کوئی اصل نہیں، یہ محض ان لوگوں کا مغالطہ ہے، حقیقت میں فقہ کسی بدعت کا نہیں بلکہ قرآن وسنت ہی کے ثمرے اور نتیجے کا نام ہے، قرآن وسنت ہی کے دیگر بے شمار علوم کی شاخوں میں سے ایک شاخ ہے، قرآن وحدیث میں بے شمار نصوص ایسی ہی ہیں جن سے بالواسطہ یا بلا واسطہ فقہ کا ثبوت ملتا ہے۔ قرآن مجید میں ۲۰ مقامات ایسے ہیں جن میں لفظ فقہ استعمال ہوا ہے۔

ہم یہاں اختصار سے کام لیتے ہوئے ان میں سے پانچ آیات مبارکہ بمع تراجم لکھنے پر اکتفا کریں گے۔

۱.. فَلَوْ لَا نَفَرَ مِنْ كُلِّ فِرْقَةٍ مِّنْهُمْ طَائِفَةٌ لِّيَتَفَقَّهُوا فِي الدِّيْنِ.❷

❶الدر المختار: مقدمة، ج ۱ ص ۳۹ ❷ التوبة: ۱۲۲

تو ان میں سے ہر ایک گروہ (یا قبیلہ) کی ایک جماعت کیوں نہ نکلے کہ وہ لوگ دین میں تفقہ (یعنی خوب فہم و بصیرت) حاصل کریں۔

۲.... فَمَالِ هٰؤُلَاءِ الْقَوْمِ لَا يَكَادُوْنَ يَفْقَهُوْنَ حَدِيْثًا. ❶

پس اس قوم کو کیا ہو گیا ہے کہ یہ کوئی بات سمجھنے کے قریب ہی نہیں آتے۔

۳..... وَجَعَلْنَا عَلٰى قُلُوْبِهِمْ اَكِنَّةً اَنْ يَّفْقَهُوْهُ. ❷

اور ہم نے ان کے دلوں پر (ان کی اپنی بدنیتی کے باعث) پردے ڈال دیے ہیں (سو اب ان کے لیے ممکن نہیں) کہ وہ اس (قرآن) کو سمجھ سکیں۔

۴.... اُنْظُرْ كَيْفَ نُصَرِّفُ الْاٰيَاتِ لَعَلَّهُمْ يَفْقَهُوْنَ. ❸

دیکھیے ہم کس کس طرح آیتیں بیان کرتے ہیں تا کہ یہ (لوگ) سمجھ سکیں۔

۵..... قَدْ فَصَّلْنَا الْاٰيَاتِ لِقَوْمٍ يَّفْقَهُوْنَ. ❹

بے شک ہم نے سمجھنے والے لوگوں کے لیے (اپنی قدرت کی) نشانیاں کھول کر بیان کر دی ہیں۔

ان آیات پر غور کرنے سے یہ حقیقت آشکارا ہو جاتی ہے کہ فقہ کی اصطلاح قطعاً نئی نہیں بلکہ یہ ایک قرآنی اصطلاح ہے جس سے اسلامی قوانین کی حقیقی روح کو سمجھنے میں مدد ملتی ہے۔ مذکورہ آیات مبارکہ سے معلوم ہوا کہ قرآن و حدیث میں غور و خوض کرنا اور ان میں فقہ و فہم سے کام لینا حکم قرآن اور اللہ تعالیٰ کی منشا ہے۔ نیز ایسے لوگ پیدا ہوں جو دین کی سمجھ، فہم، تدبر اور بصیرت میں گہرائی حاصل کریں۔

## احادیث مبارکہ کی روشنی میں فقہ الحدیث کے فضائل

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے جس طرح علم الحدیث کے فضائل بیان فرمائے ہیں، اسی طرح فقہ الحدیث، متعلم فقہ الحدیث اور فقیہ کے فضائل بھی بیان فرمائے ہیں۔ احادیث مبارکہ میں

❶ سورة النساء: ۷۸ ❷ سورة الأنعام: ۲۵ ❸ سورة الأنعام: ۶۵ ❹ سورة الأنعام: ۹۸

بعض مقامات پر لفظ فقہ کو دین کے ساتھ منسوب کیا گیا ہے جس سے قرآن وحدیث ہی کا فہم مراد ہے، جب کہ بعض مقامات پر مطلقاً ذکر آیا ہے، ان احادیث میں اصل مقصود فقہ کا حصول ہی ہے چاہے وہ فقہ القرآن کی شکل میں ہو یا فقہ الحدیث کی شکل میں۔ چند احادیث مبارکہ درج ذیل ہیں۔

فقہ کی اہمیت کے پیش نظر آپ ﷺ نے حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کے لیے یہ دعا فرمائی تھی:

اَللّٰهُمَّ فَقِّهْهُ فِي الدِّيْنِ. ❶

اے اللہ! اس کو دین کی فقہ (یعنی قرآن وحدیث کی سمجھ بوجھ) عطا فرما۔

حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے مجھے بلا کر پوچھا: کیا تمہیں معلوم ہے کہ لوگوں میں سب سے افضل کون ہے؟ میں نے عرض کیا: اللہ تعالی اور اس کا رسول ﷺ ہی بہتر جانتے ہیں، تو آپ ﷺ نے فرمایا:

إِنَّ أَفْضَلَ النَّاسِ أَفْضَلُهُم عَمَلًا إِذَا فَقِهُوا فِي دِيْنِهِمْ. ❷

جب لوگ تفقہ فی الدین رکھتے ہوں تو پھر ان میں سے افضل وہ ہے جو ان میں عمل کے اعتبار سے افضل ہے۔

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا:

أَفْضَلُ الْعِبَادَةِ الْفِقْهُ، وَأَفْضَلُ الدِّيْنِ الْوَرْعُ. ❸

❶ صحيح بخاري: كتاب الوضوء، باب وضع الماء عند الخلاء، ج ١ ص ٤١، رقم الحديث: ١٤٣ ❷ المستدرك على الصحيحين: تفسير سورة الحديد، ج ٢ ص ٥٢٢، رقم الحديث: ٣٧٩٠ ❸ المعجم الأوسط: باب الواو، من اسمه وليد، ج ٩ ص ١٠٧، رقم الحديث: ٩٢٦٤

افضل عبادت فقہ (یعنی قرآن وحدیث میں سمجھ بوجھ حاصل کرنا) ہے اور افضل دین ورع (پرہیزگاری) ہے۔

اس حدیث مبارکہ سے مستفاد ہوا کہ قربِ الٰہی کے حصول کے لیے سب سے بہترین راہ فقہ فی الدین کو قرار دیا گیا ہے۔ انسان حتیٰ کہ جنات کی تخلیق کا مقصد بھی اللہ رب العزت نے اپنی عبادت کرنا بیان فرمایا ہے اور اسی عبادت کو دین میں بلند درجہ سمجھ بوجھ کے حصول کے ساتھ مشروط کر دیا ہے، کیوں کہ انسان فہم دین کی بدولت ہی عبادت کا حق کما حقہ ادا کر سکتا ہے جو کسی اور ذریعہ سے ادا نہیں ہو سکتا۔

فقیہ کا درجہ اور مرتبہ اس قدر بلند ہے کہ کسی منافق کی قسمت میں یہ رتبہ نہیں لکھا جاتا۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

خَصْلَتَانِ لَا تَجْتَمِعَانِ فِي مُنَافِقٍ: حُسْنُ سَمْتٍ وَلَا فِقْهٌ فِي الدِّيْنِ. [1]

دو خصلتیں ایسی ہیں جو منافق میں جمع نہیں ہوتیں: اچھا کردار واخلاق اور دین کی سمجھ بوجھ۔

## علم الحدیث اور فقہ الحدیث میں فرق

علم الحدیث کا دائرہ کار حدیث کی سند اور ظاہری الفاظ حدیث کے ساتھ منسلک ہے، روایۃ الحدیث کی شکل میں یہ متن کے ساتھ اس طرح متعلق ہے کہ اس سے پتہ چلتا ہے کہ یہ حدیث اخبار صحابہ اور آثار تابعین یعنی موقوفاً اور مقطوعاً کے بجائے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف قولاً، فعلاً، تقریراً، صفۃً اور حالاً منسوب ہے۔ درایۃ الحدیث سے اس بات کی نشاندہی ہوتی ہے کہ قوت وضعف کے اعتبار سے حدیث کس درجہ کی ہے، اس کا شمار مقبول احادیث کی انواع میں سے کسی نوع میں کیا جائے گا یا کسی مردود نوع میں کیا جائے گا؟ راوی پر عدالت

[1] سنن الترمذی: أبواب العلم، باب ما جاء في فضل الفقه، ج۵ ص ۴۹، رقم الحديث: ۲۶۸۴

وضبط کے قواعد اور شرائط کی رو سے جرح وتعدیل میں سے کون سا حکم لگایا جائے گا؟ راوی کو تعدیل کے اعتبار سے أصدق الناس یاأثبت الناس یاأوثق الناس، ثقة ثقة یاثقة ثبت، ثقة یاحجة، صدوق یامحله الصدق یا لا بأس به، فلان شیخ یاروی عنه الناس، صالح الحدیث یایکتب حدیثه، صدوق سیئ الحفظ یاصدوق له أوهام کس درجہ میں رکھا جائے گا؟ اسی طرح جرح کے اعتبار سے کوئی راوی اگر مجروح ہو مثلاً اسے مستور یامجهول الحال، ضعیف، مجهول یالا یعرف، متروک یا متروک الحدیث، متّهم بالکذب یامتّهم بالوضع، کذّاب یاوضاع یا یضع الحدیث جیسے الفاظ سے گردانا گیا ہو تو اس کی روایت کو کس درجہ پر رکھا جائے گا؟ راوی حدیث نے اپنے شیخ سے حدیث قراءۃً، سماعاً، اجازتاً، مناولتاً، کتابتاً، وصیتاً یا وجادتاً کس طریق سے حاصل کی ہے؟ یہ وہ سوالات ہیں جو علم الحدیث سے تعلق رکھتے ہیں۔

کسی بھی روایت کو ان تمام اسالیب پر پرکھنے کے بعد اس کے قبول اور رَد کا تو علم ہو جاتا ہے لیکن اس سے حدیث میں موجود حکم سے مکلف کو آگاہی حاصل نہیں ہوتی کہ اس پر کیا چیز فرض ہوئی یا کون سی سنت قرار پائی، اسی طرح کون سی چیز اس پر حرام قرار دی گئی یا کون سی چیز مکروہ کے درجہ میں آئی؟ کیا طلبِ فعل پر مشتمل تمام احادیث صحیحہ پر فرض وواجب اور طلبِ ترک فعل پر حرام ومکروہ تحریمی کا حکم لگایا جائے گا؟ اس کے برعکس کیا تمام ضعیف احادیث کو یکسر صرف نظر کر دیا جائے گا یا انہیں کسی صورت قبول کیا جائے گا؟ کیا ظاہراً دو باہم متضاد ومتعارض احادیث کو نظر انداز کر دیا جائے گا یا ان کے درمیان تطبیق کی کوئی صورت نکالی جائے گی۔

ان سوالات کے ساتھ ساتھ پھر حدیث میں کہیں لفظ عام ہے کہیں لفظ خاص، کہیں مطلق ہے کہیں مقید، کہیں امر کا اسلوب ہے کہیں نہی کا، کہیں لفظ مشترک ہے، کہیں اسلوب

کنایۃً ہے کہیں صراحتاً، ان اسالیب کی بناء پر حدیث سے کون سا حکم کیسے اخذ ہوگا؟ یہی وہ بنیادی سوالات ہیں جن کے جوابات دینے کے لیے علم فقہ الحدیث معرض وجود میں آیا۔ فقہ الحدیث ہی کی بدولت کسی حدیث میں موجود حکم سے صحیح اور کامل آگاہی ہوتی ہے۔ علم الحدیث اور فقہ الحدیث کے درمیان بنیادی فرق کو ان الفاظ میں بیان کیا جاسکتا ہے:

علم الحدیث..... روایۃ الحدیث اور رُواۃ الحدیث کے احوال پر بحث کرنا ہے جب کہ فقہ الحدیث..... الفاظ الحدیث، معانی الحدیث اور حدیث میں اختیار کردہ مختلف اسالیب پر غور وفکر کرنے کا نام ہے۔

علم الحدیث اور فقہ الحدیث کے درمیان اسی فرق کو محدثین نے بھی بیان کیا ہے:

۱..... امام بخاری اور امام مسلم کے شیخ امام علی بن عبداللہ المعروف ابن مدینی رحمۃ اللہ علیہ (متوفی ۲۳۴ھ) فرماتے ہیں:

التفقه في معاني الحديث نصف العلم ومعرفة الرجال نصف العلم. [1]

حدیث کے معانی پر غور وخوض کرنا نصف علم ہے، اور روات حدیث کے حالات سے آگاہی حاصل کرنا باقی نصف علم ہے۔

۲..... صاحب السنن امام ابوعیسیٰ ترمذی رحمۃ اللہ علیہ (متوفی ۲۷۹ھ) نے غسلِ میت پر فقہاء کے اقوال نقل کرنے کے بعد لکھا ہے:

وكذلك قال الفقهاء: وهم أعلم بمعاني الحديث. [2]

فقہاء نے اسی طرح کہا ہے اور وہ حدیث کے معانی کو زیادہ جانتے ہیں۔

## محدث اور فقیہ میں فرق

اصل بات یہ ہے کہ اکثر لوگوں نے امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کو چونکہ فقہاء کے زمرہ میں شمار

[1] سير أعلام النبلاء: ترجمة: ابن المديني علي بن عبد الله، ج ۱۱ ص ۴۸ [2] سنن الترمذي: أبواب الجنائز، باب ما جاء في غسل الميت، ج ۳ ص ۳۰۶، رقم الحديث: ۹۹۰

کیا ہے اس وجہ سے یہ جہلاء لوگوں کو یہ مغالطہ دیتے ہیں کہ امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ فقیہ تھے محدث نہیں تھے۔

## فقیہ اور محدث کے فرق کو ایک مثال سے سمجھئے

ایک شخص قرآن کے الفاظ کا حافظ ہے اور دوسرا شخص قرآن کے الفاظ کا بھی حافظ ہے اور معانی اور اسکی تفسیر سے بھی اس کو پوری آشنائی ہے، اب جو شخص صرف قرآن کے الفاظ کا حافظ ہے اس کو صرف حافظ کہتے ہیں اور جو قرآن کے معانی اور اس کی تفسیر بھی جانتا ہے اس کو عالم کہتے ہیں۔ اب اگر کوئی احمق یہ کہے کہ فلاں شخص عالم ہے لیکن قرآن حکیم کے الفاظ سے ناواقف ہے تو لوگ اس کی اس بات کو مضحکہ خیز کہیں گے کیونکہ عالم ہوتا ہی وہ ہے جو قرآن حکیم کے الفاظ سے واقف ہو۔

بالکل اسی طرح ایک محدث صرف حدیث کے الفاظ اور اس کی سند کا حافظ ہوتا ہے حدیث کے معانی سے اس کو کوئی سروکار نہیں ہوتا، لیکن ایک فقیہ حدیث کے الفاظ کا حافظ ہونے کے ساتھ ساتھ اس کے معانی کا بھی حافظ ہوتا ہے اور اس کے معانی کی گہرائی میں ڈوب کر مختلف مسائل کا استنباط کرتا ہے یہی وجہ ہے کہ اہل فتوی فقہاء ہوتے ہیں نہ کہ محدثین۔

چنانچہ علامہ ابن عبدالبر رحمۃ اللہ علیہ (متوفی ۴۶۳ھ) نے عبیداللہ بن عمرو رحمۃ اللہ علیہ کا بیان نقل کیا ہے کہ:

میں امام اعمش (جو کہ امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے استاذ حدیث تھے اور ایک بہت بڑے محدث تھے) کی مجلس میں بیٹھا ہوا تھا کہ ایک شخص نے ان سے آکر ایک مسئلہ پوچھا لیکن امام اعمش رحمۃ اللہ علیہ اس کو وہ مسئلہ نہ بتا سکے اور حیران ہو کر ادھر ادھر دیکھنے لگے۔ مجلس میں امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ بھی موجود تھے آخر امام اعمش رحمۃ اللہ علیہ نے امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ سے فرمایا کہ اس شخص کو یہ مسئلہ بتائیں امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ نے سائل کو مسئلہ بتادیا جس سے اس کی تشفی ہوگئی، امام

اعمش رحمۃ اللہ علیہ کو امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے جواب پر تعجب ہوا اور فرمایا: یہ مسئلہ آپ نے کس حدیث سے استنباط کیا ہے؟ امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ نے کہا: من حدیث کذا، أنت حدثتناه، یعنی امام اعمش رحمۃ اللہ علیہ ہی کی بیان کردہ حدیث سنائی، یہ حدیث سن کر امام اعمش رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: ''نَحْنُ الصَّيَادِلَةُ وَأَنْتُمُ الأَطِبَّاءُ'' ہم لوگ محض عطار ہیں اور آپ لوگ اطباء ہیں:

كنت في مجلس الأعمش فجاءه رجل فسأله عن مسألة فلم يجبه فيها، ونظر فإذا أبو حنيفة فقال: يا نعمان، قل فيها قال: القول فيها كذا، قال: من أين؟ قال: من حديث كذا، أنت حدثتناه، قال: فقال الأعمش، نحن الصيادلة وأنتم الأطباء. ❶

امام اعمش رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے اس بیان میں محدث اور فقیہ کے فرق کو بیان فرمادیا، محدث عطار ہوتا ہے جو مختلف قسم کی جڑی بوٹیاں اپنی دوکان پر سجائے رکھتا ہے لیکن اس کو ان جڑی بوٹیوں کے خواص اور ان کی تاثیرات کا علم نہیں ہوتا، ان کو صرف ایک طبیب ہی جان سکتا ہے اور وہ ان کو ملا کر ایک ایسا نسخہ تیار کرتا ہے جس سے مریض صحت یاب ہوجاتا ہے۔ بیماری کا نسخہ لوگ طبیب ہی سے حاصل کرتے ہیں البتہ ان میں جو جڑی بوٹیاں استعمال ہوتی ہیں وہ ایک عطار کی دوکان سے مہیا ہوتی ہیں لیکن طبیب ان جڑی بوٹیوں سے ناآشنا نہیں ہوتا، اگر ناآشنا ہو تو وہ نسخہ ترتیب ہی نہیں دے سکتا۔

یہیں سے حضرت حکیم الامت مولانا اشرف علی صاحب تھانوی رحمۃ اللہ علیہ کی زبان سے محدث اور فقیہ کا فرق بھی سن لیجئے فرمایا: محدثین کا مطمح نظر روایت ہوتی ہے اور فقہاء درایت سے کام لیتے ہیں جیسے غنا، محدثین کے نزدیک بلا مزامیر جائز ہے کیونکہ حدیث میں لفظ

❶ جامع بيان العلم وفضله: ذكر من ذم الإكثار من الحديث دون الفهم له والتفقه فيه، ج ۲ ص ۱۰۳۵

معازف کا آیا ہے اور فقہاء کے نزدیک بلا مزامیر بھی جائز نہیں کیونکہ وہ علت کو سمجھتے ہیں اور وہ علت خوف فتنہ ہے اور وہ جیسے مزامیر میں ہے صرف غناء میں بھی موجود ہے۔

محدثین نص سے تجاوز نہیں کرتے اور فقہاء اصل منشاء حکم کو معلوم کر کے دیگر مواقع تک حکم کو متعدی کرتے ہیں۔ ❶

## محدث اور فقیہ کے درمیان فرق پر ائمہ کی تصریحات

محدث اور فقیہ کے امور میں فرق کی مزید وضاحت کے لیے ائمہ حدیث وفقہ کی تصریحات درج ذیل ہیں:

امام ابوالفتح محمد بن محمد بن سید الناس الشافعی رحمہ اللہ (متوفی ۷۳۴ھ) محدث کے بارے میں فرماتے ہیں:

المحدث في عصرنا فهو من اشتغل بالحديث رواية ودراية، وجمع رواة، واطلع على كثير من الرواة والروايات في عصره. ❷

ہمارے زمانے میں محدث وہ کہلاتا ہے ہے جو روایۃً ودرایۃً حدیث پر عبور رکھتا ہو، رواۃ کے بارے میں جانتا ہو، اپنے زمانہ کے کثیر راویوں اور روایات پر مطلع ہو۔

علامہ محمد ابوالفضل الوراقی الجیزاوی رحمہ اللہ (متوفی ۱۳۴۶ھ) محدث کے بارے میں رقم طراز ہیں:

المحدث هو الذى حفظ كثيرا من الأحاديث وعلم عدالة الرجال وجرحهم. ❸

محدث کہلانے کا حق دار وہ شخص ہے جسے کثیر احادیث حفظ ہوں اور وہ راویوں کی جرح

❶ حسن العزیز: ص۴۵ ❷ تدريب الراوی في شرح تقريب النووی: ج ۱ ص ۴۸

❸ الطراز الحديث في فن مصطلح الحديث: ص ۸

وتعدیل کا بھی علم رکھتا ہو۔

ان تعریفات سے معلوم ہوا کہ محدث کا کام روایۃً ودرایۃً حدیث پر گہری نگاہ رکھنا ہے اور یہی اس کی بنیادی ذمہ داری ہے۔ جب کہ اس کے مقابل فقیہ کا کام حدیث کے مضمون پر تدبر وتفکر کرنا ہے۔

تابعی اور محدث کبیر حضرت سلیمان بن مہران اعمش رحمۃ اللہ علیہ (متوفی ۱۴۷ھ) نے راوی حدیث اور فقیہ حدیث پر تبصرہ کرتے ہوئے کیا خوب فرمایا ہے:

وليعلم أن الإكثار من كتب الحديث وروايته لا يصير بها الرجل فقيهاً، إنما يتفقّه باستنباط معانيه وإنعام التفكر فيه. ❶

جاننا چاہئے کہ کثیر احادیث کو لکھنے اور روایت کرنے سے کوئی شخص فقیہ نہیں ہو جاتا بلکہ حدیث کے معانی میں استنباط کرنے اور ان میں غور وخوض کرنے سے ہی کوئی شخص فقیہ بنتا ہے۔

علامہ عبد الرؤف مناوی رحمۃ اللہ علیہ (متوفی ۱۰۳۱ھ) نے راوی اور فقیہ کے درمیان فرق پر یوں تصریح کی ہے:

أن راوي الحديث ليس الفقه من شرطه أنما شرطه الحفظ، أما الفهم والتدبّر فعلى الفقيه. ❷

بے شک حدیث کے راوی کے لیے فقہ کا ہونا شرط نہیں ہے بلکہ اس کے لیے صرف حفظ حدیث کی شرط ہے جب کہ حدیث میں فہم وتدبر سے کام لینا فقیہ کی ذمہ داری ہے۔

محدث الہند شاہ ولی اللہ دہلوی رحمۃ اللہ علیہ (متوفی ۱۱۷۶ھ) نے ''المُصَفّٰى فِي شَرح المُوَطّا'' فارسی زبان میں تحریر کی جس کا مبسوط مقدمہ عربی زبان میں نقل کرلیا گیا ہے۔ اس

❶ نصيحة أهل الحديث: ص ۳۷ ❷ فيض القدير شرح الجامع الصغير: حرف النون، نضر الله امرأ، ج ۶ ص ۲۸۴، رقم الحديث: ۲۹۶۴

میں انہوں نے محدث اور مجتہد کا دائرہ کار بیان کرتے ہوئے ان کے درمیان فرق کو بڑی خوبی سے بیان کیا ہے۔ فرماتے ہیں:

فوظيفة المحدث هي رواية الحديث، وتمييز التحريف من غيره وشرح الغريب، وبيان معنى العبارة حسب ما تقتضيه اللغة العربية، ومعرفة أسماء الرجال جرحا وتعديلا، وضبطا لمشكله، والحكم بصحة الحديث أو ضعفه، والاعتبار بالشواهد والمتابعات، والحكم عليه بالاستفاضة والغرابة، وتسمية المبهم وما يشابه ذلك. وإذا بلغ المحدث هذه المرتبة فقد ارتقى إلى ذروة الحفظ والضبط والاتقان.

ووظيفة المجتهد تحديد الألفاظ الواردة اللتي يقع فيها الاشتباه وتعيين الأركان والشروط والآداب من كل شيئ، وتعيين الندب أو الوجوب من الصيغ الدالة على الأمر، وتعيين الكراهة أو الحرمة من الصيغ الدالة على المنع، ومعرفة علل الأحكام مع أدلتها وإطلاق الحكم وتقييده حسب العلل، ومعرفة القيود الاحترازية والاتفاقية منها، واستخراج قاعدة جامعة مانعة بالنظر إلى ذلك الإطلاق والتقييد والاحتراز والاتفاق واستخراج الأقوال المخرجة ونقلها من باب إلى باب. وتفريع المسائل الحادثة على الأحكام المذكورة بدرج في العموم بالاقتضاء والإيماء والقياس الالتزام وأمثاله. وإذا تخالفت الأدلة فيفصل بينها بالتطبيق والجمع أو بنسخ أحدهما أو ترجيح أحدهما.

محدث کے ذمہ یہ امور ہیں: حدیث کو روایت کرنا، احادیث کے مابین لفظی تحریف میں تمیز کرنا، غریب الفاظ کی شرح کرنا اور لغت عرب کے مطابق عبارت کے معنی بیان کرنا، جرح

وتعدیل کے اعتبار سے حدیث کے رواۃ کے ناموں کی معرفت رکھنا، بظاہر دو متضاد احادیث میں ضبط رکھنا، حدیث پر صحت اور ضعف کا حکم لگانا، حدیث کے توابع اور شواہد پر عبور رکھنا اور اس پر شہرت اور غرابت کا حکم لگانا اور مبہم وغیرہ کی مثل اطلاق کرنا۔ کوئی بھی محدث جب حدیث میں اس مرتبہ پر پہنچ جاتا ہے تو وہ حفظ، ضبط اور اتقان کی انتہاء کو پالیتا ہے۔

مجتہد کے ذمہ یہ امور ہوتے ہیں: حدیث میں وارد ہونے والے مشتبہ الفاظ کی حد بندی، حدیث میں ارکان، شرائط اور آداب میں سے ہر ایک کی تعین، امر پر دلالت کرنے والے صیغوں سے مستحب یا وجوب کا تعین، نہی پر دلالت کرنے والے صیغوں سے مکروہ یا حرام کا تعین، احکام کی علتوں تک ان کے دلائل سمیت رسائی اور علتوں کے لحاظ سے کسی حکم کے مطلق اور مقید ہونے کی نشاندہی کرنا، ان علتوں سے احترازی اور اتفاقی قیود کی معرفت، اس اطلاق وتقیید اور احتراز واتفاق پر غور وفکر کرنے کے بعد جامع مانع قاعدہ کا استخراج اور ان کو نقل کرنا، مختلف اسالیب اقتضاء النص، اشارۃ النص، قیاس اور التزام وغیرہا پر نظر رکھتے ہوئے پیش آمدہ مسائل پر مذکورہ احکام کا اطلاق کرنا۔ اسی طرح جب دلائل میں باہم تعارض ہو تو تطبیق اور جمع کے ذریعہ ان میں حدّ فاصل قائم کرنا یا ان میں سے کسی ایک کو منسوخ یا راجح قرار دینا فقیہ کے امور میں سے ہیں۔

ائمہ کرام کی ان تصریحات سے محدث اور فقیہ کی حدود کار واضح ہو جانے کے بعد ان کے درمیان فرق نکھر کر سامنے آ گیا ہے۔ اس تفصیل سے یہ بھی معلوم ہوا کہ ہر محدث فقیہ نہیں ہوتا مگر ہر فقیہ محدث ہوتا ہے کیونکہ محدث ہوئے بغیر کوئی فقیہ ہی نہیں ہو سکتا۔ فقہ میں کوئی بھی اس وقت تک امام نہیں ہو سکتا جب تک کہ وہ حدیث میں امام نہ ہو، مگر محدث کے لیے لازم نہیں کہ وہ فقیہ بھی ہو کیونکہ فقیہ نہ بھی ہو تو وہ محدث بن سکتا ہے لہذا ائمہ صحاح ستہ امام بخاری، امام مسلم، امام ترمذی، امام ابو داود، امام نسائی، امام ابن ماجہ اور امام حاکم رحمہم اللہ اور

اسی طرح دیگر جتنے محدثین ہوئے ہیں ضروری نہیں کہ ان میں ہر کوئی فقہ میں بھی امام ہو مگر فقہ کے ائمہ اربعہ امام اعظم ابوحنیفہ، امام مالک، امام شافعی اور امام احمد بن حنبل رحمہم اللہ اس وقت تک فقیہ نہیں ہوئے جب تک کہ پہلے وہ علم الحدیث کے امام نہ بنے۔

## محدثین کی موجودگی میں امام ابوثور رحمۃ اللہ علیہ کی لاجواب فقاہت

محدث اور فقیہ کے درمیان فرق درج ذیل واقعہ سے بھی اظہر من الشمس ہو جاتا ہے جسے امام حسن بن عبدالرحمٰن رامہرمزی رحمۃ اللہ علیہ (متوفی ۳۶۰ ھ) اور ابوبکر خطیب بغدادی رحمۃ اللہ علیہ (متوفی ۴۶۳ ھ) نے بیان کیا ہے۔ فرماتے ہیں:

محدثین کے ایک مجمع میں امام یحیی بن معین، ابوخیثمہ اور خلف بن سالم رحمہم اللہ موجود تھے جو کسی حدیث پر گفتگو کر رہے تھے کہ اس دوران ایک عورت نے آ کر ان سے مسئلہ پوچھا کہ کیا حائضہ عورت میت کو غسل دے سکتی ہے؟ ان میں سے کسی نے بھی اسے جواب نہ دیا اور سب ایک دوسرے کی طرف دیکھنے لگے۔ اتنے میں فقیہ ابوثور رحمۃ اللہ علیہ وہاں آئے تو ان محدثین نے اس عورت سے کہا کہ وہ اپنا مسئلہ فقیہ صاحب کو بتلائے، سو وہ اپنا سوال لے کر ان کی طرف متوجہ ہوئی تو انہوں نے اس کے سوال پر یہ فتویٰ دیا کہ حائضہ عورت میت کو غسل دے سکتی ہے، دلیل کے طور پر انہوں نے یہ حدیث بیان کی جسے عثمان بن احنف نے قاسم سے اور انہوں نے ام المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت کیا ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے فرمایا:

إِنَّ حَيْضَتَكِ لَيْسَتْ فِيْ يَدِكِ. ❶

تمہارا حیض تمہارے ہاتھ میں نہیں۔

❶ صحیح مسلم: کتاب الحیض، باب جواز غسل الحائض رأس زوجها.... إلخ، ج ۱ ص ۲۴۴، رقم الحدیث: ۲۹۸

دوسری حدیث بھی ام المؤمنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے۔ وہ فرماتی ہیں:

كُنْتُ أَفْرُقُ رَأسَ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ بِالْمَاءِ وَأَنَا حَائِضٌ.

میں حالت حیض میں بھی نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے سر انور میں پانی کے ساتھ کنگھا کرتی تھی۔

امام ابوثور رحمۃ اللہ علیہ نے کہا حالت حیض میں جب آپ پانی کے ساتھ کسی زندہ شخص کو کنگھا کر سکتی ہیں تو مردہ اس سے زیادہ مستحق ہے۔ یہ سنتے ہی ان کے پاس موجود محدثین نے تصدیق کر دی کہ یہ روایت ہمیں فلاں فلاں طریق سے پہنچی ہے اور پھر مختلف طرق سے اس روایت کی سند سنانے لگے، غور و خوض کرنے لگے، اس پر عورت نے ان سے مخاطب ہو کر کہا:

فَأَيْنَ كُنتُم إِلَى الآن. [1]

تم اب تک کہاں تھے۔

اس واقعہ سے معلوم ہوا ہے کہ احادیث کو یاد رکھنا اور روایت کرنا محدثین کا کام ہے جب کہ ان سے مسائل کا استخراج اور استنباط کرنا فقہاء کا کام ہے۔ محدث نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی زبان اقدس سے ادا ہونے والے الفاظ یا آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے سرزد ہونے والے کسی فعل یا عمل کو من وعن لفظ بلفظ بیان کر دیتا ہے، محدث کے فرائض میں یہ شامل نہیں کہ وہ کسی حدیث کا مفہوم بیان کرے۔ اس کا کام فقط حدیث کو سن کر لفظ بلفظ آگے منتقل کرنا ہوتا ہے جیسے قرآن کا حافظ قرآن مجید یاد کر کے من وعن سنا دیتا ہے، اسی طرح محدث احادیث کو یاد کر کے صحت سند کے ساتھ لفظ بلفظ متن سنا دیتا ہے۔ وہ یہ نہیں دیکھتا کہ اس حدیث کے قرائن کیا ہیں؟ اس کا اطلاق کیا ہے؟ اس کے مختلف الفاظ کے معانی کیا ہیں؟ اس سے مراد کیا ہے؟ وغیرہ وغیرہ۔ نصوص میں بیان کردہ احکام کے علل، ان کے مقامات، ان کے قرائن اور ان کے معانی کو صحیح صحیح طور پر متعین کر کے آگے سمجھانا اور اس طرح کے بہت سے سوالات کے جوابات دینا محدث کا کام نہیں بلکہ فقیہ اور مجتہد کا کام ہے۔

[1] تاريخ بغداد: ترجمة: ابراهيم بن خالد أبي اليمان أبو ثور الكلبي، ج٦ ص٦٥

## اکابر اہلِ علم کا امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ کی فقہ پر اعتماد کرنا

اگر امام اعظم ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کو علم حدیث میں دسترس نہ ہوتی، یا آپ کا پایہ فن حدیث میں کمزور ہوتا، یا آپ کی فقہ حدیث کے مطابق نہ ہوتی، تو دوسری صدی سے لے کر آج تک جبال علم وعمل کبھی آپ کی تقلید نہ کرتے اور نہ آپ کا مذہب اتنی کثرت کے ساتھ پھیلتا، چنانچہ مشہور محقق حافظ محمد بن ابراہیم الوزیر رحمۃ اللہ علیہ (متوفی ۸۴۰ھ) نے بڑے پتے کی بات کہی ہے۔ فرماتے ہیں:

ولو كان الإمام أبو حنيفة جاهلاً، ومن حلية العلم عاطلاً، ماتطابقت جبال العلم من الحنفية على الاشتغال بمذهبه، كالقاضي أبي يوسف ومحمد بن الحسن الشيباني والطحاوي وأبي الحسن الكرخي وأمثالهم وأضعافهم. فعلماء الطائفة الحنفية في الهند والشام ومصر واليمن والجزيرة والحرمين والعراقين منذ مائة وخمسين من الهجرة إلى هذا التاريخ يزيد على ستمائة سنة، فهم ألوف لا ينحصرون، وعوالم لا يحصون من أهل العلم والفتوى والورع والتقوىٰ.[1]

امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ اگر (قرآن وحدیث کے علم سے) جاہل ہوتے اور زیور علم سے نا آراستہ ہوتے تو حنفیہ کے جبالِ علم (علم کے پہاڑ) جیسے امام ابویوسف، امام محمد بن حسن شیبانی، امام طحاوی، امام کرخی رحمہم اللہ اوران جیسی صفات والے دیگر علماء جو تعداد میں ان سے کئی گنا زیادہ ہیں، ہرگز امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے مذہب پر جمے نہ رہتے۔ چنانچہ ہندوستان (پاکستان، بنگلہ دیش، انڈیا) شام (فلسطین، سوریا، بیروت وغیرہ) مصر، یمن، جزیرہ، حرمین (مکہ مکرمہ، مدینہ منورہ) اورعراق کے شہروں میں ۱۵۰ ہجری (امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کی وفات) سے اب تک جو کہ چھ سو سے زیادہ سال بنتے ہیں علمائے حنفیہ پائے جاتے ہیں۔

[1] الروض الباسم: المسلک الرابع، ج۲ ص ۳۱۹

یہ ہزاروں کی تعداد میں ہیں اور شمار سے باہر ہیں۔ اور ملکوں کے ملک ہیں کہ ان کو گنا نہیں جا سکتا، یہ سب اہلِ علم، صاحب فتویٰ، پرہیزگاری اور متقی لوگ ہیں۔

## اکثر صحابہ کرام رُوّات حدیث تھے

ایک لاکھ چودہ یا چوبیس یا چالیس ہزار سبھی کے سبھی صحابہ کرام رواۃ حدیث اور محدثین تھے، اس بات کو امام المحدثین ابوزرعہ رازی رحمۃ اللہ علیہ (متوفی ۲۶۴ھ) نے بیان کیا ہے۔ خطیب بغدادی رحمۃ اللہ علیہ (متوفی ۴۶۳ھ) نے ''الجامع لأخلاق الراوی وآداب السامع'' اور امام تقی الدین ابوعمرو عثمان بن عبدالرحمٰن المعروف ابن صلاح رحمۃ اللہ علیہ (متوفی ۶۴۳ھ) نے اپنی تصنیف ''معرفة أنواع علوم الحدیث'' المعروف ''مقدمہ ابن صلاح'' میں اور بہت سے دیگر ائمہ حدیث نے اپنی اپنی کتابوں میں لکھا ہے:

عن أبی زرعة الرازی أنه سئل عن عدة من روی عن النبي ﷺ، فقال: ومن یضبط هذا؟ شهد مع النبی ﷺ حجة الوداع أربعون ألفا، وشهد معه تبوک سبعون ألفا.

(وفي رواية أخرى) قال له رجل: يا أبا زرعة! أليس يقال: حديث النبی ﷺ أربعة آلاف حديث؟ قال: ومن قال ذا قَلْقَلَ اللّٰهُ أَنْيَابَهُ، هذا قول الزنادقة. ومن يحصی حديث رسول اللّٰه ﷺ قبض رسول اللّٰه عن مائة ألف وأربعة عشر ألفا من الصّحابة ممّن روی منه وسمع عنه. فقال له الرجل: يأبا زرعة! هؤلاء أين كانوا وسمعوا منه؟ قال: أهل المدينة وأهل مكة ومن بينهما والأعراب، ومن شهد معه حجة الوداع كل رآه وسمع منه بعرفة.[1]

[1] الجامع لأخلاق الراوی وآداب السامع: ترتيب مسانيد الصحابة الاختيار في تخريج المسند... إلخ، ج۲ ص ۲۹۴، ۲۹۵/ معرفة أنواع علوم الحديث: النوع التاسع والثلاثون، معرفة الصحابة: ص ۲۷۹

امام ابوزرعہ الرازی سے سوال کیا گیا کہ نبی اکرم ﷺ سے کتنے صحابہ نے روایت کیا؟ آپ نے فرمایا: یہ تعداد کون بتا سکتا ہے؟ (البتہ رواتِ صحابہ کی تعداد کا اندازہ اس سے لگایا جا سکتا ہے کہ) حجۃ الوداع کے موقع پر آپ ﷺ کے ساتھ چالیس ہزار صحابہ تھے اور غزوہ تبوک کے موقع پر آپ ﷺ کے ساتھ ستر ہزار صحابہ تھے۔

(دوسری روایت میں ہے) ان سے ایک شخص نے پوچھا: ابوزرعہ! کیا یہ نہیں کہا جاتا کہ آپ ﷺ سے چار ہزار احادیث مروی ہیں؟ آپ نے فرمایا: جس شخص نے ایسا کہا ہے اللہ تعالیٰ اس کو برباد کرے، یہ زنادقہ کا قول ہے۔ کون شخص نبی اکرم ﷺ کی احادیث کا احاطہ کر سکتا ہے کیونکہ آپ ﷺ کے وصال کے وقت ایک لاکھ چودہ ہزار صحابہ موجود تھے جنہوں نے آپ ﷺ سے حدیث روایت کی اور آپ ﷺ سے سماع کیا۔ اس شخص نے کہا: ابوزرعہ! یہ صحابہ کہاں قیام پذیر تھے اور کہاں انہوں نے آپ ﷺ سے سماع کیا؟ آپ نے فرمایا: یہ اہل مدینہ، اہل مکہ اور ان کے گرد ونواح کے رہائشی اور دیہاتی تھے، ان میں وہ سارے حضرات بھی شامل ہیں جو آپ ﷺ کے ساتھ حجۃ الوداع میں شریک ہوئے اور ان میں سے ہر ایک نے میدان عرفات میں آپ ﷺ کی زیارت بھی کی اور آپ ﷺ سے سماع حدیث بھی کی۔

امام ابوزرعہ رحمۃ اللہ علیہ جیسے جلیل القدر نقادِ رجال اور معتبر ترین محدث کی بیان کردہ اس روایت سے ثابت ہوا کہ کل صحابہ کرام کو نبی اکرم ﷺ سے سماعتِ حدیث کا شرف حاصل تھا۔

## جمیع صحابہ کرام میں سے صرف دس مجتہد تھے

گزشتہ صفحے میں امام ابوزرعہ رحمۃ اللہ علیہ کا قول نقل کیا جا چکا ہے کہ ان کے نزدیک جملہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی تعداد ایک لاکھ چودہ ہزار ہے، ائمہ حدیث نے اسماء الرجال کی کتب میں ان تمام صحابہ میں سے بارہ ہزار کے قریب صحابہ کرام کے احوال جمع کیے ہیں، قابل غور بات یہ

ہے کہ عہد نبوی اور عہد خلفائے راشدین میں مجتہد اور فقیہ صحابہ کی تعداد صرف دس (۱۰) تھی، اس بات سے اندازہ ہوتا ہے کہ یہ منصب کتنے بلند مرتبہ کا حامل ہے جو ایک لاکھ چودہ ہزار صحابہ کرام میں سے صرف دس کو نصیب ہوا۔ ذیل میں اس پر تصریحات ملاحظہ کیجیے۔

ا..... حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کے ہونہار شاگرد مسروق بن اجدع رحمۃ اللہ علیہ (متوفی ۶۳ھ) سے مروی ہے:

كان أصحاب الفتوى من أصحاب رسول الله ﷺ: عمر وعلي وابن مسعود وزيد وأبي بن كعب وأبو موسى الاشعري. ❶

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے فتوی دینے والے صحابہ کرام یہ تھے: حضرت عمر بن خطاب، حضرت علی بن ابی طالب، حضرت عبد اللہ بن مسعود، حضرت زید بن ثابت، حضرت ابی بن کعب اور حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہم۔

۲... حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے پوتے قاسم بن محمد رحمۃ اللہ علیہ (متوفی ۱۰۶ھ) فرماتے ہیں:

كان ابو بكر وعمر وعثمان وعلي يفتون على عهد رسول الله ﷺ. ❷

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں حضرت ابوبکر، حضرت عمر، حضرت عثمان اور حضرت علی رضی اللہ عنہم فتوی دیتے تھے۔

۳..... قاسم بن محمد ہی حضرت ابوبکر صدیق اور حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہما کے ادوار میں سات مشیر فقہاء حضرات کے بارے میں فرماتے ہیں:

أن أبا بكر الصديق كان إذا نزل به أمر يريد فيه مشاورة أهل الرأى وأهل الفقه، ودعا رجالا من المهاجرين والأنصار. دعا عمر وعثمان وعلياً

❶ الطبقات الكبرى: باب أهل العلم والفتوى من أصحاب رسول الله ﷺ، ج ۲ ص ۲۶۷ ❷ التمهيد لما في الموطا من المعاني والأسانيد: تابع لمحمد ابن شهاب الزهرى، الحديث الثامن، ج ۹ ص ۷۶

وعبد الرحمن بن عوف ومعاذ بن جبل وأبي بن كعب وزيد بن ثابت. رضى اللّٰه عنهم. وكل هؤلاء كان يفتي في خلافة أبي بكر، وإنما تصير فتوى الناس إلى هؤلاء النفر فمضى أبو بكر على ذلك، ثم ولّى عمر فكان يدعو هؤلاء النفر وكانت الفتوى تصير. ❶

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کو جب کوئی ایسا معاملہ پیش آتا جس میں وہ اہل رائے اور فقہاء کی مشاورت چاہتے تو مہاجرین اور انصار میں سے صاحب الرائے حضرات کو بلاتے۔ آپ حضرت عمر، حضرت عثمان، حضرت علی، حضرت عبدالرحمٰن بن عوف، حضرت معاذ بن جبل، حضرت ابی بن کعب اور حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہم کو طلب کرتے۔

ان میں سے ہر ایک حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کی خلافت میں فتوی دیتا رہا، لوگ فتوی کے لیے ان حضرات کی طرف ہی رجوع کرتے۔ پس حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے اسی طرح معاملہ جاری رکھا، پھر حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ مسندِ خلافت پر متمکن ہوئے تو آپ بھی ان ہی حضرات کو بلاتے اور ان ہی کا فتوی چلتا تھا۔

۴..... تابعی کبیر امام عامر بن شراحیل الشعبی رحمۃ اللہ علیہ (متوفی ۱۰۴ھ) بیان کرتے ہیں:

كان العلم يؤخذ عن ستة: عمر وعلي وأبي وابن مسعود وزيد وأبى موسى رضي الله عنهم. ❷

علم چھ اشخاص سے حاصل کیا جاتا تھا: حضرت عمر بن خطاب، حضرت علی بن ابی طالب، حضرت ابی بن کعب، حضرت عبداللہ بن مسعود، حضرت زید بن ثابت اور حضرت ابوموسی اشعری رضی اللہ عنہم۔

۵..... امام سلیمان بن یسار رحمۃ اللہ علیہ (متوفی ۱۱۰ھ) نے حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ کے

❶ تاریخ مدينة دمشق: ترجمة: عثمان بن عفان، ج ۳۹ ص ۱۸۱

❷ تذكرة الحفاظ: ترجمة: أبو موسى الأشعرى، ج ۱ ص ۲۲

بارے میں یہاں تک فرمایا ہے:

ما كان عمر وعثمان يقدمان على زيد أحدا في الفرائض والفتوى والقراءة والقضاء. ❶

حضرت عمر اور حضرت عثمان کسی کو بھی حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہم پر علم فرائض (میراث) فتویٰ، قرأت اور قضاء کے معاملہ میں مقدم نہ کرتے تھے:

لم يكن يفتي في زمن النبي ﷺ غير عمر وعلي ومعاذ وأبي موسى رضى الله عنهم. ❷

ان روایات سے پتہ چلا کہ نبی اکرم ﷺ اور خلفائے راشدین کے ادوار میں کل دس صحابہ کرام فقیہ اور مجتہد شمار کیے جاتے تھے، جن میں چاروں خلفائے راشدین، حضرت ابوبکر صدیق، حضرت عمر فاروق، حضرت عثمان غنی، حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہم سمیت اکابر صحابہ حضرات عبدالرحمٰن بن عوف، حضرت معاذ بن جبل، حضرت عبداللہ بن مسعود، حضرت ابی بن کعب، حضرت زید بن ثابت اور حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہم شامل ہیں۔

## بائیس (۲۲) محدثین کرام کی نظر میں امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ کی بلند پایہ فقاہت کا بیان

نبی کریم ﷺ کی بشارت اور حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ کی دعا کا ہی نتیجہ ہے کہ امام اعظم ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ آسمان علم وعمل پر تابندہ ستارہ بن کر جگمگا رہے ہیں، امام اعظم کی قرآن وحدیث میں بلند درجہ فقاہت کا جمیع ائمہ حدیث وفقہ نے اعتراف کیا ہے۔ محدثین کی کثیر تعداد آپ کے فقہ الحدیث سے فیض یاب ہونے کا درس دیتے رہے، اس پر ذیل میں چند

❶ سير أعلام النبلاء: ترجمة: زيد بن ثابت، ج ۲ ص ۴۳۴

❷ تذكرة الحفاظ: ترجمة: أبو موسى الأشعري، ج ۱ ص ۲۳

اَجَل اور اَوثَق ائمہ حدیث کی تصریحات درج کی جاتی ہیں جن سے یہ حقیقت عیاں ہو جائے گی کہ امام صاحب کی بلند پایہ فقاہت پر سب ہی ائمہ حدیث متفق ہیں۔

## ۱.....امام مغیرہ بن مقسم رحمہ اللہ (متوفی ۱۳۶ھ) کی نظر میں

امام جریر بن عبدالحمید رحمہ اللہ سے روایت ہے کہ مجھے امام مغیرہ بن مقسم رحمہ اللہ (جو امام شعبہ بن حجاج اور امام سفیان ثوری رحمہ اللہ کے شیخ ہیں، چنانچہ امیر المؤمنین فی الحدیث امام بخاری رحمہ اللہ نقل کرتے ہیں: روی عنه الثوری و شعبة. ❶

امام مغیرہ بن مقسم رحمہ اللہ جن کے متعلق امام ذہبی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: الإمام، العلامة، الفقیه) نے فرمایا: ❷

عَنْ جَرِيرٍ، قَالَ: قَالَ لِي مُغِيرَةُ: جَالِسْ أَبَا حَنِيفَةَ تَفَقَّهْ، فَإِنَّ إِبْرَاهِيمَ لَوْ كَانَ حَيًّا لَجَالَسَهُ. ❸

آپ امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ کے پاس بیٹھا کریں آپ کو دین کی سمجھ بوجھ حاصل ہوگی، اگر (محدث اور فقیہ اکبر) امام ابراہیم نخعی رحمہ اللہ حیات ہوتے تو وہ بھی ان کے پاس بیٹھتے۔

## ۲.....امام سلیمان بن مہران اعمش رحمہ اللہ (متوفی ۱۴۷ھ) کی نظر میں

کسی شخص نے امام اعظم رحمہ اللہ کے شیخ امام سلیمان بن مہران اعمش رحمہ اللہ (امام ذہبی رحمہ اللہ ان کے متعلق فرماتے ہیں: الإمام، شیخ الإسلام، شیخ المقرئین و المحدثین، الحافظ ❹) سے کوئی مسئلہ پوچھا تو انہوں نے فرمایا:

---

❶ التاریخ الکبیر: ترجمة: مغیرة بن مقسم، ج۷ ص ۳۲۲

❷ سیر أعلام النبلاء: ترجمة: مغیرة بن مقسم، ج٦ ص ١٠

❸ مناقب الإمام أبي حنیفة وصاحبیه: ص ۲۹

❹ سیر أعلام النبلاء: ترجمة: الأعمش سلیمان بن مهران، ج٦ ص ٢٢٦

أنه سئل عن مسألة، فقال: إنما يحسن هذا النعمان بن ثابت الخزاز، وأظنه بورك له في علمه. ❶

اس کا اور اس جیسے دیگر سوالات کا جواب نعمان بن ثابت خزار خوب جانتے ہیں مجھے یوں محسوس ہوتا ہے کہ ان کے علم میں برکت دی گئی ہے۔

امام اعمش رحمۃ اللہ علیہ سے کچھ مسائل پوچھے گئے، اور اس محفل میں امام اعظم بھی موجود تھے تو انہوں نے امام اعظم کی طرف رجوع کیا۔ پس آپ نے تمام مسائل کا جواب دے دیا، امام اعمش رحمۃ اللہ علیہ نے دلیل طلب کی تو آپ نے وہی احادیث وروایات جو خود انہی (امام اعمش رحمۃ اللہ علیہ) سے مروی تھیں دلیل کے طور پر پیش کر دیں، اس استنباط پر امام اعمش رحمۃ اللہ علیہ حیران رہ گئے اور امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ کی تحسین کرتے ہوئے فرمایا:

أَنْتُمْ يَا مَعْشَرَ الْفُقَهَاءِ! الْأَطِبَّاءُ وَنَحْنُ الصَّيَادِلَةُ. ❷

اے گروہِ فقہاء! آپ طبیب ہیں اور ہم (محدثین) صاحبِ ادویات ہیں۔

مراد یہ ہے کہ جس طرح ایک میڈیکل اسٹور میں ہر قسم کی دوائیاں تو موجود ہوتی ہیں اور اسٹور چلانے والے دوا فروش کو ان کے نام اور دیگر معلومات کا علم ہوتا ہے مگر وہ یہ نہیں جانتا کہ کس مریض کے لئے کون سی دوا تجویز کرنی ہے؟ کتنی مقدار میں دینی ہے؟ یہ کام صرف ڈاکٹر کا ہوتا ہے۔ اسی طرح محدثین کے پاس احادیث کا ذخیرہ تو ہوتا ہے مگر ان سے احکام کا استنباط واستخراج ایک فقیہ ہی کر سکتا ہے۔

یہی وجہ تھی کہ امام اعمش رحمۃ اللہ علیہ سے جو کوئی مسئلہ پوچھا جاتا تو آپ فرماتے:

---

❶ سير أعلام النبلاء: ترجمة: أبو حنيفة النعمان بن ثابت، ج ٦ ص ۴۰۳

❷ الثقات لابن حبان: باب العين، ج ٨ ص ۴٦٧، رقم: ١۴۴٦٥ / أخبار أبي حنيفة وأصحابه: ص ٢٧

عَلَيْكُمْ بِتِلْكَ الْحَلْقَةِ. يَعْنِي حَلْقَةَ أَبِي حَنِيْفَةَ. ❶

لوگو! تم ابوحنیفہ کی مجلس میں ضرور جایا کرو۔

امام اعمش رحمہ اللہ کا علم الحدیث میں بہت بلند رتبہ ہے لیکن ان کے اس قول سے یہ حقیقت آشکارا ہوتی ہے کہ وہ فقیہ اعظم امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ کے ہوتے ہوئے خود فتویٰ دینے سے گریز کرتے تھے۔

## ۳.....امام ابن جریج رحمہ اللہ (متوفی ۱۵۰ھ) کی نظر میں

امام عبدالملک بن عبدالعزیز المعروف ابن جریج رحمہ اللہ (امام ذہبی رحمہ اللہ ان کے متعلق فرماتے ہیں:

الإمام، العلامة، الحافظ، شيح الحرم، صاحب التصانيف، أول من دون العلم بمكة.)❷

کے درس میں ایک دفعہ امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ کا تذکرہ ہوا تو آپ نے فرمایا:

اسكتوا، إنه لفقيه، إنه لفقيه، إنه لفقيه. ❸

خاموش ہو جاؤ، بے شک وہ فقیہ ہیں، بے شک وہ فقیہ ہیں، بے شک وہ فقیہ ہیں.

## ۴.....امام مسعر بن کدام رحمہ اللہ (متوفی ۱۵۵ھ) کی نظر میں

امام مسعر بن کدام رحمہ اللہ (امام ذہبی ان کے متعلق فرماتے ہیں: الإمام، الحافظ، أحد الأعلام)❹

❶ أخبار أبی حنيفة وأصحابه: ص ۷۸

❷ سير أعلام النبلاء: ترجمة: ابن جريج عبد الملك بن عبد العزيز، ج ٦ ص ٣٢٥

❸ عقود الجمان في مناقب الإمام الإعظم أبي حنيفه النعمان: الباب العاشر، ص ١٩٣

❹ تذكرة الحفاظ: ترجمة: مسعر بن كدام، ج ١ ص ١٤١

امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ کی بلند پایہ فقہی بصیرت پر یوں تبصرہ کرتے ہیں:

سمعت مسعر بن كدام يقول: ما أحسد أحدا بالكوفة إلا رجلين: أبو حنيفة في فقهه، والحسن بن صالح في زهده. ❶

مجھے کوفہ میں سوائے دو اشخاص کے کسی پر بھی رشک نہیں آیا، امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ پر ان کے فقہ میں بلند درجے کے باعث اور حسن بن صالح رحمۃ اللہ علیہ پر زہد میں ان کے مقام کے باعث۔

## ۵.....امام سعید بن ابی عروبہ رحمۃ اللہ علیہ (متوفی ۱۵۶ھ) کی نظر میں

محدث کبیر امام سفیان بن عیینہ رحمۃ اللہ علیہ بیان کرتے ہیں کہ امام سعید بن ابی عروبہ رحمۃ اللہ علیہ (امام ذہبی رحمۃ اللہ علیہ ان کے متعلق فرماتے ہیں: الإمام، الحافظ، عالم البصرة، أول من صنف السنن النبوية) ❷

کے پاس حاضر ہوا تو انہوں نے مجھ سے کہا:

فَقَالَ لي يَا أَبَا مُحَمَّد مَا رَأَيْتُ مثل هَدَايَا تَأتِينَا من بلدك من أبي حنيفة وددت ان اللّٰه أخرج العلم الَّذِى مَعَه إِلَى قُلُوب الْمُؤمنِينَ فَلَقَد فتح الله لهَذَا الرجل فِي الْفِقْه شَيْئا كَأَنَّهُ خلق لَهُ. ❸

اے ابومحمد! (یہ سفیان بن عیینہ رحمۃ اللہ علیہ کی کنیت ہے) میں نے ایسی علمی تحائف کو اس سے قبل نہیں دیکھا جو ہمارے پاس آپ کے شہر (کوفہ) سے ابوحنیفہ کی طرف سے آرہے ہیں، میری دلی خواہش ہے کہ اللہ تعالی ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے علمی فیض کو مؤمنین کے قلوب میں منتقل فرمادے۔ یقیناً اللہ تعالی نے اس شخص کیلئے فقہ کے دَر اس طرح کھول دیئے ہیں کہ گویا

❶ تاریخ بغداد: ترجمة: النعمان بن ثابت، ج۱۳ ص ۳۳۹ ❷ سير أعلام النبلاء: ترجمة: سعيد بن أبي عروبة، ج٦ ص ٤١٣ ❸ أخبار أبي حنيفة وأصحابه: ذكر ما روي عن أعلام المسلمين وأئمتهم في فضل أبي حنيفة، ص ٨٢

وہ اسی کام کے لئے پیدا کیے گئے ہیں۔

## ۶.....امام اوزاعی رحمۃ اللہ علیہ (متوفی ۱۵۷ھ) کی نظر میں

ملا علی قاری رحمۃ اللہ علیہ نے امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ اور امام عبدالرحمٰن رحمۃ اللہ علیہ بن عمرو المعروف امام اَوزاعی رحمۃ اللہ علیہ (جو امام زہری، امام شعبہ، امام مالک رحمہم اللہ کے شیخ ہیں) کی ایک ملاقات نقل کی ہے۔ فرماتے ہیں کہ ایک بار امام اوزاعی رحمۃ اللہ علیہ نے امام صاحب سے چند مسائل پوچھے اور آپ کے ساتھ دلائل سے بحث بھی کی، آپ نے سب کے جوابات بحسن خوبی دیئے تو امام اوزاعی رحمۃ اللہ علیہ نے کہا: آپ نے یہ جواب کس دلیل سے اخذ کیے ہیں؟ آپ نے فرمایا:

من الأحاديث التي رويتموها، ومن الأخبار والأثار اللتي نقلتموها، وبيّن له وجه دلالتها وطريق استنباطها فأنصف الأوزاعي ولم يتعسف، فقال: نحن العطّارون وأنتم الأطبّاء.[1]

ان احادیث سے جو آپ نے روایت کی ہیں اور ان اخبار و آثار سے جو آپ نے نقل کیے ہیں، پھر امام صاحب نے انہیں احادیث و آثار سے استدلال اور استنباط کے طریقے بیان کیے، تو امام اوزاعی رحمۃ اللہ علیہ نے اعتراف حق کا مظاہرہ کرتے ہوئے کہا: ہم صرف ادویات بیچنے والے ہیں اور آپ لوگ طبیب ہیں۔

امام اوزاعی رحمۃ اللہ علیہ کے قول کا مطلب یہ ہے کہ ہم محدثین کو احادیث تو یاد ہیں مگر یہ نہیں معلوم کہ ان سے مسائل کس طرح اخذ کیے جاتے ہیں؟ جیسے دوا فروشوں کے پاس قسم قسم کی دوائیں تو موجود ہوتی ہیں مگر ان کو یہ معلوم نہیں ہوتا کہ کسی بیماری میں کون سی دوا مفید ہے؟ یہ صرف اطباء ہی جانتے ہیں۔ امام اوزاعی رحمۃ اللہ علیہ جیسے محدث اور امام اہل زمانہ کے جملہ پر غور کیا جائے تو امام صاحب کا علم حدیث وفقہ میں عظیم ترین رتبہ خود بخود واضح ہو جاتا ہے۔

[1] مرقاة المفاتيح شرح مشكاة المصابيح: مقدمة المؤلف، ج ۱ ص ۲۸

## ۷.....امام سفیان ثوری رحمۃ اللہ علیہ (متوفی ۱۶۱ھ) کی نظر میں

عبد اللہ بن مبارک اور امام شعبہ بن حجاج رحمہما اللہ کے شیخ امیر المؤمنین فی الحدیث امام سفیان ثوری رحمۃ اللہ علیہ کی زبانی امام اعظم کی فقاہت کا حال سنیئے۔ امام محمد بن بشر رحمۃ اللہ علیہ بیان کرتے ہیں:

كنت أختلف إلى أبي حنيفة وإلى سفيان. فآتي أبا حنيفة فيقول لي: من أين جئت؟ فأقول: من عند سفيان. فيقول: لقد جئت من عند رجل لو أن علقمة والأسود حضرا لاحتاجا إلى مثله، فآتي سفيان، فيقول لي: من أين؟ فأقول: من عند أبي حنيفة. فيقول: لقد جئت من عند أفقه أهل الأرض. [1]

میں سفیان ثوری اور ابوحنیفہ کے پاس آتا جاتا تھا، جب میں ابوحنیفہ کے پاس آتا تو وہ پوچھتے: کہاں سے آئے ہو؟ میں عرض کرتا: سفیان ثوری کے پاس سے آیا ہوں، یہ سن کر فرماتے: آپ ایسے آدمی کے پاس سے آئے ہیں کہ اگر حضرت علقمہ اور اسود بھی موجود ہوتے تو یقیناً ان کے علم کے محتاج ہوتے۔ پھر جب میں سفیان ثوری کے پاس آتا تو وہ پوچھتے: کہاں سے آئے ہو؟ میں عرض کرتا: ابوحنیفہ کے پاس سے، تو وہ فرماتے: بے شک آپ روئے زمین پر سب سے بڑے فقیہ کے پاس سے ہو کر آئے ہیں۔

## ۸.....امام خارجہ بن مصعب رحمۃ اللہ علیہ (متوفی ۱۶۸ھ) کی نظر میں

امام عبد الرحمٰن بن مہدی، امام وکیع، امام حفص بن عبد اللہ رحمہم اللہ کے شیخ امام خارجہ بن مصعب رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ فقہ میں ایسے ہیں جیسے چکی میں کھونٹی (کہ چکی اس پر گھومتی ہے ایسے ہی فقہاء کے اقوال امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ گرد گھومتے ہیں) ان کی مثال

[1] تاريخ بغداد: ترجمة: النعمان بن ثابت، ج ۱۳ ص ۳۴۳

اس ماہر کی طرح ہے جو کھرا کھوٹا سونا پرکھتا ہے:

كان أبو حنيفة في الفقهاء كقطب الرحى و كالجهبذ الذي ينقد الذهب. ❶

## ۹.....قاسم بن معن بن عبدالرحمٰن رحمۃ اللہ علیہ (متوفی ۱۷۵ھ) کی نظر میں

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کے پڑپوتے محدث وفقیہ قاسم بن معن بن عبدالرحمٰن رحمۃ اللہ علیہ (امام ذہبی رحمۃ اللہ علیہ ان کے متعلق فرماتے ہیں:

الإمام، الفقيه، المجتهد، قاضي الكوفة ومفتيها في زمانه.) ❷

امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ کے درس میں شریک ہوا کرتے تھے، ایک روز کسی شخص نے ان سے کہا کہ آپ عبداللہ بن مسعود کی اولاد میں سے ہونے کے باوجود ابوحنیفہ کی غلامی کو پسند کرتے ہو؟ آپ نے فرمایا: امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کی مجلس سے زیادہ نفع بخش کوئی مجلس نہیں:

ما جلس الناس إلى أحد أنفع مجالسة من أبي حنيفة. ❸

## ۱۰.....امام مالک بن انس رحمۃ اللہ علیہ (متوفی ۱۷۹ھ) کی نظر میں

امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ نے امام مالک بن انس رحمۃ اللہ علیہ (امام ذہبی رحمۃ اللہ علیہ ان کے متعلق فرماتے ہیں:

الإمام، الحافظ، فقيه الأمة، شيخ الإسلام، إمام دار الهجرة) ❹

سے پوچھا: کیا آپ نے امام ابوحنیفہ کو دیکھا ہے؟ انہوں نے امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ کی قوتِ استدلال کی تحسین کرتے ہوئے فرمایا:

---

❶ عقود الجمان في مناقب الإمام أبي حنيفة النعمان: الباب العاشر، ص ۲۰۴ ❷ سير أعلام النبلاء: ترجمة: القاسم بن معن بن عبد الرحمن، ج۸ ص ۱۹۰ ❸ أخبار أبي حنيفة وأصحابه: ذكر ما روي عن أعلام المسلمين وأئمتهم في فضل أبي حنيفة، ص ۸۳ ❹ تذكرة الحفاظ: ترجمة: مالك بن انس بن مالك، ج ا ص ۱۵۴

نعم، رأيت رجلا لو كلمك فِي هَذِه السارية أن يجعلها ذهبا لقام بحجته. ❶

جی ہاں! میں نے اس شخص کو ایسا دیکھا ہے اگر وہ آپ کے ساتھ اس ستون کو سونے کا ثابت کرنے پر کلام کرے تو اس پر حجت قائم کر دے۔

## ۱۱.....امام عبد اللہ بن مبارک رحمۃ اللہ علیہ (متوفی ۱۸۱ھ) کی نظر میں

امام سفیان ثوری، امام ابوداود، امام عبد الرزاق بن ہمام، امام یحیی بن معین، امام یحیی بن سعید القطان رحمہم اللہ کے شیخ اور امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ کے شاگرد رشید امیر المومنین فی الحدیث عبد اللہ بن مبارک رحمۃ اللہ علیہ (متوفی ۱۸۱ھ) (امام ذہبی ان کے متعلق فرماتے ہیں: الحافظ، العلامة، شيخ الإسلام، فخر المجاهدين، قدوة الزاهدين، صاحب التصانيف النافعة) ❷

امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے تفقہ فی الدین، فہم اور مسائل میں دقت نظر کا تقابل دو اجل ائمہ کرام کے ساتھ اس طرح کراتے ہیں:

إن كان الأثر قد عرف واحتيج إلى الرأي، فرأى مالك، وسفيان وأبي حنيفة، وأبو حنيفة أحسنهم وأدقهم فطنة، وأغوصهم على الفقه، وهو أفقه الثلاثة. ❸

اگر کوئی معروف اثر ہو جس میں رائے کی ضرورت ہو تو امام مالک، امام سفیان ثوری

❶ تهذيب الكمال في أسماء الرجال: ترجمة: النعمان بن ثابت، ج ۲۹ ص ۴۲۹
❷ تذكرة الحفاظ. ترجمة: عبد الله بن المبارك، ج ۱ ص ۲۰۱
❸ تاريخ بغداد: ترجمة: النعمان بن ثابت، ج ۱۳، ص ۳۴۲/ أخبار أبي حنيفة وأصحابه: ذكر ما روي عن أعلام المسلمين وأئمتهم في فضل أبي حنيفة، ص ۸۴

اور امام ابوحنیفہ کی آراء کی طرف رجوع کرنا چاہیے اور پھر امام ابوحنیفہ ان سب سے زیادہ اچھے ہیں، باریک بینی میں ان سب سے زیادہ ذہین ہیں، اور فقہ میں سب سے زیادہ غور وخوض کرنے والے ہیں، اور وہ ان تینوں میں سب سے بہتر مسائل کو سمجھنے والے ہیں.

حضرت عبداللہ بن مبارک رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ سب لوگوں سے بڑھ کر فقیہ تھے، میں نے فقہ میں ان کے مثل کسی کو نہیں دیکھا:

وأما أفقه الناس فأبو حنيفة، ثم قال: ما رأيت في الفقه مثله. ❶

حضرت عبداللہ بن مبارک رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ اگر کسی کو اپنی رائے سے دین کی بابت کچھ کہنا مناسب ہوتا تو امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ اس مرتبے کے ہیں کہ ان کو اپنی رائے سے کہنا مناسب ہونا چاہئے تھا:

إن كان أحد ينبغي له أن يقول برأيه، فأبو حنيفة ينبغي له أن يقول برأيه. ❷

حضرت عبداللہ بن مبارک رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ اگر اللہ تعالی نے امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ اور سفیان ثوری رحمۃ اللہ علیہ سے میری دستگیری نہ کی ہوتی تو میں عام لوگوں کی طرح ہوتا:

لولا أن اللّٰه أغاثني بأبي حنيفة وسفيان لكنت كسائر الناس. ❸

## ۱۲.....امام ابوبکر بن عیاش رحمۃ اللہ علیہ (متوفی ۱۹۳ھ) کی نظر میں

شیخ البخاری امام یحییٰ بن یوسف رحمۃ اللہ علیہ کے شیخ اور امام عبدالعزیز بن رُفیع کے شاگرد امام ابوبکر بن عیاش رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

كان النعمان بن ثابت أفقه أهل زمانه. ❹

❶ تاريخ بغداد: ترجمة: النعمان بن ثابت، ج۱۳ ص ۳۴۲ ❷ تاريخ بغداد: ترجمة: النعمان بن ثابت، ج۱۳ ص۳۴۳ ❸ عقود الجمان في مناقب الإمام أبي حنيفة النعمان: ص۱۸۸ ❹ مناقب الإمام أبي حنيفة وصاحبيه: ص ۲۹

امام ابوحنیفہ نعمان بن ثابت اپنے زمانہ کے سب سے بڑے فقیہ تھے۔

## ۱۳.....امام وکیع بن جراح رحمۃ اللہ علیہ (متوفی ۱۹۶ھ) کی نظر میں

محدث کبیر امام وکیع بن الجراح رحمۃ اللہ علیہ صحاح ستہ کے معروف راوی، عبداللہ بن مبارک، عبدالرحمٰن بن مہدی، یحییٰ بن معین اور امام حُمیدی رحمہم اللہ کے شیخ اور امام اعظم ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے شاگرد ہیں، وہ آپ کی شانِ فقاہت یوں بیان فرماتے ہیں:

ما لقيت أحدا أفقه من أبي حنيفة و لا أحسن صلاة منه. (۱)

میں نے امام ابوحنیفہ سے بڑھ کر فقیہ اور ان سے اچھی نماز پڑھنے والا کسی کو نہیں دیکھا۔

امام وکیع بن الجراح رحمۃ اللہ علیہ کی مجلس میں ایک روز ایسی حدیث پیش ہوئی جس کا مضمون بڑے غور وخوض کا متقاضی تھا، اس پر امام وکیع رحمۃ اللہ علیہ کھڑے ہو گئے اور ٹھنڈی سانس بھر کر کہا:

لا تنفع الندامة ، أين الشيخ؟ فيفرج عنا. (۲)

ندامت سے کچھ فائدہ نہیں، وہ شیخ (یعنی ابوحنیفہ) کہاں ہیں؟ جو ہمیں اس مشکل سے نکالتے۔

امام وکیع رحمۃ اللہ علیہ اپنے پاس موجود محدثین حضرات سے کہا کرتے تھے:

اے گروہ محدثین! تم حدیثیں طلب کرتے ہو اور ان کے معانی سے واقفیت حاصل نہیں کرتے، اسی میں تمہاری عمر اور دین ضائع ہو جائے گا حالاں کہ:

وددت أن يجتمع لي عشر فقه أبي حنيفة. (۳)

میری آرزو ہے کہ کاش امام ابوحنیفہ کی فقہ کا دسواں حصہ ہی مجھے نصیب ہو جائے۔

ایک روز انہوں نے لوگوں سے مخاطب ہو کر واشگاف الفاظ میں فقہ اور امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ

(۱) تاریخ بغداد : ترجمة: النعمان بن ثابت، ج ۱۳ ص ۳۴۵ (۲) مناقب الإمام أبي حنيفة: ج ۱ ص ۹۷ (۳) مناقب أبي حنيفة: ج ۱ ص ۹۷

کے اصحاب کا یوں ذکر کیا:

یا أیها الناس! لا ینفعکم سماع الحدیث بلا فقه، ولا تفقهون حتی تجالسوا أصحاب أبی حنیفة فیفسروا لکم أقاویله.❶

لوگو! فقہ کے بغیر حدیث سننا تمہیں کچھ نفع دے گا، اور تم کو حدیث کی فقہ اور بصیرت اس وقت تک حاصل نہیں ہوگی جب تک کہ تم امام ابوحنیفہ کے شاگردوں کی مجالست اختیار نہ کرلو تاکہ وہ تمہیں حدیث کی تفسیر کرکے بتائیں۔

## ۱۴.....امام سفیان بن عیینہ رحمۃ اللہ علیہ (متوفی ۱۹۸ھ) کی نظر میں

امام شافعی، امام احمد بن حنبل، امام شعبہ، امام یحیی بن معین، امام علی بن المدینی، امام ابوبکر بن ابی شیبہ، امام عبدالرزاق بن ہمام رحمہم اللہ کے شیخ، محدث کبیر امام سفیان بن عیینہ رحمۃ اللہ علیہ (امام ذہبی رحمۃ اللہ علیہ ان کے متعلق فرماتے ہیں: الإمام الکبیر، حافظ العصر، شیخ الإسلام، انتهی إلیه علو الإسناد)❷

امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ کی فقاہت کو یوں بیان کرتے ہیں:

مَن أَرَادَ الْمَغَازِی فالمدینة وَمن أَرَادَ الْمَنَاسِک فمکة وَمن أَرَادَ الْفِقْه فالکوفة وَیلْزم أَصْحَاب أبي حنیفَة.❸

جو شخص علم مغازی کو جاننا چاہے وہ مدینہ منورہ کا رخ کرے، جو مناسکِ حج سیکھنا چاہے وہ مکہ مکرمہ کی راہ لے، اور جو دین کی سمجھ بوجھ حاصل کرنا چاہتا ہو وہ کوفہ جا کر اصحاب ابوحنیفہ کے حلقہ ہائے درس میں بیٹھے۔

❶مناقب أبي حنیفة: ج۱ ص۹۷ ❷سیر أعلام النبلاء: ترجمة:سفیان بن عیینه، ج۸ ص۴۵۵ ❸أخبار أبي حنیفة وأصحابه: ذکر ما روي عن أعلام المسلمین وأئمتهم في فضل أبي حنیفة، ص۸۲

امام سفیان بن عیینہ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ جو شخص علم مغازی جاننا چاہے وہ مدینہ منورہ کا رخ کرے، جو مناسکِ حج سیکھنا چاہے وہ مکہ مکرمہ کی راہ لے اور جو علم فقہ پسند کرے اسے کوفہ جانا چاہئے اور اصحاب امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے حلقہ ہائے درس میں بیٹھنا چاہئے:

سمعت سفیان بن عیینة یقول: من أراد المغازی فالمدینة ومن أراد المناسک فمکة ومن أراد الفقه فالکوفة ویلزم أصحاب أبي حنیفة. (۱)

امام سفیان بن عیینہ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ علماء چار ہیں، عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما، امام شعبی، امام ابوحنیفہ، امام سفیان ثوری رحمہم اللہ ان میں سے ہر ایک اپنے اپنے زمانہ میں امام ہے:

العلماء أربعة: ابن عباس في زمانه والشعبي في زمانه وأبو حنیفة في زمانه والثوری في زمانه. (۲)

## ۱۵.....امام یحیی بن سعید القطان رحمۃ اللہ علیہ (متوفی ۱۹۸ھ) کی نظر میں

فن اسماء الرجال کے بلند پایہ عالم امام یحیی بن سعید القطان رحمۃ اللہ علیہ (امام ذہبی ان کے متعلق فرماتے ہیں: الإمام الکبیر، أمیر المؤمنین في الحدیث، الحافظ) (۳)

امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ کی فقہی بصیرت پر یوں اظہارِ خیال فرماتے ہیں:

لا نکذب اللّٰه ما سمعنا أحسن من رأی أبي حنیفة، وقد أخذنا بأکثر أقواله. (۴)

قسم بخدا! ہم نے (کسی بھی مسئلہ پر) امام ابوحنیفہ سے زیادہ بہتر رائے کسی کی نہیں

(۱) أخبار أبی حنیفة وأصحابه: ذکر ما روی عن أعلام المسلمین وأئمتهم، ص ۲۸

(۲) أخبار أبی حنیفة وأصحابه: ذکر ما روی عن أعلام المسلمین وأئمتهم، ص ۲۸

(۳) سیر أعلام النبلاء: ترجمة: یحیی القطان بن سعید، ج ۹ ص ۱۷۵

(۴) تهذیب الکمال في أسماء الرجال: ترجمة: النعمان بن ثابت، ج ۲۹ ص ۴۳۳

سنی، اور ہم نے ان کے کافی اقوال لئے ہیں۔

## ۱۶.....امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ (متوفی ۲۰۴ھ) کی نظر میں

فقہ شافعیہ کے بانی امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ نے امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ کے تفقہ فی الدین اور فہم کو خراجِ عقیدت پیش کرتے ہوئے فرمایا:

من أراد أن يعرف الفقه، فليلزم أبا حنيفة وأصحابه فإن الناس كلهم عيال عليه في الفقه. ❶

جو شخص فقہ کی معرفت حاصل کرنا چاہے وہ امام ابوحنیفہ اور ان کے شاگردوں کی صحبت لازمی اختیار کرے کیونکہ تمام لوگ فقہ میں امام صاحب کے عیال ہیں۔

امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ خود بھی مجتہد ہیں، سینکڑوں محدثین اور فقہاء کے شیخ ہیں، حدیث اور فقہ میں انتہائی بلند مقام رکھتے ہیں، ان کی نظر میں بھی امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ سے بڑھ کر اصول الدین اور فقہ میں کوئی بھی ان سے آگے نہیں بلکہ انہوں نے واشگاف الفاظ میں اس حقیقت کا بجا طور پر اعتراف کیا ہے کہ جس کسی کو فقہ قرآن وحدیث میں جو بھی میسر آئے گا وہ امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کا فیضان ہوگا۔

## ۱۷.....امام یزید بن ہارون رحمۃ اللہ علیہ (متوفی ۲۰۶ھ) کی نظر میں

امام یزید بن ہارون رحمۃ اللہ علیہ (امام ذہبی ان کے متعلق فرماتے ہیں: الإمام، القدوة، شيخ الإسلام، الحافظ، كان راسا في العلم والعمل، ثقة، حجة، كبير الشأن) ❷ کی نگاہ میں امام صاحب کی فقاہت کا حال پڑھیئے، امام حسن بن حماد سجادہ (متوفی ۲۴۱ھ) بیان کرتے ہیں:

❶ تاریخ بغداد: ترجمة: النعمان بن ثابت، ج۱۳ ص۳۴۶

❷ سیر أعلام النبلاء: ترجمة: يزيد بن هارون بن زاذی، ج۹ ص۳۵۸

دخلت أَنا وَأَبُو مُسلم المُستَملِي على يزِيد بن هَارُون وَهُوَ نَازل بِبَغْدَاد على مَنصُور بن مهْدى فصعدنا إِلَى غرفَة هُوَ فِيهَا فَقَالَ لَهُ أَبُو مُسلم مَا تَقول يَا أَبَا خَالِد فِي أبي حنيفَة وَالنَّظَر فِي كتبه فَقَالَ أنظروا فِيهَا إِن كُنْتُم تُرِيدُونَ أَن تتفقهوا فَإِنِّي مَا رَأَيْت أحدا من الْفُقَهَاء يكره النّظر فِي قَوْله وَلَقَد احتال الثَّوْرِي فِي كتاب الرَّهْن حَتَّى نسخه.⓫

میں اور ابومسلم المستملی، یزید بن ہارون سے ملنے گئے، جو بغداد میں خلیفہ منصور بن مہدی کے ہاں مہمان تھے، ہم اوپر کی منزل میں ان کے کمرے میں گئے تو ابومسلم نے ان سے پوچھا: ابوخالد! آپ امام ابوحنیفہ اوران کی کتب کے بارے میں کیا رائے رکھتے ہیں؟ یزید بن ہارون رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: اگر تم فقہ میں مہارت حاصل کرنا چاہتے ہوتو ان کی کتب میں غوروفکر کیا کرو کیونکہ میں نے فقہاء میں سے کسی ایک کو بھی نہیں دیکھا جو امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے علمی اقوال میں غوروفکر کرنے کو ناپسند کرتا ہو۔ امام سفیان ثوری رحمۃ اللہ علیہ ان کی کتاب الرہن میں ایک سال تک غوروفکر کرتے رہے یہاں تک کہ انہوں نے اسے نقل کرلیا۔

امام یزید بن ہارون رحمۃ اللہ علیہ کی نگاہ میں امام صاحب کے مقام ومرتبہ کا حال پڑھیئے جسے تمیم بن المنتصر رحمۃ اللہ علیہ نے بیان کیا ہے، فرماتے ہیں:

كنت عند يزيد بن هارون فذكر أبو حنيفة فنال منه إنسان، فأطرق طويلا، فقالوا: رحمك الله حدثنا! فقال: كان أبو حنيفة تقياًنقياً زاهداً عالماً، صدوق اللسان، أحفظ أهل زمانه، سمعت كل من أدركته من أهل زمانه يقول: إنه ما رأى أفقه منه.⓬

میں یزید بن ہارون کے پاس موجود تھا وہاں امام ابوحنیفہ کا ذکرِ خیر ہوا جس پر ایک آدمی

⓫أخبار أبي حنيفة وأصحابه: أخبار أبي حنيفة مع سفيان الثوري، ص ۷۴

⓬عقود الجمان في مناقب الإمام الأعظم النعمان: الباب العاشر، ص ۱۹۴

نے ان کی شان میں گستاخی کی، یزید بن ہارون دیر تک گردن جھکائے (غصے سے) خاموش بیٹھے رہے۔ لوگوں نے کہا: اللہ تعالیٰ آپ پر رحم فرمائے ہمیں معاملے کی حقیقت سے آگاہ فرمائیں، آپ نے فرمایا: امام ابوحنیفہ متقی تھے، پاکیزہ شخصیت کے مالک تھے، دنیا کی حرص سے بے نیاز تھے، اجل عالم تھے، صدوق اللسان تھے، اپنے زمانہ میں سب سے بڑے حافظ حدیث تھے، میں نے ان کے ہم عصروں میں سے جس کو بھی پایا سب کو یہی کہتے ہوئے سنا کہ اس نے ابوحنیفہ سے بڑھ کر کسی کو فقیہ نہیں دیکھا۔

## ۱۸.....امام ابوعاصم نبیل رحمۃ اللہ علیہ (متوفی ۲۱۲ھ) کی نظر میں

امام اعظم کے شاگرد اور امام بخاری کے شیخ ابوعاصم ضحاک بن مخلد النبیل رحمۃ اللہ علیہ سے امام اعظم کی فقاہت کا حال سنیئے۔ امام ابوعاصم رحمۃ اللہ علیہ، امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ کے ان پانچ شیوخ میں سے ایک ہیں جن سے امام بخاری نے ثلاثیات روایت کی ہیں، امام ابوعاصم رحمۃ اللہ علیہ سے چھ ثلاثیات مروی ہیں۔ چنانچہ امام ضرار بن صرد رحمۃ اللہ علیہ بیان کرتے ہیں:

سألت أبا عاصم النبيل فقلت: أيما أفقه، سفيان أو أبو حنيفة؟ قال: غلام من غلمان أبي حنيفة أفقه من سفيان. (۱۶)

میں نے ابوعاصم النبیل سے پوچھا کہ سب سے بڑھ کر فقیہ کون ہے، ابوحنیفہ یا سفیان؟ انہوں نے فرمایا: ابوحنیفہ کے شاگردوں میں عام سا شاگرد بھی سفیان ثوری سے زیادہ فقیہ ہے۔

امام ابوعاصم ضحاک بن مخلد النبیل رحمۃ اللہ علیہ سے ہی ایک اور طریق سے یہی روایت درج ذیل الفاظ میں مروی ہے جسے امام حسن بن علی حلوانی رحمۃ اللہ علیہ بیان کرتے ہیں:

قلت لأبي عاصم يعني النبيل: أبو حنيفة أفقه أو سفيان؟ قال: عبد أبي

(۱۶) تاریخ بغداد: ترجمة: النعمان بن ثابت: ج۱۳ ص ۳۴۲

حنیفة أفقه من سفیان.❶

میں نے ابو عاصم النبیل سے پوچھا کہ ابو حنیفہ زیادہ فقیہ ہیں یا سفیان ثوری؟ انہوں نے فرمایا: امام ابو حنیفہ کا غلام بھی سفیان ثوری سے زیادہ فقیہ ہے۔

## ۱۹.....امام عبداللہ بن داود الخریبی رحمۃ اللہ علیہ (متوفی ۲۱۳ھ) کی نظر میں

امام سفیان بن عیینہ، امام علی بن المدینی، امام محمد بن یحیی الذہلی رحمۃ اللہ علیہ کے شیخ امام عبداللہ بن داود رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ جو شخص یہ چاہتا ہو کہ اندھے پن یعنی تاریکی اور جہالت کی ذلت سے نکل جائے، اور یہ کہ فقہ کی حلاوت اس کو میسر آئے تو اسے چاہئے کہ امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کی کتابوں کا مطالعہ کرے:

من أراد أن یخرج من ذل العمی والجهل ویجد لذة الفقه فلینظر في کتب أبي حنیفة.❷

## ۲۰...امام ابو عبدالرحمٰن عبداللہ بن یزید المقری رحمۃ اللہ علیہ (متوفی ۲۱۳ھ)

امام ابو عبدالرحمٰن عبداللہ بن یزید المقری رحمۃ اللہ علیہ (امام ذہبی رحمۃ اللہ علیہ ان کے متعلق فرماتے ہیں: الإمام، العالم، الحافظ، المقري، المحدث، الحجة، شیخ الحرم)❸
امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ کی فقاہت کے متعلق فرماتے ہیں کہ میں نے آپ سے بڑھ کر کسی کو فقہ میں سردار نہیں دیکھا:

ما رأیت أسود رأس أفقه من أبي حنیفة.❹

❶تاریخ بغداد: ترجمة: النعمان بن ثابت: ج۱۳ ص ۳۴۲

❷أخبار أبي حنیفة وأصحابه: ذکر ما روي عن أعلام المسلمین وأئمتهم، ص ۸۵

❸سیر أعلام النبلاء: ترجمة: عبد الله بن یزید الأهوزي، ج۱۰ ص ۱۶۶

❹تاریخ بغداد: ترجمة: النعمان بن ثابت، ج۱۳ ص ۳۴۴

## ۲۱.....امام یحیی بن معین رحمۃ اللہ علیہ (متوفی ۲۳۳ھ) کی نظر میں

امام بخاری، امام مسلم اور امام ابوداود رحمہم اللہ کے شیخ جب کہ امام سفیان بن عیینہ اور امام عبد الرزاق بن ہمام رحمہما اللہ کے تلمیذ سید المحدثین امام یحیی بن معین رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ میرے نزدیک معتبر و پسندیدہ قراءت حمزہ کی قراءت ہے، اور فقہ امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کی ہے، میں نے لوگوں کو اس پر پایا ہے:

القراءة عندي قراءة حمزة، والفقه فقه أبي حنيفة، على هذا أدركت الناس. ❶

## ۲۲.....علامہ ابن عبدالبر رحمۃ اللہ علیہ (متوفی ۴۶۳ھ) کی نظر میں

امام ذہبی رحمۃ اللہ علیہ (متوفی ۷۴۸ھ) ''سیر أعلام النبلاء'' میں ان کے ترجمہ کا آغاز ان القابات کے ساتھ کرتے ہیں:

الإمام، العلامة، حافظ المغرب، شيخ الإسلام، صاحب التصانيف الفائقة، كان إماماً ديّناً، ثقة، متقناً، صاحب سنة وإتباع.

یہی علامہ ابن عبدالبر رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ فقہ میں امام تھے، حسن الرائے والقیاس تھے، باریک سے باریک مسئلہ کی تہہ تک پہنچ جاتے تھے، نہایت ذہین، سخن فہم، عالی دماغ، ذکی، پرہیزگار اور نہایت عقلمند تھے:

كان أبو حنيفة في الفقه إماما حسن الرأي والقياس، لطيف الاستخراج، جيد الذهن، حاضر الفهم، ذكيا ورعا وعاقلاً. ❷

نقاد محدث علامہ شمس الدین ذہبی رحمۃ اللہ علیہ (متوفی ۷۴۸ھ) نے ''تذكرة الحفاظ''

---

❶ أخبار أبي حنيفة وأصحابه: ص۸۷/ تاريخ بغداد: ترجمة: النعمان بن ثابت، ج۱۳ ص۳۴۶ ❷ عقود الجمان في مناقب الإمام أبي حنيفة النعمان: الباب العاشر، ص۲۰۹

میں آپ کو ''الإمام الأعظم '' اور ''فقيه العراق '' کے لقب سے یاد کیا، اس طرح علامہ صلاح الدین صفدی رحمۃ اللہ علیہ (متوفی ۷۶۴ھ) نے ''الوافي بالوفيات ''میں، امام عبدالقادر قرشی رحمۃ اللہ علیہ (متوفی ۷۷۵ھ) نے ''الجواهر المضية ''میں آپ کو ''امام اعظم'' کے لقب کے ساتھ یاد کیا ہے۔

ان تمام اکابر ائمہ حدیث وفقہ کے اقوال واحوال سے ثابت ہوتا ہے کہ امام ابو حنیفہ ''امام اعظم فی الفقہ'' (فقہ میں سب سے بڑے امام) کے رتبہ پر فائز ہیں جس میں آپ کا کوئی ثانی نہیں۔

امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ کے درج بالا احوال کو بنظر غائر دیکھا جائے تو واضح ہوتا ہے کہ امام صاحب سے کم علم وکم فہم لوگ مسائل پوچھنے نہیں آتے تھے بلکہ اس دور کے بے شمار صدوق، صالح، ثقہ، اصدق، اوثق اور اثبت واکابر محدثین آپ سے استفسار اور استفتاء کے لیے حاضر ہوتے تھے جن میں سے چند ایک کے نام ہم اوپر درج کر چکے ہیں، وہ سب محدثین آپ کے تفقہ فی الدین، فقہی بصیرت اور آپ کی فقاہت حدیث کی تعریف میں رطب اللسان ہیں، ائمہ حدیث کے یہ سارے احوال ووقائع بغیر کسی مبالغہ کے اس بات کی طرف اشارہ کرتے ہیں کہ امام صاحب کے پاس احادیث کا وافر ذخیرہ تھا تب ہی تو آپ سے استفادہ کرنے والے کسی بھی محدث نے آپ کی طرف کبھی بھی انگشت اعتراض بلند نہیں کی۔ جس طرح قرآن وحدیث پر گہری نظر رکھے بغیر صرف ذہانت اور فقہی بصیرت سے ہی دینی مسائل کا حل تلاش کرنا ناممکن ہے، اسی طرح بغیر فقاہت وفقہی بصیرت اور دقت نظر کے، قرآن وحدیث کے ہزارہا متون اَز بر ہونے کے باوجود فہم قرآن اور فہم حدیث کی مشکل گھاٹی سے گزرنا مشکل ہی نہیں ناممکن بھی ہے۔

ہم نے گذشتہ صفحات میں محدثین کرام کے اقوال نقل کیے ہیں جن میں سے ہر ایک

ہزار ہا احادیث کا حافظ تھا مگر مسائل معلوم کرنے کے لیے وہ سب امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ کی طرف رجوع کرتے، یہ بات امام صاحب کے کثیر الاحادیث ہونے کی طرف واضح اشارہ ہے اور اس کے علاوہ اس بات کی بھی دلیل ہے کہ احادیث جمع کرنا اور انہیں روایت کرنا ایک جہتِ علم ہے، جب کہ ان احادیث سے مسائل کا استنباط واجتہاد ایک الگ جہتِ علم ہے جو جمع وروایت سے یقیناً بہت ممتاز ہے۔

## اصحاب الحدیث اور اصحاب الرائے میں دو امور میں نمایاں فرق

اکابر صحابہ میں بھی دونوں طرح کے فقہاء پائے جاتے تھے، ایک وہ جن کی نگاہ حدیث کے ظاہری الفاظ پر ہوتی تھی، دوسرے وہ جو معانی حدیث کے غواص تھے اور احکام شرعیہ میں شریعت کی مصالح اور لوگوں کے احوال کو بھی پیش نظر رکھتے تھے، تابعین عہد میں یہ دونوں طریقہ اجتہاد اور ان کے طرز استنباط کا تفاوت زیادہ نمایاں ہوگیا، جو لوگ ظاہر حدیث پر قانع تھے، وہ اصحاب الحدیث کہلائے اور جو نصوص اور ان کے مقاصد ومصالح کو سامنے رکھ کر رائے قائم کرتے تھے، وہ اصحاب الرائے کہلائے، اصحاب الحدیث کا مرکز مدینہ تھا اور اصحاب الرائے کا عراق، اور خاص طور پر عراق کا شہر کوفہ، گو مدینہ میں بعض ایسے اہل علم موجود تھے جو اصحاب الرائے کے طریقہ استنباط سے متاثر تھے، ان کے نام کا جزو ٹھہرا، اسی طرح کوفہ میں امام شراحیل شعبی رحمۃ اللہ علیہ جو امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے اساتذہ میں ہیں لیکن ان کا منہج اصحاب الحدیث کا تھا۔

اصحاب الرائی اور اصحاب الحدیث کے درمیان دو امور میں نمایاں فرق تھا، ایک یہ کہ اصحاب الحدیث کسی کو قبول اور رد کرنے میں محض سند کی تحقیق کو کافی سمجھتے تھے اور خارجی وسائل سے کام نہیں لیتے تھے، اصحاب الرائی اصول روایت کے ساتھ اصول درایت کو بھی ملحوظ رکھتے تھے، وہ حدیث کو سند کے علاوہ اس طور پر بھی پرکھتے تھے کہ وہ قرآن کے مضمون

سے ہم آہنگ ہے یا اس سے متعارض؟ دین کے مسلمہ اصول اور مقاصد کے موافق ہے یا نہیں؟ دوسری مشہور حدیثوں سے متعارض تو نہیں ہے؟ صحابہ کا اس حدیث پر عمل تھا یا نہیں؟ اور نہیں تھا تو اس کے اسباب کیا ہو سکتے ہیں۔ حقیقت یہ ہے کہ اصحاب الرائی کا منہج زیادہ درست بھی تھا اور دشوار بھی۔

دوسرا فرق یہ تھا کہ اصحاب الحدیث ان مسائل سے آگے نہیں بڑھتے تھے جو حدیث میں مذکور ہوں، یہاں تک کہ بعض اوقات کوئی مسئلہ پیش آجاتا اور ان سے اس سلسلہ میں رائے دریافت کی جاتی، اگر حدیث میں اس کا ذکر نہیں ہوتا تو وہ جواب دینے سے انکار کر جاتے اور لوگ ان کی رہنمائی سے محروم رہتے، ایک صاحب سالم بن عبداللہ بن عمر رحمۃ اللہ علیہ کے پاس آئے اور ایک مسئلہ دریافت کیا، انہوں نے انکار کیا، اس نے دوبارہ استفسار کیا اور کہا کہ میں آپ کی رائے پر راضی ہوں، سالم نے کہا کہ اگر اپنی رائے بتاؤں تو ہوسکتا ہے کہ تم چلے جاؤ، اس کے بعد میری رائے بدل جائے اور میں تم کو نہ پاؤں۔ یہ واقعہ ایک طرف ان کے احتیاط کی دلیل ہے لیکن سوال ہے کہ کیا ایسی احتیاط سے امت کی رہنمائی کا حق ادا ہوسکتا ہے۔

اصحاب الرائی نہ صرف یہ کہ جس مسائل میں نص موجود نہ ہوتی ان میں مصالح شریعت کو سامنے رکھتے ہوئے اجتہاد کرتے بلکہ جو مسائل ابھی وجود میں نہیں آئے لیکن ان کے واقع ہونے کا امکان ہے ان کے بارے میں پیشگی تیاری کے طور پر غور کرتے اور اپنی رائے کا اظہار کرتے، اسی کو فقہ تقدیری کہتے ہیں، اصحاب حدیث اصحاب الرائی کے اس طرز عمل پر طعنہ دیتے تھے، لیکن آج اسی فقہ تقدیری کا نتیجہ ہے کہ نئے مسائل کو حل کرنے میں قدیم ترین فقہی ذخیرہ سے مدد مل رہی ہے۔

اس وضاحت سے بخوبی اندازہ کیا جا سکتا ہے کہ اصحاب الرائی کا کام بمقابلہ اصحاب الحدیث کے زیادہ دشوار تھا، اسی لیے متقدمین کے یہاں اصحاب الرائی میں سے ہونا ایک

قابل تعریف بات تھی اور مدح سمجھی جاتی تھی، بعد کو جن لوگوں نے اس حقیقت کو نہیں سمجھا، انہوں نے رائے سے مراد ایسی رائے کو سمجھا جو قرآن وحدیث کے مقابلہ میں خودرائی پر مبنی ہو، یہ کھلی ہوئی غلط فہمی اور ناسمجھی ہے۔

حجاز کا اصحاب الحدیث کا مرکز بننا اور عراق کا اصحاب الرأی کا مرکز بننا کوئی اتفاقی امر نہیں تھا، اس کے چند بنیادی اسباب تھے: اول یہ کہ حجاز عرب تہذیب کا مرکز تھا، عرب اپنی سادہ زندگی کے لیے مشہور رہے ہیں، ان کی تہذیب میں بھی یہی سادگی رچی بسی تھی، عراق ہمیشہ سے دنیا کی عظیم تہذیبوں کا مرکز رہا ہے اور زندگی میں تکلفات وتعینات اس تہذیب کا جزو تھا، پھر مسلمانوں کے زیرنگیں آنے کے بعد یہ علاقہ عربی اور عجمی تہذیب کا سنگم بن گیا تھا، اس لیے بمقابلہ حجاز کے یہاں مسائل زیادہ پیدا ہوتے تھے اور دین کے عمومی مقاصد ومصالح کو سامنے رکھ کر اجتہاد سے کام لینا پڑتا تھا، یہاں کے فقہاء اگر علمائے اصحاب حدیث کی طرح منصوص مسائل کے آگے سوچنے کو تیار ہی نہ ہوتے تو آخر امت کی رہنمائی کا فرض کیوں ادا ہوتا۔

دوسرے دبستان حجاز پر حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ وغیرہ صحابہ کی چھاپ تھی، جن کا ذوق ظاہر نص پر قناعت کرنے کا تھا اور عراق کے استاذ اول حضرت علی، حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہما جیسے فقہاء تھے، جن پر اصحاب الرأی کے طریقہ اجتہاد کا غلبہ تھا، اس لیے دونوں جگہ بعد کے علماء پران صحابہ کے انداز فکر کی چھاپ گہری ہوتی چلی گئی۔

تیسرے اکثر فرق باطلہ کا مرکز عراق ہی تھا، یہ لوگ اپنی فکر کی اشاعت کے لیے حدیثیں وضع کیا کرتے تھے، اس لیے علماء عراق تحقیق حدیث میں اصول روایت کے ساتھ ساتھ اصول درایت سے کام لیتے تھے، اس کے برخلاف علماء حجاز کو وضع حدیث کے اس فتنہ سے نسبتاً کم سابقہ تھا۔ (1)

---

(1) قاموس الفقہ: ج ۱ ص ۳۵۴، ۳۵۵

## حضرت امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے علوم کا نفع

حضرت امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے انتقال کے بعد آپ کے شاگردوں نے حضرت امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے قرآن وحدیث وفقہ کے دروس کو کتابی شکل دے کر ان کے علم کے نفع کو بہت عام کر دیا، خاص کر جب آپ کے شاگرد قاضی ابو یوسف رحمۃ اللہ علیہ عباسی حکومت میں قاضی القضاۃ کے عہدہ پر فائز ہوئے تو انہوں نے قرآن وحدیث کی روشنی میں امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے فیصلوں سے حکومتی سطح پر عوام کو متعارف کرایا، چنانچہ چند ہی سالوں میں فقہ حنفی دنیا کے کونے کونے میں رائج ہوگئی اور اس کے بعد یہ سلسلہ برابر رہا حتی کہ عباسی وعثمانی حکومت میں مذہب ابی حنیفہ کو سرکاری حیثیت دے دی گئی۔ چنانچہ آج ۱۴۰۰ سال گزر جانے کے بعد بھی تقریباً ۷۵ فیصد امت مسلمہ اس پر عمل پیرا ہے، اور اب تک امت مسلمہ کی اکثریت امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کی قرآن وحدیث کی تفسیر وتشریح اور وضاحت وبیان پر ہی عمل کرتی چلی آرہی ہے۔ ہندوستان، پاکستان، بنگلہ دیش اور افغانستان کے مسلمانوں کی بڑی اکثریت جو دنیا میں مسلم آبادی کا ۶۰ فیصد سے زیادہ ہے، اسی طرح ترکی اور روس سے الگ ہونے والے ممالک نیز عرب ممالک کی ایک جماعت قرآن وحدیث کی روشنی میں امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے ہی فیصلوں پر عمل پیرا ہیں۔

## فرعی مسائل میں فقہاء کرام کے درمیان اسبابِ اختلاف

چوں کہ احکام شرعیہ کو مستنبط کرنے میں اجتہاد اور غور وفکر کو دخل ہے، غور وفکر کے نتیجہ میں اختلاف رائے کا پایا جانا فطری امر ہے اور انسانی سوچ درست بھی ہوسکتی ہے اور نادرست بھی اور واقعہ کے مطابق بھی ہوسکتی ہے اور اس کے خلاف بھی، اس لیے بہت سے مسائل میں مجتہدین کے درمیان اختلاف رائے پایا جاتا ہے، جسے قانون شریعت کی زندگی اور حیات کی علامت قرار دیا جاسکتا ہے اور یہ امت کے لیے رحمت ہے نہ کہ زحمت۔ کیونکہ اس

کی وجہ سے مختلف امور میں امت کو درپیش مشکلات کو حل کرنے کے لیے مختلف نقاط نظر سے استفادہ کی گنجائش فراہم ہوتی ہے، اسی لیے سلف صالحین اور خاص کر امام مالک رحمۃ اللہ علیہ نے اس بات کو ناپسند کیا کہ تمام لوگوں کو ایک ہی رائے کا کرنے پر مجبور کیا جائے، اور حضرت عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: مجھے یہ بات پسند نہیں ہے کہ صحابہ میں کوئی اختلاف ہی نہ ہوتا، اس لیے کہ اگر صحابہ کا تمام مسائل میں ایک ہی قول ہوتا تو لوگ تنگی میں پڑ جاتے، کیونکہ صحابہ مقتدی ہیں، اگر کوئی شخص ان میں سے کسی ایک کے قول کو اختیار کر لے تو اس کی گنجائش ہے، اسی بنیاد پر سلف صالحین نے اختلاف فقہاء کو جمع کرنے کا خاص اہتمام فرمایا ہے۔

اختلاف رائے کے اسباب بہت سے ہیں لیکن چند اسباب بنیادی نوعیت کے حامل ہیں، یہاں انہیں کے ذکر پر اکتفاء کیا جاتا ہے:

ا.....بعض امور کے بارے میں اختلاف ہے کہ ان کی حیثیت دلیل شرعی کی ہے یہ نہیں، مثلاً استحسان اور مصالح مرسلہ، احناف و مالکیہ کے یہاں ان کا اعتبار ہے، ذریعہ کے سلسلہ میں مالکیہ کا نقطہ نظر دوسرے فقہاء سے زیادہ وسیع ہے، عرف سے حنفیہ زیادہ کام لیتے ہیں، استصحاب کا اعتبار حنابلہ کے یہاں نسبتاً زیادہ ہے، آثار صحابہ کو دلیل بنانے میں حنفیہ اور مالکیہ کے یہاں زیادہ وسعت ہے اور بعض فقہاء کی طرف منسوب ہے کہ وہ آثار صحابہ کو مطلق حجت نہ مانتے تھے۔

پس جن فقہاء نے ان کو ماخذ قانون کا درجہ دیا ہے، انہوں نے ان پر مبنی احکام کو قبول کیا اور جنہوں نے ان کو دلیل شرعی نہیں مانا ہے انہوں نے ان احکام سے اختلاف کیا۔

۲.....اختلاف رائے کا دوسرا مرکزی سبب نصوص کے ثابت و معتبر ہونے اور نہ ہونے کے سلسلہ میں اختلاف رائے ہے، جیسے حدیث مرسل حنفیہ اور مالکیہ کے یہاں حجت ہے، شوافع بعض مستثنیات کو چھوڑ کر حدیث کی اس قسم کو ثابت نہیں سمجھتے، قیاس کے مقابلے میں

حنفیہ کے یہاں حدیثِ ضعیف کا اعتبار ہے، بشرطیکہ اس کا ضعف بہت شدید نہ ہو، دوسرے فقہاء کو اس سے اختلاف ہے۔

اسی طرح کسی روایت کا معتبر یا غیر معتبر ہونا راویوں کے معتبر ہونے اور نہ ہونے پر موقوف ہوتا ہے اور راویوں کے بارے میں مجتہد کی جو رائے ہوتی ہے وہ بھی اجتہاد پر مبنی ہوتی ہے اور اس میں غلطی بھی ہوسکتی ہے، ایسا ممکن ہے کہ ایک راوی بعض اہل علم کے نزدیک قابل اعتبار ہو اور دوسروں کے نزدیک نا قابل اعتبار، ایسی صورت میں دونوں گروہ کی رائے اپنے اپنے نقطۂ نظر پر مبنی ہوگا۔

۳.....کوئی انسان خواہ کتنا بھی صاحب علم ہو وہ اس بات کا دعویٰ نہیں کرسکتا کہ اس نے معلومات کا احاطہ کرلیا ہے، اس بنیاد پر ایسا نہیں ہوسکتا، یہی وجہ کہ امام شافعی عِشْلیہ جیسے فقیہ ومحدث نے جب حجاز سے نکل کر عراق اور عراق کے بعد مصر کا سفر کیا اور وہاں کے علماء سے استفادہ کیا تو بے شمار مسائل میں ان کی رائے بدل گئی، اسی لیے فقہ شافعی میں قول قدیم اور قول جدید کی مستقل اصطلاح پائی جاتی ہے، اسی طرح امام ابو یوسف اور امام محمد رحمہم اللہ، امام ابوحنیفہ عِشْلیہ کی وفات کے بعد جب حجاز آئے اور امام مالک عِشْلیہ سے استفادہ کیا تو بعض مسائل میں نہ صرف یہ کہ ان کی رائے بدل گئی بلکہ انہوں نے یہ بھی فرمایا: اگر امام ابوحنیفہ عِشْلیہ اس پر مطلع ہوتے تو وہ بھی وہی کہتے جو میں کہہ رہا ہوں، اسی طرح کا رجوع واعتراف فقہاء کے یہاں پایا جاتا ہے، جو طلب حق کے سلسلہ میں ان کے اخلاص اور بے نفسی کی دلیل ہے۔

۴.....بعض مسائل میں دلیلیں متعارض ہوتی ہیں، ایک مسئلہ سے متعلق دو مختلف احادیث ہوتی ہیں، اب مسئلہ یہ ہوتا ہے کہ ان میں کس پر عمل کرنا اولی وافضل ہے؟ یا یہ کہ کون سی حدیث منسوخ ہے اور کس کا حکم باقی ہے؟ چوں کہ حدیث میں اس کی صراحت نہیں

ہوتی اس لیے فقہاء کو اپنے ذوق سے ترجیح دینا پڑتا ہے، اسی طرح کسی مسئلہ میں قرآن وحدیث کا واضح حکم موجود نہیں ہوتا اور صحابہ کی رائے مختلف ہوتی ہے، ان آراء میں ترجیح سے کام لینا ہوتا ہے، اسی طرح ایک ہی مسئلہ میں قیاس کے دو پہلو ہوتے ہیں اور دونوں متضاد ہوتے ہیں، اس صورت میں بھی مجتہد کی ذمہ داری ہوتی ہے کہ وہ ایک قیاس کو دوسرے پر ترجیح دے۔

ایسے مواقع پر ترجیح کے سلسلہ میں فقہاء کا ذوق الگ الگ ہوتا ہے، کوئی حدیث کو قوت سند کی بناء پر ترجیح دیتا ہے، کوئی قرآن اور دین کے مسلمہ اصول وقواعد کی موافقت کو ترجیح دیتا ہے، کسی کے نزدیک اس بات کی اہمیت ہوتی ہے کہ کس حدیث کس سند میں واسطے کم ہیں، اور کسی کے یہاں یہ بات اہم قرار پاتی ہے کہ کس حدیث کے روایت کرنے والے تفقہ کے حامل ہیں؟ کسی کا رجحان حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کے فتاویٰ کی طرف ہے اور کسی کا حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ کی آراء کی طرف، کسی کے نزدیک ایک راوی بہت ہی ضعیف ونا قابل اعتبار ہے، اور کسی کی نگاہ میں وہ ایک بلند پایہ معتبر راوی ہے، اس اختلاف ذوق کی وجہ سے ان کے اجتہاد واستنباط میں بھی اختلاف واقع ہوتا ہے۔

۵.....قانون شریعت کے اصل ماخذ قرآن وحدیث ہیں، اور یہ دونوں عربی زبان میں ہیں اس لیے عربی زبان کے قواعد طرز تعبیر اور اسالیب بیان سے بھی مسائل کے استنباط کا گہرا تعلق ہے، اور صورت حال یہ ہے کہ خود اہلِ زبان کے نزدیک بعض الفاظ اور افعال کی مراد کے سلسلہ میں اختلاف ہے، یا اہل زبان کے نزدیک اس کے ایک سے زیادہ معنی مراد لیے جاسکتے ہیں، اس کی وجہ سے بھی اختلاف رائے پیدا ہوتا ہے۔

مثلاً فعل امر لازماً کسی بات کے واجب ہونے کو بتاتا ہے، یا مباح اور مستحب کے لیے بھی بولا جاتا ہے۔ ''واو'' صرف جمع کے معنی میں ہے یا اس کے معنی میں ترتیب بھی ملحوظ

ہوتی ہے؟ ''إلی'' اپنے مابعد کو شامل ہوتا ہے یا شامل نہیں ہوتا؟ ''ب'' کا اصل معنی بعض کا ہے یا بیان کے لیے ہے؟ وغیرہ، اس لیے اصول فقہ کی کتابوں کا ایک اہم موضوع دلالت کلام سے متعلق ہے اور حنفیہ کی کتب اصول جیسے اصول بزدوی اور اصول سرخسی وغیرہ کی تالیفات میں بڑا حصہ انہیں مباحث پر مشتمل ہے۔

۶.....بعض مسائل میں اختلاف رائے کی بنیاد حالات کی تبدیلی، سیاسی و معاشی نظام میں تغیر اور اخلاقی قدروں میں ارتقاء سے بھی متعلق ہوتا ہے، اس لیے فقہاء کے یہاں ایک متفقہ اصول ہے ''لا ینکر تغیر الأحکام بتغیر الزمان'' کہ زمانہ کی تبدیلی کی وجہ سے احکام میں تبدیلی سے انکار نہیں کیا جا سکتا۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے اپنے زمانہ میں خواتین کے حالات کو دیکھتے ہوئے فرمایا: اگر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو دیکھا ہوتا تو انہیں مسجد میں آنے سے منع کر دیا ہوتا، اس طرح بعض مسائل میں بعد کے فقہاء نے اپنے سلف کی رائے سے اختلاف کیا اور کہا کا اگر گذشتہ بزرگوں نے آج کے حالات کو دیکھا ہوتا تو وہ بھی اس کے قائل ہو گئے ہوتے۔

اسی کو بعض اہل علم نے یوں بیان کیا ہے کہ یہ اختلاف برہان نہیں بلکہ اختلاف زمان ہے۔ امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ امامت اور تعلیم قرآن پر اجرت لینے کو جائز نہیں سمجھتے تھے لیکن متاخرین نے اس کی اجازت دی، متقدمین اجیر کو اس کے پاس ضائع ہو جانے والے مال کا ضامن نہیں ٹھہراتے تھے لیکن متاخرین نے بڑھتی ہوئی بد دیانتی کو دیکھتے ہوئے ان کو ضامن ٹھہرایا، اس طرح کے بہت سے مسائل ہیں جن میں فقہاء متقدمین اور متاخرین کے نقاط نظر میں اختلاف پایا جاتا ہے اور ایک ہی دبستان فقہ سے متعلق پہلے اور بعد کے اہل علم کی رائیں ایک دوسرے سے مختلف ہیں۔

یہ فقہی اختلافات کے اہم اور بنیادی اسباب ہیں، ورنہ اسباب اختلاف کی بڑی تعداد

ہے، اسی وجہ سے متقدمین اور متاخرین علماء نے اختلاف کے اسباب کے بارے میں کئی کتابیں اور رسائل تصنیف کیے، شیخ الاسلام علامہ ابن تیمیہ رحمہ اللہ (متوفی ۷۲۸ھ) کی ''رفع الـمـلام عن الأئـمة الأعـلام ''نیز محدث الہند حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی رحمہ اللہ (متوفی ۱۱۷٦ھ) نے ''الإنـصـاف فـي بيـان سبب الاختلاف ''میں ان نکات کو جمع کرنے کی کوشش کی ہے، جو اہل علم کے درمیان اختلاف کا موجب بنے ہیں، ماضی قریب میں بھی اس سلسلہ میں بعض اہم خدمات انجام پائی ہیں جن میں عرب کے مشہور محقق ومحدث شیخ محمد عوامہ کی ''أثـر الـحـديث في اختلاف الأئمة الفقهاء ''اردو زبان میں حضرت شیخ الحدیث مولانا زکریا صاحب رحمہ اللہ (متوفی ۱۴۲۰ھ) کی ''اختلاف الائمۃ'' خصوصیت سے قابل ذکر ہیں۔

## فقہی اختلاف اور مجتہدین کا اختلافِ ذوق

اسباب اختلاف کے سلسلہ میں اس بات کا ذکر بھی مناسب معلوم ہوتا ہے کہ اس سلسلہ میں فقہاء کو علاقائی اثرات اور مقامی افکار نے بھی متاثر کیا ہے، امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ کوفہ میں پیدا ہوئے، یہیں آپ کی علمی نشو ونما ہوئی اور یہیں سے آپ کے فقہ واجتہاد کا خورشید عالم تاب طلوع ہوا، کوفہ میں زیادہ تر اہل علم حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ اور حضرت علی رضی اللہ عنہ کی درس گاہ سے تعلق رکھتے تھے اور ان کے فتاویٰ کو ترجیح دیتے تھے، اس لیے امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ کی آراء پر ان صحابہ کے فتاوی اور فیصلوں کی اتباع کا رجحان غالب ہے، امام مالک رحمہ اللہ نے پوری زندگی مدینہ میں گزار دی، یہیں فیض اٹھایا اور یہیں سے آپ کے فیضان کا چشمہ جاری ہوا، مدینہ میں حضرت عمر رضی اللہ عنہ اور حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ کے تلامذہ ومنتسبین کی فکر کی گہری چھاپ تھی، اس لیے امام مالک رحمہ اللہ کے مسلک پر ان صحابہ کی آراء اور علماء مدینہ کے افکار کا غلبہ ہے، یہاں تک کہ تعامل اہل مدینہ ان کے یہاں مستقل ایک مصدر شرعی ہے۔

حضرت امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کی پیدائش مکہ مکرمہ میں ہوئی اور یہیں آپ کی علمی نشو ونما انجام پائی، مکہ کو حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہ نے اپنے علمی فیوض و برکات کا مرکز بنایا تھا اور ان کے لائق وفائق تلامذہ مکہ کی علمی فضاء پر چھائے ہوئے تھے، چنانچہ امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کی آراء پر حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہ اور ان کے شاگردوں کے فتاوی کا واضح اثر ہے، امام احمد رحمۃ اللہ علیہ چوں کہ ظاہر حدیث پر عمل کرنے کا خاص ذوق رکھتے تھے اور صحابہ رضی اللہ عنہم میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ اور حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہ کا ذوق یہی تھا، اس لیے امام احمد رحمۃ اللہ علیہ کے یہاں ان صحابہ کے فتاوی کی پیروی کا رجحان نمایاں ہے۔ (1)

## علم شریعت کے مدوّن اول امام اعظم ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ

فقہ کی باضابطہ تدوین کا شرف سب سے پہلے جس شخصیت کو حاصل ہوا وہ امام اعظم ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ ہیں، اسی لیے امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا:

من أراد الفقه فهو عيال على أبي حنيفة.

اس کا اعتراف تمام ہی منصف مزاج علماء نے کیا ہے، علامہ جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ علیہ (متوفی ۹۱۱ھ) فرماتے ہیں:

إنه أوّل من دون علم الشريعة ورتبها أبوابًا ثم تبعه مالك ابن أنس في ترتيب الموطا ولم يسبق أبا حنيفة أحد. (2)

امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ پہلے شخص ہیں، جنہوں نے علم شریعت کی تدوین کی اور اسے باب وار مرتب کیا، پھر موطا کی ترتیب میں امام مالک رحمۃ اللہ علیہ نے انہیں کی پیروی کی، امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ سے پہلے کسی نے یہ کام نہیں کیا۔

(1) قاموس الفقہ: ج ۱ ص ۳۳۴ تا ۳۳۷

(2) تبييض الصحيفة بمناقب الإمام أبي حنيفة: أول من دون علم الشريعة، ص ۱۲۹

علامہ ابن حجر مکی رحمۃ اللہ علیہ (متوفی ۹۷۳ھ) فرماتے ہیں:

إنه أول من دون علم الشريعة ورتبه أبوابا و كتبا على نحو ما هو عليه اليوم وتبعه مالك في موطئه.[1]

امام ابوحنیفہ پہلے شخص ہیں، جنہوں نے علم فقہ کو مدون کیا اور کتاب اور باب پر اس کو مرتب فرمایا، جیسا کہ آج موجود ہے اور امام مالک نے اپنی موطا میں انہیں کی اتباع کی ہے۔

پھر اہم بات یہ ہے کہ امام صاحب نے دوسرے فقہاء کی طرح انفرادی طور پر اپنی آراء مرتب نہیں کی، بلکہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی طرح شورائی انداز اختیار کیا، چنانچہ علامہ موفق مکی رحمۃ اللہ علیہ (متوفی ۵۶۸ھ) فرماتے ہیں:

فوضع أبو حنيفة مذهبه شورى بينهم لم يستمد بنفسه دونهم.

امام ابوحنیفہ نے اپنا مذہب شورائی رکھا، وہ شرکاء شوری کو چھوڑ کر تنہا اپنی رائے مسلط نہیں کرتے۔

اس کا نتیجہ تھا کہ بعض اوقات ایک مسئلہ پر ایک ماہ یا اس سے زیادہ بحث ومباحثہ کا سلسلہ جاری رہتا تھا، چنانچہ امام موفق رحمۃ اللہ علیہ ہی رقم طراز ہیں:

كان يلقي مسئلة مسئلة يقلبهم ويسمع ما عندهم ويقول ما عنده ويناظرهم شهرا أو أكثر من ذلك حتى يستقر أحد الأقوال فيها.[2]

امام صاحب ایک ایک مسئلہ پیش کرتے، ان کے خیالات کا جائزہ لیتے اور ان کی بھی باتیں سنتے، اپنے خیالات پیش کرتے اور بعض اوقات ایک ماہ یا اس سے زیادہ تبادلہ خیال کا سلسلہ جاری رکھتے، یہاں تک کہ کوئی ایک قول متعین ہو جاتا۔

## مجلس فقہ میں مدون کیے گئے مسائل کی تعداد

اس مجلس تدوین میں جو مسائل مرتب ہوئے اور جو زیر بحث آئے ان کی تعداد کیا تھی؟

[1] الخيرات الحسان: الفصل الثاني عشر، ص ۴۳ [2] مناقب أبي حنيفة: ج ۲ ص ۱۳۳

اس سلسلہ میں تذکرہ نگاروں کے مختلف بیانات ملتے ہیں، مسانید امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے جامع علامہ خوارزمی رحمۃ اللہ علیہ نے تراسی ہزار کی تعداد لکھی ہے، جس میں اڑتیس ہزار کا تعلق عبادات سے تھا اور باقی کا معاملات سے۔ بعض حضرات نے ۶ لاکھ اور بعضوں نے ۱۲ لاکھ سے بھی زیادہ بتائی ہے، مشہور محقق مولانا مناظر احسن گیلانی رحمۃ اللہ علیہ کا خیال ہے کہ اس تعداد میں ان مسائل کو بھی شامل کرلیا گیا ہے جو امام کے مقرر کیے ہوئے اصول وکلیات کی روشنی میں مستنبط کیے گئے تھے، پس اگر تراسی ہزار مسائل ہی اس مجلس تدوین کے مستنبط کیے ہوئے مانے جاتے تو یہ کیا کم ہے۔ (1)

## مجلس فقہ میں شریک اکابر علماء اور ان کی سنینِ وفات

عام طور پر یہ بات نقل کی گئی ہے کہ اس مجلس میں اپنے عہد کے چالیس ممتاز علماء شامل تھے، لیکن ان کے سنین وفات اور امام صاحب رحمۃ اللہ علیہ سے وابستگی کے زمانہ کو دیکھتے ہوئے قیاس کیا جاسکتا ہے کہ یہ سارے لوگ شروع سے آخر تک اس کام میں شریک نہیں رہے، بلکہ مختلف ارکان نے مختلف ادوار میں کارِ تدوین میں ہاتھ بٹایا اور ان میں بعض وہ تھے جنہوں نے آخری زمانہ میں اس کام میں شرکت کی، عام طور پر شرکاء مجلس کا نام ایک جگہ نہیں ملتے، مفتی عزیز الرحمٰن اور ڈاکٹر محمد میاں صدیقی نے ان ناموں کو اکٹھا کرنے کی کوشش کی ہے اور ڈاکٹر محمد طفیل ہاشمی نے ان ہی کے حوالہ سے اسے نقل کیا ہے، نام اس طرح ہیں:

۱.....زفر بن ہذیل رحمۃ اللہ علیہ (متوفی ۱۵۸ھ) ۲.....مالک بن مغول رحمۃ اللہ علیہ (متوفی ۱۵۹ھ)

۳.....داود طائی رحمۃ اللہ علیہ (متوفی ۱۶۰ھ) ۴.....مندل بن علی رحمۃ اللہ علیہ (متوفی ۱۶۸ھ)

۵.....نصر بن عبدالکریم رحمۃ اللہ علیہ (متوفی ۱۶۹ھ) ۶.....عمرو بن میمون رحمۃ اللہ علیہ (متوفی ۱۷۱ھ)

(1) امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کی سیاسی زندگی: ص ۲۳۳،۲۳۴

۷.....حبان بن علی رحمۃ اللہ علیہ (متوفی ۱۷۲ھ) ۸.....ابوعصمہ (متوفی ۱۷۳ھ)
۹.....زہیر بن معاویہ رحمۃ اللہ علیہ (متوفی ۱۷۳ھ) ۱۰.....قاسم بن معن رحمۃ اللہ علیہ (متوفی ۱۷۵ھ)
۱۱.....حماد بن ابی حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ (متوفی ۱۷۶ھ) ۱۲.....ہیاج بن بطام رحمۃ اللہ علیہ (متوفی ۱۷۷ھ)
۱۳...شریک بن عبداللہ رحمۃ اللہ علیہ (متوفی ۱۷۸ھ) ۱۴.....عافیہ بن یزید رحمۃ اللہ علیہ (متوفی ۱۸۱ھ)
۱۵...عبداللہ بن مبارک رحمۃ اللہ علیہ (متوفی ۱۸۱ھ) ۱۶.....نوح بن دراج رحمۃ اللہ علیہ (متوفی ۱۸۲ھ)
۱۷.....امام ابو یوسف رحمۃ اللہ علیہ (متوفی ۱۸۲ھ) ۱۸...ہشیم بن بشیر سلمی رحمۃ اللہ علیہ (متوفی ۱۸۳ھ)
۱۹...ابوسعید یحییٰ بن زکریا رحمۃ اللہ علیہ (متوفی ۱۸۴ھ) ۲۰...فضیل بن عیاض رحمۃ اللہ علیہ (متوفی ۱۸۷ھ)
۲۱.....اسد بن عمرو رحمۃ اللہ علیہ (متوفی ۱۸۸ھ) ۲۲...محمد بن حسن شیبانی رحمۃ اللہ علیہ (متوفی ۱۸۹ھ)
۲۳...علی بن مسہر رحمۃ اللہ علیہ (متوفی ۱۸۹ھ) ۲۴.....یوسف بن خالد رحمۃ اللہ علیہ (متوفی ۱۸۹ھ)
۲۵.....عبداللہ بن ادریس رحمۃ اللہ علیہ (متوفی ۱۹۲ھ) ۲۶.....فضل بن موسیٰ رحمۃ اللہ علیہ (متوفی ۱۹۲ھ)
۲۷.....حفص بن غیاث رحمۃ اللہ علیہ (متوفی ۱۹۴ھ) ۲۸.....وکیع بن جراح رحمۃ اللہ علیہ (متوفی ۱۹۷ھ)
۲۹...ہشام بن یوسف رحمۃ اللہ علیہ (متوفی ۱۹۷ھ) ۳۰...یحیی بن سعید القطان رحمۃ اللہ علیہ (متوفی ۱۹۸ھ)
۳۱...شعیب بن اسحاق رحمۃ اللہ علیہ (متوفی ۱۹۸ھ) ۳۲...ابوحفص بن عبدالرحمٰن رحمۃ اللہ علیہ (متوفی ۱۹۹ھ)
۳۳.....ابومطیع بلخی رحمۃ اللہ علیہ (متوفی ۱۹۹ھ) ۳۴...خالد بن سلیمان رحمۃ اللہ علیہ (متوفی ۱۹۹ھ)
۳۵.....عبدالحمید رحمۃ اللہ علیہ (متوفی ۲۰۳ھ) ۳۷.....ابوعاصم النبیل رحمۃ اللہ علیہ (متوفی ۲۱۲ھ)
۳۸.....مکی بن ابراہیم رحمۃ اللہ علیہ (متوفی ۲۱۵ھ) ۳۹...حماد بن دلیل رحمۃ اللہ علیہ (متوفی ۲۱۵ھ) [1]

## استنباط مسائل میں امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ کا طریقہ کار

خطیب بغدادی رحمۃ اللہ علیہ (متوفی ۴۶۳ھ) علامہ ابن عبدالبر قرطبی رحمۃ اللہ علیہ (متوفی ۴۶۳ھ) اور علامہ حسین بن علی صیمری رحمۃ اللہ علیہ (متوفی ۴۳۶ھ) نے بہ سند متصل آپ سے نقل کیا ہے کہ:

[1] قاموس الفقہ: ج ۱ ص ۳۶۰، ۳۶۱

آخذ بكتاب الله، فما لم أجد فبسنة رسول الله ﷺ، فان لم أجد في كتاب الله ولا بسنة رسول الله ﷺ آخذ بقول أصحابه، آخذ بقول من شئت منهم وأدع من شئت منهم، ولا أخرج من قولهم إلى قول غيرهم. فإذا انتهى الأمر أو جاء إلى إبراهيم والشعبي وابن سيرين والحسن وعطاء وسعيد بن المسيب وعدد رجالا، فقوم اجتهدوا فاجتهد كما اجتهدوا. ❶

میں (کسی بھی شرعی مسئلہ کا حل) کتاب اللہ (قرآن مجید) سے لیتا ہوں۔ اگر اس میں نہیں پاتا تو پھر سنت رسول ﷺ کو لیتا ہوں، اور اگر مجھے اس مسئلہ کا حل کتاب اللہ اور سنت رسول ﷺ دونوں میں سے نہیں ملتا تو پھر میں رسول ﷺ کے صحابہ رضی اللہ عنہم کے آثار کو لیتا ہوں۔ ان میں سے جس کا قول (مجھے راجح معلوم ہوتا ہے) لے لیتا ہوں، اور جس کا قول (مرجوح معلوم ہو) اس کو میں چھوڑ دیتا ہوں، البتہ ان کے آثار کی موجودگی میں کسی غیر صحابی کا قول میں قبول نہیں کرتا۔ اور جب معاملہ ابراہیم نخعی، شعبی، ابن سیرین، حسن بصری، عطاء بن ابی رباح، سعید بن مسیب رحمہم اللہ اور ان جیسے دیگر تابعین تک پہنچ جائے (تو چونکہ وہ بھی میری طرح مجتہدین تھے، لہذا) جیسے انہوں نے اجتہاد کیا ہے، میں بھی اجتہاد کرتا ہوں۔

امام ذہبی رحمۃ اللہ علیہ (متوفی ۷۴۸ھ) نے اس سلسلے میں آپ سے یہ الفاظ نقل کیے ہیں:

آخذ بكتاب الله، فما لم أجد فبسنة رسول ﷺ، والآثار الصحاح عنه التي فشت في أيدي الثقات عن الثقات، فان لم أجد فبقول أصحابه آخذ

❶ تاريخ بغداد: ترجمة: النعمان بن ثابت، ما ذكر من وفور عقل أبي حنيفة، ۱۳/ ۳۶۵/ الانتقاء في فضائل الثلاثة الأئمة الفقهاء: ثناء العلماء على أبي حنيفة: ص ۱۴۲ / أخبار أبي حنيفة وأصحابه: ما روى عن أبي حنيفة في الأصول: ص ۲۴

بقول من شئت، وأما إذا انتهى الأمر إلى إبراهيم والشعبي والحسن وعطاء، فاجتهد كما اجتهدوا. ❶

میں (مسائل شرعیہ کا حل) کتاب اللہ سے لیتا ہوں، اگر اس میں نہ ملے تو پھر رسول اللہ ﷺ کی سنت اور آپ کی ان صحیح احادیث سے لیتا ہوں جو ثقہ راویوں کے ہاتھوں میں ثقہ راویوں کے ذریعے عام پھیل چکی ہیں، اور اگر ان دونوں (قرآن وسنت) میں مجھے کوئی حکم نہیں ملتا تو پھر میں رسول اللہ ﷺ کے صحابہ رضی اللہ عنہم میں سے کسی کے قول کو لے لیتا ہوں، اور جب معاملہ ابراہیم نخعی، عامر شعبی، حسن بصری اور عطاء بن ابی رباح رحمہم اللہ جیسے مجتہدین تابعین پر آ ٹھہرتا ہے تو جیسے انہوں نے اجتہاد کیا میں بھی اجتہاد کرتا ہوں۔

## فقہ حنفی کے خصائص وامتیازات

یہ تو ایک ثابت شدہ حقیقت ہے کہ فقہ حنفی کی تدوین شورائی طریقے پر ہوئی ہے، یہی وجہ ہے کہ اجتماعی طریق اجتہاد اور آزادانہ بحث ونقد نے فقہ حنفی میں نصوص ورائے اور مقاصد شریعت وانسانی مصالح کے درمیان ایک خاص قسم کا توازن پیدا کر دیا ہے، جو دوسرے مکاتب فقہیہ میں کم نظر آتا ہے، فقہ حنفی کے طریق اجتہاد اور اصول خاص استنباط نیز اس کی مستنبط جزئیات وفروعات پر غور کرنے کے بعد اس فقہ کا عمومی مزاج ومذاق اور خصائص وامتیازات جو سمجھ میں آتے ہیں ان کا تذکرہ مناسب معلوم ہوتا ہے۔ ذیل میں اسی نقطہ نظر سے گفتگو کی گئی ہے۔

### ا..... نصوص سے غایت اعتناء

فقہ حنفی کی سب سے بڑی خصوصیت اس فقہ میں نصوص شرعیہ سے غایت درجہ اعتناء ہے، اسی وجہ سے فقہ حنفی میں خبر واحد قیاس پر مقدم ہے، علامہ ابوبکر جصاص رحمۃ اللہ علیہ (متوفی

❶ مناقب أبي حنيفة وصاحبيه: ص ۳۴

۳۷۰ھ) فرماتے ہیں کہ خبر واحد قیاس پر مقدم ہے:

وَذٰلِکَ لِأَنَّ خَبَرَ الْوَاحِدِ مُقَدَّمٌ عَلَى الْقِيَاسِ. ❶

نیز اس بات کا اظہار آپ نے ایک اور مقام پر ان الفاظ کے ساتھ کیا ہے:

أَنَّ خَبَرَ الْوَاحِدِ مُقَدَّمٌ عَلَى الْقِيَاسِ. ❷

جب خبر واحد اور قیاس میں تعارض ہو جائے اس طور پر کہ ان کے درمیان تطبیق ممکن نہ ہو تو خبر واحد کو اکثر علماء کے نزدیک مطلقاً قیاس پر مقدم کیا جائے گا، ان علماء میں سرفہرست امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ ہیں، چنانچہ علامہ ابن امیر الحاج رحمۃ اللہ علیہ (متوفی ۸۷۹ھ) لکھتے ہیں:

مَسْأَلَةٌ: إِذَا تَعَارَضَ خَبَرُ الْوَاحِدِ وَالْقِيَاسُ بِحَيْثُ لَا جَمْعَ بَيْنَهُمَا مُمْكِنٌ قُدِّمَ الْخَبَرُ مُطْلَقًا عِنْدَ الْأَكْثَرِ مِنْهُمْ أَبُوْ حَنِيفَةَ وَالشَّافِعِيُّ وَأَحْمَدُ. ❸

علامہ جمال الدین منبجی رحمۃ اللہ علیہ (متوفی ۶۸۶ھ) ایک مسئلہ کی تحقیق کے دوران فرماتے ہیں کہ یہ مسئلہ امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے دلائل میں سب سے بڑی دلیل ہے کہ خبر واحد کو قیاس پر مقدم کیا جائے گا:

وَهٰذِهِ الْمَسْأَلَةُ من أكبر الْأَدِلَّةِ على أن أَبَا حنيفَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنهُ يقدم الخَبَرَ الْوَاحِد على القِيَاس. ❹

اسی طرح حدیث مرسل یعنی وہ حدیث جس کو تابعی براہ راست آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے نقل کرے اور درمیانی واسطہ یعنی صحابی کا ذکر نہ کرے، امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ اور امام مالک رحمۃ اللہ علیہ

❶ الفصول في الأصول: باب العام، القول في تخصيص العموم بالقياس، ج ا ص ۲۱۱

❷ الفصول في الأصول: فصل في الدلالة على الصحيح مما قسمنا عليه أخبار الآحاد، ج۳ ص ۱۴۱ ❸ التقرير والتحبير: الباب الثالث: السنة، مسألة: إذا تعارض خبر الواحد القياس، ج۲ ص ۳۹۸ ❹ اللباب في الجمع بين السنة والكتاب: كتاب البيوع، باب مالايجوز شراء ماباقل مماباع، ج۲ ص ۴۹۳

کے نزدیک حدیث مرسل حجت ہے، جبکہ غیر مقلدین کے نزدیک یہ حجت نہیں، پھر بھی دعویٰ ہے کہ ہم اہلحدیث ہیں۔

علامہ ابن صلاح رحمۃ اللہ علیہ (متوفی ۶۴۳ھ) فرماتے ہیں:

وَالاحْتِجَاجُ بِهِ مَذْهَبُ مَالِكٍ وَأَبِي حَنِيفَةَ وَأَصْحَابِهِمَا. ❶

اور مرسل روایت سے دلیل پکڑنا امام مالک اور امام ابوحنیفہ رحمہما اللہ اور ان کے اصحاب کا مذہب ہے۔

محقق علی الاطلاق علامہ ابن ہمام رحمۃ اللہ علیہ (متوفی ۸۶۱ھ) فرماتے ہیں:

وَالْمُرْسَلُ عِنْدَنَا وَعِنْدَ جُمْهُورِ الْعُلَمَاءِ حُجَّةٌ. ❷

حدیث مرسل ہمارے نزدیک اور جمہور علماء کے نزدیک حجت ہے۔

شیخ الاسلام علامہ ابن عبدالبر مالکی رحمۃ اللہ علیہ (متوفی ۴۶۳ھ) لکھتے ہیں:

وَأَمَّا أَبُو حَنِيفَةَ وَأَصْحَابُهُ فَإِنَّهُمْ يَقْبَلُونَ الْمُرْسَلَ وَلَا يَرُدُّونَهُ. ❸

بہرحال امام ابوحنیفہ اور ان کے اصحاب حدیث مرسل کو قبول کرتے ہیں اور اس کو رد نہیں کرتے۔

مجدد قرنِ عاشر محدث کبیر ملا علی قاری رحمۃ اللہ علیہ (متوفی ۱۰۱۴ھ) فرماتے ہیں:

لَكِنَّ الْمُرْسَلَ حُجَّةٌ عِنْدَنَا وَعِنْدَ الْجُمْهُورِ. ❹

لیکن مرسل حدیث ہمارے اور جمہور علماء کے نزدیک حجت ہے۔

علامہ ظفر احمد عثمانی رحمۃ اللہ علیہ (متوفی ۱۳۹۴ھ) فرماتے ہیں:

---

❶مقدمة ابن الصلاح :النوع التاسع ،معرفة المرسل،ج ۱ ص ۵۵

❷فتح القدير :كتاب الطهارة ،فصل في نواقض الوضوء ،ج ۱ ص ۴۰

❸التمهيد لمافي الموطا من المعاني والأسانيد:مقدمة، ج ۱ ص ۵

❹مرقاة المفاتيح :كتاب الطهارة ،باب مايوجب الوضوء، ج ۱ ص ۳۶۸

أما أهل القرون الثلاثة فمرسلهم مقبول عندنا مطلقا. ❶

بہر حال قرون ثلاثہ کی مرسل روایت تو ہمارے نزدیک مطلقا قبول ہے۔

اسی طرح احناف کے ہاں ضعیف احادیث بھی قیاس پر مقدم ہیں۔

ملا علی قاری رحمۃ اللہ علیہ (متوفی ۱۰۱۴ھ) فرماتے ہیں:

إن مذهبهم القوي تقديم الحديث الضعيف على القياس. ❷

علمائے احناف کا قوی مذہب یہ ہے کہ حدیث ضعیف قیاس پر مقدم ہے۔

غیر مقلدین کے مقتدا علامہ ابن حزم ظاہری رحمۃ اللہ علیہ (متوفی ۴۵۶ھ) فرماتے ہیں:

قال ابن حزم جميع الحنفية مجموعون على أن مذهب أبي حنيفة أن ضعيف الحديث أولى من الرأي. ❸

علامہ ابن حزم فرماتے ہیں کہ تمام حنفیوں کا اس بات پر اجماع ہے کہ ضعیف حدیث پر عمل کرنا قیاس کرنے سے اولی ہے۔

علامہ ابن تیمیہ رحمۃ اللہ علیہ کے علوم وافکار کے ترجمان علامہ ابن قیم رحمۃ اللہ علیہ (متوفی ۷۵۱ھ) فرماتے ہیں:

أَبُو حَنِيفَةَ يُقَدِّمُ الْحَدِيثَ الضَّعِيفَ عَلَى الرَّأْيِ وَأَصْحَابُ أَبِي حَنِيفَةَ رَحِمَهُ اللّٰهُ مُجْمِعُونَ عَلَى أَنَّ مَذْهَبَ أَبِي حَنِيفَةَ أَنَّ ضَعِيفَ الْحَدِيثِ عِنْدَهُ أَوْلَى مِنَ الْقِيَاسِ وَالرَّأْيِ.

امام ابو حنیفہ حدیث ضعیف کو قیاس پر مقدم کرتے ہیں، امام ابو حنیفہ کے اصحاب کا اس بات پر اجماع ہے کہ امام ابو حنیفہ کا مذہب یہ ہے کہ حدیث ضعیف پر عمل کرنا ان کے نزدیک

❶ قواعد في علوم الحديث: الفصل الخامس في أحكام المرسل، ص ۱۳۹

❷ مرقاة المفاتيح: مقدمة، ج ۱ ص ۴۱

❸ قواعد في علوم الحديث: الفصل الثالث في حكم العمل بالضعيف، ص ۹۵

قیاس اور رائے پر عمل کرنے سے اولیٰ ہے۔ (۱۱)

علامہ عبدالوہاب شعرانی رحمۃ اللہ علیہ (متوفی ۹۷۳ھ) امام اعظم ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ سے نقل کرتے ہیں کہ یہ بات جھوٹ ہے، اللہ کی قسم! ہمارے خلاف یہ بات گھڑی گئی ہے کہ ہم قیاس کو نص پر مقدم کرتے ہیں، بھلا نص کی موجودگی میں قیاس کی کوئی ضرورت ہے؟ یعنی نص کے ہوتے ہوئے ہمیں قیاس کرنے کی کیا ضرورت ہے، قیاس کی ضرورت تو وہاں پیش آتی ہے جبکہ اس مسئلہ میں صراحتاً نص موجود نہ ہو:

كذب والله افترى علينا من يقول إننا نقدم القياس على النص وهل يحتاج بعدالنص إلى القياس. (۱۲)

علمائے احناف کے نزدیک اگر کوئی شخص نماز میں قہقہہ لگائے تو اس کا وضو بھی ٹوٹ جائے گا اور نماز بھی، اب قیاس کا تقاضہ یہ ہے کہ نماز تو ٹوٹ جائے لیکن وضو نہ ٹوٹے، کیونکہ نواقض وضو میں سے کسی کا صدور نہیں ہوا، اگر کوئی خارج صلاۃ دن بھر بھی قہقہہ لگاتا رہے تو وضو برقرار رہے گا۔ اب احناف نے نماز میں قہقہہ کی صورت میں وضو اور نماز دونوں کے اعادے کا حکم دیا، اب یہ محض اس وجہ سے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے دور میں بعض حضرات نے نماز کے دوران قہقہہ لگایا تو آپ نے وضو اور نماز دونوں کے اعادے کا حکم دیا، اب یہ حدیث سند کے اعتبار سے کافی کمزور ہے لیکن اس کے باوجود احناف نے قیاس کو ترک کر کے حدیث پر عمل کیا ہے، تو معلوم ہوا کہ احناف کے ہاں ضعیف حدیث بھی قیاس پر مقدم ہے، اندازہ کیجئے اس کے باوجود احناف کے خلاف یہ غلط پروپیگنڈہ کیا جاتا ہے یہ حدیث پر عمل نہیں کرتے:

كُنَّا نُصَلِّي خَلْفَ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَجَاءَ رَجُلٌ ضَرِيرٌ

(۱۱) إعلام الموقعين عن رب العالمين: الرأي الباطل وأنواعه، ج ۱ ص ۶۱

(۱۲) الميزان الكبرى: الفصل الأول في شهادة الأئمة له بغزارة العلم، ج ۱ ص ۶۳

الْبَصَرِ فَتَرَدَّى فِي حُفْرَةٍ كَانَتْ فِي الْمَسْجِدِ، فَضَحِكَ نَاسٌ مِنْ خَلْفِهِ، فَأَمَرَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ ضَحِكَ أَنْ يُعِيدَ الْوُضُوءَ وَالصَّلَاةَ. ❶

امام دارقطنی رحمۃ اللہ علیہ نے بھی اس روایت کی سند پر کلام کیا ہے، علامہ ابن قیم رحمۃ اللہ علیہ بھی فرماتے ہیں کہ حدیث قہقہہ باوجود یہ کہ یہ ضعیف ہے لیکن پھر بھی احناف کے نزدیک یہ قیاس اور رائے پر مقدم ہے:

كَمَا قَدَّمَ حَدِيثَ الْقَهْقَهَةِ مَعَ ضُعْفِهِ عَلَى الْقِيَاسِ وَالرای. ❷

اسی طرح احناف کے نزدیک مہر کی اقل مقدار دس دراہم ہے، حالانکہ اس بارے میں جو روایت ہے "لامهر لأقل من عشرة دراهم" یہ روایت محدثین کے نزدیک ضعیف ہے، اس کے باوجود احناف نے اس روایت پر عمل کرتے ہوئے قیاس کو ترک کیا ہے۔ اسی طرح دس دراہم سے کم میں چور کا ہاتھ نہیں کاٹا جائے گا، حالانکہ اس بارے میں جو روایت ہے وہ ضعیف ہے۔ اسی طرح احناف کے نزدیک حیض کی اکثر مدت دس دن ہے حالانکہ اس بارے میں جو روایت وہ ضعیف ہے۔ اسی طرح احناف کے نزدیک قیام جمعہ کے لئے مصر شرط ہے، حالانکہ اس کے متعلق روایت ضعیف ہے:

وَمَنَعَ قَطْعَ السَّارِقِ بِسَرِقَةٍ أَقَلَّ مِنْ عَشَرَةِ دَرَاهِمَ وَالْحَدِيثُ فِيهِ ضَعِيفٌ، وَجَعَلَ أَكْثَرَ الْحَيْضِ عَشَرَةَ أَيَّامٍ وَالْحَدِيثُ فِيهِ ضَعِيفٌ، وَشَرَطَ فِي إِقَامَةِ الْجُمُعَةِ الْمِصْرَ وَالْحَدِيثُ فِيهِ كَذٰلِكَ. ❸

اس طرح کی بیسیوں مثالیں موجود ہیں کہ احناف نے قیاس کو ترک کر کے ضعیف روایت پر عمل کیا ہے، جبکہ غیر مقلدین کے نزدیک ضعیف روایت پر عمل کرنا ہی جائز نہیں۔

❶ سنن الدارقطني : كتاب الطهارة ،باب أحاديث القهقهة في الصلوٰة، ج ۱ ، ص ۲۹۸، رقم الحديث: ۶۰۲ ❷ إعلام الموقعين :الرأى الباطل و أنواعه، ج ۱ ،ص ۶۱

❸ إعلام الموقعين: الرأى الباطل و أنواعه، ج ۱ ،ص ۶۱

اسی طرح آثار صحابہ بھی فقہ حنفی میں حجت ہیں، اس سلسلے میں فقہائے احناف کا نقطہ نظر یہ ہے کہ جن مسائل میں قیاس واجتہاد کی گنجائش نہیں ہے ان میں صحابہ کی رائے حدیث رسول کے درجے میں ہوگی، کیونکہ ان حضرات نے یہ رائے آپ ﷺ سے سن کر یا آپ کو کرتے ہوئے دیکھ کر ہی قائم کی ہوگی، مثلاً حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ حمل کی زیادہ سے زیادہ مدت دو سال ہے:

عَنْ عَائِشَةَ قَالَت: لا يَكُونُ الْحَمْلُ أَكْثَرَ مِنْ سَنَتَيْنِ. ❶

اسی طرح حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حیض کی کم از کم مدت تین دن اور زیادہ سے زیادہ دس دن ہے:

عَنْ أَنَسٍ قَالَ: أَدْنَى الْحَيْضِ ثَلاثَةٌ وَأَقْصَاهُ عَشَرَةٌ. ❷

جبکہ نام نہاد اہلحدیث کے نزدیک نہ حدیث مرسل حجت ہے، نہ حدیث ضعیف، اور نہ اقوال صحابہ، پھر بھی یہ دعوی ہے کہ ہم اہلحدیث ہیں، جب کہ احناف کے نزدیک خبر واحد حجت ہے اور قیاس پر مقدم ہے، اسی طرح حدیثِ مرسل اور حدیثِ ضعیف، اور اقوال صحابہ بھی حجت ہیں، پھر بھی یہ دن رات پروپیگنڈہ کرتے ہیں کہ احناف حدیث پر عمل نہیں کرتے۔

## ۲.....مصادر شرعیہ کے مدارج کی رعایت

مختلف دلائل کے درجات ومراتب کی رعایت اور ان میں غایت درجے توازن واعتدال فقہ حنفی کا نمایاں وصف ہے، یہی وجہ ہے کہ کتاب اللہ کی اولیت اور اس کی برتری کا اس میں ہر جگہ لحاظ رکھا گیا ہے، مثلاً قرآن کریم میں اللہ رب العزت کا ارشاد ہے:

❶ سنن الدار قطني: كتاب النكاح، باب المهر، ج ۴ ص ۴۹۹، رقم الحديث: ۳۸۷۵ ❷ سنن الدارقطني: كتاب الحيض، ج ۱ ص ۳۸۹، رقم الحديث: ۸۰۸

﴿وَاِذَا قُرِئَ الْقُرْآنُ فَاسْتَمِعُوْا لَهُ وَاَنْصِتُوْا لَعَلَّكُمْ تُرْحَمُوْنَ﴾ (1)

جب قرآن کریم کی تلاوت کی جائے تو خوب غور سے سنو اور خاموش رہو تا کہ تم پر رحم کیا جائے۔

جبکہ حدیث مبارکہ میں آپ ﷺ کا ارشاد گرامی ہے:

لَا صَلَاةَ لِمَنْ لَمْ يَقْرَأْ بِفَاتِحَةِ الْكِتَابِ. (2)

قرآن کریم کی آیت سے معلوم ہوا کہ جب قراءت ہو تو غور سے سنو اور خاموشی اختیار کرو، جبکہ حدیث سے معلوم ہوا کہ جو شخص سورۃ فاتحہ نہ پڑھے تو اس کی نماز نہیں ہوتی، اب حنفیہ نے ان دونوں مصادر شرعیہ کو اپنے اپنے مقام پر رکھا، چنانچہ سورہ فاتحہ کی تلاوت کو واجب قرار دیا امام اور منفرد کے لئے، اور مقتدی کو حکم ہے وہ خاموش رہے تا کہ قرآن کریم کے حکم پر عمل ہو جائے، اور ان احادیث پر بھی جن میں آپ نے امام کی قراءت کو مقتدی کی قراءت قرار دیا۔ احناف یہ کہتے ہیں کہ قرآن وحدیث میں کوئی تعارض نہیں ہے بلکہ قرآن کریم کے حکم یعنی استماع اور انصات کا تعلق مقتدی کے ساتھ ہے اور حدیث میں قراءت کا حکم امام اور منفرد کو ہے، امام کی قراءت اصلاً اپنی طرف سے ہوتی ہے نیابۃً مقتدی کی طرف سے ہوتی ہے، تو مقتدی کو قراءت کرنے کی ضرورت نہیں ہے، اب حنفیہ نے ہر ایک کو اپنے مقام پر رکھتے ہوئے دونوں پر عمل کیا۔

اسی طرح قرآن کریم نے چار ارکان وضو کا ذکر کیا، چہرے کا دھونا، دونوں ہاتھوں کا کہنیوں تک دھونا، سر کا مسح کرنا، دونوں پاؤں ٹخنوں سمیت دھونا۔ (3)

---

(1) الأعراف: ۲۰۴ (2) صحيح بخاري: كتاب الآذان، باب في وجوب القراءة للامام والماموم، ج ا ص ۱۵۱، رقم الحديث: ۷۵۶ (3) المائدة: ٦

اب قرآن کریم نے ارکان وضو میں تسمیہ کا تذکرہ نہیں کیا، تسمیہ کا ذکر جناب رسول اللہ ﷺ کے ارشاد گرامی میں ہے، آپ ﷺ نے فرمایا:

لَا وُضُوءَ لِمَنْ لَمْ يَذْكُرِ اسْمَ اللّٰهِ عَلَيْهِ. (1)

اس حدیث سے وضو کی ابتداء میں بسم اللہ پڑھنے کی نہایت تاکید معلوم ہوتی ہے، اب احناف نے قرآن وحدیث دونوں پر عمل کیا، وضو کے انہی افعال کو رکن قرار دیا جن کا ذکر قرآن کریم میں موجود ہے، اور حدیث سے جو تسمیہ کی تاکید معلوم ہوتی ہے اسے مسنون کہا تاکہ دونوں پر عمل ہو جائے۔

اسی طرح احادیث مبارکہ میں آمین کا ثبوت ہے، آپ ﷺ نے آمین کہنے کی فضیلت بھی بیان فرمائی، آپ نے فرمایا جب امام آمین کہے تو تم بھی آمین کہو، جس شخص کی آمین ملائکہ کی آمین کے ساتھ موافق ہوگئی تو اس کے گذشتہ گناہ معاف ہو جائیں گے:

إِذَا أَمَّنَ الإِمَامُ فَأَمِّنُوا، فَإِنَّهُ مَنْ وَافَقَ تَأْمِينُهُ تَأْمِينَ المَلَائِكَةِ غُفِرَ لَهُ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِهِ. (2)

ذخیرہ احادیث میں کوئی قولی حدیث ایسی نہیں ہے کہ جس میں آپ ﷺ نے امت کو جہرا یا سرا آمین کہنے کا حکم دیا ہو، آپ نے فضیلت بیان فرمائی ہے، لیکن یہ آمین جہرا کہی جائے یا سرا کہی جائے اس بارے میں آپ نے امت کو کوئی حکم قولا نہیں دیا، البتہ فعلی روایات دونوں قسم کی ہیں، بعض روایات میں ہے کہ آپ نے آمین سرا کہی:

سمعت حجرا أبا العنبس، يحدث عن علقمة بن وائل، عن أبيه، أنه

(1) سنن الترمذی: أبواب الطهارة، باب في التسمية عندالوضوء، ج ۱، ص ۳۷، رقم الحديث: ۲۵ (2) صحيح بخاری: كتاب الآذان، باب جهر الإمام بالتأمين، ج ۱ ص ۱۵۶، رقم الحديث: ۷۸۰

صلی مع النبی صلی اللہ علیہ وسلم حین قال: ﴿غیر المغضوب علیهم ولا الضالین﴾ قال: آمین یخفض بها صوته. ❶

امام حاکم رحمۃ اللہ علیہ (متوفی ۴۰۵ھ) اور امام ذہبی رحمۃ اللہ علیہ (متوفی ۷۴۸ھ) دونوں نے فرمایا کہ یہ روایت شیخین کی شرائط کے مطابق ہے، اب اس حدیث میں آپ کا فعلی عمل یہ نقل کیا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے آمین سرا کہی، جبکہ امام بیہقی رحمۃ اللہ علیہ (متوفی ۴۵۸ھ) نے جو روایت نقل کی ہے اس میں ہے آپ نے آمین جہرا کہی:

کان النبی صلی اللہ علیہ وسلم إذا قال: آمین رفع بها صوته. ❷

اب چونکہ آپ سے فعلا دونوں قسم کا عمل منقول ہے تو حنفیہ نے سرا والی روایات کو اولی قرار دیا، اس کی وجہ یہ ہے کہ آمین دعا ہے اور قرآن کریم نے دعا کا جو ادب بتلایا وہ یہ ہے کہ کیفیت میں خشوع اور تضرع ہو اور آواز پست ہو:

﴿اُدْعُوْا رَبَّكُمْ تَضَرُّعًا وَّخُفْيَةً اِنَّهٗ لَا يُحِبُّ الْمُعْتَدِيْنَ﴾ ❸

اب حنفیہ نے دونوں کی رعایت کی، آمین چونکہ دعا ہے تو ہدایت قرآنی کے مطابق آہستہ کہی جائے اور جہر کی احادیث کو ابتدائے اسلام یا تعلیم و تربیت کے نقطہ نظر سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا وقتی عمل سمجھا جائے تاکہ کسی کو انکار کرنے کی نوبت نہ آئے۔

## ۳.....نقدِ حدیث میں اصولِ درایت سے استفادہ

احناف کی اصل سے دوسرے فقہاء و محدثین نے بھی فائدہ اٹھایا، حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ سے بسند صحیح مروی ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی صاحبزادی حضرت زینب کو چھ

❶ المستدرک علی الصحیحین: کتاب التفسیر، تفسیر سورة الفاتحة، ج ۲، ص ۲۵۳، رقم الحدیث: ۲۹۱۳ ❷ السنن الکبری للبیهقی: کتاب الصلوٰة، باب جهر الامام بالتامین، ج ۲ ص ۸۳، رقم الحدیث: ۲۴۴۵ ❸ الأعراف: ۵۵

سال کے بعد حضرت ابوالعاص کی زوجیت میں نکاح جدید کے بغیر سابقہ نکاح ہی کی بناء پر دے دیا تھا:

رَدَّ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ابْنَتَهُ زَيْنَبَ عَلَى أَبِي الْعَاصِ بْنِ الرَّبِيعِ بَعْدَ سِتِّ سِنِينَ بِالنِّكَاحِ الْأَوَّلِ، وَلَمْ يُحْدِثْ نِكَاحًا۔ ❶

حالانکہ درمیان میں چھ سال کا وقفہ ہوا جس میں ابوالعاص مشرک تھے، گویا آپ نے شرک کے باوجود رشتہ نکاح کو باقی رکھا اور از سر نو نیا نکاح نہیں کروایا، اب یہ روایت سند کے اعتبار سے بالکل صحیح ہے، اور اس میں کوئی کلام نہیں ہے، اس لئے امام ترمذی رحمہ اللہ (متوفی ۲۷۹ھ) نے فرمایا اس روایت کی سند میں کوئی گفتگو نہیں لیکن ہم اس حدیث کی وجہ نہیں جانتے:

هَذَا حَدِيثٌ لَيْسَ بِإِسْنَادِهِ بَأْسٌ، وَلَكِنْ لَا نَعْرِفُ وَجْهَ هَذَا الْحَدِيثِ۔ ❷

اس کے برخلاف عمرو بن شعیب کی روایت ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے دوبارہ نئے مہر کے ساتھ دونوں کا نکاح کیا، یعنی نکاح جدید اور مہر جدید کے ساتھ حضرت زینب کو حضرت ابوالعاص کے نکاح میں دیا:

أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَدَّ ابْنَتَهُ زَيْنَبَ عَلَى أَبِى الْعَاصِ بْنِ الرَّبِيعِ بِمَهْرٍ جَدِيدٍ وَنِكَاحٍ جَدِيدٍ۔ ❸

اس روایت کے متعلق امام ترمذی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ اس کی سند میں کلام ہے:

❶ سنن الترمذي: أبواب النكاح، باب ماجاء في الزوجين المشركين يسلم أحدهما، ج۳ ص ۴۴۰، رقم الحديث: ۱۱۴۳ ❷ سنن الترمذي: أبواب النكاح، باب ماجاء في الزوجين المشركين يسلم أحدهما، ج۳ ص ۴۴۰، رقم الحديث: ۱۱۴۳

❸ سنن الترمذي: أبواب النكاح، باب ماجاء في الزوجين المشركين يسلم أحدهما، ج۳ ص ۴۴۰، رقم الحديث: ۱۱۴۲

هَذَا حَدِيثٌ فِي إِسْنَادِهِ مَقَالٌ. ❶

مگر ساتھ ہی امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے یہ بھی صراحت کی کہ اہل علم کا عمل اسی روایت پر ہے:

وَالعَمَلُ عَلَى هَذَا الحَدِيثِ عِنْدَ أَهْلِ العِلْمِ. ❷

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ یزید بن ہارون رحمۃ اللہ علیہ کا قول نقل کرتے ہیں:

حَدِيثُ ابْنِ عَبَّاسٍ أَجْوَدُ إِسْنَادًا، وَالعَمَلُ عَلَى حَدِيثِ عَمْرِو بْنِ شُعَيْبٍ. ❸

نیز دیگر فقہاء اور محدثین نے بھی امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ ہی کے مزاج کے مطابق روایت کے ردوقبول میں درایت سے کام لیا ہے، تاہم اس بات کی وضاحت مناسب ہوگی کہ امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کا یہ اصول کوئی خود ساختہ نہیں تھا بلکہ خلفائے راشدین کے دور میں بھی ہمیں اس کی مثالیں ملتی ہیں، چنانچہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے مطلقہ بائنہ کے سکنی اور نفقہ کے متعلق حضرت فاطمہ بنت قیس کی روایت کو یہی کہہ کر رد کر دیا تھا کہ ایک ایسی عورت کی بات پر اعتماد کر کے ہم کس طرح کتاب وسنت کو نظر انداز کر دیں جس کے بارے میں ہمیں معلوم نہیں کہ اس نے بات کو یاد رکھا یا بھول گئی:

قَالَ عُمَرُ: لَا نَدَعُ كِتَابَ اللّٰهِ وَسُنَّةَ نَبِيِّنَا صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِقَوْلِ امْرَأَةٍ لَا نَدْرِي أَحَفِظَتْ أَمْ نَسِيَتْ. ❹

اسی طرح ہم حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو دیکھتے ہیں کہ بعض فقہاء صحابہ رضی اللہ عنہم کی تنہا روایت قبول

❶سنن الترمذي: أبواب النكاح، باب ماجاء في الزوجين المشركين يسلم أحدهما، ج۳ ص ۴۴۰، رقم الحديث: ۱۱۴۳ ❷سنن الترمذي: أبواب النكاح، باب ماجاء في الزوجين المشركين يسلم أحدهما، ج۳ ص ۴۴۰، رقم الحديث: ۱۱۴۳

❸سنن الترمذي: أبواب النكاح، باب ماجاء في الزوجين المشركين يسلم أحدهما، ج۳ ص ۴۴۰، رقم الحديث: ۱۱۴۳ ❹سنن الترمذي: أبواب الطلاق، باب ماجاء في المطلقة ثلاثا، ج۳ ص ۴۷۶، رقم الحديث: ۱۱۸۰

کر لیتے ہیں، اور بعض صحابہ کی روایت کسی اور صحابی کی تائید کے بغیر قبول نہیں کرتے، مثلاً حضرت ابوموسی اشعری رضی اللہ عنہ نے روایت نقل کی کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

اَلاسْتِئْذَانُ ثَلاثٌ، فَإِنْ أُذِنَ لَکَ وَإِلَّا فَارْجِعْ. ❶

اجازت تین مرتبہ طلب کرنا پس اگر آپ کو اجازت دے دی جائے تو ٹھیک ہے ورنہ لوٹ جاؤ۔

حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے حضرت ابوموسی اشعری رضی اللہ عنہ سے فرمایا کہ یہ روایت آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے کسی اور نے بھی سنی ہے؟ تو حضرت ابوموسی رضی اللہ عنہ صحابہ کی مجلس میں تشریف لائے اور استفسار کیا، تو حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ جی ہاں میں نے بھی یہ فرمان آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے براہ راست سنا ہے، تفصیلاً دیکھئے: ❷

یہی طریقہ امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے طریقہ استنباط میں اختیار کیا۔

## ۴.....حقوق اللہ میں احتیاط

فقہ حنفی کی ایک اہم خصوصیت حقوق اللہ اور حلال وحرام میں احتیاط کی راہ اختیار کرنا ہے، امام کرخی رحمۃ اللہ علیہ (متوفی ۳۴۰ھ) اپنی مشہور کتاب "أصول الكرخي" میں فرماتے ہیں:

إن الاحتياط في حقوق اللّٰه جائز وفي حقوق العباد لايجوز....إذا دارت الصلوٰة بين الجواز والفساد فالاحتياط أن يعيد الأداء.

حقوق اللہ میں احتیاط جائز ہے، حقوق العباد میں جائز نہیں، چنانچہ جب نماز میں جواز وفساد کے دو پہلو پیدا ہو جائیں تو احتیاط نماز کے اعادہ میں ہے۔

❶ صحيح مسلم: كتاب الآداب، باب الاستيذان، ج۳ ص ۱۶۹۴، رقم الحديث: ۲۱۵۳ ❷ صحيح مسلم: كتاب الآداب، باب الاستيذان، ج۳ ص ۱۶۹۴، رقم الحديث: ۲۱۵۳

چنانچہ غور کیا جائے تو عبادات میں امام صاحب کے یہاں احتیاط کے پہلو کو خاص طور پر پیش نظر رکھا گیا ہے، چنانچہ نماز میں گفتگو کو مطلقا مفسد قرار دیا گیا، چاہے یہ گفتگو بھول کر ہو یا جان بوجھ کر، خطاءً ہو یا قصداً، چاہے یہ کلام کم ہو یا زیادہ، یا اصلاح نماز کی غرض سے کیوں نہ گفتگو کی گئی ہو تب بھی نماز فاسد ہے:

إِذَا تَكَلَّمَ فِي صَلَاتِهِ نَاسِيًا أَوْ عَامِدًا خَاطِئًا أَوْ قَاصِدًا قَلِيلًا أَوْ كَثِيرًا تَكَلَّمَ لِإِصْلَاحِ صَلَاتِهِ. (۱)

اسی طرح امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک اگر کوئی شخص مصحف دیکھ کر نماز میں قراءت کرے تو اسکی نماز فاسد ہوگی:

وَيُفْسِدُهَا قِرَاءَتُهُ مِنْ مُصْحَفٍ عِنْدَ أَبِي حَنِيفَةَ رَحِمَهُ اللّٰهُ تَعَالَى. (۲)

اسی طرح احناف کے نزدیک اگر کسی شخص نے نماز میں قہقہہ لگایا تو اس کی نماز اور وضو دونوں ٹوٹ جائیں گے:

الْقَهْقَهَةُ فِي كُلِّ صَلَاةٍ فِيهَا رُكُوعٌ وَسُجُودٌ تَنْقُضُ الصَّلَاةَ وَالْوُضُوءَ عِنْدَنَا. (۳)

جبکہ دیگر ائمہ کے نزدیک نماز میں قہقہہ لگانے سے صرف نماز فاسد ہوتی ہے وضو نہیں ٹوٹتا۔
چوہا، بلی یا اس طرح کا دیگر کوئی جانور اگر کنویں میں گر جائے تو اگر وہ پھولا پھٹا نہیں ہے تو ایک دن کی نمازوں کا اعادہ ہوگا، اور پھولنے پھٹنے کی صورت میں تین دن رات کی نمازوں کا اعادہ ہوگا، امام صاحب نے عبادات میں احتیاط کے پیش نظر تین دن کا حکم دیا:

(۱) الفتاوی الهندية: كتاب الصلوٰة ،الفصل الأول فيما يفسدها، ج ا ص ۹۸
(۲) الفتاوی الهندية: كتاب الصلوٰة،الفصل الأول فيما يفسدها، ج ا ص ۱۰۱
(۳) الفتاوی الهندية: كتاب الطهارة ،الفصل الخامس في نواقض الوضوء، ج ا ص ۱۲

فَقَدْ رَجَحُوا قَوْلَ الْإِمَامِ بِحُكْمِهِ بِالنَّجَاسَةِ مِنْ يَوْمٍ أَوْ ثَلَاثَةِ أَيَّامٍ فَإِنَّهُ الاحتِيَاطُ فِيْ أَمْرِ الْعِبَادَةِ. ❶

اسی طرح احناف کے نزدیک روزہ خواہ کسی بھی طور پر توڑا جائے، خواہ خورد ونوش کے ذریعے سے ہو یا جماع کے ذریعے سے، اس کو موجب کفارہ قرار دیا:

مَنْ جَامَعَ عَمْدًا فِی أَحَدِ السَّبِيلَيْنِ فَعَلَيْهِ الْقَضَاءُ وَالْكَفَّارَةُ، إِذَا أَكَلَ مُتَعَمِّدًا مَا يُتَغَذَّى بِهِ أَوْ يُتَدَاوَى بِهِ يَلْزَمُهُ الْكَفَّارَةُ. ❷

اسی طرح حرمت مصاہرت میں بھی سختی برتی گئی، زنا بلکہ دواعی زنا کو بھی حرمت کے ثبوت کے لئے کافی سمجھا گیا۔ ❸

اسی طرح حرمت رضاعت کے معاملے میں بھی دودھ کی کسی خاص مقدار کے پینے کی قید نہیں رکھی گئی بلکہ ایک قطرہ دودھ کو بھی حرمتِ رضاعت کا باعث قرار دیا گیا ہے۔

## ۵.....یسر وسہولت کا لحاظ

فقہ حنفی میں انسانی ضروریات اور مجبوریوں کا خیال اور شریعت کے اصل مزاج یسر اور رفع حرج کی رعایت قدم قدم پر نظر آتی ہے، مثلاً اکثر فقہاء نے نجاست کو مطلقاً نماز کے منافی قرار دیا ہے، اور ادنیٰ درجے کی نجاست کو بھی عفو نہیں مانا، لیکن امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ نے اول تو نصوص کے لب ولہجہ، فقہاء کے اتفاق واختلاف، اور ان کے حالات اور مجبوریوں کو سامنے رکھتے ہوئے نجاست کی تقسیم کی اور غلیظہ وخفیفہ دو قسمیں قرار دیں، نیز نجاست غلیظ میں ایک درہم اور نجاست خفیفہ میں ایک چوتھائی تک معاف قرار دیا:

❶ رد المحتار على الدر المختار: كتاب الطهارة، فصل في البئر، ج ۱ ص ۲۱۹

❷ الفتاوى الهندية: كتاب الصوم، النوع الثاني مايوجب القضاء والكفارة، ج ۱ ص ۲۰۵

❸ رد المحتار على الدر المختار: كتاب النكاح، فصل في المحرمات، ج ۳ ص ۳۱

النَّجَاسَةُ إِنْ كَانَتْ غَلِيظَةً وَهِيَ أَكْثَرُ مِنْ قَدْرِ الدِّرْهَمِ فَغَسْلُهَا فَرِيضَةٌ وَالصَّلَاةُ بِهَا بَاطِلَةٌ وَإِنْ كَانَتْ مِقْدَارَ دِرْهَمٍ فَغَسْلُهَا وَاجِبٌ وَالصَّلَاةُ مَعَهَا جَائِزَةٌ وَإِنْ كَانَتْ أَقَلَّ مِنَ الدِّرْهَمِ فَغَسْلُهَا سُنَّةٌ وَإِنْ كَانَتْ خَفِيفَةً فَإِنَّهَا لَا تَمْنَعُ جَوَازَ الصَّلَاةِ حَتَّى تَفْحُشَ. ❶

نجاست اگر غلیظہ ہو اور ایک درہم سے زائد ہو تو اس کا دھونا فرض ہے، اور اس نجاست کے ساتھ نماز پڑھنا باطل ہے، اور اگر نجاست ایک درہم کی مقدار ہو تو اس کا دھونا واجب ہے، اور اس نجاست کے ساتھ نماز پڑھنا جائز ہے، اور ایک درہم سے کم ہو تو اس کا دھونا سنت ہے، اور اگر نجاست خفیفہ ہو تو یہ نماز کے جواز کو نہیں روکتی یہاں تک کہ (ربع سے) زائد ہو۔ آگے نجاست خفیفہ کی حد یعنی ربع مقدار کا تذکرہ کیا ہے۔

اسی طرح پانی کی کثیر وقلیل مقدار کے لئے کوئی تحدید نہیں کی اور اس کو لوگوں کی رائے پر رکھا جو خود پاکی یا ناپاکی کے مسائل سے دوچار ہوں، اسی طرح امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کی عادت یہ ہے کہ جس کسی مسئلے میں احتیاج ہو کسی متعین عدد کے اندازہ لگانے کے ساتھ یا مخصوص مقدار مقرر کرنے کے ساتھ تو اگر اس بارے میں کوئی نص وارد نہ ہو تو اپنی رائے سے عدد یا مقدار مقرر نہیں کرتے، بلکہ اسے مبتلی بہ کی رائے کے حوالے کرتے، پس اسی وجہ سے یہ قول راجح ہے:

أَنَّ عَادَةَ الْإِمَامِ رَحِمَهُ اللَّهُ تَعَالَى أَنَّ مَا كَانَ مُحْتَاجًا إِلَى تَقْدِيرٍ بِعَدَدٍ أَوْ مِقْدَارٍ مَخْصُوصٍ وَلَمْ يَرِدْ فِيهِ نَصٌّ لَا يُقَدِّرُهُ بِالرَّأْيِ، وَإِنَّمَا يُفَوِّضُهُ إِلَى رَأْيِ الْمُبْتَلَى فَلِذَا كَانَ هَذَا الْقَوْلُ أَرْجَحَ. ❷

❶ الفتاوی الهندية: كتاب الصلوٰة، الفصل الأول في الطهارة وستر العورة، ج ۱ ص ۵۸

❷ رد المحتار على الدر المختار: كتاب الطهارة، فصل في البئر، ج ۱ ص ۲۲۱

حقیقت یہ ہے کہ امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کی کمال ذہانت اور غایت درجے فراست کی بات ہے جو انہوں نے اس سلسلے میں اختیار کی ہے، ایسا ہوسکتا ہے کہ ایک ہی مقدار کسی علاقے کیلئے کثیر اور کسی علاقے کے لئے قلیل قرار پائے، مثلاً ہندوستان پاکستان کے نشیبی خطے جہاں جگہ جگہ پانی کے بڑے بڑے تالاب ہیں، اور پانی کی سطح ۵۰/۶۰ فٹ پر ہے، اور بعض صحراء ایسے ہیں جہاں پانی کی شدید قلت ہے اور پانی کی سطح نہایت نیچے ہے، اس وجہ سے قلیل وکثیر کے معاملے میں لوگوں کو ایک ہی پیمانے کے تحت رکھنا لوگوں کے لئے نہایت تنگی اور دشواری کا باعث ہوگا، اس رائے کی روشنی میں ایسے مختلف حالات میں تنگی ودشواری سے بچا جاسکے گا۔

اسی طرح ظہر کی نماز موسم گرما میں تاخیر کے ساتھ، یعنی نسبتاً ٹھنڈا ہونے کے بعد اور سردیوں میں اول وقت میں پڑھنا مستحب ہے:

وَفِي الظّهر المُستحبّ هُوَ آخرُ الْوَقْتِ فِي الصَّيف وأوّله فِي الشتَاء.(1)

اس میں لوگوں کی آسانی اور یسر کی رعایت رکھی گئی ہے تاکہ نماز کے لئے آنے والوں کو موسم گرما میں دشواری نہ ہو۔

اسی طرح فجر کی نماز روشنی میں پڑھنا اندھیرے میں پڑھنے سے افضل ہے، چاہے سفر میں ہوں یا حضر میں، موسم گرما کا ہو یا سرما کا، تمام لوگوں کے لئے یہی حکم ہے، سوائے حجاج کرام کے ان کے لئے مزدلفہ میں اندھیرے میں نماز پڑھنا افضل ہے:

وَيكون الْإِسْفَار بِصَلَاة الْفجْر أفضل من التغليس فِي السّفر والحضر والصيف والشتاء وَفِي حق جَمِيع النَّاس إِلَّا فِي حق الحَاج بِمُزْدَلِفَة فَإِن التغليس بهَا أفضل فِي حَقهم.(2)

(1) تحفة الفقهاء: كتاب الصلوٰة، باب مواقيت الصلوٰة، ج ۱ ص ۱۰۲

(2) تحفة الفقهاء: كتاب الصلوٰة، باب مواقيت الصلوٰة، ج ۱ ص ۱۰۲

زکوٰۃ کی ادائیگی میں شوافع کے یہاں ضروری ہے کہ قرآن کریم میں بیان کردہ آٹھوں مصارف، اور ہر مصرف کے کم سے کم تین مستحقین کو زکوٰۃ دی جائے، اسی طرح ہر صاحب نصاب شخص اپنی زکوٰۃ کو چوبیس حقداروں پر تقسیم کرے تو تب جا کر زکوٰۃ ادا ہوگی، اس میں جس قدر دقت و پریشانی ہے وہ محتاج اظہار نہیں۔ احناف نے کہا کسی ایک مصرف اور اس کے کسی ایک فرد کو بھی زکوٰۃ دی جاسکتی ہے، اس میں جس قدر یسر و سہولت ہے وہ محتاج بیان نہیں۔ تاہم ایسا نہ سمجھنا چاہئے کہ احناف یسر و سہولت کے لئے اور حرج و مشقت کے ازالے کی غرض سے نصوص اور حدیث کی صراحتوں کو بھی نظر انداز کر دیتے ہیں، علامہ ابن نجیم رحمۃ اللہ علیہ (متوفی ۹۷۰ھ) فرماتے ہیں:

اَلْمَشَقَّةُ وَالْحَرَجُ إِنَّمَا يُعْتَبَرَانِ فِي مَوْضِعٍ لَا نَصَّ فِيهِ. (1)

مشقت اور حرج کا اعتبار ایسی جگہ ہونا چاہئے جہاں نص موجود نہ ہو۔ واقعہ یہ ہے کہ احناف نے اس باب میں جس درجہ توازن برتا ہے اور شریعت الٰہی اور ضرورت انسانی کو جس طرح دوش بدوش رکھا ہے وہ شریعت کے اوامر و نواہی اور شریعت کے مقاصد و مصالح دونوں میں گہری بصیرت اور عمیق فہم کا ثبوت ہے۔

## ۶..... مذہبی رواداری

مذہبی آزادی اور غیر مسلموں کے ساتھ رواداری اور مذہبی و انسانی حقوق کا لحاظ جس درجہ فقہ حنفی میں رکھا گیا ہے وہ غالباً اس کا امتیاز ہے، غیر مسلموں کو اپنے اعتقادات کے بارے میں اور ان اعتقادات پر مبنی معاملات کے بارے میں احناف کے یہاں خاص فراخ دلی اور وسیع النظری پائی جاتی ہے، قاضی ابوزید دبوسی رحمۃ اللہ علیہ (متوفی ۴۳۰ھ) امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے اس ذوق و مزاج پر روشنی ڈالتے ہوئے لکھتے ہیں:

(1) الأشباه والنظائر: الفائدة الثالثة، ص ۸۵

الأصل عند أبي حنيفة أن مايعتقده أهل الذمة ويدينونه يتركون عليه۔ ❶
امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ کے نزدیک اصل یہ ہے کہ اہل ذمہ جو عقیدہ رکھتے ہوں اور جس دین پر چلتے ہوں ان کو اس پر چھوڑ دیا جائے۔

چنانچہ جن غیر مسلموں کے یہاں محرم رشتہ داروں سے نکاح جائز ہو، امام صاحب کے نزدیک ان کے لئے اپنے ایسے رشتہ داروں سے نکاح کرنے پر روک نہیں لگائی جائے گی، چنانچہ امام حصکفی رحمہ اللہ (متوفی ۱۰۸۸ھ) "باب نکاح الکافر" کے تحت تین اصول نقل کرتے ہیں، پہلا اصول یہ ہے کہ ہر وہ نکاح جو مسلمانوں کے درمیان صحیح ہے وہ اہل کفر کے درمیان بھی صحیح ہوگا:

كُلَّ نِكَاحٍ صَحِيحٍ بَيْنَ الْمُسْلِمِينَ فَهُوَ صَحِيحٌ بَيْنَ أَهْلِ الْكُفْرِ.

دوسرا اصول یہ ہے کہ ہر وہ نکاح جو حرام ہو مسلمانوں کے درمیان کسی شرط کے فوت ہونے کی وجہ سے مثلاً گواہوں کے نہ ہونے کی وجہ سے، تو ایسا نکاح انکے حق میں جائز ہے، جبکہ ایسا نکاح ان کے مذہب کے مطابق جائز ہو:

كُلَّ نِكَاحٍ حَرُمَ بَيْنَ الْمُسْلِمِينَ لِفَقْدِ شَرْطِهِ لِعَدَمِ شُهُودٍ يَجُوزُ فِي حَقِّهِمْ إِذَا اعْتَقَدُوهُ.

تیسرا اصول یہ ہے کہ ہر وہ نکاح جو حرام ہو محل کی حرمت کی وجہ سے جیسے محارم سے نکاح کرنا تو یہ نکاح جائز ہوگا:

كُلَّ نِكَاحٍ حُرِّمَ لِحُرْمَةِ الْمَحَلِّ كَمَحَارِمَ يَقَعُ جَائِزًا. ❷

چونکہ یہ نکاح ان کی شریعت میں جائز ہے، جبکہ وہ اسلام قبول نہ کریں۔ شریعت نے انہیں فروعات کا مکلف نہیں کیا۔

---

❶ تأسيس النظر: ص ۱۳

❷ الدر المختار: كتاب النكاح، باب نكاح الكافر، ج ۳ ص ۱۸۴، ۱۸۵

اسی طرح غیر مسلم زوجین میں سے ایک فریق مسلمان قاضی کی طرف رجوع کرے اور شریعت اسلامیہ کے مطابق فیصلے کا طلب گار ہو تو قاضی اس معاملہ میں دخل نہیں دے گا، جب تک کہ دونوں فریق اس کے خواہش مند نہ ہوں، اسی طرح اگر مسلم ملک کا غیر مسلم شہری کسی مسلمان کو قتل کرنے کے جرم میں قصاصاً قتل کیا جائے گا، تو ویسے وہی مسلمان سے بھی غیر مسلم شہری کے قتل پر قصاص لیا جائے گا، یہی حال دیت اور خون بہا کا بھی ہے، امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ نے انسانی خون میں کوئی امتیاز روا نہیں رکھا، مسلمانوں اور غیر مسلموں کی دیت کی مقدار برابر رکھی جبکہ دیگر فقہاء کی رائے اس سے مختلف ہے۔ یہ چند مثالیں ہیں، ورنہ ان کے علاوہ بھی بہت سی ایسی جزئیات موجود ہیں جن سے فقہ حنفی کے اس مزاج کی نشاندہی ہوتی ہے۔ [1]

## ۷.....نقد حدیث میں اصول درایت سے استفادہ

امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ نے حدیث کو پرکھنے کے لیے درایت سے فائدہ اٹھانے کی طرح ڈالی اور اس کے لیے دو صورتیں اختیار کیں، اول تو روایت کے متن اور اس کے مضمون پر نظر ڈالی کہ آیا یہ دین کے مجموعی مزاج سے مطابقت رکھتا ہے یا نہیں؟ اگر نہیں تو ایسی اخبار آحاد کی کوئی مناسب تاویل کی اور اس پر رائے کی بنیاد نہیں رکھی، دوسرے راوی پر بھی غور کیا کہ خود راوی میں حدیث کے مضمون کو پوری طرح سمجھنے اور منشا نبوی تک پہنچنے کی صلاحیت ہے یا نہیں کہ کبھی راوی معتبر ہوتا ہے مگر غلط فہمی سے بات کچھ کی کچھ ہو جاتی ہے، یا کبھی دو روایتیں متعارض نظر آتی ہیں اور تاویل و توجیہ کے ذریعہ ان میں تطبیق کی گنجائش بھی نہیں رہتی تو جس مضمون کی روایت زیادہ فقیہ راویوں سے مروی ہو اس کو ترجیح دی جائے گی، اس سلسلہ میں

[1] کتاب الأم للشافعي: کتاب الرد علی محمد بن الحسن، باب دية أهل الذمة، ج ۷ ص ۳۳۸

امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کا وہ واقعہ بہت ہی مشہور ہے جو امام اوزاعی رحمۃ اللہ علیہ سے ملاقات کے وقت پیش آیا تھا، امام اوزاعی رحمۃ اللہ علیہ نے دریافت کیا کہ آپ رکوع سے پہلے اور رکوع کے بعد رفع یدین کیوں نہیں کرتے؟ امام صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ صحیح طور پر اس کا ثبوت نہیں ہے، امام اوزاعی رحمۃ اللہ علیہ نے جواب دیا کہ مجھ سے امام زہری رحمۃ اللہ علیہ نے اور امام زہری رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت سالم رحمۃ اللہ علیہ سے اور حضرت سالم رحمۃ اللہ علیہ نے عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا رفع یدین کرنا نقل کیا ہے۔ امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ مجھ سے امام حماد رحمۃ اللہ علیہ نے، ان سے امام ابراہیم رحمۃ اللہ علیہ نے، امام ابراہیم رحمۃ اللہ علیہ سے حضرت علقمہ واسود رحمہما اللہ نے اور ان دونوں نے حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے نقل کیا ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم صرف آغاز نماز ہی میں رفع یدین فرمایا کرتے تھے، امام اوزاعی رحمۃ اللہ علیہ کے پیش نظر یہ بات تھی کہ ان کے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے درمیان تین ہی واسطے ہیں اور وہ بھی ایسے کہ اپنے اعتبار وثقاہت کے لحاظ سے حدیث اور روایت کی دنیا کے آفتاب و ماہتاب ہیں لیکن امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے نقطہ نظر کی ترجمانی اس طرح کی کہ حماد زہری سے اور ابراہیم سالم سے زیادہ فقیہ ہیں اور حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ کا شرفِ صحبت ملحوظ نہ ہوتا تو میں کہتا کہ علقمہ ان سے زیادہ فقیہ ہیں اور عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ تو عبداللہ بن مسعود ہی ہیں، یہ سن کر امام اوزاعی رحمۃ اللہ علیہ خاموش ہو گئے۔ [1]

## ۸.....قانون تجارت میں دقیقہ سنجی

عبادات کے باب میں نصوص وافر مقدار میں منقول ہیں، نکاح کے متعلق بھی جزئیات اور تفصیلات کا ایک قابل لحاظ حصہ کتاب وسنت میں موجود ہے، لیکن تجارت کے باب میں کتاب وسنت میں صرف ضروری اصول اور بنیادی قواعد کی نشاندہی کر دی گئی ہے، جن سے شریعت کے مقاصد کی وضاحت ہو جاتی ہے، جزوی تفصیلات بہت کم مذکور ہیں اور ایسا ہونا

[1] البحرا الرائق: کتاب الصلاۃ، آداب الصلاۃ، ج ۱ ص ۳۴۱

مصلحت کے عین مناسب ہے کیونکہ اگر معاملات میں عبادات کی طرح حد بندی کر دی جاتی تو تغیر پذیر حالات اور متعین قدروں میں ان پر عمل مشکل ہو جاتا، اس لیے تجارت کی جزوی تفصیلات قیاس ورائے اور اجتہاد واستنباط ہی کی رہین منت ہیں اور ان تفصیلات کی تنقیح میں شروح وبسط اور دقت نظر مجتہد کی بصیرت اور فہم کا اصل مظہر ہے۔ امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ بڑے تاجروں میں تھے اور کوفہ میں سب سے بڑی دوکان آپ ہی کی تھی، اس لیے طبعی بات ہے کہ تجارت کے احکام جس تفصیل اور وسعت وعمق اور دقت نظری کے ساتھ آپ کے یہاں ملتے ہیں دوسرے فقہاء کے یہاں نہیں ملتے، مثلاً: حدیث میں قبضہ سے پہلے کسی سامان کو فروخت کرنے سے منع کیا گیا ہے، لیکن امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ نے زمین کو منقولہ جائداد کے حکم سے مستثنیٰ رکھا کہ شریعت کا اصل منشا دھوکہ اور غرر سے تحفظ ہے، منقولہ اشیاء میں اس کا امکان موجود ہے کہ شاید قبضہ میں آنے سے پہلے ہی یہ شیٔ ہلاک ہو جائے اور غیر منقولہ جائداد میں بظاہر یہ امکان نہیں ہے۔ [1]

حدیث میں بعض مواقع پر کسی تفصیل کے بغیر ذخیرہ اندوزی (احتکار) کو منع کیا گیا ہے۔ [2] بعض مواقع پر خصوصیت سے اشیاء خوردنی میں ذخیرہ اندوزی کی مذمت آئی ہے، امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ لوگوں کی ضروریات سے بخوبی واقف تھے اور اس بات سے بھی آگاہ تھے کہ بعض اشیاء کی سال بھر ان کی رسد برقرار رکھنے کے لیے ایک گونہ ذخیرہ اندوزی ضروری ہے اور اس میں شارع کا اصل منشا فروخت کے ذخیرہ کی ممانعت نہیں ہے، بلکہ گاہکوں کے استحصال سے روکنا اور روزمرہ کی زندگی میں ان دشواریوں سے بچانا ہے، ان تمام پہلوؤں کو سامنے رکھتے ہوئے امام صاحب نے یہ رائے قائم کی کہ نہ ہر شیٔ میں احتکار ممنوع ہے اور

[1] البحر الرائق: كتاب البيع، فصل في بيان التصرف في المبيع والثمن قبل قبضه، ج٦ ص ١٢٦ [2] صحيح مسلم: باب تحريم الاحتكار في الأقوات، ج٣ ص ١٢٢٧، رقم الحديث: ١٦٠٥

نہ یہ ممانعت غذائی اشیاء تک محدود ہے، بلکہ عام انسانی ضرورت بھی اس ممانعت میں داخل ہے کہ ان میں احتکار اسی درجہ لوگوں کے لیے مشکلات اور دقتوں کا باعث ہے جتنا کہ اشیاء خوردنی میں۔ ❶

بیع سلم میں معاملہ کے وقت مبیع موجود نہیں ہوتی، بعد میں ادا کی جاتی ہے، فقہ حنفی میں اس کی بڑی تفصیل ملتی ہے، چنانچہ امام صاحب رحمہ اللہ نے ضروری قرار دیا کہ اس شئ کی جنس، نوعیت، مقدار، صفت، ادائیگی کی مدت، مبیع کی حوالگی کے مقام کے علاوہ کس شہر کی صنعت ہے؟ اور اس کی صراحت بھی کر دیا جائے کہ مختلف شہروں اور علاقوں کی صنعتوں اور ان کی قیمتوں میں قابل لحاظ فرق ہوتا ہے، اسی طرح امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ نے گوشت میں بیع سلم کی اجازت نہیں دی اور وجہ یہ بیان کی کہ گوشت کبھی فربہ ہوتا ہے اور کبھی اس کے برعکس۔ بہر حال تجارتی قوانین میں اس کی بہت سی جزئیات موجود ہیں جو امام صاحب کی دقتِ نظر، مقاصدِ شریعت، فہمِ صحیح، انسانی ضروریات سے آگہی، تاجروں کے مزاج سے واقفیت اور احتیاطی پیش بندی کا مظہر ہیں۔ ❷

## ۹.....فقہ تقدیری

فقہ حنفی کا ایک امتیاز فقہ تقدیری بھی ہے، فقہ تقدیری کا مطلب یہ ہے کہ مسائل کے پیش آنے سے پہلے ہی ممکن الوقوع مسائل کے حل کی طرف توجہ دی جائے، فقہاء حجاز جو عقلی امکانات کے تفحص اور قیل وقال سے دور اور سادہ طور پر مسائل کو سمجھنے اور رائے قائم کرنے کے خوگر تھے، وہ اس طرح کے مسائل کے احکام بتانے سے گریز کرتے تھے، لیکن فقہاء عراق جن کے یہاں دقیقہ سنجی، دور بینی، طلب وتفحص اور شریعت کی روح اور مقاصد میں غواصی کا رنگ غالب تھا۔ فقہ تقدیری ان کے مزاج میں داخل تھی اور وہ اس پر مجبور بھی تھے

❶ بدائع الصنائع: كتاب الاستحسان، ج۵ ص ۱۲۹

❷ الدر المختار: باب السلم، ج۵ ص ۲۱۲، ۲۱۳

کہ مشرق کے علاقہ میں نئی نئی قوموں اور علاقوں کے مملکت اسلامی میں شمولیت کی وجہ سے وہ نو پید مسائل سے بمقابلہ فقہاء حجاز کے زیادہ دو چار تھے، اسی لیے فقہاء احناف کے یہاں فقہ تقدیری کا حصہ زیادہ ہے، اور افسوس کہ نصوص کے ظاہر پر جمود اور اس کے دقیق مطالعہ اور روح و مقصد تک رسائی سے مناسبت نہ ہونے کی وجہ سے بعض محدثین نے امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے اس ہنر کو عیب سمجھ لیا، حالانکہ خود حدیث میں موجود ہے کہ جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فتنہ دجال کے ظہور اور اس زمانہ میں دن اور رات کے اوقات کی غیر معمولی وسعت کا ذکر فرمایا تو صحابہ نے استفسار کیا کہ اس وقت نماز پنجگانہ کیوں کر ادا کی جا سکے گی۔ ❶

غور کیجئے کہ یہ مسئلہ قبل از وقوع حل کرنا نہیں ہے تو اور کیا ہے؟

فقہ تقدیری کے بارے میں فقہاء عراق اور فقہاء حجاز کے نقطہ نظر کا فرق اس واقعہ سے ظاہر ہوتا ہے جسے خطیب بغدادی رحمۃ اللہ علیہ (متوفی ۴۶۳ھ) نے نقل کیا ہے کہ حضرت قتادہ رحمۃ اللہ علیہ جب کوفہ تشریف لائے تو غائب شخص کی بیوی اور اس کے مہر کے بارے میں امام ابو حنیفہ اور قتادہ رحمہما اللہ کے درمیان گفتگو ہوئی، امام قتادہ رحمۃ اللہ علیہ نے دریافت کیا کہ کوئی ایسا واقعہ پیش آیا ہے؟ امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ نے نفی میں جواب دیا، امام قتادہ رحمۃ اللہ علیہ نے کہا: جب یہ واقعہ پیش نہیں آیا تو اس کے بارے میں دریافت کرنے کی کیا ضرورت ہے؟ امام صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ ہم مسائل کے پیش آنے سے پہلے اس کی تیاری کرتے ہیں تاکہ مسائل جب پیش آجائیں تو ہم بآسانی اس سے عہدہ برآ ہوسکیں:

إِنَّا نَسْتَعِدُّ لِلْبَلَاءِ فَإِذَا مَا وَقَعَ عَرَفْنَا الدُّخُولَ فِيهِ وَالْخُرُوجَ مِنْهُ. ❷

ان تفصیلات سے یہ بات واضح ہو جاتی ہے کہ فقہ حنفی کی مقبولیت اور اس کے شیوع کی

❶ صحيح مسلم: كتاب الفتن وأشراط الساعة، باب ذكر الدجال وصفته، ج ۴ ص ۲۵۵۰، رقم الحديث: ۲۹۳۷

❷ تاريخ بغداد: ترجمة: النعمان بن ثابت، ج ۱۳ ص ۳۴۸

اصل وجہ اس کی یہی خصوصیات ہیں یعنی توازن و اعتدال، ضرورتِ انسانی کی رعایت، نصوص و مصالح کی باہم تطبیق، شریعت کی روح اور مقصد کی رعایت اور ظاہر پر جمود بے جا سے گریز، اقلیت کے ساتھ منصفانہ رویہ، شخصی آزادی کا احترام اور تقاضائے تمدن سے زیادہ مطابقت اور بالخصوص ایک ترقی یافتہ تمدن کا ساتھ دینے کی صلاحیت ایسی بات ہے جس نے بجا طور پر خطہ مشرق کو جو بمقابلہ دوسرے علاقوں کے زیادہ متمدن اور تہذیب آشنا تھا، فقہ حنفی پر فریفتہ کر دیا۔

## ۱۰.....مسلمانوں کی طرف گناہ کی نسبت سے احتراز

فقہ حنفی کی ایک اہم خصوصیت یہ بھی ہے کہ فعل مسلم کو حتی المقدور حرمت کی نسبت سے بچائے اور حلال جہت پر محمول کرنے کی کوشش کی جاتی ہے، امام کرخی رحمہ اللہ (متوفی ۳۴۰ھ) لکھتے ہیں:

إن أمور المؤمنين محمولة على السداد والصلاح حتى يظهر غيره، مثال من باع درهما وديناراً بدرهمين ودينارين جاز البيع وصرف الجنس إلى خلاف جنسه. ❶

مسلمانوں کے معاملات صلاح و درستگی پر محمول کیے جائیں گے، یہاں تک کہ اس کے برخلاف ظاہر ہو جائے، مثلاً کوئی شخص ایک درہم اور ایک دینار، دو درہم اور دو دینار کے بدلے فروخت کرے تو معاملہ جائز ہوگا، اور ایک درہم کو دو دینار اور ایک دینار کو دو درہم کے مقابل سمجھا جائے گا، یعنی خلاف جنس کی طرف نسبت کی جائے گی تاکہ معاملہ درست ہو جائے۔

اسی طرح ثبوت نسب کے معاملے میں حنفیہ نے ممکن حد تک احتیاط اور زنا کی طرف انتساب سے بچانے کی کوشش کی ہے، چنانچہ قاضی ابوزید دبوسی رحمہ اللہ (متوفی ۴۳۰ھ) لکھتے ہیں:

❶ أصول الكرخي: ص ۱۲۰

الأصل عندنا أن العبرة في ثبوت النسب صحة الفراش و كون الزوج من أهله لا بالتمكن بالوطي. ❶

ہمارے یہاں اصل یہ ہے کہ ثبوت نسب کیلئے (نکاح کے ذریعے) فراش کا صحیح ہونا اورشوہر کا اس کا اہل ہونا کافی ہے، فی الواقع وطی پر قادر ہونا ضروری نہیں ہے۔

اسی طرح نکاح سے ٹھیک چھ ماہ پر ولادت ہو تب بھی حنفیہ کے یہاں نسب ثابت ہو جائے گا۔ ❷

اسی طرح زوجین میں مشرق ومغرب کا فرق ہو اور بظاہر زوجین کی ملاقات ثابت نہ ہو اس کے باوجود نسب ثابت ہو جائے گا، تاکہ کسی مسلمان کی طرف فعل زنا کی نسبت نہ ہو، اور حتی الایمان اس کو اس قبیح نسبت سے بچایا جا سکے۔ (یہاں عادتاً لقاء کا انکار ہے نہ کہ کراماً)

اسی طرح کسی مسلمان پر کفر کا فتوی لگائے جانے اور دائرہ اسلام سے خارج کئے جانے میں امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کس درجہ محتاط تھے اس کا اندازہ اس واقعہ سے لگایئے، امام صاحب سے ایک ایسے شخص کے بارے میں پوچھا گیا جو کہتا تھا کہ مجھے جنت کی امید نہیں، جہنم کا اندیشہ نہیں، خدا سے ڈرتا نہیں ہوں، رکوع سجدہ کے بغیر نماز پڑھ لیتا ہوں، اور ایسی چیز کی شہادت دیتا ہوں جسے دیکھا تک نہیں، حق کو ناپسند کرتا ہوں اور فتنہ کو پسند کرتا ہوں، امام صاحب نے ان تمام باتوں کی توجیہ کرتے ہوئے فرمایا کہ وہ مسلمان ہے، فرمایا کہ جنت کے امیدوار نہ ہونے کا مطلب یہ ہے کہ خدا کی رضا کا امیدوار ہوں، اور جہنم سے نہ ڈرنے کا مطلب یہ ہے کہ صرف اللہ تعالیٰ سے ڈرتا ہوں، بغیر رکوع وسجدہ کی نماز سے مراد نماز جنازہ ہے، بن دیکھے گواہی سے مراد توحید کی گواہی ہے کہ ہم نے اللہ کو دیکھا نہیں ہے

❶ تأسيس النظر: ص ٥٩

❷ ردالمحتار على الدر المختار: كتاب الطلاق، فصل في ثبوت النسب، ج ٣ص ٥٤٠

لیکن اللہ کے وجود اور توحید کی گواہی دیتے ہیں، حق سے بغض رکھنے سے مراد موت کو ناپسند کرنا ہے، موت ایک حقیقت ہے لیکن اس کے باوجود کوئی موت کو پسند نہیں کرتا اور اس حق سے بغض رکھتا ہے، فتنہ سے محبت کے معنی اولاد سے محبت ہے کیونکہ اولاد کو اور مال کو قرآن میں فتنہ قرار دیا گیا ہے، لیکن اس کے باوجود عموماً ہر شخص کو مال اور اولاد سے محبت ہوتی ہے، چنانچہ استفسار کرنے والا کھڑا ہوا اور امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کی جبینِ فراست کو بوسہ دیا اور عرض کیا کہ آپ ظرف علم ہیں۔ ❶

اس واقعہ سے اندازہ لگائیں کہ امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ حتی الامکان کسی مسلمان کی طرف کفر کی نسبت نہیں کرتے اور ان کے کلام کا ایک درست محمل مراد لے کر ان کو کفر کی نسبت سے بچاتے ہیں، یاد رہے کہ اگر ایک شخص خود ضروریات دین میں سے کسی چیز کا انکار کردے یا قائل خود ہی کفر کا اعتراف کرے تو پھر کسی تاویل کی ضرورت باقی نہیں رہتی۔

## ۱۱.....حیلہ شرعی

حیلہ کے اصل معنی معاملات کی تدبیر میں مہارت کے ہیں، علامہ ابن نجیم رحمۃ اللہ علیہ (متوفی ۹۷۰ھ) فرماتے ہیں:

وَهِيَ الْحِذْقُ فِي تَدْبِيرِ الْأُمُورِ. ❷

شریعت کی اصطلاح میں حرمت و معصیت سے بچنے کے لئے ایسی خلاصی کی راہ اختیار کرنے کا نام ہے جس کی شریعت نے اجازت دی ہو۔ حیلہ کے تعلق سے احناف کے نقطہ نظر کا انصاف اور حقیقت پسندی کے ساتھ مطالعہ کیا جائے اور صرف حیلہ کی تعبیر پر توجہ مرکوز

❶ أخبار أبي حنيفة وأصحابه: ذكر المسائل المستحسنة، ص ۳۸/ الجواهر المضية في طبقات الحنفية، فصل في مقام علمه، ج ۲ ص ۴۷۵

❷ الأشباه والنظائر: الفن الخامس، الحيل ص ۳۵۰

نہ رکھی جائے تو معلوم ہوگا کہ یہ فن احناف کے ہاں کمالِ ذکاوت، امت کو حرام سے بچانے کی سعی اور شریعت کی حدود اربعہ میں رہتے ہوئے انسانیت کو حرج سے بچانے کے محمود جذبات کا عکاسی ہے۔

علامہ سرخسی رحمۃ اللہ علیہ (متوفی ۴۸۳ھ) لکھتے ہیں:

فَالْحَاصِلُ: أَنَّ مَا يَتَخَلَّصُ بِهِ الرَّجُلُ مِنَ الْحَرَامِ أَوْ يَتَوَصَّلُ بِهِ إِلَى الْحَلَالِ مِنَ الْحِيَلِ فَهُوَ حَسَنٌ، وَإِنَّمَا يُكْرَهُ ذَلِكَ أَنْ يَحْتَالَ فِي حَقِّ لِرَجُلٍ حَتَّى يُبْطِلَهُ أَوْ فِي بَاطِلٍ حَتَّى يُمَوِّهَهُ. (۱)

حاصل یہ ہے کہ وہ حیل جن کے ذریعے انسان حرام سے خلاصی یا حلال تک رسائی کا خواہاں ہوتو بہتر ہے، ہاں کسی کے حق کا ابطال یا باطل کی ملمع سازی مقصود ہوتو ناپسندیدہ ہے۔ غرض یہ ہے کہ یہ صورت درست نہیں ہے اور پہلے ذکر کی گئی صورت درست ہے، اس وضاحت کے بعد کسی صاحب انصاف کے لئے احناف کے نقطہ نظر سے انکار کی گنجائش باقی نہیں رہتی، اس کا اندازہ اس سے ہوتا ہے کہ ہمارے فقہاء کرام نے عام طور پر عبادات میں حیلے سے گریز کیا ہے، عبادات میں ان کی تعداد نہایت ہی محدود ہے۔

مثلاً کسی شخص کا انتقال ہوگیا اور اس نے اتنا مال بھی نہیں چھوڑا کہ اسکی تجہیز و تکفین ہوسکے، اور ورثہ میں بھی کوئی صاحب حیثیت بھی نہیں ہے، اب اگر کوئی اپنی زکوٰۃ کسی فقیر کو دے دے، اور وہ اپنی رضامندی کے ساتھ اس رقم کو میت کی تجہیز و تکفین میں خرچ کردے تو یہ درست ہے، اب زکوٰۃ اس لئے ادا ہوگئی کہ زکوٰۃ ایک مستحق کو دی گئی اور تملیک بھی ہوگئی۔

اسی طرح کسی علاقے میں تعمیر مسجد کی اشد ضرورت ہے، اور اہل محلّہ میں کوئی ایسے

(۱) المبسوط: کتاب الحیل، ج ۳۰ ص ۲۱۰

صاحب حیثیت نہیں ہیں جو اس مد میں تعاون کر سکیں ،تو اس صورت میں اگر کسی نے اپنی زکوٰۃ کسی مستحق شخص کو دی اور اس نے تملیک کے بعد اپنی خوشی سے اگر اس رقم کو تعمیر مسجد میں خرچ کرے تو یہ درست ہے،اسی طرح اور بھی کئی مثالیں ہیں۔ ❶

اندازہ کریں کہ ان صورتوں میں کہیں بھی تحریم حلال یا فرائض وواجبات سے پہلوتہی کا کوئی جذبہ نظر آتا ہے؟ خود امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ سے طلاق وغیرہ کے مسائل میں جو حیلے منقول ہیں، وہ ان کی حیرت انگیز اور تعجب خیز ذکاوت کا ثبوت ہیں۔

علامہ ابن قیم رحمۃ اللہ علیہ (متوفی ۷۵۱ھ) نے بھی ''المثال الخامس والثمانون من لطائف حيل أبي حنيفة ''میں امام صاحب کے اسی طرح کے ذکاوت کے حیلے نقل کر کے فرمایا:

وهذا من أحسن الحيل. ❷

علامہ ابن قیم رحمۃ اللہ علیہ جو حیلہ کے ناقدین میں سے ہیں،انہوں نے ''إعلام الموقعين'' میں حیلہ کی تین قسمیں بیان کیں ہیں،ایک وہ ہے جس کا مقصد ظلم کو قبل از وقت روکنا ہو، دوسرے یہ کہ جو ظلم ہو چکا ہو اس کو دفع کیا جائے ،تیسرے جس ظلم کو دفع کرنا ممکن نہ ہو اس کے مقابلے میں اس طرح عمل کیا جائے ،خود حضرت فرماتے ہیں کہ پہلی دونوں صورتیں جائز ہیں،اور تیسری صورت میں تفصیل ہے۔

خلاصہ یہ ہے کہ حیلہ کا مقصد اگر تحریم حلال ہو یا فرائض وواجبات کی ادائیگی سے پہلو تہی کرنا ہو تو یہ بالاتفاق ناجائز ہے۔

## حیلہ شرعی کا ثبوت قرآن وسنت اور آثار سے

جس حیلے کا مقصد حرام کو حلال کرنا نہ ہو، بلکہ حرام سے بچنا ہو اس کا ثبوت قرآن سے بھی

❶ الفتاوى الهندية: كتاب الحيل ،ج٦ ص ٣٩٢، ٣٩٣

❷ إعلام الموقعين، القسم الثالث من أنواع الحيل، ج٤ ص ١٣

ہے اور صحابہ کے آثار سے بھی۔

ایک خاص واقعہ کے ضمن میں (جس کی تفصیل تفسیر کی کتابوں میں مذکور ہے) حضرت ایوب علیہ السلام نے اپنی اطاعت گذار اور قناعت شعار بیوی کے بارے میں قسم کھائی تھی کہ وہ انہیں سو چھڑی ماریں گے، اللہ تعالیٰ نے انہیں یہ تدبیر بتائی کہ آپ تنکوں کا گٹھا ہاتھ میں لیں اور اس سے ایک مرتبہ مار دیں، تاکہ قسم بھی پوری ہو جائے اور اس نیک صالحہ کو ایذاء بھی نہ ہو، ظاہر ہے کہ یہ صورت حیلہ ہی کی تھی۔

علامہ جار اللہ زمخشری رحمۃ اللہ علیہ (متوفی ۵۳۸ھ) سورہ ص آیت نمبر ۴۴ کی تفسیر میں حضرت ایوب علیہ السلام کے واقعے کے تحت فرماتے ہیں: گویا اللہ تعالیٰ نے ایوب علیہ السلام کو قسم پوری کرنے کا حیلہ بتلایا کہ ﴿خُذْ بِيَدِکَ ضِغْثًا﴾ اپنے ہاتھ میں تنکوں کا ایک گٹھا لیں ﴿فَاضْرِبْ بِهٖ﴾ اور ایک دفعہ اپنی بیوی کو ماریں اور قسم میں جھوٹے نہ ہوں یعنی اس طرح اپنی قسم پوری کرلیں، علامہ زمخشری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ حیلہ کی یہ رخصت اب بھی باقی ہے:

وهذه الرخصة باقية.[1]

حضرت یوسف علیہ السلام کے دربار میں ایک عرصہ دراز کی فرقت کے بعد ان کے چھوٹے بھائی بنیامین اپنے سوتیلے بھائیوں کے ساتھ پہنچے، حضرت یوسف علیہ السلام اپنی شخصیت کو ان بھائیوں سے چھپانا بھی چاہتے تھے اور بنیامین کو روکنا بھی، لیکن اس روکنے کے لیے کوئی قانونی جواز بھی ہونا چاہیے تھا، چنانچہ انہوں نے بنیامین کے تھیلے میں پیمانہ شاہی رکھوا دیا اور قانون ملکی کے مطابق اعلان فرما دیا کہ جس کے پاس یہ پیمانہ پایا جائے گا اسے روکے رکھا جائے گا۔ اس حسن تدبیر کے متعلق قرآن مجید کا بیان ہے کہ یہ تدبیر اللہ ہی نے آپ کو بتلائی تھی: كَذٰلِكَ كِدْنَا لِيُوْسُفَ. (یوسف:۷۶) غور کیا جائے کہ اس ''کید'' سے بجز حیلہ کے اور کیا مراد ہے۔

[1] الکشاف: سورہ ص آیت نمبر:۴۴ کی تفسیر میں، ج ۴، ص ۹۸

قرآن مجید نے حضرت موسیٰ علیہ السلام اور حضرت خضر علیہ السلام کی رفاقت کا ایک خاص دلچسپ واقعہ نقل کیا ہے، اس میں یہ بات بھی آئی ہے کہ حضرت حضر علیہ السلام نے قانون تکوین کے تحت ایسے عمل کیے جو حضرت موسیٰ علیہ السلام کے لیے حیرت واستعجاب کا باعث ثابت ہوئے، اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم اس پرٹوکے بغیر نہ رہ سکے، یہاں تک کہ حضرت خضر علیہ السلام کو حضرت موسیٰ علیہ السلام سے عہد لینا پڑا کہ آئندہ وہ اس طرح ٹوکنے سے گریز کریں گے، حضرت موسیٰ علیہ السلام نے بظاہر عہد کرتے ہوئے ''ان شاء اللہ'' کا اضافہ کر دیا، ان شاء اللہ ایسا کلمہ ہے جو وعدہ کو بے اثر کر دیتا ہے، تاکہ اگر وہ آئندہ بھی اپنی بات پر قائم نہ رہ سکیں اور بے ساختہ سوال کر ہی بیٹھیں تو عہد خلافی کا ارتکاب نہ ہو، چنانچہ فرمایا: سَتَجِدُنِیْ اِنْ شَاءَ اللّٰهُ صَابِرًا۔ ❶

حدیث میں وارد ہے کہ ایک شخص نے دو صاع معمولی کھجور کے بدلے ایک صاع عمدہ کھجور خریدی، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو سود (ربا) قرار دیا، اور فرمایا کہ تم نے دو صاع اس کھجور سے کوئی اور سامان خرید لیا ہوتا اور اس سامان کے عوض یہ ایک صاع کھجور خرید کر لیتے تو یہ معاملہ جائز ہو جاتا۔ ❷

گویا آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے سود سے بچنے کے لئے اس معاملہ کی ایک تدبیر بتائی۔ ❸

علامہ سرخسی رحمۃ اللہ علیہ (متوفی ۴۸۳ھ) نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے نقل کیا ہے کہ ایک شخص آپ کی خدمت میں آیا اور عرض کیا کہ اس نے بیوی کو مشروط طور پر تین طلاقیں دے دیں ہیں کہ اگر اس (شوہر) نے اپنے بھائی سے گفتگو کی تو اس کی بیوی پر تین طلاق، حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ بیوی کو ایک طلاق دے دو، عدت گزر جانے دو، اس کے بعد اپنے بھائی سے گفتگو کر

❶ المبسوط للسرخسي: كتاب الحيل، ج ۳۰ ص ۲۰۹

❷ صحيح مسلم: باب بيع الطعام مثلا بمثل، ج ۳ ص ۱۲۱۷، رقم الحديث: ۱۵۹۴

❸ الأشباه والنظائر: الفن الخامس: الحيل، ص ۳۵۰

لو، پھر دوبارہ اس مطلقہ عورت سے نکاح کرلو، اس طرح بیوی پر تین طلاق واقع ہوئے بغیر بھائی سے گفتگو ہو جائے گی۔ ❶

اس طرح حقیقت یہ ہے کہ اگر کسی کے ساتھ حق تلفی اور زیادتی کے بغیر حیلہ شرعی اختیار کیا جائے تو اس میں کوئی حرج نہیں، چنانچہ بعض فقہاء نے اپنی کتابوں میں ایسے مسائل کو کتاب الحیل یا کتاب المخارج کے عنوان سے جمع کیا ہے، اس سلسلہ میں بعض لوگوں نے فقہاء حنفیہ کو ہدف ملامت بھی بنایا ہے، اس طعن و تشنیع کا سبب یا تو غلط فہمی ہے، چوں کہ ائمہ احناف سے اس زمانے کے فرق باطلہ معتزلہ اور روافض وغیرہ کو کدورت تھی اور وہ ان کو بدنام کرنے کے لیے اپنی طرف سے بعض تحریریں لکھ کر انہیں اس حضرات ائمہ کی طرف منسوب کر دیتے تھے تاکہ لوگ ان سے بدگمان ہوں، غالباً اسی طرح کی ایک تحریر وہ ہے جسے بعض لوگوں نے کتاب الحیل کے نام سے امام محمد رحمۃ اللہ علیہ کی طرف منسوب کیا ہے، چنانچہ امام سرخسی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

اختلف الناس في كتاب الحيل أنه من تصنيف محمد أم لا، كان أبو سليمان الجوزجاني ينكر ذالك ويقول من قال ان محمدا صنف كتابا سماه الحيل فلا تصدقه وما في أيدي الناس فانما جمعه وراقوا بغداد وقال: إن الجهال ينسبون علمائنا رحمهم الله إلى ذلك على سبيل التغيير فكيف يظن بمحمد رحمه الله انه سمى شيئا من تصانيفه بهذا الاسم ليكون ذلك عونًا للجهال على ما يتقولون. ❷

کتاب الحیل کے سلسلہ میں لوگوں کا اختلاف ہے کہ یہ امام محمد کی تصنیف ہے یا نہیں؟

❶ المبسوط للسرخسي: كتاب الحيل، ج ۳۰ ص ۲۰۹

❷ المبسوط: كتاب الحيل، ج ۳۰ ص ۲۰۹

ابوسلیمان جوز جانی اس کا انکار کرتے تھے اور کہتے تھے کہ جو شخص یہ کہے کہ امام محمد نے حیل کے نام سے کتاب تصنیف کی ہے تو تم اس کی تصدیق نہ کرو، اور لوگوں کے ہاتھ میں اس نام سے جو کتاب ہے اسے دراصل بغداد کے کاتبوں نے جمع کیا ہے، علامہ جوز جانی نے کہا کہ جاہل لوگ عار دینے کی غرض سے ہمارے علماء کی نسبت اس کی طرف کرتے ہیں، تو امام محمد کے بارے میں کیسے گمان کیا جا سکتا ہے کہ انہوں نے کوئی کتاب اس نام سے لکھی ہوگی، تاکہ جاہلوں کے لیے ان کی من گھڑت بات میں معاون ہو جائے۔

ایسا لگتا ہے کہ اسی غیر مستند اور الحاقی تحریف کی وجہ سے بعض اہل علم کو غلط فہمی پیدا ہوئی، اور انہوں نے احناف کو طعن وتنقید کا ہدف بنایا، یا پھر کوتاہ نظری کی وجہ سے فقہ حنفی کے اسباب پر ظاہریت پسند علماء نے ہدف ملامت بنایا، فقہاء نے حیل اور مخارج کے تحت جو مسائل ذکر کیے ہیں اگر بنظر غائر ان کا مطالعہ کیا جائے تو صاف معلوم ہوتا ہے کہ یہ حرام کو حلال کرنے کی کوشش نہیں ہے، بلکہ شریعت کے دائرہ میں رہتے ہوئے حرام سے بچنے اور سہولت پیدا کرنے کی ایک کوشش ہے، ہاں ممکن ہے کہ متاخرین سے بعض حیلوں کی تعبیر میں لغزش ہوئی ہو جس کی وجہ سے بظاہر وہ بات شریعت کے مزاج کے خلاف محسوس ہوتی ہے، حالانکہ مجتہدین کا اصل مقصد کچھ اور ہو۔

مثال کے طور پر علامہ ابن نجیم مصری رحمہ اللہ (متوفی ۹۷۰ھ) بلند پایہ فقہاء میں سے ہیں، انہوں نے اپنی کتاب ''الأشباہ والنظائر'' میں پانچواں فن حیل کا رکھا ہے، اس میں اسلام کے رکن اعظم نماز کی بابت صرف ایک حیلہ ذکر کرتے ہیں کہ ایک شخص ظہر کی چہارگانہ فرض ادا کر رہا ہے کہ مسجد میں جماعت کھڑی ہوتی ہے، اب سوال یہ ہے کہ فرض ایک سے زیادہ دفعہ بلا کسی نقص کے ادا نہیں کی جا سکتی اور اس نماز کو یوں ہی پوری کر لے تو جماعت سے محروم ہو جاتا ہے، ان حالات میں اسے کیا کرنا چاہیے؟ اس کا حیلہ بتایا گیا کہ چوتھی

رکعت کے اخیر میں بیٹھے بغیر اٹھ کھڑا ہوتا کہ یہ نفل ہو جائے اور اب امام کے ساتھ شریک نماز ہو کر جماعت کے ثواب سے محروم بھی نہ رہے۔ (1)

اسی انداز کے حیلے ہیں جو عبادات کے سلسلے میں ذکر کیے گئے ہیں۔

عبادات میں ایک حیلہ ایسا ضرور ہے جو درست نہیں اور وہ ہے سال گزرنے سے پہلے اموالِ زکاۃ کی ملکیت میں نام نہاد تبدیلی تاکہ زکاۃ سے بچا جا سکے، لیکن امام محمد رحمۃ اللہ علیہ نے اس حیلہ پر نکیر کی ہے اور اسے مکروہ قرار دیا ہے، اور علمائے احناف نے انہی کی رائے پر فتویٰ دیا ہے۔ قاضی ابو یوسف رحمۃ اللہ علیہ کی طرف اس حیلہ کی نسبت کی گئی ہے، لیکن ظاہر روایت میں امام ابو یوسف رحمۃ اللہ علیہ کی طرف کہیں اس رائے کی نسبت نہیں کی گئی ہے، اور امام موصوف کے ورع واحتیاط سے یوں بھی یہ بات بعید محسوس ہوتی ہے، اس لیے نوادر کی اس روایت کو مشکوک قرار دینے میں یقیناً ہم حق بجانب ہی قرار دیئے جائیں گے۔ زکاۃ کے باب میں حنفیہ کے یہاں فقراء کے نفع کی جہت کو جس طرح ہر جگہ مقدم رکھا ہے وہ اہل علم کے لیے محتاج اظہار نہیں، اس کے باوجود ان کی طرف اس طرح کے مسائل کی نسبت کو آخر کس منطق کے تحت صحیح باور کیا جا سکتا ہے۔

علامہ محمود آلوسی رحمۃ اللہ علیہ (متوفی ۱۲۷۰ھ) فرماتے ہیں کہ بہت سارے لوگوں نے اس آیت سے حیلہ کے جواز پر استدلال کیا اور حیلہ کی صحت کے لئے اس آیت کو اصل قرار دیا ہے، میرے نزدیک ہر وہ حیلہ جو حکمت شرعیہ کو باطل کرے اسے قبول نہیں کیا جائے گا، جیسے زکوٰۃ اور استبراء ساقط کرنے کا حیلہ، یہ اس مسئلے میں اعتدال کا راستہ ہے، بعض علماء نے حیلہ کو مطلقاً جائز قرار دیا ہے، اور بعض نے مطلقاً ناجائز قرار دیا ہے:

و کثیر من الناس استدل بها علی جواز الحیل و جعلها أصلا لصحتها،

(1) الأشباه و النظائر: کتاب الحیل، ص ۳۵۰

وعندي أن كل حيلة أوجبت إبطال حكمة شرعية لا تقبل كحيلة سقوط الزكاة وحيلة سقوط الاستبراء وهذا كالتوسط في المسألة فإن من العلماء من يجوز الجيلة مطلقا ومنهم من لا يجوزها مطلقا۔ ❶

معلوم ہوا کہ علامہ آلوسی رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک بھی ہر وہ حیلہ جس کے ذریعے سے شرعی حکم کو باطل کیا جائے اسے قبول نہیں کیا جائے گا، اس کے علاوہ جو حیلے ہیں وہ درست ہیں انہیں قبول کیا جائے گا، اور یہی اعتدال کا راستہ ہے، نہ مطلقاً ہر قسم کے حیلے کو جائز قرار دیا جائے گا اور نہ مطلقاً عدم جواز کا حکم لگایا ہے بلکہ درمیان کا راستہ جو اعتدال کا اسے اختیار کیا جائے گا۔

ہمارے علماء کا مذہب یہ ہے کہ ہر وہ حیلہ جس کے ذریعے سے آدمی غیر کے حق کو باطل کرے یا اس میں کوئی شبہ داخل کرے یا باطل کی ملمع سازی کے لئے ہو تو یہ مکروہ ہے، ہر وہ حیلہ کہ جس کے ذریعے سے آدمی حرام سے چھٹکارا پائے یا اس کے ذریعے کسی حلال تک پہنچے تو یہ حیلہ بہتر اور پسندیدہ ہے:

أَنَّ كُلَّ حِيلَةٍ يَحْتَالُ بِهَا الرَّجُلُ لِإِبْطَالِ حَقِّ الْغَيْرِ أَوْ لِإِدْخَالِ شُبْهَةٍ فِيهِ أَوْ لِتَمْوِيهِ بَاطِلٍ فَهِيَ مَكْرُوهَةٌ وَكُلُّ حِيلَةٍ يَحْتَالُ بِهَا الرَّجُلُ لِيَتَخَلَّصَ بِهَا عَنْ حَرَامٍ أَوْ لِيَتَوَصَّلَ بِهَا إِلَى حَلَالٍ فَهِيَ حَسَنَةٌ۔ ❷

## حیلے کے ناقد علامہ ابن قیم رحمۃ اللہ علیہ کی تنقیدات پر ایک نظر

علامہ ابن قیم رحمۃ اللہ علیہ حیلہ کے شدید ناقدین میں سے ہیں، بلکہ اس گروہ کے سرخیل ہیں، لیکن حیل کے موضوع پر ان کی مبسوط تحریر کا مطالعہ کرنے سے جس بات کا اندازہ ہوتا ہے وہ یہ ہے کہ جس نوع کے حیل کو غلط ثابت کرنے کے لیے انہوں نے اپنی پوری قوت صرف کی ہے

❶ روح المعانی: سورہ ص آیت نمبر ۴۴ کے تحت، ج ۲۴ ص ۲۷۷

❷ الفتاوی الهندية: كتاب الحيل، ج ٦ ص ۳۹۰

وہ یہ ہے کہ پہلے ہی سے فقہاء ان کی کراہت وممانعت پر متفق ہیں، اختلاف زیادہ سے زیادہ بعض جزئیات کے انطباق میں ہوسکتا ہے کہ وہ اصولی طور پر حیلے کی کسی نوع میں داخل ہے۔

علامہ ابن قیم رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک بنیادی طور پر حیلہ کی تین قسمیں ہیں، اول وہ جس کا مقصد کسی حرام کا ارتکاب ہو، لیکن بظاہر اس پر شریعت کا غلاف چڑھا دیا گیا ہو اور اس کو ایسی شکل دے دی گئی ہو کہ گویا وہ مطابق شریعت ہے، مثلاً عورت فسخ نکاح کے لیے جھوٹا دعویٰ کرے کہ وہ نکاح کے وقت بالغہ تھی، لیکن اس نے اجازت حاصل نہ کی گئی، یا فروخت کنندہ جھوٹا عذر کرے کہ فروخت کرتے وقت وہ چیز اس کی ملکیت میں نہ تھی اور اصل مالک نے اس کی اجازت بھی نہ دی، اس لیے یہ معاملہ خرید وفروخت منسوخ کردیا جائے وغیرہ، علامہ ابن قیم رحمۃ اللہ علیہ اس کو بدترین گناہ اور دین کے ساتھ تلاعب قرار دیتے ہیں۔

دوسری صورت یہ ہے کہ حیلہ خود بھی مشروع ہو اور جس مقصد کے لیے اس کا استعمال ہو رہا ہو وہ بھی مشروع ہو، نیز بظاہر شریعت میں اس حیلے کو اسی مقصد کا ذریعہ بنایا گیا ہو، جیسے کسب حلال وغیرہ کی تدبیریں، علامہ ابن قیم رحمۃ اللہ علیہ کا خیال ہے کہ یہ ہے تو حلال لیکن فقہاء کے ہاں حیلے کی جو تعریف ہے یہ حیلے اس زمرہ میں نہیں آتے۔

تیسری صورت یہ ہے کہ حیلہ کے طور پر جو عمل کیا گیا ہے وہ بھی مشروع ہو، حیلہ کا مقصد حق کا حاصل کرنا، یا بطریق مباح ظلم کا دفع کرنا ہو، لیکن جس جائز عمل کو اس جائز مقصد کے لیے ذریعہ ووسیلہ بنایا گیا ہے، شریعت میں بظاہر وہ اس مقصد کے لیے وسیلہ نہیں بنایا گیا ہے، یا اگر بنایا گیا ہے تو یہ جہت اس درجہ دقیق ہے کہ عام لوگوں کی نگاہ نارسا کی رسائی سے باہر ہے، علامہ ابن قیم رحمۃ اللہ علیہ اس کو بھی جائز قرار دیتے ہیں۔

جہاں تک میرا حقیر مطالعہ ہے، حنفیہ کے یہاں جن حیلوں کا ذکر ہے اور ان پر فتویٰ ہے وہ اسی دوسری اور تیسری قسم کا ہے، نہ کہ پہلی قسم کا کہ اس کی حرمت کا تذکرہ اوپر کیا جاچکا ہے،

احناف کے ہاں بھی یہ ناجائز اور حرام ہے۔

امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ کی طرف یہ بات منسوب ہے کہ آپ آزاد آدمی پر حجر کی اجازت دینے میں بڑے محتاط تھے، اور تین لوگوں کے منجملہ "فقیہ ماجن" (آزادمزاج مفتی) کو حجر کا صحیح محمل قرار دیتے تھے "لا یجزی الحجر إلا علی ثلاثة: الجاهل والمكاري والمفلس"

احناف نے فقیہ ماجن یعنی آوارہ خیال مفتی پر پابندی عائد کرنے کی جو وجہ لکھی ہے وہ یہ ہے کہ یہ مسلمانوں کے دین میں بگاڑ پیدا کرتے ہیں، علامہ کاسانی رحمہ اللہ کے الفاظ میں: لأن المفتي الماجن يفسد أديان المسلمين. اس سے ظاہر ہے کہ حنفیہ کے نزدیک ایسی باتیں جو دین میں بگاڑ پیدا کرنے اور اسے کھلونا بنا لینے کا سبب بنے کس قدر نا قابل قبول ہیں، اس لیے یہ بات کیوں کر سوچی جا سکتی ہے کہ وہ ایسے حیلوں کی رہنمائی کریں جن کا مقصود حرام کو حلال کرنا یا کسی شخص پر ظلم اور اسے حق سے محروم کرنا ہو۔ [1]

## تالیفات امام اعظم ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ

امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ کی تصانیف سے مراد وہ املائی تصانیف ہیں جن کو ان کے لائق اور قابل قدر تلامذہ مثلاً امام ابو یوسف رحمہ اللہ، امام محمد رحمہ اللہ وغیرہ نے امام صاحب کی تعلیم اور تدریس کے وقت قید تحریر میں لائے تھے، جب کسی مسئلے پر اچھی طرح غور وخوض ہو جاتا تو آپ فرماتے کہ "أثبتوها" اب اس مسئلہ کو لکھ لو اور بجائے سینہ کے سفینہ میں محفوظ کر لو، اسی طرح آپ سے عقائد اور فقہ کے متعلق سوالات کئے جاتے آپ جو جواب ارشاد فرماتے تو تلامذہ اسے اپنے پاس محفوظ کر لیتے اسی طرح اسی فن پر ایک دستاویز تیار ہو جاتی، اہل علم میں تصنیف کے دو ہی طریقے شروع سے اب تک رائج رہے ہیں یا تو مصنف خود کوئی کتاب

[1] قاموس الفقہ: ج ٣ ص ٣١٠ تا ٣١٤

تصنیف کرے یا املاء کروائے ،اور تلامذہ اسے نوٹ کریں،آج کل بھی درس کے دوران طلبہ اگر استاذ کے افادات نقل کریں تو استاذ ہی کی طرف نسبت کرتے ہوئے وہ کتاب اہل علم کے دوران متداول ہوتی ہے۔

شیخ الاسلام علامہ ابن دقیق العید رحمۃ اللہ علیہ (متوفی ۷۰۲ھ) کی شہرۂ آفاق کتاب ''إحکام الأحکام شرح عمدۃ الأحکام'' آپ کی تصنیف نہیں ہے بلکہ آپ املاء کرواتے اور آپ کے لائق وفائق شاگرد اسے لکھتے تھے۔ ❶

اسی طرح علامہ سرخسی رحمۃ اللہ علیہ (متوفی ۴۸۳ھ) کی مشہور ومعروف کتاب ''المبسوط'' جو تیس ضخیم جلدوں میں یہ کتاب آپ نے کنویں کے اندر سے املاء کروائیں اور آپ کے تلامذہ منڈیر پر بیٹھے اسے لکھا کرتے تھے، چنانچہ علامہ سرخسی رحمۃ اللہ علیہ کتاب کے مقدمے میں فرماتے ہیں:

فَرَأَيْتُ الصَّوَابَ فِي تَأْلِيفِ شَرْحِ الْمُخْتَصَرِ لَا أَزِيدُ عَلَى الْمَعْنَى الْمُؤَثِّرِ فِي بَيَانِ كُلِّ مَسْأَلَةٍ اكْتِفَاءً بِمَا هُوَ الْمُعْتَمَدُ فِي كُلِّ بَابٍ، وَقَدْ انْضَمَّ إِلَى ذَلِكَ سُؤَالُ بَعْضِ الْخَوَاصِّ مِنْ زَمَنِ حَبْسِي، حِينَ سَاعَدُونِي لِأُنْسِي، أَنْ أُمْلِيَ عَلَيْهِمْ ذَلِكَ فَأَجَبْتُهُمْ إِلَيْهِ. ❷

میں نے یہ مناسب سمجھا کہ مختصر (حاکم) کی ایک شرح لکھوں ،جس میں ہر مسئلے کے بارے میں راجح بات پر کوئی اضافہ نہ کروں اور ہر باب میں صرف وہ حکم بیان کروں، جو قابل اعتماد ہو،اس پر مزید اضافہ یہ ہوا کہ میرے ساتھیوں میں سے کچھ خاص لوگوں نے میری قید کے زمانے میں مجھ سے اس کی فرمائش بھی کی، اور میری انسیت کی خاطر میری یہ مدد کی کہ میں انہیں یہ شرح املاء کرواؤں، چنانچہ میں نے ان کی فرمائش کو قبول کیا۔

❶ طبقات الشافعية الكبرى :ترجمه:محمد بن علي بن وهب بن مطيع، ج ۹ ص ۲۱۲

❷ المبسوط للسرخسي: خطبة الكتاب، ج ۱ ص ۴

چنانچہ جن شاگردوں نے شرح لکھنی شروع کی، ان کا یہ جملہ کتاب کے بالکل شروع میں موجود ہے کہ امام اجل شمس الائمہ سرخسی رحمۃ اللہ علیہ نے اوزجند میں قید ہونے کی حالت میں ہمیں املاء کرواتے ہوئے فرمایا:

قَالَ الشَّيْخُ الْإِمَامُ الْأَجَلُّ الزَّاهِدُ شَمْسُ الْأَئِمَّةِ أَبُو بَكْرٍ مُحَمَّدُ بْنُ أَبِي سَهْلٍ السَّرَخْسِيُّ رَحِمَهُ اللّٰهُ وَنَوَّرَ ضَرِيحَهُ وَهُوَ فِي الْحَبْسِ بِأُوزَجَنْدَ إِمْلَاءً.

اسی طرح کی سینکڑوں کتابیں اس وقت موجود ہیں جو املاء کروائی گئی اور بعد میں انہیں کی طرف نسبت کرتے ہوئے ان کتابوں کی شہرت ہوئی، اسطرح کی کتابوں کے متعلق اگر دیکھنا ہو تو ان کتابوں کی طرف مراجعت فرمائیں:

الفهرست لابن النديم، كشف الظنون عن أسامي الكتب والفنون، معجم الكتب، صلة الخلف بموصول السلف، إيضاح المكنون، هدية العارفين، الرسالة المستطرفة، وغير ذالک.

بعض لوگوں نے بوجہ عدم تحقیق یہ دعویٰ کر دیا کہ امام صاحب کی کوئی تصنیف نہیں ہے، حالانکہ یہ دعویٰ حقائق کے سراسر منافی اور محض غلط فہمی پر مبنی ہے کیونکہ متعدد جلیل المرتبت ائمہ نے "كتب أبي حنيفة" کہہ کر آپ کی تصانیف کا تذکرہ کیا ہے، ان میں سے چند ایک کی تصریحات ان شاء اللہ آگے آئیں گی۔

خلاصہ یہ ہے کہ امام صاحب کی تصانیف سے مراد وہ املائی تصانیف ہیں جو آپ کے سامنے آپ کے حکم سے آپ کے قابل فخر تلامذہ قید تحریر میں لاتے تھے، چنانچہ خطیب بغدادی رحمۃ اللہ علیہ (متوفی ۴۶۳ھ) اپنی سند کے ساتھ اسحاق بن ابراہیم رحمۃ اللہ علیہ سے روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے فرمایا:

كان أصحاب أبي حنيفة الذين يذاكرونه، أبو يوسف وزفر وداود الطائي

وأسد بن عمرو وعافية الأودى والقاسم بن معن وعلي بن مسهر ومندل وحبان ابنا علی، وكانوا يخوضون في المسألة، فإن لم يحضر عافية قَالَ أَبُو حنيفة: لا ترفعوا المسألة حتى يحضر عافية، فإذا حضر عافية فإن وافقهم قَالَ أَبُو حنيفة أثبتوها، وإن لم يوافقهم قَالَ أَبُو حنيفة: لا تثبتوها۔ ❶

اصحاب ابی حنیفہ جوان کے ساتھ مسائل میں مذاکرہ کیا کرتے تھے یہ تھے امام ابو یوسف، زفر داؤد طائی، اسد بن عمرو، عافیہ الاودی، قاسم بن معن، علی بن مسہر، مندل بن علی، حبان بن علی، اور جب وہ کسی مسئلے میں بحث وتمحیص شروع کرتے تو اگر عافیہ ان میں شریک نہ ہوتے تو امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے کہ اس مسئلہ میں بحث عافیہ کے آنے تک ختم نہ کرو، جب عافیہ آجائے اور ان کی رائے سے وہ متفق ہوجاتے تو امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے اب اس مسئلہ کو لکھ لو، اور اگر عافیہ اتفاق نہ کرتے تو امام صاحب فرماتے یہ مسئلہ مت لکھو۔

امام صدر الائمہ موفق مکی رحمۃ اللہ علیہ (متوفی ۵۶۸ھ) فرماتے ہیں:

فوضع أبو حنيفة رحمه الله مذهبه شورى بينهم لم يستبد فيه بنفسه دونهم اجتهاد منه في الدين ومبالغة في النصيحة لله ورسوله والمؤمنين فكان يلقى مسئله مسئلة ويسمع ماعندهم ويقول ماعنده ويناظرهم شهرا أو أكثر من ذالک حتى يستقر أحد الأقوال فيها ثم يثبتها أبو يوسف في الأصول حتى أثبت الأصول كلها۔ ❷

امام ابوحنیفہ نے اپنا مذہب ان میں بطور شوری رکھا تھا، اور اپنے اصحاب کے بغیر محض اپنی رائے پر وہ مصر نہ رہتے تھے، اور یہ سب کچھ انہوں نے دین میں احتیاط اور اللہ تعالیٰ اور

❶ تاريخ بغداد: ترجمة، عافية بن يزيد بن قيس بن عافية، ج۱۲ ص ۳۰۴

❷ مناقب أبي حنيفة، ج۲ ص ۱۳۳

اس کے رسول برحق اور مسلمانوں کے حق میں خیر خواہی کے جذبہ کے تحت کیا ہے، چنانچہ وہ ان کے سامنے ایک ایک مسئلہ پیش کرتے، ان کی رائے سنتے اور اپنا نظریہ بیان فرماتے، اور ایک ایک مہینہ بلکہ ضرورت پڑتی تو اس سے بھی زیادہ عرصہ تک اس مسئلہ میں مناظرہ اور مباحثہ کرتے رہتے حتی کہ جب کسی ایک قول پر سب کی رائے جم جاتی تو اس کے بعد امام ابویوسف رحمہ اللہ اس کو اصول میں درج کردیتے یہاں تک کہ سب اصول انہوں نے منضبط کردیئے۔

## تالیفات امام اعظم کے متعلق اٹھارہ (۱۸) اکابر اہل علم کی تصریحات

۱..... شیخ الاسلام علامہ ابن عبدالبر مالکی رحمہ اللہ (متوفی ۴۶۳ھ) نے بالسند نقل کیا ہے کہ امام اعمش رحمہ اللہ (متوفی ۱۴۸ھ) جو جلیل القدر محدث اور امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ کے مشائخ حدیث میں شمار ہوتے ہیں، ایک دفعہ فریضہ حج ادا کرنے کے لئے جارہے تھے، جب مقام ''خیرہ'' پر پہنچے تو اپنے شاگرد علی بن مسہر رحمہ اللہ (متوفی ۲۰۹ھ) سے فرمایا:

اذْهَبْ إِلَى أَبِي حَنِيفَةَ حَتَّى يَكْتُبَ لَنَا الْمَنَاسِكَ.❶

امام ابوحنیفہ کے پاس جاؤ اور ان سے کہو کہ وہ ہمارے لئے حج کے مسائل پر کتاب لکھیں۔

۲..... امیر المؤمنین فی الحدیث عبداللہ بن مبارک رحمہ اللہ (متوفی ۱۸۱ھ) فرماتے ہیں کہ میں نے امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ کی کتابوں کو کئی مرتبہ لکھا:

كتبت كتب أبي حنيفة غير مرة.❷

۳..... امیر المؤمنین فی الحدیث عبداللہ بن مبارک رحمہ اللہ (متوفی ۱۸۱ھ) فرماتے ہیں کہ میں شام گیا تو امام اوزاعی رحمہ اللہ (متوفی ۱۵۷ھ) سے میری ملاقات ہوئی، تو انہوں نے دورانِ ملاقات مجھ سے پوچھا اے خراسانی یہ کوفہ میں ابوحنیفہ رحمہ اللہ بدعتی کون پیدا ہوا

❶ الانتقاء: ترجمة: نعمان بن ثابت، الأعمش ص ۱۲۶

❷ أخبار أبي حنيفة وأصحابه: أخبار عبد الله بن المبارك، ص ۱۴۱

ہے؟ عبداللہ بن مبارک فرماتے ہیں کہ میں نے ان کو کوئی جواب دیئے بغیر اپنے گھر آ گیا:

فأقبلت على كتب أبي حنيفة، فأخرجت منها مسائل من جياد المسائل، وبقيت في ذلك ثلاثة أيام، فجئت يوم الثالث، وهو مؤذن مسجدهم وإمامهم، والكتاب في يدي، فقال: أي شيئ هذا الكتاب؟ فناولته فنظر في مسألة منها وقعت عليها قال النعمان: فما زال قائما بعد ما أذن حتى قرأ صدرا من الكتاب. ثم وضع الكتاب في كمه، ثم أقام وصلى، ثم أخرج الكتاب حتى أتى عليها. فقال لي: يا خراساني من النعمان بن ثابت هذا؟ قلت: شيخ لقيته بالعراق. فقال: هذا نبيل من المشايخ، اذهب فاستكثر منه. قلت: هذا أبو حنيفة الذى نهيت عنه. (1)

اور تین دن امام ابوحنیفہ کی کتابیں دیکھتا رہا اور ان سے اچھے اچھے مسائل نکال کر جمع کر لئے، اور تیسرے دن امام اوزاعی کی مسجد میں جہاں وہ موذن اور امام تھے ان سے ملنے چلا گیا، انہوں نے جب میرے ہاتھ میں کتاب دیکھی تو فرمانے لگے یہ کتاب کونسی ہے؟ میں نے وہ کتاب ان کو پکڑا دی انہوں نے اس کو پڑھنا شروع کیا، دوران مطالعہ ان کی نظر ایک مسئلہ پر پڑی جس پر میں نے لکھا ہوا تھا: قال النعمان: وہ اذان کے بعد کھڑے کھڑے ہی اس کتاب کو پڑھتے رہے، یہاں تک کہ اس کا ابتدائی حصہ پڑھ لیا، پھر کتاب اپنی آستین میں رکھ لی اور نماز پڑھائی، نماز سے فارغ ہو کر کتاب کا بقیہ حصہ پڑھنا شروع کیا، یہاں تک کہ پوری کتاب پڑھ لی، پھر مجھ سے فرمایا: اے خراسانی! یہ نعمان بن ثابت کون شخص ہے؟ میں نے جواب دیا یہ ایک شیخ ہیں جن سے میں عراق میں ملا تھا، تو فرمانے لگے یہ شخص تو کوئی بڑا معزز شیخ معلوم ہوتا ہے، تم جاؤ اور ان سے زیادہ سے زیادہ علم حاصل کرو، اس پر میں نے کہا یہ وہی ابوحنیفہ ہیں جن سے آپ نے مجھے منع فرمایا تھا۔

(1) تاریخ بغداد: ترجمة: النعمان بن ثابت، ج ۱۳ ص ۳۳۸

اس کے بعد حج کے موقع پر امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ اور امام اوزاعی رحمہ اللہ کی مکہ مکرمہ میں ملاقات ہوئی اور پھر ان کے آپس میں متعدد اجتماعات ہوئے، میں نے دیکھا کہ امام اوزاعی رحمہ اللہ امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ سے ان مسائل میں بحث کر رہے تھے جو میری تحریر میں انہوں نے پڑھے تھے، اور امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ میری تحریر سے بھی اچھی طرح ان مسائل کی وضاحت کر رہے تھے، جب دونوں جدا ہوئے تو اس کے بعد میں امام اوزاعی رحمہ اللہ سے ملا تو انہوں نے مجھ سے فرمایا:

غبطت الرجل بكثر علمه ووفور عقله واستغفر اللّٰه لقد كنت في غلط ظاهر ،الزم الرجل فانه يخالف مابلغني عنه. ❶

مجھے امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ پر ان کی کثرت علم اور وفور عقل پر رشک آیا ہے، میں اللہ تعالیٰ سے مغفرت طلب کرتا ہوں کہ میں کھلی غلطی میں تھا، تم ان کو لازم پکڑو، مجھے ان کے بارے میں جو خبر ملی تھی وہ اصل حقیقت کے بالکل خلاف تھی۔

۴.....امام عبداللہ بن غانم افریقی مالکی رحمہ اللہ (متوفی ۱۹۰ھ) ان کے علمی مقام و مرتبہ کا اظہار قاضی عیاض مالکی رحمہ اللہ (متوفی ۵۴۴ھ) ان الفاظ میں کرتے ہیں:

كان من أهل العلم والدين والفضل والورع والتواضع والفصاحة والجزالة.

امام معمر رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ امام ابن غانم رحمہ اللہ ہر جمعہ کے دن ہمیں امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ کی کتابیں پڑھ کر سناتے تھے:

كان ابن غانم يقرئنا كتب أبي حنيفة في الجمعة يوماً. ❷

۵.....امام شافعی رحمہ اللہ (متوفی ۲۰۴ھ) فرماتے ہیں:

❶ عقود الجمان: الباب العاشر، ص ۱۹۲

❷ ترتيب المدارك: ترجمة: عبداللّٰه بن غانم، ج ۳ ص ۶۷

من لم ينظر فِي كتب أبِي حنيفَة لم يتبحر فِي الفِقْه. ❶

جو شخص امام ابوحنیفہ کی کتابیں نہیں دیکھے گا اس کو فقہ میں تبحر حاصل نہیں ہوگا۔

۶.....حافظ الحدیث امام یزید بن ہارون رحمۃ اللہ علیہ (متوفی ۲۰۶ھ) سے ان کے شاگرد مستملی نے پوچھا کہ آپ امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ اور ان کی کتابوں کو دیکھنے کے بارے میں کیا کہتے ہیں؟ تو انہوں نے فرمایا:

انظروا فيها إن كنتم تريدون أن تفقهوا فإني ما رأيت أحدا من الفقهاء يكره النظر في قوله، ولقد احتال الثورى في كتاب الرهن حتى نسخه. ❷

اگر تم لوگ فقیہ بننا چاہتے ہو تو پھر امام ابوحنیفہ کی کتب کو اپنے مدنظر رکھو، اس لئے کہ میں نے فقہاء میں سے کسی کو نہیں دیکھا جو ان کے قول کو دیکھنا ناپسند کرتا ہو، امام سفیان ثوری نے تو حیلے سے ان کی کتاب الرہن لے کر نقل کی ہے۔

۷.....امام المغازی امام واقدی رحمۃ اللہ علیہ (متوفی ۲۰۷ھ) فرماتے ہیں:

كتبت كتب أَبي حنيفَة رَضِي اللّٰه عَنهُ عَن حَاتِم بن إِسْمَعِيل عَنه. ❸

میں نے امام ابوحنیفہ کی کتابیں حاتم بن اسماعیل سے اور انہوں نے خود امام ابوحنیفہ سے لکھی تھیں۔

۸.....امام عبداللہ بن داؤد رحمۃ اللہ علیہ (متوفی ۲۱۳) فرماتے ہیں:

من أَرَادَ أن يجد لَذَّة الْفِقْه فَلْينْظر فِي كتب أبي حنيفَة. ❹

❶أخبار أبي حنيفة وأصحابه: ذكر ما روي عن أعلام المسلمين وأئمتهم في فضل أبي حنيفة، ص۸۷ ❷تاريخ بغداد: ترجمة: النعمان بن ثابت، ج۱۳ ص ۳۴۲ ❸الجواهر المضية في طبقات الحنفية: ترجمة: حاتم بن اسماعيل، ج۱ ص ۱۸۱ ❹أخبار أبي حنيفة وأصحابه: ذكر ما روي عن أعلام المسلمين وأئمتهم في فضل أبي حنيفة، ص ۸۵

جو شخص چاہتا ہے کہ وہ فقہ کی لذت کو پائے تو اسے چاہیئے کہ وہ امام ابوحنیفہ کی کتابوں میں غور وفکر کرے۔

۹.....علامہ شمس الدین ذہبی رحمۃ اللہ علیہ (متوفی ۷۴۸ھ) امام اسد بن فرات رحمۃ اللہ علیہ (متوفی ۲۱۳ھ) کے ترجمہ میں لکھتے ہیں:

إنّـه لما قدِم مصر من الكوفة جاء إلى ابن وهب فقال له: هذه كُتُب أبي حنيفة. (1)

اسد بن فرات جب کوفہ سے مصر آئے تو ابن وہب کے پاس گئے اور ان سے کہا یہ امام ابوحنیفہ کی کتابیں ہیں۔

۱۰.....مشہور محدث امام ابونعیم فضل بن دکین رحمۃ اللہ علیہ (متوفی ۲۱۹ھ) فرماتے ہیں:

أول من كتب كتب أبي حنيفَة أسد بن عَمْرو. (2)

سب سے پہلے امام ابوحنیفہ کی کتابیں امام اسد بن عمرو نے لکھی تھیں۔

۱۱.....امام الجرح والتعدیل امام یحیی بن معین رحمۃ اللہ علیہ (متوفی ۲۳۳ھ) فرماتے ہیں کہ مجھے ایک ثقہ آدمی نے اس بات کی خبر دی ہے کہ وہ کرخ مقام پر اترے تو دیکھا کہ ایک شیخ طلبِ حدیث کو (احادیث اور فقہی مسائل) املاء کروا رہے تھے، تو جب میں انکے قریب گیا تو دیکھا کہ ان کی گود میں امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کی کتابوں میں سے ایک کتاب ہے جس سے وہ انہیں املاء کروا رہے تھے:

فإذا في حجره كتاب من كتب أبي حنيفة، وهو يملي عليهم. (3)

(1) تاريخ الإسلام: ترجمة: أسد بن فرات، ج۱۵ ص۳۹

(2) الجواهر المضية: ترجمة: أسد بن عمرو بن عامر، ج۱ ص۱۴۰

(3) تاريخ بغداد: ترجمة: سليمان بن عمرو بن عبدالله، ج۹ ص۲۰

۱۲.....سید الحفاظ امام ابوزرعہ رازی رحمۃ اللہ علیہ (متوفی ۲۶۴ھ) علامہ عینی رحمۃ اللہ علیہ (متوفی ۸۵۵ھ) ان کے متعلق نقل کرتے ہیں کہ انہیں سات لاکھ احادیث زبانی یاد تھیں:

كان يحفظ سبعمائة ألف حديث.

انہوں نے امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کی کتابیں چالیس دن میں حفظ کیں:

حفظ كتب أبي حنيفة في أربعين يوما. ❶

۱۳.....امام ابویعلی خلیلی رحمۃ اللہ علیہ (متوفی ۴۴۶ھ) نے امام طحاوی رحمۃ اللہ علیہ (متوفی ۳۲۱ھ) کے بارے میں لکھا کہ محمد بن احمد شروطی رحمۃ اللہ علیہ نے امام طحاوی رحمۃ اللہ علیہ سے پوچھا کہ آپ نے اپنے ماموں امام مزنی رحمۃ اللہ علیہ (متوفی ۲۶۴ھ) جو امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ (متوفی ۲۰۴ھ) کے خاص شاگرد ہیں، ان کا مذہب چھوڑ کر امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کا مذہب کیوں اختیار کیا؟ تو انہوں نے جواب میں فرمایا:

لِأَنِّي كُنتُ أَرَى خَالِي يُدِيمُ النَّظَرَ فِي كُتُبِ أَبِي حَنِيفَةَ، فَلِذَلِكَ انْتَقَلْتُ إِلَيْهِ. ❷

اس کی وجہ یہ ہوئی کہ میں اپنے ماموں کو ہمیشہ امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کی کتابوں کا مطالعہ کرتے ہوئے دیکھتا تھا، اس لئے میں نے بھی امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کا مذہب اختیار کرلیا۔

امام ابن خلکان رحمۃ اللہ علیہ (متوفی ۶۸۱ھ) نے بھی امام طحاوی رحمۃ اللہ علیہ کے ترجمہ میں یہ بات نقل کی ہے۔ ❸

علامہ یافعی رحمۃ اللہ علیہ (متوفی ۷۶۸ھ) نے بھی تین سو اکیس ہجری (۳۲۱ھ) کے حالات

❶ مغاني الأخيار: ترجمة: عبدالله بن عبدالكريم أبوزرعة الرازي، ج ۲ ص ۲۷۸
❷ الإرشاد في معرفة علماء الحديث: ترجمة: أبو إبراهيم إسماعيل بن يحيى المزني، ج ۱ ص ۴۳۱ ❸ وفيات الأعيان: ترجمة: الطحاوي، ج ۱ ص ۷۱

کے تحت امام طحاوی رحمۃ اللہ علیہ کے ترجمہ میں اس بات کو نقل کیا ہے۔ ❶

۱۴.....قاضی امام ابوعاصم محمد بن احمد عامری رحمۃ اللہ علیہ (متوفی ۴۱۵ھ) فرماتے ہیں:

لو فقدت كتب أبي حنيفة رحمه الله لأمليتها من نفسي حفظا. ❷

اگر امام ابوحنیفہ کی کتابیں نایاب بھی ہوجائیں تو میں ان کو اپنے حافظے سے لکھوا سکتا ہوں۔

۱۵.....امام امیر ابن ماکولا رحمۃ اللہ علیہ (متوفی ۴۷۵ھ) احمد بن اسماعیل ابواحمد مقری الصرام کے ترجمے میں لکھتے ہیں:

وسمع كتب أبي حنيفة وأبي يوسف من أحمد بن نصر عن أبي سليمان الجوزجاني عن محمد. ❸

انہوں نے امام ابوحنیفہ اور امام ابویوسف کی کتابوں کو امام احمد بن نصر سے، انہوں نے امام ابوسلیمان جوزجانی سے، اور انہوں نے امام محمد بن حسن سے سنا تھا۔

۱۶...امام ابوالحسین یحیی بن سالم یمنی شافعی رحمۃ اللہ علیہ (متوفی ۵۵۸ھ) نے امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کی کتب کا تذکرہ کیا ہے:

يجوز أن تباع منهم كتب أبي حنيفة. ❹

۱۷.....اسی طرح فرائض اور شروط جیسے موضوعات پر بھی آپ ہی نے سب سے پہلے قلم اٹھایا، جیسا کہ امام احمد بن ابراہیم المعروف سبط ابن العجمی اور امام محمد بن یوسف صالحی

❶ مرآة الجنان: سنة إحدى وعشرين وثلاث مائة، ج۲ ص ۲۱۱ ❷ الأنساب للسمعاني: باب العين والألف، العامري، ج۹ ص ۱۵۹ ❸ الإكمال في رفع الارتياب: ترجمة: أحمد بن إسماعيل الصرام، باب فيل وقيل وقتل، ج۷ ص ۲۱ ❹ البيان في مذهب الإمام الشافعي: كتاب البيوع، باب من نهي عنه من بيع الغرر، ج۵ ص ۱۲۲

شافعی رحمۃ اللہ علیہ (متوفی ۹۴۲ھ) نے لکھا ہے:

النعمان بن ثابت الإمام أبو حنيفة أوّل من وضع كتاب الفرائض وكتاب الشروط. ❶

امام ابوحنیفہ نعمان بن ثابت نے ہی سب سے پہلے کتاب الفرائض اور کتاب الشروط تصنیف کیں۔

۱۸.....امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ پہلے وہ شخص ہیں جنہوں نے فقہ میں کتب تصنیف کرنے کا شرف حاصل کیا، چنانچہ امام محمد بن عبدالرحمٰن ابن الغزی رحمۃ اللہ علیہ (متوفی ۱۱۶۷ھ) آپ کے تذکرے میں فرماتے ہیں:

وهو أوّل من صنف في الفقه والرأى. ❷

امام ابوحنیفہ پہلے وہ شخص ہیں جنہوں نے فقہ اور رائے میں کتب تصنیف کیں۔

## بیس (۲۰) اکابر اہل علم کی تصریحات کہ فقہ اکبر امام اعظم کی تصنیف ہے

امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ نے عقائد پر اپنی شہرہ آفاق کتاب ''الفقہ الأکبر'' تصنیف کی، آپ سے اس کتاب کو روایت کرنے والے ابومطیع بلخی رحمۃ اللہ علیہ (متوفی ۱۹۹ھ) ہیں۔

۱.....مشہور مورخ علامہ ابن ندیم (متوفی ۴۳۸ھ) نے امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کی تصانیف میں درج ذیل کتابیں ذکر کی ہیں:

---

❶ كنوز الذهب في تاريخ حلب: حرف النون، النعمان بن ثابت، ج۲ ص ۱۹۱/ عقود الجمان: الباب التاسع، ص ۱۸۴

❷ ديوان الإسلام: حرف الحاء، الفصل الثالث في الكنى، ج۲ ص ۱۵۲

۱...الفقه الأكبر، ۲...رسالة إلى البتي، ۳...العالم والمتعلم،

۴...الرد على القدرية.

اور ساتھ یہ بھی لکھا:

العلم برا وبحرا شرقا وغربا بعدا وقربا تدوينه رضي الله عنه. ❶

بر و بحر (خشکی اور تری) مشرق ومغرب اور دور نزدیک میں جو علم ہے وہ امام ابوحنیفہ کا مدون کردہ ہے۔

۲...علامہ ابو المظفر اسفرائینی رحمۃ اللہ علیہ (متوفی ۴۷۱ھ) نے بھی قابل اعتماد اور صحیح سند کے ساتھ فقہ اکبر کی نسبت امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کی طرف کی ہے:

الْفِقْهُ الْأَكْبَر الَّذِي أخبرنَا بِهِ الثِّقَة بطرِيق مُعْتَمد وَإِسْنَاد صَحِيح عَن نصير بن يحيى عَن أبي مُطِيع عَن أبي حنيفَة. ❷

۳...شیخ الاسلام علامہ ابن تیمیہ رحمۃ اللہ علیہ (متوفی ۷۲۸ھ) بڑے وثوق کے ساتھ فقہ اکبر کو امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کی تصنیف قرار دیا ہے:

فَإِنَّ أَبَا حَنِيفَةَ مِنَ الْمُقِرِّينَ بِالْقَدَرِ بِاتِّفَاقِ أَهْلِ الْمَعْرِفَةِ بِهِ وَبِمَذْهَبِهِ، وَكَلَامُهُ فِي الرَّدِّ عَلَى الْقَدَرِيَّةِ مَعْرُوفٌ فِي الْفِقْهِ الْأَكْبَرِ. ❸

نیز علامہ ابن تیمیہ رحمۃ اللہ علیہ اپنی مشہور کتاب ''مجموع الفتاویٰ'' میں بھی صراحتاً فقہ اکبر کی نسبت امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کی طرف کرتے ہیں، دیکھئے: ❹

❶ الفهرست: الفن الثاني في أخبار أبي حنيفه وأصحابه، ج ۱ ص ۲۵۱ ❷ التبصير في الدين وتمييز الفرقة الناجية عن الفرق الهالكين: الفرقة السابعة عشرة، ج ۱ ص ۱۸۴ ❸ منهاج السنة النبوية: الفصل الثاني، فصل من كلام الرافضي على مقالة أهل السنة في القدر، ج ۳ ص ۱۳۹ ❹ مجموع الفتاوىٰ: الأسماء والصفات، رد ابن الماجشون على الجهمية، ج ۵ ص ۴۶

اسی طرح علامہ ابن تیمیہ رحمۃ اللہ علیہ اپنی کتاب ''درء تعارض العقل والنقل ''میں بھی صریح الفاظ کے ساتھ فقہ اکبر کا انتساب امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کی طرف کرتے ہیں:

قال أبو حنيفة في كتاب الفقه الأكبر. ❶

۴.....امام ابوعبداللہ محمد بن ابراہیم کنانی حموی رحمۃ اللہ علیہ (شافعی ۷۳۳ھ) فرماتے ہیں کہ جلیل القدر تابعی امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ فقہ اکبر میں فرماتے ہیں:

وَقَالَ التَّابِعِيّ الْجَلِيل الإِمَام أَبُو حنيفَة رَحِمَه اللّٰه تَعَالَى فِي الْفِقْه الْأَكْبَر. ❷

۵.....علامہ شمس الدین ذہبی رحمۃ اللہ علیہ (متوفی ۷۴۸ھ) نے بھی فقہ اکبر کو امام صاحب کی تصنیف قرار دیتے ہوئے کہا امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ تقدیر کا اقرار کرنے والے ہیں، اور آپ نے فقہ اکبر میں منکرین تقدیر کی تردید کی ہے:

فَإِن أَبَا حنيفَة مقرّ بِالْقدرِ وَقد رد على الْقَدَرِيَّة فِي الفقة الْأَكْبَر. ❸

۶.....علامہ عبدالقادر قرشی رحمۃ اللہ علیہ (متوفی ۷۷۵ھ) ابومطیع بلخی رحمۃ اللہ علیہ کے ترجمے میں فرماتے ہیں کہ انہوں نے امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ سے ''الفقه الأكبر'' کی روایت کی ہے:

أَبُو مُطِيع الْبَلْخِي رَاوِي كتاب الْفِقْه الْأَكْبَر عَن الإِمَام أبي حنيفَة. ❹

۷.....علامہ ابن ابی العز دمشقی رحمۃ اللہ علیہ (متوفی ۷۹۲ھ) اپنی معروف کتاب ''شرح العقيدة الطحاوية ''میں متعدد مقامات پر صراحت کے ساتھ فقہ اکبر کی نسبت امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کی طرف کرتے ہیں:

❶ درء تعارض العقل والنقل: الوجه الثالث والأربعون، كلام أبي حنيفة في كتاب الفقه الأكبر، ج٦ ص٢٦٣ ❷ إيضاح الدليل في قطع حجج أهل التعطيل: قول السلف في الصفات، ج١ ص٤١ ❸ المنتقى من منهاج الاعتدال: الفصل الثاني في المذهب الواجب الاتباع، ج١ ص١٣٧ ❹ الجواهر المضية: ترجمة: أبو مطيع البلخي، ج٢ ص٢٦٥

فَمِنْ كَلَامِ أَبِي حَنِيفَةَ رَحِمَهُ اللّٰهُ فِي الْفِقْهِ الْأَكْبَرِ. ❶

وَكَذٰلِكَ ظَاهِرُ كَلَامِ الْإِمَامِ أَبِي حَنِيفَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ فِي الْفِقْهِ الْأَكْبَرِ. ❷

كَمَا قَالَ أَبُو حَنِيفَةَ فِي الْفِقْهِ الْأَكْبَرِ. ❸

چونکہ علامہ ابن ابی العز رحمہ اللہ کی یہ شرح غیر مقلدین کے ہاں بھی معروف و مشہور ہے، جامعہ ستاریہ اسلامیہ کراچی نے بھی اس شرح کے تین ایڈیشن چھاپ دیے ہیں، تیسرا ایڈیشن ۱۴۱۹ھ ۱۹۹۸ء میں چھپا ہے، علامہ ناصر الدین البانی رحمہ اللہ (متوفی ۱۴۲۰ھ) نے اس شرح کی احادیث کی تخریج کی، اس کا ذکر ان کے شاگرد زہیر الشاویش نے ان الفاظ میں کیا ہے:

قد قام أستاذنا الجليل المحدث الشيخ محمد ناصر الدين الألباني بتخريج ما فيها من الأحاديث. ❹

زہیر الشاویش نے اس شرح کی تعریف ان الفاظ میں کی:

وكان أحسن شروحها المعروفة هذا الشرح، وهو يمثل عقيدة السلف أحسن تمثيل، والمؤلف يكثر من النقل عن كتب شيخ الإسلام ابن تيمية وتلميذه ابن القيم من غير إحالة عليها. ❺

۸.....امام کردری رحمہ اللہ (متوفی ۸۲۷ھ) فرماتے ہیں کہ اگر آپ یہ کہو کہ امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ کی کوئی تصنیف نہیں ہے، تو میں کہتا ہوں کہ یہ بات معتزلہ نے کہی ہے، اوران کا دعویٰ ہے کہ امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ کی علم کلام میں کوئی تصنیف نہیں ہے، اوراس سے معتزلہ کی غرض یہ ہے کہ تا کہ ''الفقه الأكبر'' اور ''العالم والمتعلم'' کی امام صاحب سے نفی کی جائے،

❶شرح العقيدة الطحاوية: الرد على المشبه، ص ۸۵ ❷شرح العقيدة الطحاوية: اتفاق أهل السنة والجماعة أن كلام الله غير مخلوق، ص ۱۸٦ ❸شرح العقيدة الطحاوية: كلام الله محفوظ في الصدور، ص ۱۹۰ ❹شرح العقيدة الطحاوية: مقدمة الناشر، ص ۹ ❺شرح العقيدة الطحاوية: مقدمة الناشر، ص ۹

اسلئے اس کتاب میں اہل سنت والجماعت کے اکثر قواعد ذکر کئے ہیں، تو اب معتزلہ نے یہ دعوی کیا ہے کہ یہ کتاب ابوحنیفہ بخاری کی تصنیف ہے، یہ بات صریح طور پر غلط ہے، میں نے دین اور ملت کی روشنی و چراغ علامہ کردری عمادی رحمۃ اللہ کی ان دونوں (الفقه الأكبر، العالم والمتعلم) کتابوں پر انکے ہاتھ کا لکھا ہوا خط دیکھا جس پر انہوں نے لکھا تھا کہ یہ دونوں امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ کی ہیں، اور کہا کہ مشائخ میں سے ایک بڑی جماعت نے اس بات کی موافقت کی ہے:

قَالَ الكردري: فَإِن قلت لَيسَ لأبي حنيفَة كتاب مُصَنف قلت هَذَا كَلَام المُعتَزلَة ودعواهم أنه لَيسَ لَهُ في علم الكَلَام تصنيف وغرضهم بذلك نفي أن يكون الفِقْه الأكبر وكتاب العَالم والمتعلم لَهُ لِأَنَّهُ صرح فِيهِ بأكثر قَوَاعِد أهل السّنة وَالجَمَاعَة ودعواهم أَنه كَانَ من المُعتَزلَة وَذَلِكَ الكتاب لأبي حنيفَة البُخَارِيّ وَهَذَا غلط صَرِيح فَإِنِّي رَأَيْت بِخَط العَلامَة مَولَانَا شمس المِلَّة وَالدّين الكردري البزاتقني العِمَادِي هذَين الكِتَابَينِ وَكتب فيهمَا أَنَّهمَا لأبي حنيفَة وَقَالَ تواطأ على ذَلِك جمَاعَة كثير من المشائخ. ❶

اس واضح حوالے سے یہ بات معلوم ہوگئی کہ اس کتاب کی امام صاحب سے نفی کرنے والے معتزلہ ہیں، چونکہ اس کتاب میں امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ نے اہل سنت والجماعت کے عقائد ذکر کئے تھے، اور فرق باطلہ خصوصاً معتزلہ اور دیگر فرقوں کی تردید کی تھی تو اس بنیاد پر باطل فرقوں نے اس بات کا پروپیگنڈا کیا یہ امام صاحب کی تصنیف نہیں ہے۔

۹.....حافظ ابن ناصر الدین دمشقی شافعی رحمۃ اللہ (متوفی ۸۴۲ھ) نے ابو مالک نصران بن نصر الختلی کے ترجمے میں تصریح کی ہے:

❶ الجواهر المضية: ترجمة: أبو حنيفة النعمان بن ثابت، ج ۲ ص ۴۶۱

روى الفِقْه الأكبر لأبي حنيفَة عَن عَلي بن الحسن الغزال وعنهُ أبو عبد الله الحُسَيْن الكاشغري. ❶

انہوں نے ''الفقه الأكبر'' جوامام ابوحنیفہ کی تصنیف ہے، اس کو علی بن الحسن الغزال سے روایت کیا، اور انہوں نے یہ کتاب ابوعبداللہ الحسین الکاشغری سے روایت کی۔

۱۰.....حافظ ابن حجر عسقلانی رحمۃ اللہ علیہ (متوفی ۸۵۲ھ) ابو مالک نصران بن نصر الختلی رحمۃ اللہ علیہ کے ترجمے میں فرماتے ہیں کہ:

روى الفقه الأكبر لأبي حنيفة، عن علي بن الحسن الغَزّال، وعنه أبو عبد الله الحُسين الكاشِغري. ❷

انہوں نے فقہ اکبر جوامام ابوحنیفہ کی تصنیف ہے، اس کو علی بن الحسن الغزالی سے روایت کیا ہے، اور ان سے یہ کتاب ابوعبداللہ الحسین الکاشغری روایت کرتے ہیں۔

۱۱.....علامہ قاسم بن قطلو بغا رحمۃ اللہ علیہ (متوفی ۸۷۹ھ) فرماتے ہیں:

أبو مطيع البلخي راوى كتاب الفقه الأكبر عن أبي حنيفة. ❸

۱۲.....محدث کبیر ملا علی قاری رحمۃ اللہ علیہ (متوفی ۱۰۱۴ھ) بڑے وثوق کے ساتھ دوٹوک الفاظ میں فقہ اکبر کو امام صاحب کی تصنیف قرار دیتے ہیں:

قد قالَ الإمَام الأَعظَم والهمام الأقدم فِي كِتابه المُعتَبر المعبر بِالفِقْه الأَكبَر. ❹

۱۳.....علامہ مرعی بن یوسف بن ابی بکر المقدسی حنبلی رحمۃ اللہ علیہ (متوفی ۱۰۳۳ھ) نے بڑی

❶توضيح المشتبه: حرف الجيم، ج۲ ص۲۰۷ ❷تبصير المنتبه بتحرير المشتبه: حرف الجيم، ج۱ ص۲۹۸ ❸تاج التراجم: ذكر من اشتهر بالكنية، ج۲ ص۱۳۹
❹أدلة معتقد أبي حنيفة في أبوى الرسول: ص۲۲

صراحت کے ساتھ فرمایا کہ فقہ اکبر امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کی تصنیف ہے:

الفِقْه الْأَكْبَر فِي العقائد تصنيف الإِمَام أبي حنيفَة. ❶

۱۴.....علامہ نجم الدین الغزی رحمۃ اللہ علیہ (متوفی ۱۰۶۱ھ) نے محمد بن بہاء الدین رحمۃ اللہ علیہ کے ترجمہ میں ذکر کیا کہ انہوں نے "الفقه الأكبر" جو امام اعظم ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کی اس کی شرح لکھی ہے:

وشرح الفقه الأكبر للإمام الأعظم أبي حنيفة. ❷

۱۵.....علامہ شمس الدین ابوالمعالی محمد بن عبدالرحمٰن الغزی رحمۃ اللہ علیہ (متوفی ۱۱۶۷ھ) نے ابن البیاض احمد بن حسن رومی رحمۃ اللہ علیہ (متوفی ۱۰۹۸ھ) کے حالات میں انہوں نے امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کی فقہ اکبر کی شرح کا بھی تذکرہ کیا ہے:

شرح على الفقه الأكبر لأبي حنيفة رضي الله عنه. ❸

۱۶.....علامہ شمس الدین سفارینی حنبلی رحمۃ اللہ علیہ (متوفی ۱۱۸۸ھ) صراحتاً فقہ اکبر کو امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کی تصنیف قرار دیتے ہوئے فرماتے ہیں:

قَالَ أَبُو حَنِيفَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ فِي كِتَابِ الْفِقْهِ الْأَكْبَرِ. ❹

۱۷.....امام ابوالفضل محمد خلیل بن علی الحسینی رحمۃ اللہ علیہ (متوفی ۱۲۰۶ھ) الیاس کردری رحمۃ اللہ علیہ (متوفی ۱۲۰۰ھ) کے ترجمہ میں ان کی تصانیف کا تذکرہ کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ انہوں نے فقہ اکبر جو امام اعظم ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کی تصنیف ہے اس پر حاشیہ لکھا:

❶ أقاويل الثقات في تاويل الأسماء والصفات: مقدمة: ج ا ص ٦٣ ❷ الكواكب السائرة بأعيان المائة العاشرة: ترجمة: محمد بن بهاء الدين، ج ٢ ص ٢٩ ❸ ديوان الإسلام: حرف الباء، الفصل الخامس في الأبناء، ج ا ص ٣٥١ ❹ لوامع الأنوار البهية: الباب الاول في معرفة الله تعالىٰ وتعداد الصفات ،صفات الله تعالىٰ قديمة، ج ا ص ٢٦٢

حاشية على الفقه الأكبر للأمام الأعظم أبي حنيفة النعمان رضي الله عنه. ❶

اسی طرح انہوں نے امام علی العمری رحمۃ اللہ علیہ (متوفی ۱۱۴۷ھ) کے ترجمہ میں ذکر کیا کہ انہوں نے "الفقه الأكبر" جو امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ کی تصنیف ہے اس کی شرح لکھی ہے:

وشرح الفقه الأكبر للامام الأعظم. ❷

۱۸.....علامہ آلوسی رحمۃ اللہ علیہ کے صاحبزادے علامہ نعمان بن محمود بن عبداللہ آلوسی رحمۃ اللہ علیہ (متوفی ۱۳۱۷ھ) فرماتے ہیں کہ ہمارے امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ نے فقہ اکبر میں فرمایا:

وقال إمامنا الأعظم في الفقه الأكبر. ❸

۱۹.....امام محمد بن حسین بن سلیمان بن ابراہیم رحمۃ اللہ علیہ (متوفی ۱۳۵۵ھ) فرماتے ہیں کہ میں کہتا ہوں کہ فقہ اکبر جو مشہور معروف کتاب ہے، اس کی نسبت امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کی طرف درست ہے، اس بات پر امام صاحب کے اصحاب میں سے متقدمین اور متاخرین کی شہادتیں موجود ہیں، متقدمین میں سے اس کتاب کی شرح امام ابومنصور ماتریدی رحمۃ اللہ علیہ، اور متاخرین میں ملا علی قاری رحمۃ اللہ علیہ نے اس کی شرح لکھی ہے، اور یہ دونوں شرحیں ہندوستان میں چھپ چکی ہیں:

قلتُ: وهذا كتاب الفقه الأكبر معروف مشهور، صحّت نسبته لأبي حنيفة بشهادة المتقدّمين والمتأخّرين من أصحابه، فممّن شرحه من المتقدّمين: الإمام أبو منصور الماتريديّ، ومن المتأخّرين: الشّيخ علي بن

❶سلك الدرر في أعيان القرن الثاني عشر: ترجمة: إلياس كردري، ج ۱ ص ۲۷۳

❷سلك الدرر: ترجمه: علي العمري، ج ۳ ص ۲۳۱ ❸جلاء العينين في محاكمة الأحمدين، الفصل الرابع، التقليد في أصول الدين، ج ۱ ص ۲۱۲

سلطان القاری، والشرحان مطبوعان بالھند۔ ❶

۲۰.....عمر رضا کحالہ دمشقی رحمۃ اللہ علیہ (متوفی ۱۴۰۸ھ) امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے ترجمہ میں آپ کی تصانیف میں سب سے پہلے فقہ اکبر کا ذکر کیا:

آثارہ: الفقہ الأکبر في الکلام۔ ❷

## مشہور غیر مقلدین علماء نے فقہ اکبر کو امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کی تصنیف قرار دیا

مشہور اہل حدیث عالم مولانا محمد ابراہیم سیالکوٹی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں:

امام ابن تیمیہ رحمۃ اللہ علیہ ''فقہ اکبر'' کو امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کی تصنیف قرار دیتے ہیں اور اسی سے آں جناب کو قائلین تقدیر میں شمار کرتے ہیں۔ ❸

نیز سیالکوٹی صاحب رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

امام ابن تیمیہ رحمۃ اللہ علیہ ''منہاج السنۃ'' میں ''فقہ اکبر'' کو حضرت امام صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی کتاب قرار دیتے ہیں۔ پس مولانا شبلی مرحوم کے انکار کی بنا پر اسے معرض بحث میں لانے کی ضرورت نہیں۔ ❹

غیر مقلدین کے شیخ الکل مولانا نذیر حسین دہلوی رحمۃ اللہ علیہ بھی ''فقہ اکبر'' کو بالجزم امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ کی تصنیف قرار دیتے ہیں۔ ❺

مولانا وحید الزمان غیر مقلد مترجم صحاح ستہ نے بھی ''فقہ اکبر'' کو امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کی تصنیف تسلیم کیا ہے۔ چنانچہ وہ لفظ ''وجہ'' کی تعریف کرتے ہوئے ارقام فرماتے ہیں:

امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ بھی ''فقہ اکبر'' میں فرماتے ہیں کہ وجہ کے معنی ذات کے نہ لیے جائیں۔ ❻

❶ الکشف المبدي تمویہ أبي الحسن السبکي: الأسماء و الصفات، قول أبي حنیفۃ، ج ۱ ص ۴۱۹ ❷ معجم المؤلفین: ترجمۃ: النعمان بن ثابت، ج ۱۳ ص ۱۰۴ ❸ تاریخ اہل حدیث: ص ۴۷ ❹ تاریخ اہل حدیث: ص ۸۹ ❺ فتاوی نذیریہ: ج ۱ ص ۳۲۳ ❻ لغات الحدیث: ج ۴، ص ۲۲

مولانا عبد اللہ معمار امرتسری رحمۃ اللہ علیہ غیر مقلد نے بھی ''فقہ اکبر'' کو امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ کی تصنیف قرار دیا ہے۔ ❶

ملحوظ رہے کہ جس طرح فقہ حنفی میں درج شدہ مسائل کا اصل مأخذ امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ کی فقہی تصانیف ہیں، اسی طرح عقائد وکلام کے نامور امام علامہ ابومنصور محمد ماتریدی رحمۃ اللہ علیہ (متوفی ۳۳۳ھ) کی عقائد میں لکھی ہوئی تصانیف کا اصل مأخذ امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ کی عقائد سے متعلق لکھی ہوئی کتب ''فقہ اکبر'' وغیرہ ہیں، جیسا کہ مشہور غیر مقلد عالم وادیب مولانا محمد حنیف ندوی رحمۃ اللہ علیہ نے ''ماتریدیہ'' کے تعارف میں لکھا ہے:

بات یہ ہے کہ جہاں تک حضرت امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کی فقہی ژرف نگاہیوں کا تعلق ہے، ان کو تو فقہائے عراق وشام نے خوب نکھارا اور تفریع ومسائل کے ذریعے اچھی طرح مالا مال کیا، مگر ان کے ان متکلمانہ رجحانات کی تشریح کرنا اور ان پر ایک مستقل متکلمانہ مدرسہ فکر کی بنیاد رکھنا ابھی باقی تھا جو ''رسائل ابی حنیفہ'' (فقہ اکبر وغیرہ۔ ناقل) میں مذکور تھے۔ اس کام کو فقہائے ماوراء النہر نے خوش اسلوبی سے انجام دیا۔ ❷

## بیس (۲۰) اکابر اہل علم جنہوں نے امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے مناقب میں جرح کا کوئی جملہ نقل نہیں کیا

بیس اکابر اہل علم جنہوں نے امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کا ترجمہ نقل کیا ہے، سب نے آپ کے مناقب ومحامد، آپ کے اساتذہ وتلامذہ، حالات زندگی، ذریعہ معاش، آپ کی جود وسخاوت، اخلاص وللّٰہیت، خوف آخرت وتقویٰ، کثرت عبادت، آپ کی فقہی مہارت، خدا داد صلاحیتوں کا تذکرہ، اکابر اہل علم کے آپ کے متعلق توثیقی وتوصیفی اقوال، آپ کے ملفوظات، اور آپ کے متعلق گراں قدر معلومات، مندرجہ ذیل حضرات میں سے کسی نے بھی

❶ محمدیہ پاکٹ بک: ص ۵۷۰ ❷ عقلیات ابن تیمیہ: ص ۱۱۲

امام صاحب کے مناقب میں کوئی ایک جملہ بھی جرح کا نقل نہیں کیا، کسی نے مختصر اور کسی نے تفصیلی آپ کی سوانح ذکر کی ہے۔

۱.....امام ابوالحسن احمد بن عبداللہ عجلی رحمۃ اللہ علیہ (متوفی ۲۶۱ھ) نے آپ کا تذکرہ اپنی کتاب ''الثقات'' میں کیا، دیکھئے: ❶

۲.....علامہ ابن عبدالبر مالکی رحمۃ اللہ علیہ (متوفی ۴۶۳ھ) نے فقہاء ثلاثہ یعنی امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ، امام مالک رحمۃ اللہ علیہ، امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کے مناقب پر مستقل ایک کتاب تصنیف فرمائی جس کا نام ''الانتقاء في فضائل الأئمة الثلاثة الفقهاء'' یہ کتاب ''دارالکتب العلمية'' سے اور پاکستان میں ''المكتبة الغفورية العاصمية'' سے چھپی ہے، اس پاکستانی نسخہ پر محقق العصر شیخ عبدالفتاح ابوغدہ رحمۃ اللہ علیہ (متوفی ۱۴۱۷ھ) کے گراں قدر علمی و تحقیقی حواشی ہیں جس سے کتاب کی افادیت مزید بڑھ گئی، علامہ ابن عبدالبر رحمۃ اللہ علیہ نے سرسٹھ (۶۷) اکابر محدثین، فقہاء اور اہل علم کے اسماء گرامی ذکر کئے ہیں کہ یہ سب امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کی مدح بیان کرتے ہیں:

كُلُّ هٰؤُلَاءِ أَثْنَوْا عَلَيْهِ وَمَدَحُوهُ بِأَلْفَاظٍ مُخْتَلِفَةٍ.

شیخ عبدالفتاح رحمۃ اللہ علیہ حاشیہ میں فرماتے ہیں کہ یہ سب وہ لوگ تھے جو اپنے وقت کے محدث، حفاظ حدیث، چوٹی کے علماء تھے، بعض وہ بھی ہیں جو ائمہ صحاح ستہ کے شیوخ ہیں، امام بخاری، امام مسلم رحمہما اللہ کے شیوخ نے بھی آپ کی مدح کی ہے، اور ان میں وقت کے بڑے اتقیاء، ناقدین فن بھی شامل ہیں، اور ان میں فقہاء، صلحاء، عابدین اور عقلاء کی بھی ایک بڑی جماعت ہے، انہوں نے امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کی عبادت گزاری، تقوی، فقہات، علم وفراست، جلالت شان، آپ کی امامت وثقاہت، جود وسخاوت، اخلاص وللّٰہیت اور خوف آخرت کی سب نے گواہی دی ہے۔

❶ الثقات: ترجمة: النعمان بن ثابت ص ۴۵۰، رقم الترجمه: ۱۶۹۴

خلاصہ یہ ہے کہ امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کی ثقاہت وعدالت پر ستر (۷۰) اہل علم کی شہادتیں موجود ہیں، اگر ان میں کوئی ایک بھی کسی کی توثیق ذکر کردے تو وہ حجت ہے لیکن تعصب کا اندازہ کریں کہ اتنی بڑی جماعت کی گواہی کو رد کردیا جاتا ہے، تواتر کے لئے زیادہ سے زیادہ جو تعداد ذکر کی گئی ہے وہ ستر ہے، امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ کی مدح کرنے والوں کی تعداد تواتر کو پہنچتی ہے، اس لئے شیخ عبدالفتاح رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

أكثر ماحدد به العلماء التواتر عددا سبعون ،فقد بلغ الثناء على الإمام أبي حنيفة حد التواتر. ❶

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے فرماتے ہیں کہ صحابہ کے سامنے ایک جنازہ گزرا تو صحابہ کرام نے اس میت کی تعریف کی اور بھلائی کے ساتھ اس کا ذکر خیر کیا، تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے تین مرتبہ فرمایا: وجبت ،وجبت، وجبت ، اتنے میں ایک اور جنازہ گزرا تو حاضرین مجلس نے اس کا تذکرہ برے الفاظ میں کیا کہ اچھا ہے کہ یہ شخص دنیا سے چلا گیا کہ ایک برا شخص تھا جس سے لوگوں کی جان چھوٹی، آپ نے پھر تین مرتبہ فرمایا: وجبت ،وجبت، وجبت ،حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے پوچھا میرے ماں باپ آپ پر قربان ہوں، جب پہلا جنازہ گزرا اور اس کی مدح وثنا کی گئی تو آپ نے فرمایا: وجبت، اور ایک برے آدمی کا جنازہ گزرا تب بھی آپ نے وجبت فرمایا: تو آپ نے فرمایا: جس شخص کا ذکر خیر تم بھلائی کے ساتھ کرو تو اس پر جنت واجب ہوگئی، اور جس کا ذکر تم برائی کے ساتھ کرو تو اس پر جہنم واجب ہوگئی، پھر آپ نے تین مرتبہ فرمایا تم لوگ زمین میں اللہ کے گواہ ہو:

مَرَّ بِجَنَازَةٍ فَأُثْنِيَ عَلَيْهَا خَيْرًا، فَقَالَ نَبِيُّ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: وَجَبَتْ، وَجَبَتْ، وَجَبَتْ ، وَمُرَّ بِجَنَازَةٍ فَأُثْنِيَ عَلَيْهَا شَرًّا، فَقَالَ نَبِيُّ اللّٰهِ صَلَّى

❶ الانتقاء ،ص ۲۳۱، ۲۳۲

اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ :وَجَبَتْ، وَجَبَتْ، وَجَبَتْ ، قَالَ عُمَرُ :فِدًى لَكَ أَبِي وَأُمِّي، مُرَّ بِجَنَازَةٍ، فَأُثْنِيَ عَلَيْهَا خَيْرٌ، فَقُلْتَ:وَجَبَتْ، وَجَبَتْ، وَجَبَتْ، وَمُرَّ بِجَنَازَةٍ، فَأُثْنِيَ عَلَيْهَا شَرٌّ، فَقُلْتَ :وَجَبَتْ، وَجَبَتْ، وَجَبَتْ ؟ فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ :مَنْ أَثْنَيْتُمْ عَلَيْهِ خَيْرًا وَجَبَتْ لَهُ الْجَنَّةُ، وَمَنْ أَثْنَيْتُمْ عَلَيْهِ شَرًّا وَجَبَتْ لَهُ النَّارُ، أَنْتُمْ شُهَدَاءُ اللّٰهِ فِي الْأَرْضِ، أَنْتُمْ شُهَدَاءُ اللّٰهِ فِي الْأَرْضِ، أَنْتُمْ شُهَدَاءُ اللّٰهِ فِي الْأَرْضِ. ❶

اسی طرح علماء زمین میں اللہ کے گواہ ہیں، امام ابن عبدالبر رحمۃ اللہ علیہ نے (٦٧) اسماء ذکر کئے، شیخ عبدالفتاح رحمۃ اللہ علیہ تین کا اضافہ کر کے (٧٠) ذکر کئے اور بندہ نے (١٠٠) علماء کے امام صاحب کے متعلق توصیفی اقوال نقل کئے:

فهولاء العلماء شهداء الله في الأرض.

ایک معتدل مزاج شخص کے لئے اس قدر شہادتیں کافی ہیں۔

علامہ ابن عبدالبر رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے ساتھ حسد کیا جاتا تھا، اور آپ کی طرف ایسی باتوں کی نسبت کی جاتی ہے جو آپ میں نہیں تھیں، اور ناشائستہ امور کی تہمت آپ پر لگائی جاتی، حالانکہ آپ کی تعریف وستائش علماء کی ایک جماعت نے کی ہے اور وہ آپ کی فضیلت کے قائل ہوئے ہیں:

أَيْضًا مَعَ هَذَا يُحْسَدُ وَيُنْسَبُ إِلَيْهِ مَا لَيْسَ فِيهِ وَيُخْتَلَقُ عَلَيْهِ مَا لَا يَلِيقُ بِهِ وَقَدْ أَثْنَى عَلَيْهِ جَمَاعَةٌ مِنَ الْعُلَمَاءِ وَفَضَّلُوهُ. ❷

امام ابن عبدالبر رحمۃ اللہ علیہ اپنی اس مذکورہ کتاب میں ص ۱۰۸۲ کے تحت امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ کے

❶ صحيح مسلم: كتاب الكسوف ،باب فيمن يثنى عليه خيرا أو شرا من الموتى، ج ٢ ص ٦٥٥، رقم الحديث: ٩٤٩ ❷ جامع البيان وفضله: باب ماجاء في ذم القول في دين الله، ج ٢ ص ١٠٨٠، رقم: ٢١٠٥

استاذ امام علی بن مدینی رحمۃ اللہ علیہ (متوفی ۲۳۴ھ) امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے متعلق فرماتے ہیں:

وَهُوَ ثِقَةٌ لَا بَأْسَ بِهِ.

۳.....علامہ ابواسحاق شیرازی رحمۃ اللہ علیہ (متوفی ۴۷۶ھ) نے ''طبقات الفقهاء'' میں آپ کا ترجمہ لکھا، آپ کی فقاہت کے متعلق اہلِ علم کے گراں قدر اقوال نقل کئے، دیکھئے: ❶

۴.....امام ابوسعد عبدالکریم سمعانی رحمۃ اللہ علیہ (متوفی ۵۶۲ھ) نے ''الخزاز'' کے تحت امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کا تذکرہ کرتے ہوئے فرمایا کہ انہیں علم میں تبحر حاصل تھا، معانی کی گہرائیوں میں غوطہ زن تھے، آپ ریشم کا کاروبار کرتے تھے، اور اس سے اپنے لئے رزق حلال تلاش کرتے تھے:

فأما من أهل الكوفة أبو حنيفة النعمان بن ثابت الكوفي مع تبحره في العلم وغوصه على دقائق المعاني وخفيها كان يبيع الخز ويأكل منه طلبا للحلال. ❷

انہوں نے کوئی جملہ جرح کا نقل نہیں کیا۔

۵.....شارح مسلم امام نووی رحمۃ اللہ علیہ (متوفی ۶۷۶ھ) نے سات صفحات پر مشتمل آپ کا مبسوط تذکرہ کیا، اور کوئی جملہ جرح کا نقل نہیں کیا۔ دیکھئے: ❸

۶...علامہ ابن خلکان رحمۃ اللہ علیہ (متوفی ۶۸۱ھ) نے دس صفحات پر مشتمل آپ کا تفصیلی ترجمہ لکھا، اور کوئی بات جس میں آپ کے ضعف کی طرف ادنی اشارہ ہو وہ بھی نقل نہیں کی، دیکھئے: ❹

---

❶ طبقات الفقهاء: ذكر فقهاء التابعين بالكوفة، ترجمة: أبوحنيفة، ج ۱ ص ۸۶، ۸۷

❷ الأنساب: باب الخاء والزاي، الخزاز، ج۵ ص ۱۱۱

❸ تهذيب الأسماء واللغات: ترجمة: النعمان بن ثابت، ج ۲ ص ۲۱۶ تا ۲۲۴

❹ وفيات الأعيان: ترجمة: الإمام أبوحنيفة، ج۵ ص ۴۰۵ تا ۴۱۵

۷.....امام محمد بن یوسف جندی یمنی رحمۃ اللہ علیہ (متوفی ۷۳۲ھ) نے آپ کا مختصراً ترجمہ نقل کیا، اور اہل علم کی آپ کے متعلق آراء نقل کیں، دیکھئے: (۱)

۸.....امام محمد بن عبداللہ خطیب تبریزی رحمۃ اللہ علیہ (متوفی ۷۴۲ھ) آپ کی تصانیف میں زیادہ مشہور "مشکوۃ المصابیح" ہے، جوکہ حدیث کی نہایت مقبول ومتداول کتاب ہے، اور درس نظامی کے نصاب میں شامل ہے، انہوں نے رجال مشکوۃ پر ایک کتاب تصنیف کی، جس کا نام "الإکمال في أسماء الرجال "جوکہ مشکوۃ کے آخر میں طبع ہے، اس کتاب میں انہوں نے امام صاحب کا ترجمہ لکھا، حالانکہ مشکوٰۃ میں آپ سے کوئی حدیث مروی نہیں، لیکن آپ کے تذکرے میں فضائل ومناقب بیان کرنے کے بعد آخر میں لکھتے ہیں:

فانه كان عالما، عاملا، ورعا، زاهدا، عابدا، إماما في علوم الشريعة، والغرض بايراد ذكره في هذالكتاب، وان لم نرو عنه حديثا في المشكاة للتبرك به للعلو مرتبته ووفور علمه. (۲)

امام ابوحنیفہ عالم، باعمل، پرہیز گار، زاہد، عابد اور علوم شریعت کے امام تھے، اگرچہ ہم نے مشکوۃ میں آپ کی کوئی حدیث نقل نہیں کی، لیکن اس کتاب میں ہم آپ کا تذکرہ اس لئے کررہے ہیں تاکہ آپ سے تبرک حاصل کیا جائے، کیونکہ آپ عالی المرتبت اور کثیر علم والے تھے۔

۹.....امام محمد بن احمد بن عبدالہادی رحمۃ اللہ علیہ (متوفی ۷۴۴ھ) نے ائمہ اربعہ کے مناقب میں ایک عمدہ کتاب تصنیف کی، جس کا نام "مناقب الأئمة الأربعة "ہے اس کتاب میں

(۱) السلوك في طبقات العلماء والملوك: جماعة من أعيان العلماء، ج ۱ ص ۱۴۱، ۱۴۲ (۲) الإكمال في أسماء الرجال: الباب الثاني في ذكر أئمة أصحاب الأصول، ص ۶۲۴، الناشر: قدیمی کتب خانہ

انہوں نے امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے مناقب کو سب سے پہلے لکھا اور آپ کے تعارف کا آغاز ان القابات کے ساتھ کیا:

أحد الأئمة الأعلام ،فقيه العراق ، پھر تفصیل کے ساتھ آپ کے مناقب بیان کیے لیکن کوئی جملہ بھی جرح کا نقل نہیں کیا۔ نیز انہوں نے محدثین وحفاظ حدیث کے حالات پر مشتمل ایک کتاب ''طبقات علماء الحديث '' کے نام سے تصنیف کی، اور اس میں بھی آپ کا بہترین ترجمہ لکھا، نیز آپ کے متعلق لکھا:

كان إماما،ورعا،عالما،عاملا،متعبدا، كبير الشان،لايقبل جوائز السلطان بل يتجر ويكتسب. (1)

آپ امام، پارسا، عالم، عامل، عبادت گزار، اور بڑی شان والے تھے، آپ بادشاہوں کے انعامات قبول نہیں کرتے تھے بلکہ اپنی تجارت کر کے روزی کماتے تھے۔

۱۰.....علامہ صلاح الدین صفدی رحمۃ اللہ علیہ (متوفی ۷۶۴ھ) نے پانچ صفحات پر مشتمل آپ کا مفصل تذکرہ کیا ہے، اہل علم کی توثیقی اقوال نقل کیے، کوئی جملہ جرح کا نقل نہیں کیا، بلکہ آپ پر ''ولو قتله باباقبيس '' کے اعتبار سے جونحوی اشکال ہے اس کا بھی عمدہ جواب دیا، اور آپ کا مکمل دفاع کیا ہے: دیکھیے: (2)

۱۱.....مشہور مؤرخ علامہ یافعی رحمۃ اللہ علیہ (متوفی ۷۶۸ھ) نے ''سنة خمسين مائة '' کے ماتحت آپ کا ذکر خیر کیا، اور کوئی جملہ جرح کا نقل نہیں کیا، دیکھیے: (3)

۱۲...حافظ ابن کثیر رحمۃ اللہ علیہ (متوفی ۷۷۴ھ) نے آپ کے ترجمے کا آغاز ان الفاظ سے کیا:

هُوَ الْإِمَامُ أَبُو حَنِيفَةَ وَاسْمُهُ النُّعْمَانُ بْنُ ثَابِتٍ التَّيْمِيُّ مَوْلَاهُمُ الْكُوفِيُّ

(1) طبقات علماء الحديث: ج ۱ ص ۲۶۰

(2) الوافي بالوفيات: ترجمة: الإمام أبو حنيفه ، ج ۲۷ ص ۸۹ تا ۹۵

(3) مرآة الجنان وعبرة اليقظان: سنة خمسين ومائة، ج ۱ ص ۲۴۲ تا ۲۴۵

فَقِیهُ الْعِرَاقِ، وَأَحَدُ أَئِمَّةِ الْإِسْلَامِ، وَالسَّادَةِ الْأَعْلَامِ، وَأَحَدُ أَرْكَانِ الْعُلَمَاءِ، وَأَحَدُ الْأَئِمَّةِ الْأَرْبَعَةِ أَصْحَابِ الْمَذَاهِبِ المتبوعة، وَهُوَ أَقْدَمُهُمْ وَفَاةً، لِأَنَّهُ أَدْرَكَ عَصْرَ الصَّحَابَةِ، وَرَأَى أَنَسَ بْنَ مَالِكٍ. ❶

حافظ ابن کثیر رحمۃ اللہ علیہ نے آپ کے مناقب میں ایک جملہ بھی جرح کا نقل نہیں کیا۔

۱۳.....علامہ عبدالقادر قرشی رحمۃ اللہ علیہ (متوفی ۷۷۵ھ) نے آپ کے ترجمے کا آغاز ان القابات کے ساتھ کیا:

الإِمَام الْأَعْظَم والهمام الأقدم تَاج الْأَئِمَّة وسراج الأمةِ أَبُو حنيفَة نُعْمَان ابن ثَابت.

آپ کی زندگی کے تمام مخفی گوشوں کا تذکرہ کیا، اور آپ کی مفصل سوانح ذکر کی، دیکھئے: ❷

۱۴.....علامہ ابن جزری رحمۃ اللہ علیہ (متوفی ۸۳۳ھ) نے آپ کے ترجمے کا آغاز ان القابات سے کیا:

الإمام أبو حنيفة الكوفي فقيه العراق والمعظم في الآفاق.

مختصر الفاظ میں آپ کی جامع سوانح ذکر کی، دیکھئے: ❸

۱۵.....علامہ بدرالدین عینی رحمۃ اللہ علیہ (متوفی ۸۵۵ھ) نے آپ کی سوانح کا تفصیلی تذکرہ کرتے ہوئے دس فصلیں قائم کیں: الفصل الأول في ميلاده ونسبه، الفصل الثاني في صفته، الفصل الثالث فيمن رأى أبوحنيفه من الصحابة، الفصل الرابع في ذكر بعض مشايخه ، الفصل الخامس في ذكر من روى عنه الحديث، الفصل السادس فيمن اثنى عليه واعترف بفضله، الفصل السابع

❶ البداية والنهاية: سنة خمسين ومائة، ج ۱۰ ص ۱۱۴

❷ الجواهر المضية: ترجمة: الإمام الأعظم أبوحنيفة ، ج ۲ ص ۴۵۱ تا ۴۵۶

❸ غاية النهاية في طبقات القراء: باب النون ، النعمان بن ثابت، ج ۲ ص ۳۴۲

فـي فـطنته وورعه،الفصل الثامن أن مذهبه أحق بالتقديم،الفصل التاسع في الخبر الذى ورد حقه من طرق عديدة ،الفصل العاشر في وفاته.

آپ کے حالات ومناقب دیکھئے تفصیلاً:❶

۱۶.....علامہ جمال الدین یوسف بن تغری رحمۃ اللہ علیہ (متوفی ۸۷۴ھ) نے ''ماوقع من الحوادث سنة خمسين ومائة'' کے تحت آپ کا مبسوط ترجمہ لکھا، آخر میں لکھتے ہیں کہ میں کہتا ہوں کہ امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے مناقب بہت زیادہ ہیں، اگر میں آپ کے کثرت علوم اور مناقب کو جمع کرنا شروع کروں تو کئی جلدیں تیار ہو جائیں، دیکھئے:❷

۱۷.....علامہ جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ علیہ (متوفی ۹۱۱ھ) نے اپنی کتاب ''طبقات الحفاظ'' جو امام ذہبی رحمۃ اللہ علیہ کی ''تذكرة الحفاظ'' کا اختصار ہے اور مزید کچھ اضافات ہیں، یہ کتاب محدثین کرام کے طبقات پر لکھی گئی ہے، امام سیوطی رحمۃ اللہ علیہ نے آپ کا ذکر محدثین میں کرتے ہوئے اس کتاب میں آپ کا ترجمہ ذکر کیا، اور امام یحییٰ بن معین رحمۃ اللہ علیہ کا قول بھی نقل کیا کہ امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ ثقہ ہیں:

وَقَالَ ابن مَعِين: كَانَ ثِقَة.

آپ کے متعلق مزید اہل علم کی آراء بھی نقل کیں لیکن ایک لفظ بھی جرح کا ذکر نہیں کیا۔❸

۱۸.....علامہ محمد بن یوسف صالحی شافعی رحمۃ اللہ علیہ (متوفی ۹۴۲ھ) نے اپنی معروف کتاب ''سبل الهدى والرشاد في سيرة خير العباد'' میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے معجزات کا تذکرہ کرتے ہوئے ترپن (۵۳) نمبر باب میں عرض کیا کہ آپ کے معجزات میں سے ہے کہ آپ نے احادیث میں امام ابوحنیفہ، امام مالک، اور امام شافعی رحمہم اللہ کے وجود کی طرف اشارہ

❶مغاني الأخيار:حرف النون،ترجمة:النعمان بن ثابت،ج۳ ص ۱۲۰ تا ۱۴۲ ❷النجوم الزاهرة في ملوك مصر والقاهرة: ماوقع من الحوادث سنة خمسين ومائة، ج۲ ص۱۲، ۱۳ ❸طبقات الحفاظ:الطبقة الخامسة،ترجمة:النعمان بن ثابت،ص ۸۰

کیا، پھر اس کے بعد انہوں نے وہ روایات اسناد کے ساتھ نقل بھی کیں ہیں:

الباب الثالث والخمسون في إشارته صلى الله عليه وسلم إلى وجود الإمام أبي حنيفة والإمام مالك والإمام الشافعي رحمهم الله تعالى.

پھر آگے ''لو كان الإيمان عند الثريا'' والی روایت کے مصداق کے متعلق فرماتے ہیں کہ ہمارے شیخ (علامہ جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ علیہ) یقین کے ساتھ یہ بات فرماتے تھے کہ اس سے مراد امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ ہیں، اور اس بات میں کوئی شک نہیں، اس لئے کہ ابناء فارس میں سے کوئی بھی آپ کے مبلغ علم تک نہیں پہنچ سکا:

وما جزم به شيخنا من أن الإمام أبا حنيفة رضي الله عنه هو المراد من هذا الحديث السابق ظاهر لا شك فيه، لأنه لم يبلغ من أبناء فارس في العلم مبلغه. (1)

انہوں نے امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کی سوانح پر مکمل ایک کتاب تصنیف کی، جس کا نام ''عقود الجمان في مناقب الإمام الأعظم أبي حنيفة النعمان'' حالانکہ یہ مسلکا کوئی حنفی نہیں بلکہ شافعی ہیں، اور کتاب کے نام میں بھی آپ کے اسم گرامی کے ساتھ امام اعظم کا لقب ذکر کیا، اہل علم حضرات سے گزارش ہے کہ ایک مرتبہ اس کتاب کا ضرور مطالعہ کریں۔ اس مکمل ترجمہ میں کوئی ایک جملہ بھی جرح کا نہیں ہے۔

۱۹.....علامہ عبدالوہاب شعرانی رحمۃ اللہ علیہ (متوفی ۹۷۳ھ) نے تو امام اعظم ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کا مفصل کئی صفحات میں آپ کا دفاع کیا ہے، اور آپ پر کیے گئے اعتراضات کے مدلل جوابات دیئے، آپ فرماتے ہیں کہ جس شخص کے دل میں نور ہوگا وہ کبھی بھی اس بات کی جرأت نہیں کرے گا کہ وہ ائمہ کا تذکرہ برائی کے ساتھ کرے:

مَنْ كَانَ فِي قَلْبِهِ نُوْرٌ لَا يَتَجَرَّأُ أَنْ يَذْكُرَ أَحَدًا مِنَ الْأَئِمَّةِ بِسُوْءٍ.

(1) سبل الهدى: أبو اب معجزاته، الباب الثالث والخمسون، ج ۱۰ ص ۱۱۶

آپ فرماتے ہیں کہ ائمہ زمین میں اس طرح ہیں جس طرح آسمان میں ستارے:

إِذِ الْأَئِمَّةُ كَالنُّجُوْمِ فِي السَّمَاءِ.

نیز آپ فرماتے ہیں کہ کسی شخص کے لئے مناسب نہیں ہے کہ وہ ائمہ اربعہ کو برا بھلا کہے، خصوصاً امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ کو، کسی شخص کے لئے یہ مناسب نہیں ہے کہ وہ ان پر اعتراض کرے اس لئے کہ وہ تمام ائمہ میں جلیل القدر ہیں، اوران کا مذہب تدوین کے اعتبار سے سب سے مقدم ہے، اوران کی سند نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے سب سے زیادہ قریب ہے، آپ اکابر تابعین کے افعال کا مشاہدہ کرنے والے ہیں:

لاسيما الإمام أبو حنيفة فلاينبغي لأحد الاعتراض عليه، لكونه من أجل الأئمه، وأقدمهم تدوينا للمذهب، وأقربهم سندا إلى رسول الله صلى الله عليه وسلم، ومشاهد الفعل أكابر التابعين من الأئمة رضي الله عنهم اجمعين.[1]

نیز علامہ شعرانی رحمہ اللہ نے اپنی مشہور کتاب ''المیزان الکبری'' میں کئی فصلیں قائم کی ہیں اور امام صاحب پر کئے گئے مطاعن کے مفصل جوابات دیئے ہیں، آپ نے جو سب سے پہلی فصل قائم کی ہے اس کا عنوان یہ ہے ''الفصل الأوّل في شهادة الأئمة له بغزارة العلم وبيان أن جميع أقواله وأفعاله وعقائده مشيدة بالكتاب والسنة'' نیز آپ فرماتے ہیں کہ جب میں مذاہب کے ادلہ پر اپنی کتاب تالیف کررہا تھا تو میں نے خوب غور وخوض اور تتبع سے امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ اور آپ کے اصحاب کے اقوال کو دیکھا، میں نے نہیں پایا آپ کے اقوال کو اور نہ ہی آپ کے متبعین کے اقوال کو مگر یہ کہ ان کے پاس اپنے قول پر دلیل موجود ہوتی تھی، قرآنی آیت کی صورت میں، یا حدیث کی

[1] الميزان الكبرى: ج ۱ ص ۶۹

صورت میں، یا اثر یا ایسی ضعیف حدیث جس کے کثرت طرق موجود ہوں یا قیاس صحیح جو اصل صحیح پر مبنی ہو اس کی صورت میں دلیل موجود ہوتی تھی، پس جو ان دلائل پر مطلع ہونا چاہے تو اسے چاہئے کہ میری مذکورہ کتاب کا مطالعہ کرے:

وقد تتبعت بحمد اللّٰه أقواله وأقوال أصحابه لما ألفت كتاب أدلة المذاهب فلم أجد قولا من أقواله أو أقوال أتباعه إلا وهو مستند إلى آية أو حديث أو أثر أو إلى مفهوم ذلك أو حديث ضعيف كثرت طرقه أو إلى قياس صحيح على أصل صحيح فمن أراد الوقوف على ذلك فليطالع كتابي المذكور. ❶

نیز اس فصل کے آخر میں فرماتے ہیں کہ ائمہ کرام اور ان کے متبوعین کے بارے میں اپنی زبانوں کو بند رکھو یہ سب صراط مستقیم پر گامزن تھے:

فاعلم ذلك واحفظ لسانك مع الأئمة وأتباعهم فانهم على هدى مستقيم. ❷

پھر دوسری فصل قائم کی جس کا عنوان یہ ہے "فصل في بيان ضعف قول من نسب الإمام أبا حنيفة إلى أنه يقدِّم القياس على حديث رسول اللّٰه صلى اللّٰه عليه وسلم".

اس فصل میں انہوں نے دلائل سے ثابت کیا ہے کہ یہ بات غلط ہے کہ امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ قیاس کو حدیث پر مقدم کرتے تھے، اور خود امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کا قول بھی نقل کیا، آپ نے فرمایا: اللہ کی قسم! یہ ہم پر افتراء باندھا گیا ہے ہم قیاس کو نص پر مقدم کرتے ہیں، بھلا نص

❶ الميزان الكبرى: الفصل الأوّل، ج ۱ ص ۶۴ ❷ الميزان الكبرى: الفصل الأوّل، ج ۱ ص ۶۴ ج ۱

کے ہوتے ہوئے بھی قیاس کی کوئی ضرورت ہے؟ یعنی قیاس کی ضرورت تو وہاں پیش آتی ہے جہاں نص موجود نہ ہو، نص کے ہوتے ہوئے قیاس کی ضرورت نہیں:

كذب والله! افترى علينا من يقول عنا إننا نقدم القياس على النص وهل يحتاج بعد النص إلى القياس.

پھر آگے تیسری فصل قائم کی ہے جس کا عنوان یہ ہے "فصل في تضعيف قول من قال إن أدلة مذهب الإمام أبي حنيفة ضعيفة غالبا" اس کے تحت انہوں نے تفصیلا نقل کیا کہ میں نے ائمہ حنفیہ کی کتابوں کا مطالعہ کیا میں نے ان کے دلائل کو ہر جگہ قوی پایا۔ اور میں نے بڑی تلاش و جستجو کے بعد ان کے اقوال و دلائل کو اپنی اس کتاب میں جمع کر دیا "المنهج المبين في بيان أدلة مذاهب المجتهدين"۔

خلاصہ کلام یہ ہے کہ انہوں نے امام اعظم رحمہ اللہ کا مفصل اور مدلل دفاع کیا ہے، اہل علم حضرات سے گزارش ہے کہ ان مباحث کا ایک دفعہ ضرور مطالعہ کریں۔

یاد رہے کہ یہ کسی حنفی نہیں بلکہ شافعی المسلک معتدل مزاج امام کی شہادت ہے۔

۲۰.....علامہ ابن العماد حنبلی رحمہ اللہ (متوفی ۱۰۸۹ھ) "سنة خمسين ومائة" کے تحت امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ کا مفصل تذکرہ کیا، آپ کی ذہانت اور تبحر علمی کے چند واقعات بھی نقل کیے، لیکن کوئی جملہ جرح کا نقل نہیں کیا، دیکھئے۔ [1]

خلاصہ کلام یہ ہے کہ صحاح ستہ کے رجال پر لکھی گئی کتابیں، اور مذکورہ بالا بیس اکابر اہل تصانیف جن کا اوپر تذکرہ ہوا کسی نے امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ کے مناقب میں کوئی ایک جملہ بھی جرح کا نقل نہیں کیا، اگر کتاب کی طوالت اور قارئین کی اکتاہٹ اور وقت کی نزاکت کا خیال نہ ہوتا تو بندہ بفضل اللہ تعالیٰ مزید بیس حوالے اور بھی نقل کر سکتا تھا، لیکن "خير الكلام ماقل ودل"

[1] شذرات الذهب في أخبار من ذهب: سنة خمسن ومائة، ج۲ ص ۲۲۹ تا ۲۳۴

# صحاح ستہ کے رجال پر لکھی گئی کتب میں امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ پر کوئی جرح نہیں

صحاح ستہ کے رجال پر لکھی گئی کتابوں میں کسی ایک کتاب میں بھی امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ پر کوئی جرح نہیں کی گئی ہے، بلکہ ان تمام کبار محدثین نے امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے مناقب اور آپ کے متعلق کبار اہل علم کے توثیقی اقوال اور آپ کی رفعت شان سے متعلق مدحیہ اقوال نقل کئے ہیں، آپ کے ترجمے کو ہر ایک نے بسط کے ساتھ لکھا، اور آپ کی گراں قدر علمی، فقہی خدمات کو خراج تحسین پیش کیا۔

۱.....امام جمال الدین ابوالحجاج یوسف بن زکی مزی شافعی رحمۃ اللہ علیہ (متوفی ۷۴۲ھ) امام ذہبی رحمۃ اللہ علیہ (متوفی ۷۴۸ھ) نے ان کا تذکرہ اپنی شہرۂ آفاق "تذکرة الحفاظ" میں کیا، اور ان کے متعلق فرمایا کہ علم لغت کی طرف متوجہ ہوئے تو اس میں مہارت حاصل کی، پھر علم صرف اور علم ادب میں کمال پیدا کیا، اسماء الرجال میں تو آپ کا جواب نہیں تھا، اور نہ اس فن میں آنکھوں نے آپ جیسا کوئی دوسرا آدمی دیکھا:

ونظر في اللغة ومهر فيها وفي التصريف وقرأ العربية، وأما معرفة الرجال فهو حامل لوائها والقائم بأعبائها لم تر العيون مثله. [1]

امام مزی رحمۃ اللہ علیہ نے رجال حدیث پر "تهذيب الكمال في أسماء الرجال" کے نام سے پینتیس (۳۵) جلدوں میں کتاب تصنیف کی، اس کتاب میں امام مزی رحمۃ اللہ علیہ نے امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کا ترجمہ انتیس نمبر جلد میں نقل کیا ہے، اور صفحہ نمبر ۴۱۷ سے ۴۴۵ تک،

[1] تذكرة الحفاظ: ترجمة المزي جمال الدين أبو الحجاج يوسف بن الزكي، ج۴ ص ۱۹۳

تقریبا اٹھائیس صفحات میں آپ کے مبسوط حالات، آپ کے اساتذہ وتلامذہ کا تذکرہ، اکابر اہل علم کی آراء، آپ کے تقوی وطہارت، اخلاص وللّٰہیت، عبادت گزاری وشب بیداری، نیز فقاہت میں آپ کی جلالت شان کے متعلق بھی ماہرین فن کی آراء نقل کیں ہیں، لیکن ان اٹھائیس صفحات میں ایک جملہ بھی آپ کے متعلق جرح کا نقل نہیں کیا، یہ کسی حنفی نہیں بلکہ شافع المسلک اور فن رجال کے ماہر شہسوار کی آپ کے متعلق شہادت ہے، صرف یہی نہیں بلکہ آپ کی توثیق میں فن اسماء الرجال کے ماہرین محدثین کی آراء صیغہ جزم کے ساتھ نقل کیں ہیں، امام الجرح والتعدیل حافظ یحیی بن معین رحمۃ اللہ علیہ (متوفی ۲۳۳ھ) فرماتے ہیں کہ امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ ثقہ ہیں، آپ وہی حدیث بیان کرتے تھے جو آپ کو حفظ ہوتی تھی، جو حدیث آپ کو حفظ نہ ہو آپ اسے بیان نہیں کرتے تھے:

كَانَ أَبُو حنيفة ثقة لا يحدث بالحديث إلا بما يحفظه ولا يحدث بما لا يحفظ.[1]

یہی امام ابن معین رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ علم حدیث میں ثقہ ہیں:

كَانَ أَبُو حنيفة ثقة فِي الحديث.[2]

نیز امام یحیی بن معین رحمۃ اللہ علیہ ہی فرماتے ہیں کہ امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ ہمارے نزدیک اہل صدق میں سے ہیں، اور آپ پر جھوٹ کی تہمت نہیں لگائی گئی، ابن ہبیرہ رحمۃ اللہ علیہ نے آپ کو عہدہ قضاء قبول کرنے کے لئے زدوکوب بھی کیا، لیکن آپ نے پھر بھی قاضی بننے سے انکار کیا:

كَانَ أَبُو حنيفة عندنا من أهل الصدق، ولم يتهم بالكذب، ولقد ضربه ابن هبيرة عَلَى القضاء فأبى أن يكون قاضيا.[3]

[1] تهذيب الكمال في أسماء الرجال: ترجمة: النعمان بن ثابت: ج ۲۹ ص ۴۲۴

[2] تهذيب الكمال في أسماء الرجال: ترجمة: النعمان بن ثابت: ج ۲۹ ص ۴۲۴

[3] تهذيب الكمال في أسماء الرجال: ترجمة: النعمان بن ثابت: ج ۲۹ ص ۴۲۴

ان تینوں اقوال کو امام مزی رحمۃ اللہ علیہ نے صیغہ جزم کے ساتھ نقل کیا ہے، اور آپ نے خود اس کتاب کے مقدمے میں فرمایا کہ ہم جس بات کو صیغہ جزم کے ساتھ نقل کریں تو اس کے قائل اور محکی عنہ کے درمیان سند ہمارے علم کے مطابق بالکل درست ہے، یعنی فنی اعتبار سے وہ بات بالکل درست ہے، اور ہم بھی اس کی صحت کے قائل ہیں اسی وجہ سے صیغہ جزم کے ساتھ نقل کیا، البتہ اگر ہم صیغہ تمریض کے ساتھ نقل کریں تو اس بات میں نظر ہے:

وما لم نذكر إسناده فيما بيننا وبين قائله: فما كان من ذلك بصيغة الجزم، فهو مما لا نعلم بإسناده عن قائله المحكي ذلك عنه بأسًا، وما كان منه بصيغة التمريض، فربما كان في إسناده إلى قائله ذلك نظر. ❶

اس سے یہ بات معلوم ہوگئی کہ امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کی توثیق امام یحیی بن معین رحمۃ اللہ علیہ سے صیغہ جزم کے ساتھ اور الفاظ ثقاہت میں سے بھی ''ثقة'' کے صریح اور واضح لفظ سے ثابت ہے۔

۲.....امام شمس الدین ابوعبداللہ محمد بن احمد بن عثمان ذہبی رحمۃ اللہ علیہ (متوفی ۷۴۸ھ) فن اسماء الرجال کے مسلم امام، جن کے متعلق حافظ ابن حجر عسقلانی رحمۃ اللہ علیہ (متوفی ۸۵۲ھ) فرماتے ہیں:

هو من أهل الاستقراء التام في نقد الرجال.

انہوں نے امام مزی رحمۃ اللہ علیہ کی کتاب ''تهذيب الكمال'' کا اختصار کیا ''تذهيب تهذيب الكمال'' کے نام سے، اس کتاب کا مخطوطہ جامعہ اسلامیہ مدینہ منورہ کے مکتبہ میں موجود ہے، اور اب یہ کتاب الحمد للہ چھپ چکی ہے، اس کتاب میں آپ کا ترجمہ آٹھ (۸) صفحات پر مشتمل ہے۔

امام ذہبی رحمۃ اللہ علیہ نے آپ کے پندرہ (۱۵) اساتذہ اور اٹھارہ (۱۸) تلامذہ کے اسماء نقل

❶ تهذيب الكمال: مقدمة المولف، ج ۱ ص ۱۵۳

کیے، اور آپ کی توثیق وتوصیف میں اکابر اہل علم کی تصریحات نقل کیں، اور ایک جملہ بھی آپ کے متعلق جرح کا نقل نہیں کیا، آخر میں فرماتے ہیں:

قلت: قد أحسن شيخنا أبو الحجاج حيث لم يورد شيئا يلزم منه التضعيف. ❶

میں (امام ذہبی) کہتا ہوں ہمارے شیخ ابوالحجاج مزی نے یہ بہت اچھا کیا کہ آپ کے متعلق کوئی ایسی بات نقل نہیں کی جس سے آپ کا ضعف ثابت ہو۔

نیز امام ذہبی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی مشہور تصنیف "تاریخ الإسلام ووفيات المشاهير والأعلام" جو دار الکتاب العربی سے باون (۵۲) جلدوں میں چھپی ہے، اس کتاب کی نویں جلد میں "سنة خمسين ومائة" کے تحت امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کا (۹) صفحات میں مبسوط ترجمہ نقل کیا ہے، اس میں ایک لفظ بھی جرح پر مشتمل نہیں ہے بلکہ آپ کی توثیق وتوصیف میں متعدد کبار اہل علم کے اقوال نقل کئے ہیں، دیکھئے تفصیلا: ❷

اسی طرح امام ذہبی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی کتاب "سير أعلام النبلاء" میں پندرہ (۱۵) صفحات میں امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کا ترجمہ لکھا ہے، لیکن اس میں کوئی ایک جملہ بھی ایسا نہیں ہے جس میں امام صاحب پر جرح ہو، پورا مبسوط ترجمہ امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے مناقب پر مشتمل ہے، دیکھئے تفصیلا: ❸

اسی طرح امام ذہبی رحمۃ اللہ علیہ نے آپ کا تذکرہ متعدد کتب میں کیا مثلاً "تذكرة الحفاظ، العبر في تاريخ من غبر، المعين في طبقات المحدثين، ذكر من يعتمد قوله

❶ تذهيب تهذيب الكمال: ترجمة: النعمان بن ثابت، ج ۹ ص ۲۱۸ تا ۲۲۶

❷ تاريخ الإسلام: سنة خمسين ومائة، ج ۹ ص ۳۰۵ تا ۳۱۴

❸ سير أعلام النبلاء: ترجمة: النعمان بن ثابت، ج ۶ ص ۳۹۰ تا ۴۰۵

في الجرح والتعديل، مناقب أبي حنيفة وصاحبيه، دول الإسلام ''ان تمام کتابوں میں امام صاحب کے متعلق کوئی جملہ جرح کا موجود نہیں، بلکہ ان تمام میں آپ کے مناقب اور آپ کی توثیق وتوصیف میں گراں قدر محدثین وفقہاء کی آراء ہیں۔

امام ذہبی رحمۃ اللہ علیہ نے صحاح ستہ کے رجال پر ''الکاشف في معرفة من له رواية في الكتب الستة'' لکھی اس کتاب میں آپ کا ذکر خیر کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ میں نے آپ کی سیرت پر مستقل ایک کتاب تصنیف کی ہے۔ اس ترجمہ میں امام صاحب پر کوئی جملہ جرح کا نقل نہیں کیا، دیکھئے: [1]

امام ذہبی رحمۃ اللہ علیہ کی تصانیف میں صرف ''میزان الاعتدال في نقد الرجال'' میں امام صاحب پر جرح نقل ہے حالانکہ وہ جرح امام ذہبی رحمۃ اللہ علیہ نے نہیں کی بلکہ متعصبین نے اس جرح کو اپنی طرف سے اس کتاب میں شامل کیا ہے، قدیم نسخوں میں اس جرح کا کوئی ذکر نہیں ہے، امام ذہبی رحمۃ اللہ علیہ نے خود اس کتاب کے مقدمے میں فرمایا کہ میں اپنی اس کتاب میں ائمہ متبوعین میں سے کسی کا ذکر نہیں کروں گا، اہل اسلام میں ان کی جلالتِ شان اور لوگوں کے دلوں میں ان کی عزت واحترام کی وجہ سے، پھر آپ نے سب سے پہلے امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کا نام ذکر کیا:

وكذا لا أذكر في كتابي من الأئمة المتبوعين في الفروع أحدا لجلالتهم في الإسلام وعظمتهم في النفوس، مثل أبي حنيفة والشافعي والبخاري. [2]

اب یہ دیکھنے کے لئے کہ یہ جرح اس کتاب میں کس نے داخل کی؟ اور متعدد علماء کی تصریحات کہ یہ جرح اس کتاب میں متعصبین نے داخل کی، اس کتاب کے آخر میں اس عنوان

[1] الكاشف: ترجمة: نعمان بن ثابت، ج ۲ ص ۳۲۲ [2] ميزان الاعتدال: مقدمة، ج ۱ ص ۲

کے تحت دیکھیں ''میزان الاعتدال کے نسخے میں امام ابوحنیفہ پر جرح اور اس کا جواب''

۳.....امام محمد بن حسن بن حمزۃ المعروف ابوالمحاسن حسینی رحمہ اللہ (متوفی ۷۶۵ھ) کی تصنیف ''التذکرۃ بمعرفۃ رجال الکتب العشرۃ'' اس کتاب میں آپ نے صحاح ستہ اور مسند ابی حنیفہ، موطا مالک، مسند شافعی، مسند احمد، ان دس کتابوں کے رجال کے حالات لکھیں، یہ کتاب پہلے مطبوعہ نہیں تھی، اس کتاب کا مخطوطہ جامعہ اسلامیہ مدینہ منورہ میں رقم ۱۲۳ کے تحت موجود ہے، اب الحمد للہ یہ کتاب چھپ چکی ہے، اس میں علامہ حسینی رحمہ اللہ نے امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ کے نو (۹) اساتذہ اور آٹھ (۸) تلامذہ کا ذکر کیا ہے، پھر آپ کے متعلق اکابر اہل علم کے توصیفی اور توثیقی اقوال نقل کیے، علامہ حسینی رحمہ اللہ نے اپنی اس تصنیف میں امام صاحب کے ترجمے میں آپ کے متعلق جرح کا کوئی قول نقل نہیں کیا، اور آپ کی توثیق میں امام یحیی بن معین رحمہ اللہ کے وہ اقوال نقل کیے جن کا تذکرہ ماقبل میں ہوا۔ ❶

۴.....امام برہان الدین ابوالفضل ابراہیم بن محمد بن خلیل طرابلسی حلبی شافعی رحمہ اللہ (متوفی ۸۴۱ھ) نے صحاح ستہ کے رجال پر ''نہایۃ السؤل في رجال الستۃ الأصول'' لکھی ان کے تفصیلی حالات ''لحظ الألحاظ بذیل تذکرۃ الحفاظ'' ج ۱ ص ۲۰۱ تا ۲۰۶ میں ملاحظہ فرمائیں، انہوں نے ان کی اس تصنیف کا نام ''غایۃ السُّؤل في رجال الستۃ الأصول'' ذکر کیا ہے، یہ کتاب مطبوعہ نہیں ہے، اس کتاب کے مخطوطے کا عکس جامعہ اسلامیہ مدینہ منورہ میں موجود ہے، محقق العصر علامہ عبدالرشید نعمانی رحمہ اللہ نے اس کتاب سے امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ کا ترجمہ نقل کیا ہے، اس میں کوئی ایک جملہ بھی جرح کا موجود نہیں ہے۔ ❷

❶ التذکرۃ بمعرفۃ رجال الکتب العشرۃ: ترجمۃ: النعمان بن ثابت، ج ۲ ص ۱۷۷۲، ۱۷۷۳، رقم الترجمۃ: ۷۱۱۸ ❷ مکانۃ الإمام أبي حنیفۃ في الحدیث: ص ۱۰۰، ۱۰۱

۵.... شیخ الاسلام حافظ الدنیا شارح بخاری حافظ ابن حجر عسقلانی رحمۃ اللہ علیہ (متوفی ۸۵۲ھ) نے اپنی تصنیف ''تھذیب التھذیب'' میں امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کا عمدہ ترجمہ لکھا، اور ایک قول بھی ایسا نقل نہیں کیا جس میں ادنی اشارہ بھی آپ کے ضعف کی طرف ہو، بلکہ آپ کی توثیق میں امام الجرح والتعدیل یحیی بن معین رحمۃ اللہ علیہ کے اقوال نقل کیے:

سمعت ابن معين يقول كان أبو حنيفة ثقة لا يحدث بالحديث إلا بما يحفظه ولا يحدث بما لا يحفظ. عن ابن معين كان أبو حنيفة ثقة في الحديث. ❶

حافظ ابن حجر رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کو فن جرح وتعدیل میں بھی دسترس حاصل تھی، اسی وجہ سے جابر جعفی کے متعلق آپ کی جرح اور امام عطاء بن ابی رباح رحمۃ اللہ علیہ کے متعلق آپ کا توثیقی قول بھی نقل کیا:

ما رأيت أكذب من جابر الجعفي ولا أفضل من عطاء بن أبي رباح.

اور آخر میں فرماتے ہیں کہ امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے مناقب بہت زیادہ ہیں، پس اللہ تعالیٰ ان سے راضی ہو، اور جنت الفردوس میں انہیں جگہ عطاء فرمائے:

مناقب الإمام أبي حنيفة كثيرة جدا فرضي الله تعالى عنه وأسكنه الفردوس.

بندہ نے آپ کے سامنے امام مزی، امام ذہبی اور حافظ ابن حجر رحمہم اللہ کے حوالے سے امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے مناقب نقل کیے، اور تینوں حضرات نے امام صاحب کے ترجمے میں آپ پر کوئی جرح نقل نہیں کی، علامہ جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ علیہ (متوفی ۹۱۱ھ) فرماتے ہیں کہ میں کہتا ہوں کہ محدثین رجال حدیث اور دیگر فنون حدیث میں اس وقت چار حفاظ حدیث کے عیال ہیں، امام مزی، امام ذہبی، علامہ عراقی، حافظ ابن حجر رحمہم اللہ:

❶ تهذيب التهذيب: ترجمة: النعمان بن ثابت، ج ۱۰ ص ۴۵۲، ۴۵۳

وَالَّذِی أقوله إن المُحدثين عِيَال الآن فِي الرِّجَال وَغَيرهَا من فنون الحَدِيث على أَرْبَعَة الْمزی والذهبي والعراقي وَابن حجر. ❶

٦.....امام احمد بن عبداللہ خزرجی انصاری رحمۃ اللہ علیہ (متوفی ۹۲۳ھ) نے اپنی کتاب ''خلاصة تذهيب تهذيب الكمال في أسماء الرجال'' یہ کتاب امام ذہبی رحمۃ اللہ علیہ کی ''تذهيب تهذيب الكمال'' کا بہترین خلاصہ ہے، یہ کتاب بھی صحاح ستہ کے رجال پر لکھی گئی ہے، انہوں نے نہایت اختصار کے ساتھ راویان حدیث کے حالات نقل کیے ہیں، امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے ترجمہ میں آپ کے متعلق محدثین کے توصیفی اقوال نقل کیے، اور کوئی جرح نقل نہیں کی بلکہ آپ کے متعلق فرمایا کہ امام یحیی بن معین رحمۃ اللہ علیہ نے آپ کی توثیق کی ہے:

وَثَّقَهُ ابن معِين. ❷

خلاصہ کلام یہ ہے کہ صحاح ستہ کے رجال پر لکھی گئی کتابوں میں امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ پر کوئی جرح نہیں بلکہ سب نے آپ کے مناقب اور توثیق و توصیف نقل کی ہے۔

## امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ پر نقد و جرح اور اسکے جوابات

### امام ابوحنیفہ اور ابن ابی شیبہ رحمہما اللہ

حافظ ابوبکر عبداللہ بن محمد بن ابی شیبہ رحمۃ اللہ علیہ (متوفی ۲۳۵ھ) آپ نے مصنف ابن ابی شیبہ کے نام سے ایک ضخیم کتاب لکھی ہے، جس کے متعلق ملا چلپی رحمۃ اللہ علیہ (متوفی ۱۰۶۷ھ) فرماتے ہیں یہ مصنف بڑی عمدہ کتاب ہے، جن میں فتاوی تابعین، اقوال صحابہ اور احادیث

❶ طبقات الحفاظ: ترجمة: شمس الدين أبو عبدالله محمد بن أحمد الذهبي، ص ۵۲۲، رقم الترجمہ: ۱۱۴۴

❷ خلاصة تذهيب تهذيب الكمال: حرف النون، ترجمة: النعمان بن ثابت، ص ۴۰۲

رسول صلی اللہ علیہ وسلم کو محدثین کے طریقہ پر اسانید کے ساتھ جمع کیا ہے، اور ترتیب فقہی پر اس کی کتب وابواب کو مرتب کیا ہے:

وهو: كتاب كبير جدا، جمع فيه فتاوى التابعين، وأقوال الصحابة، وأحاديث الرسول على طريقة المحدثين بالأسانيد مرتبا على الكتب والأبواب على ترتيب الفقه. [1]

امام ابو بکر ابن ابی شیبہ رحمۃ اللہ علیہ امام صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے ناقدین میں شامل ہیں مگر ان کی تنقید بعض فقہی مسائل تک محدود ہے، آپ نے اس کتاب میں مستقل ایک فصل قائم کی ہے جس کا عنوان ہے:

كتاب الرد على أبي حنيفة هذا ما خالف به أبو حنيفة الأثر الذى جاء عن رسول الله صلى الله عليه وسلم.

اس عنوان کے تحت انہوں نے یہ دعوی کیا ہے کہ امام صاحب نے (۱۲۵) مسائل میں احادیث وآثار کی مخالفت کی ہے۔

محقق العصر علامہ زاہد الکوثری رحمۃ اللہ علیہ (متوفی ۱۳۷۱ھ) نے اپنی کتاب "النکت الطريفة في التحدث عن ردود ابن أبي شيبة على أبي حنيفة" کے آغاز میں ان اعتراضات کے متعلق فرماتے ہیں:

امام ابن ابی شیبہ رحمۃ اللہ علیہ کے ان (۱۲۵) اعتراضات میں سے نصف وہ ہیں جن میں دونوں جانب قوی آثار واحادیث موجود ہیں لہذا اختلاف صرف وجوہ ترجیح کا رہ جاتا ہے، باقی نصف کے پانچ حصوں میں سے پہلا حصہ وہ ہے جس میں امام صاحب نے کسی خبر واحد کو کتاب اللہ کی وجہ سے چھوڑا ہے، دوسرے حصے میں خبر مشہور کی وجہ سے کم درجے کی حدیث پر عمل نہیں کیا، اور تیسرے حصے میں مدارک اجتہاد اور فہم معانی حدیث کے

[1] كشف الظنون عن أسامي الكتب والفنون: باب الميم، المصنف، ج ۲ ص ۱۷۱۱

فرق کی وجہ سے الگ راہ اختیار کی ہے، چوتھے حصے میں مولف نے حنفی مذہب سے ناواقفیت کی بناء پر اعتراض کیا ہے، اور پانچویں حصے میں جو بارہ تیرہ مسائل پر مشتمل ہیں علی سبیل التنزل یہ کہا جاسکتا ہے کہ امام صاحب کے مدونہ مسائل کی کثرت کے اعتبار سے صفر کے قریب ہوتی ہے کیونکہ ان کی تعداد بارہ لاکھ ستر ہزار تک (۱۲۷۰۰۰۰) ہے، گویا ایک لاکھ (۱۰۰۰۰۰) مسائل میں ایک مسئلہ ہے اور یہ کون کہتا ہے کہ امام صاحب معصوم تھے؟ ❶

علامہ زاہد الکوثری رحمہ اللہ نے نہایت تفصیل کے ساتھ ہر ایک اعتراض کا بڑا مفصل اور مدلل جواب دیا، کتاب کا تحقیقی معیار نہایت بلند ہے، تحقیق وتدقیق کا ایک گنجینہ ہے بنظر انصاف اس کتاب کے مطالعہ کے بعد کوئی اشکال باقی نہیں رہتا، اہلِ علم حضرات اس کتاب کا ایک مرتبہ ضرور مطالعہ کریں۔

## امام ابن ابی شیبہ رحمہ اللہ کے اعتراضات کے جوابات پر لکھی گئی کتابیں

امام ابن ابی شیبہ رحمہ اللہ کے ان اعتراضات کے جوابات میں بہت سے اہل علم نے کتابیں لکھیں ہیں جن میں سے چند ایک یہ ہیں:

۱...الدر المنيفة في الرد على ابن أبي شيبة في ما أورده على أبي حنيفة.

(علامہ عبدالقادر قرشی رحمہ اللہ متوفی ۷۷۵ھ)

۲.....الأجوبة المنيفة عن اعتراضات ابن أبي شيبة على أبي حنيفة.

(علامہ قاسم بن قطلو بغا رحمہ اللہ متوفی ۸۷۹ھ)

۳...النكت الطريفة في التحدث عن ردود ابن أبي شيبة على أبي حنيفة.

(علامہ زاہد الکوثری رحمہ اللہ متوفی ۱۳۷۱ھ)

۴.....علامہ محمد بن یوسف صالحی دمشقی شافعی رحمہ اللہ (متوفی ۹۴۲ھ) "صاحب

❶ النكت الطريفة في التحدث عن ردود ابن أبي شيبة على أبي حنيفة: ص ۵

سبل الهدى والرشاد في سيرة خير العباد " نے "عقود الجمان في مناقب الإمام أبي حنيفة النعمان" میں لکھا ہے کہ خودانہوں نے بھی ابن ابی شیبہ کے رد میں ایک مستقل تالیف شروع کی تھی اور دس حدیثوں تک جوابات بھی لکھ لئے تھے مگر بعد میں یہ اندازہ ہوا کہ جس پیمانہ پرانہوں نے جواب لکھنا شروع کیا ہے وہ دوجلدوں میں آئے گا تو قلم روک لیا کیونکہ اس زمانے میں یہ سبل الہدی کی تکمیل میں مصروف تھے۔

۵.....ملا چلپی رحمۃ اللہ علیہ نے ایک اور تصنیف کا بھی ذکر کیا جس کا نام" الرد على من رد على أبي حنيفة" ہے:

الرد على من رد على أبي حنيفة وافتخر به، وجعله بابا في كتابه وهو الحافظ: أبو بكر بن أبي شيبة فشرع الراد في تحرير مسائله أولا مع أدلته، ثم تقرير أصل المسألة مع أجوبته في مختصر أوله: الحمد لله الذى هدانا إلى الصراط المستقيم ...الخ۔ ❶

مولانا احمد حسن سنبھلی رحمۃ اللہ علیہ کی یہ کتاب مکتبہ فاروقیہ ہند سے شائع ہو چکی ہے۔

٦.....مكانة الإمام أبي حنيفة بين المحدثين، علامہ محمد بن قاسم حارثی کی ہے انہوں نے نہایت تفصیل وتحقیق کے ساتھ مکمل (۱۲۵) اعتراضات کے جوابات دیئے ہیں، ابتداء میں امام صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے تفصیلی حالات، آپ کے شیوخ وتلامذہ، علم حدیث میں آپ کا مقام، حدیث ضعیف کے متعلق امام صاحب کا موقف، حدیث مرسل کے متعلق ائمہ احناف کی آراء، اپنے موضوع سے متعلق نہایت عمدہ کتاب ہے۔

## نعیم بن حماد رحمۃ اللہ علیہ اوران کی تنقید

امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے نعیم بن حماد رحمۃ اللہ علیہ کے طریق سے یہ روایت نقل کی ہے کہ حضرت

❶ كشف الظنون عن أسامى الكتب والفنون: باب الراء، الرد، ج ۱ ص ۸۴۰

سفیان ثوری رحمہ اللہ کو جب امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ کی وفات کی خبر پہنچی تو فرمانے لگے:

الحمد لله كان يُنقض الإسلام عروةً عروةً ما وُلد في الإسلام أشأم منه. ❶

الحمد للہ کہ وہ مر گیا وہ تو اسلام کی کڑیوں کو ایک ایک حلقہ کر کے توڑتا تھا، اسلام میں اس سے بڑا بدبخت کوئی پیدا ہی نہیں ہوا۔

جواب: امام صاحب رحمہ اللہ کی مدح میں حضرت سفیان ثوری رحمہ اللہ سے بہت سے اقوال منقول ہیں جن کا ذکر ماقبل میں تفصیلا ہوا ہے۔

حضرت سفیان ثوری رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ جو شخص امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ کی مخالفت کرے وہ اس بات کا محتاج ہے کہ وہ ان سے اونچے درجے کا ہو اور ان سے زیادہ علم والا ہو لیکن اس کا پایا جانا مستبعد ہے:

سمعت سفيان الثوری يقول: إن الذی يخالف أبا حنيفة يحتاج أن يكون أعلى منه قدرا وأوفر علما وبعيد ما يوجد ذلک. ❷

محمد بن بشر رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ میں سفیان ثوری اور امام ابوحنیفہ رحمہما اللہ کے پاس آتا جاتا تھا، جب امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ کے پاس آتا ہے تو وہ پوچھتے کہاں سے آئے ہو؟ تو میں عرض کرتا کہ سفیان ثوری کے پاس سے، تو فرماتے تم ایسے شخص کے پاس سے آئے ہو کہ اگر علقمہ اور اسود رحمہما اللہ آجائیں تو ان کے علم کا محتاج ہوتے، پھر میں سفیان ثوری رحمہ اللہ کے پاس آتا تو وہ پوچھتے کہاں سے آئے ہو؟ تو میں عرض کرتا امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ کے پاس سے، تو وہ فرماتے بلاشبہ آپ روئے زمین پر سب سے بڑے فقیہ کے پاس سے آئے ہو۔

حدثنی محمد بن بشر قال: كنت أختلف إلى أبي حنيفة وإلى سفيان

❶ الضعفاء الصغير: باب النون، ترجمة: النعمان بن ثابت، ص ۱۳۲

❷ عقود الجمان في مناقب الإمام الأعظم أبي حنيفة النعمان: الباب العاشر، ص ۱۹۰

فـآتـی أبا حنيفة فيقول لی من أين جئت؟ فأقول من عند سفيان. فيقول لقد جئـت مـن عند رجل لو أن علقمة والأسود حضرا لاحتاجا إلى مثله، فآتی سـفيـان فيقول لی من أين؟ فأقول من عند أبي حنيفة، فيقول: لقد جئت من عند أفقه أهل الأرض. ❶

اندازہ کیجئے یہ وہی سفیان ثوری رحمۃ اللہ علیہ ہیں جو امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے متعلق فرمارہے ہیں کہ روئے زمین کے سب بڑے فقیہ ہیں، وہ امام صاحب پر کیسے جرح کرسکتے ہیں؟

حضرت سفیان ثوری رحمۃ اللہ علیہ کو ابتداء میں آپ سے اس غلط فہمی کی بناء پر کچھ تکدر تھا کہ آپ قیاس کو نصوص پر مقدم رکھتے ہیں، چنانچہ ایک موقع پر حضرت سفیان ثوری، امام مقاتل بن حیان، حماد بن سلمہ اور امام جعفر صادق رحمۃ اللہ علیہم امام صاحب کے پاس آئے اور بہت سے مسائل پر صبح سے ظہر تک گفتگو رہی، جس میں امام صاحب نے اپنے مذہب پر دلائل پیش کیئے اور ان کے اعتراضات کے جوابات دیئے، تو آخر میں سب حضرات نے امام صاحب کے ہاتھوں اور پیشانی کو بوسہ دیا اور ان سے کہا:

أنت سيد العلماء فاعف عنا فيما مضى منا من وقيعتنا فيک بغير علم. ❷

سفیان ثوری رحمۃ اللہ علیہ تو امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے متعلق فرماتے ہیں کہ اللہ کی قسم! علم کے اخذ میں سخت مستعد اور منہیات کا انسداد کرنے والے تھے، وہی حدیث لیتے تھے جو پایہ صحت کو پہنچ چکی ہو، ناسخ و منسوخ کی پہچان میں قوی طاقت رکھتے تھے، ثقہ اصحاب کی احادیث اور آخری فعل رسول مقبول کے متلاشی رہتے تھے، حق کی پیروی میں جس بات پر جمہور علماء کوفہ کو متفق پاتے تھے اس سے تمسک پکڑتے تھے، اور اسی کو اپنا دین و مذہب قرار دیتے تھے، قوم

❶ تاريخ بغداد: ترجمة: النعمان بن ثابت، ماقيل في فقه أبي حنيفة، ج ۱۳ ص ۳۴۴

❷ الـمـيـزان الكبرى: فصل في بيان ضعف قول من نسب الإمام أبا حنيفة إلى أنه يقدّم القياس على حديث رسول الله صلى الله عليه وسلم، ص ۶۵، ۶۶

نے آپ پر بے جا طعن و تشنیع کی اور ہم نے بھی خاموشی اختیار کی، جس کی نسبت ہم خدا سے استغفار کرتے ہیں بلکہ ہم سے بھی آپ کے حق میں بعض غلط الفاظ نکلے:

كان والله شديد الأخذ للعلم، ذابا عن المحارم، متبعا لأهل بلده، لا يستحل أن يأخذ إلا ماصح، عن رسول الله صلى الله عليه وسلم، شديد المعرفة بناسخ الحديث ومنسوخه، وكان يطلب أحاديث الثقات والأخذ من فعل رسول الله صلى الله عليه وسلم، وما أدرك عليه علماء أهل الكوفة في اتباع الحق أخذ به وجعله دينه، وقد شنع عليه قوم فسكتنا عنهم بما نستغفر الله تعالى عنه. ❶

ان تمام حوالہ جات سے یہ بات معلوم ہوگئی کہ حضرت سفیان ثوری رحمہ اللہ امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ کی فضیلت، ثقاہت، فقاہت، اجتہاد اور تبحر فی الحدیث ہونے کے قائل تھے۔ اب رہی یہ بات کہ نعیم بن حماد نے جو جرح نقل کی ہے تو اس کی وجہ یہ ہے کہ یہ وہ شخص تھا جو تقویت سنت کیلئے جعلی حدیثیں بنایا کرتا تھا اور امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ کی توہین میں جھوٹے قصے گھڑ کر پیش کرتا تھا، اور یہ بات بھی اس نے اپنی طرف سے گھڑ کر حضرت سفیان ثوری رحمہ اللہ کی طرف منسوب کردی۔

علامہ ابن عدی رحمہ اللہ (متوفی ۳۶۵ھ) نقل کرتے ہیں:

كان يضع الحديث في تقوية السنة وحكايات عن العلماء في ثلب أبي حنيفة مزورة كذب. ❷

علامہ ابن عساکر رحمہ اللہ (متوفی ۵۷۱ھ) فرماتے ہیں:

❶ الخيرات الحسان: الفصل الثالث عشر ثناء الأئمة عليه، ص ۴۵، ۴۶ ❷ الكامل فی ضعفاء الرجال: ترجمة: نعيم بن حماد المروزی، رقم: ۱۹۵۹، ج۸ ص ۲۵۱

كان يضع الحديث في تقوية السنة وحكايات عن العلماء في ثلب أبي حنيفة مزورة كذب.❶

علامہ ابن جوزی رحمۃ اللہ علیہ (متوفی ۵۹۷ھ) نقل کرتے ہیں:

كان يضع الحديث في تقوية السنة وحكايات مزورة في ثلب أبي حنيفة كلها كذب.❷

علامہ ابوالحجاج مزی رحمۃ اللہ علیہ (متوفی ۷۴۲ھ) نقل کرتے ہیں:

كان يضع الحديث في تقوية السنة وحكايات عن العلماء في ثلب أبي حنيفة كذب.❸

علامہ شمس الدین ذہبی رحمۃ اللہ علیہ (متوفی ۷۴۸ھ) فرماتے ہیں:

كان نعيم ممن يضع الحديث في تقوية السنة وحكايات مزورة في ثلب النعمان كلها كذب.❹

حافظ ابن حجر عسقلانی رحمۃ اللہ علیہ (متوفی ۸۵۲ھ) نقل کرتے ہیں:

كان يضع الحديث في تقوية السنة وحكايات في ثلب أبي حنيفة كلها كذب.❺

ان تمام ٹھوس حوالہ جات سے یہ بات معلوم ہوگئی کہ نعیم بن حماد کو امام صاحب رحمۃ اللہ علیہ

❶ تاريخ مدينة دمشق: ترجمة: نعيم بن حمادبن معاوية المروزى، رقم: ۷۹۰۹، ج۶۲ ص۱۶۸ ❷ الضعفاء والمتروكون: حرف النون، ترجمة: نعيم بن حماد، رقم: ۱۹۰۲، ج۶۲ ص۱۶۴ ❸ تهذيب الكمال في أسماء الرجال: باب النون، ترجمة: نعيم بن حماد بن معاوية، ج۲۹ ص۴۷۶ ❹ ميزان الاعتدال في نقد الرجال: حرف النون، ترجمة: نعيم بن حماد، رقم: ۹۱۰۲، ج۴ ص۲۶۹
❺ تهذيب التهذيب: حرف النون، ترجمة: نعيم بن حماد، ج۱۰ ص۴۶۳

سے بہت تعصب تھا جس کی بناء پر وہ جھوٹی باتیں اور قصے گھڑ کر امام صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی طرف منسوب کرتا تھا۔

امام ابوداود رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ نعیم بن حماد کے پاس بیس احادیث ایسی تھیں جن کی کوئی اصل نہیں تھی:

قال أبو داود: كان عند نعيم بن حماد نحو عشرين حديثاً عن النبي، ليس لها أصل. [1]

اسماء الرجال کی کتابوں میں اِن کے متعلق اچھی خاصی جرح موجود ہے، اہلِ علم حضرات اصل کتابوں کی طرف مراجعت فرمائیں۔

مشہور غیر مقلد عالم مولانا محمد ابراہیم سیالکوٹی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

خلاصہ کلام یہ ہے کہ نعیم کی شخصیت ایسی نہیں ہے کہ اس کی روایت کی بناء پر حضرت امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ جیسے بزرگ امام کے حق میں بدگوئی کریں، جن کو حافظ شمس الدین رحمۃ اللہ علیہ جیسے ناقد الرجال ''امام اعظم'' کے معزز لقب سے یاد کرتے ہیں، حافظ ابن کثیر رحمۃ اللہ علیہ ''البداية والنهاية'' میں آپ کی نہایت تعریف کرتے ہیں اور آپ کے حق میں لکھتے ہیں:

أحد أئمة الإسلام والسادة الأعلام وأحد الأركان العلماء وأحد الأئمة الأربعة أصحاب المذاهب المتبوعة. [2]

امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ جو امام صاحب سے کچھ نالاں ہیں اس کی وجہ شاید یہی ہے کہ انہوں نے نعیم بن حماد کی شاگردی اختیار کی، اور یہ شخص امام صاحب کے بارے میں جھوٹی باتیں گھڑتا تھا، یہی بات سبب بنی امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ کے امام صاحب سے انحراف کی۔

علامہ ظفر احمد عثمانی رحمۃ اللہ علیہ (متوفی ۱۳۹۴ھ) فرماتے ہیں:

---

[1] ميزان الاعتدال في نقد الرجال: حرف النون، ترجمة: نعيم بن حماد، رقم: ۹۱۰۲، ج۴ ص ۲۶۸ [2] تاریخ اہل حدیث، ص: ۶۴

صحب البخاری أیضا نعیم بن حماد الذی اتهمه الدولابي بوضع حكايات في مثالب أبي حنيفة كلها زور كما جاء ذكره في التهذيب والميزان فلعل ذلک هو منشأ انحراف البخاري عن الإمام أبي حنيفة. ❶

یاد رہے کہ امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے صحیح بخاری کے علاوہ دیگر کتب میں اس قدر صحت کا التزام نہیں کیا ہے، چنانچہ مولانا محمد ابراہیم سیالکوٹی فرماتے ہیں:

اور یہ بھی یاد رہے کہ بخاری نے اپنی صحیح کی طرح دیگر کتب میں صحت کا التزام نہیں کیا۔ ❷

## امام نسائی رحمۃ اللہ علیہ کی جرح اور اس کا جواب

امام نسائی رحمۃ اللہ علیہ نے لکھا کہ امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ حدیث میں قوی نہیں ہیں:

النعمان بن ثابت أبو حنيفة. قال النسائي ليس بالقوى في الحديث. ❸

جواب: ۱.....امام نسائی رحمۃ اللہ علیہ سے اس جرح کے ناقل حسن بن رشیق ہیں جن پر حافظ عبدالغنی اور امام دارقطنی رحمۃ اللہ علیہما نے جرح کی ہے:

الحسن بن رشيق تكلم فيه عبد الغني الحافظ وأنكر عليه الدارقطني أنه كان يقبل ممن يقول له فيغير كتابه. ❹

۲.....جرح کے باب میں امام نسائی رحمۃ اللہ علیہ خاصے متشدد ہیں اور جارحین متشددین کے بارے میں فیصلہ یہ ہے کہ ان کی جرح قبول نہیں جب تک کسی منصف و معتبر امام سے اس کی

❶ قواعد في علوم الحديث: سبب انحراف البخاري عن أبي حنيفة، ص: ۳۸۰

❷ تاریخ اہل حدیث، ص: ۱۶۱ ❸ الضعفاء والمتروكون: باب النون، ترجمة: نعمان بن ثابت، رقم: ۵۸۶ ❹ الضعفاء والمتروكون: حرف الحاء، ترجمة: الحسن بن رشيق، رقم ۸۱۹، ص: ۲۵۲ / ميزان الاعتدال: حرف الحاء، ترجمة: الحسن رشيق، ج ۱ ص ۴۹۵، رقم: ۱۸۴۷

تصدیق موجود نہ ہو۔

جارح اگر متعنت ہو یا متشدد ہو تو اس کی جرح کا کوئی اعتبار نہیں ہے جب تک کہ کوئی مُنصف اور مُعتدل مزاج ان کی موافقت نہ کرے۔ جارحین میں متعنتین اور متشددین جیسے امام ابو حاتم، امام نسائی، یحیی بن معین، یحیی بن سعید القطان، ابن حبان وغیرھم رحمہم اللہ یہ حضرات جرح میں خاصے متعنت ہیں، اسلئے محض انہی کی جرح اس وقت تک معتبر نہیں جب تک کوئی معتدل مزاج ان کی موافقت نہ کرے:

علامہ ظفر احمد عثمانی رحمہ اللہ (متوفی ١٣٩٤ھ) فرماتے ہیں:

أن يكون الجارح من المتعنتين المشددين في الجرح فإن هناك جمعا من أئمة الجرح والتعديل لهم تشدد في هذا الباب فيجرحون الراوي بأدنى جرح ويطلقون عليه ما لا ينبغي إطلاقه فمثل هذا توثيقه معتبرة وجرحه لا يعتبر ما لم يوافقه غيره ممن ينصف ويعتبر فن المتعنتين المشددين: أبو حاتم والنسائي وابن معين ويحيى بن سعيد القطان وابن حبان وغيرهم فإنهم معروفون بالإسراف في الجرح والتعنت فيه. ❶

٣.....امام نسائی رحمہ اللہ نے توصحیح بخاری کے رواۃ جن سے امام بخاری رحمہ اللہ نے روایات نقل کیں ہیں بوجہ تشدد وتعنت کے ان کی بھی تضعیف کی ہے۔

چنانچہ حافظ ابن حجر عسقلانی رحمہ اللہ (متوفی ٨٥٢ھ) فرماتے ہیں:

الحسن بن الصباح البزار تعنت فيه النسائي.

حبيب المعلّم متفق على توثيقه لكن تعنت فيه النسائي. ❷

❶ قواعد في علوم الحديث: لايوخذ بقول كل جارح ولو كان الجارح من الأئمة، ص ١٧٨، ١٧٩ ❷ فتح الباری شرح صحيح البخاری: الفصل التاسع في سياق أسماء من طعن فيه من رجال، ج ١ ص ٤٦١

اندازہ کیجئے کہ حبیب المعلم وہ راوی ہیں جن کی توثیق پر سب کا اتفاق ہے لیکن امام نسائی رحمۃ اللہ علیہ نے ان پر بھی کلام کیا ہے۔

۴.....محمد بن بکر البرسانی لينه النسائي بلا حجة.

۵.....هدبة بن خالد ضعفه النسائي بلا حجة. ❶

فن اسماء الرجال کے ماہر حافظ ابن حجر رحمۃ اللہ علیہ فرمارہے ہیں کہ امام نسائی رحمۃ اللہ علیہ میں تعنت ہے، نیز رجال کی تضعیف بغیر کسی دلیل کے کررہے ہیں، یہ چاروں راوی ایسے ثقہ ہیں کہ امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے ان سے روایت نقل کی ہے لیکن امام نسائی رحمۃ اللہ علیہ نے بوجہ تعنت وتشدد کے ان کی تضعیف کردی ہے، حافظ ابن حجر رحمۃ اللہ علیہ حارث بن عبداللہ الاعور ہمدانی رحمۃ اللہ علیہ کے ترجمہ میں فرماتے ہیں:

والنسائي مع تعنته في الرجال قد احتج به. ❷

امام نسائی رحمۃ اللہ علیہ نے روایت کے سلسلہ میں تعنت کے باوجود ان کی حدیث سے استدلال کیا ہے۔

امام نسائی رحمۃ اللہ علیہ کے بارے میں یہ فیصلہ کسی حنفی عالم کا نہیں بلکہ شافعی المسلک حافظ ابن حجر رحمۃ اللہ علیہ کا ہے جو غیر مقلدین کے ہاں بھی مسلم امام ہیں۔

۶.....امام نسائی رحمۃ اللہ علیہ کی یہ جرح مبہم ہے، امام صاحب رحمۃ اللہ علیہ حدیث میں کیوں ضعیف ہیں؟ وجہ ضعف امام نسائی رحمۃ اللہ علیہ نے نقل نہیں کی، جیسا کہ امام نسائی رحمۃ اللہ علیہ نے بخاری کے رواۃ کی تضعیف کی تھی بغیر کسی دلیل کے۔

شارح مسلم امام نووی رحمۃ اللہ علیہ (متوفی ۶۷۶ھ) فرماتے ہیں کہ جرح کو قبول نہیں

❶ فتح الباری شرح صحیح البخاری: الفصل التاسع في سياق أسماء من طعن فيه من رجال، ج ۱ ص ۴۶۴

❷ تهذيب التهذيب: باب الحاء، ترجمة: حارث بن عبدالله الأعور، ج ۲ ص ۱۴۷

کیا جائے گا مگر یہ کہ مفسر ہو:

لا يقبل الجرح إلا مفسرا.❶

اکثر فقہاء کرام، ائمہ احناف، محدثین کرام رحمہم اللہ جن میں امام بخاری و مسلم رحمہما اللہ بھی شامل ہیں فرماتے ہیں کہ جرح اس وقت قابل قبول ہوگی جب سبب جرح بیان کیا جائے جیسا کہ جارح کہے کہ فلاں شخص شراب پیتا ہے یا سود کھاتا ہے تو اب جرح قبول ہوگی:

أكثر الفقهاء ومنهم الحنفية و أكثر المحدثين ومنهم البخاري ومسلم لا يقبل الجرح إلا مبينا سببه كأن يقول الجارح فلان شارب خمر أو آكل ربا.❷

علامہ عبدالحی لکھنوی رحمۃ اللہ علیہ (متوفی ۱۳۰۴ھ) نہایت تفصیل کے ساتھ تمام اقوال نقل کرنے کے بعد آخر میں فیصلہ فرماتے ہیں کہ اکثر محدثین کرام جن میں شیخین، اصحاب سنن اربعہ، ائمہ احناف اور جمہور اہل علم کے ہاں جرح مبہم کا کوئی اعتبار نہیں:

إن عدم قبول الجرح المبهم هو الصحيح النجيح وهو مذهب الحنفية وأكثر المحدثين منهم الشيخان واصحاب السنن الأربعة، وانه مذهب الجمهور، وهو القول المنصور.❸

۷.....ممکن ہے کہ امام نسائی رحمۃ اللہ علیہ نے پہلے امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کو غیر قوی خیال کیا ہو مگر بعد تتبع و تحقیق کے معلوم ہوا ہو کہ امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ ثقہ ہیں تو اپنے پہلے خیالات سے رجوع کرلیا ہو، جس کی واضح دلیل یہ ہے کہ امام نسائی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی کتاب میں امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ

❶المنهاج شرح صحيح مسلم بن الحجاج: مقدمة: باب بيان أن الاسناد من الدين، ج ا ص ۹۱ ❷التقرير والتحبير: الباب الثالث، مسألة: لايقبل الجرح إلامبينا سببه، ج۲ ص ۲۵۸ ❸الرفع والتكميل في الجرح والتعديل: المرصد الأول فيما يقبل من الجرح والتعديل وما لايقبل منهما، ص ۱۰۵

سے روایت نقل کی ہے:

حدثنا علی بن حجر ثنا عیسی هو ابن یونس عن النعمان یعنی أبا حنیفة عن عاصم عن أبي رزین عن ابن عباس قال لیس علی من أتی بهیمة حد. ❶

یہ روایت ابن السنی رحمۃ اللہ علیہ کی اختصار میں نہیں ہے لیکن ابن الاحمر، ابوعلی سیوطی اور مغاربہ کے نسخوں میں موجود ہے۔

۸.....امام نسائی رحمۃ اللہ علیہ کی جب مصر میں امام طحاوی رحمۃ اللہ علیہ سے ملاقات ہوئی تو وہاں امام طحاوی رحمۃ اللہ علیہ سے مذاکرہ ہوا، اور اصل حقائق کے معلوم ہونے کے بعد اپنے سابقہ اقوال سے رجوع کرلیا۔

محقق العصر علامہ عبدالرشید نعمانی رحمۃ اللہ علیہ (متوفی ۱۴۲۰ھ) فرماتے ہیں:

قلت: فلعله رجع عما قاله في حق الإمام ولعل ذلک حینما لقی بمصر الطحاوی وجالسه. ❷

۹.....علامہ صفی الدین خزرجی رحمۃ اللہ علیہ (متوفی بعد ۹۲۳ھ) نے اپنی کتاب میں ہر راوی کے نام کے ساتھ اپنی مخصوص علامات کا ذکر کیا ہے جس سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ اس راوی سے فلاں فلاں کتاب میں روایت مروی ہے، چنانچہ کتاب کے مقدمہ میں فرماتے ہیں کہ اگر میں حرف ''ز'' کے ذریعے اشارہ کروں تو مراد یہ ہے کہ بخاری کی جزء القراءۃ، اور اگر لفظ ''تم'' کے ذریعے اشارہ کروں تو مراد شمائل ترمذی اور حرف ''س'' علامت ہے سنن النسائی کی، اسی طرح دیگر کتابوں کی بھی علامات انہوں نے ذکر کیں ہیں، تو اب بتلانا یہ چاہتا ہوں کہ انہوں نے امام صاحب کے تذکرہ میں ان تین علامات کا ذکر کیا ہے، یعنی

❶ دیکھئے تفصیلا: تهذیب التهذیب: حرف النون، ترجمة: النعمان بن ثابت، ج۱۰ ص۴۵۱

❷ ماتمس إلیه الحاجة لمن یطالع سنن ابن ماجه: ص۲۸

''ز،س،تم''،جس سے معلوم ہوا کہ امام صاحب جزء القراءۃ،سنن النسائی اور شمائل ترمذی کے راوی ہیں،تو اس سے معلوم ہوا کہ امام صاحب امام نسائی کے نزدیک مجروح نہیں ہیں ورنہ وہ اپنی کتاب میں ان سے روایت نقل نہ کرتے، نیز یہ بھی معلوم ہوا کہ انہوں نے روایت نقل کی ہے اسلئے تو بعد کے محدثین نے آپ کے نام کے ساتھ''ز،س،ت'' کی علامت کا ذکر کیا:

(تم ز س) النعمان بن ثابت الفارسي أبو حنيفة إمام العراق وفقيه الأمة عن عطاء ونافع والأعرج وطائفة وعنه ابنه حماد وزفر وأبو يوسف ومحمد وجماعة وثقه ابن معين وقال ابن المبارك: ما رأيت في الفقه مثل أبي حنيفة وقال مكى أبو حنيفة: أعلم أهل زمانه وقال القطان: لا نكذب الله ما سمعنا أحسن من رأى أبي حنيفة قال ابن المبارك: ما رأيت أورع منه، مات سنة خمسين ومائة.❶

۱۰.....علامہ سید احمد رضا صاحب بجنوری رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

کتاب الضعفاء والمتروکین امام نسائی رحمہ اللہ کی مشہور کتاب ہے اس میں آپ نے بہت سے ثقہ آئمہ حدیث وفقہ کو بھی ضعیف کہہ دیا ہے، کچھ تو امام نسائی رحمہ اللہ کے مزاج میں تشدد بھی زیادہ تھا جس کی وجہ سے رواۃ حدیث پر کڑی نظر رکھتے ہیں، اور روایت حدیث کی شرائط ان کے یہاں امام بخاری رحمہ اللہ سے بھی زیادہ سخت ہیں مگر اس کے ساتھ تعصب کا بھی رنگ موجود ہے، ان کی سخت مزاجی اور کڑی تنقید کی عادت سے فائدہ اٹھا کر لوگوں نے ان کی کتاب میں الحاقی عبارتوں کا اضافہ کر دیا ہے اور ایسا مستبعد نہیں، کیونکہ ان کی سنن نسائی

❶ خلاصة تذهيب تهذيب الكمال في أسماء الرجال: حرف النون، ترجمة: النعمان بن ثابت،ص ۴۰۲

میں حسب تصریح حافظ ابن حجر رحمۃ اللہ علیہ امام صاحب سے روایت موجود تھی جو موجودہ مطبوعہ نسخوں میں اب نہیں۔ ❶

## امام ابن عدی رحمۃ اللہ علیہ کی جرح اور اس کا جواب

قال الشيخ: وإسماعيل بن حماد بن أبي حنيفة ليس له من الروايات شيئ ليس هو، ولا أبوه حماد، ولا جده أبو حنيفة من أهل الروايات، وثلاثتهم قد ذكرتهم في كتابى هذا في جملة الضعفاء. ❷

جواب: ۱.....امام ابن عدی رحمۃ اللہ علیہ کی یہ جرح مبہم ہے اور ماقبل میں یہ بات با حوالہ گزر چکی ہے کہ جرح مبہم کا کوئی اعتبار نہیں ہے، نیز یہاں سبب ضعف بیان نہیں کیا گیا ہے جب کہ امام صاحب کے متعلق تعدیل مفسر موجود ہے۔

۲.....امام ابن عدی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی اس کتاب میں ہر متکلم فیہ راوی کا تذکرہ کیا ہے اگرچہ وہ ثقہ کیوں نہ ہو، چنانچہ صحیح کے بہت سے راویوں کا بھی تذکرہ کیا ہے، صحیح بخاری کے راوی ہیں امام ابوسلیمان البصری رحمۃ اللہ علیہ جن کے متعلق امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ ثقہ ہے، یحیی بن معین، امام نسائی اور امام ابوحاتم رازی رحمہم اللہ فرماتے ہیں کہ ثقہ ہے، یہ چوٹی کے علماء باوجودیکہ متشدد بھی ہیں لیکن یہ توثیق کرتے ہیں اور امام ابن عدی رحمۃ اللہ علیہ ہے انکا تذکرہ اپنی کتاب ''الكامل في ضعفاء الرجال'' میں کیا ہے:

أبو سليمان البصرى قال أحمد بن حنبل: ثقة ثقة ووثقه بن معين والنسائى وأبو حاتم وبن سعد وغيرهم، وأما بن عدى فذكره في الضعفاء. ❸

❶ انوار الباری شرح صحیح البخاری، ج۱ص۲۶۰ ❷ الكامل فى ضعفاء الرجال: ترجمة: اسماعيل بن حماد بن أبي حنيفة كوفي، ج ۱ ص ۵۱۰ ❸ فتح البارى شرح صحيح البخارى: الفصل التاسع في سياق أسماء من طعن فيه من رجال، ج ۱ ص ۴۳۴

۳.....امام ابن عدی رحمہ اللہ نے تو حضرت اویس قرنی رحمہ اللہ کا ذکر بھی اپنی اس کتاب میں کیا ہے، دیکھئے تفصیلاً: ❶

حالانکہ ان کے فضائل تو صحیح مسلم کی حدیث سے ثابت ہیں، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ جیسے شخص سے فرمایا تھا کہ ان سے اپنے لئے دعا کروانا:

عَنْ أُسَيْرِ بْنِ جَابِرٍ، أَنَّ أَهْلَ الْكُوفَةِ وَفَدُوا إِلَى عُمَرَ، وَفِيهِمْ رَجُلٌ مِمَّنْ كَانَ يَسْخَرُ بِأُوَيْسٍ، فَقَالَ عُمَرُ: هَلْ هَاهُنَا أَحَدٌ مِنَ الْقَرَنِيِّينَ؟ فَجَاءَ ذَلِكَ الرَّجُلُ فَقَالَ عُمَرُ: إِنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَدْ قَالَ: إِنَّ رَجُلًا يَأْتِيكُمْ مِنَ الْيَمَنِ يُقَالُ لَهُ أُوَيْسٌ، لَا يَدَعُ بِالْيَمَنِ غَيْرَ أُمٍّ لَهُ، قَدْ كَانَ بِهِ بَيَاضٌ، فَدَعَا اللّٰهَ فَأَذْهَبَهُ عَنْهُ، إِلَّا مَوْضِعَ الدِّينَارِ أَوِ الدِّرْهَمِ، فَمَنْ لَقِيَهُ مِنْكُمْ فَلْيَسْتَغْفِرْ لَكُمْ. ❷

علامہ ابن عدی رحمہ اللہ نے احمد بن صالح المصری رحمہ اللہ کا ذکر اپنی اس کتاب میں کیا، پھر فرماتے ہیں کہ میں نے اگر یہ شرط نہ لگائی ہوتی کہ میں ہر اس شخص کا ذکر کرونگا جس پر کلام ہوا ہو تو میں کبھی ان کا تذکرہ نہ کرتا:

لولا أني شرطت في كتابي هذا أن أذكر فيه كل من تكلم فيه متكلم، لكنت أجل أحمد بن صالح أن أذكره. ❸

اسی طرح علامہ ابن عدی رحمہ اللہ، احمد بن محمد بن سعید ابوالعباس رحمہ اللہ کا ذکر اپنی اس کتاب میں کیا اور جارحین کی جرح بھی نقل کی، پھر آخر میں خود فرماتے ہیں ان کے علم وفضل

❶ الكامل فی ضعفاء الرجال: ترجمة: أويس القرني وهو أويس بن عامر، ج ۲ ص ۱۰۹ ❷ صحيح مسلم: كتاب فضائل الصحابة، باب من فضائل أويس القرني، رقم الحديث: ۲۵۴۲، ج ۴ ص ۱۹۶۸ ❸ الكامل في ضعفاء الرجال: ترجمة: أحمد بن صالح أبو جعفر المصري، ج ۱ ص ۳۰۲

وثقاہت کی وجہ سے کبھی ان کا ذکر نہ کرتا اگر میں نے یہ شرط نہ لگائی ہوتی کہ میں ہر متکلم فیہ راوی کا ذکر کرونگا:

أني شرطت في أول كتابي هذا أن أذكر فيه كل من تكلم فيه متكلم ولا أحابي، ولولا ذاك لم أذكره للذى كان فيه من الفضل والمعرفة. ❶

اسی طرح امام عبداللہ بن سلیمان بن الاشعث رحمۃ اللہ علیہ کا تذکرہ بھی اپنی اسی کتاب میں کرکے آخر میں فرماتے ہیں:

لولا شرطنا أول في الكتاب أن كل من تكلم فيه متكلم ذكرته في كتابي أذكره. ❷

ان حوالہ جات سے یہ بات معلوم ہوگئی بہت سے روای خود امام ابن عدی رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک بھی ثقہ ہیں صرف ان کا تذکرہ اس لئے کیا کہ کسی نے ان پر کلام کیا ہے اور انہوں نے شرط لگائی تھی کہ ہر متکلم فیہ روای کا ذکر کرونگا اگر چہ وہ ثقہ کیوں نہ ہو، آخر ایسا کونسا شخص ہے جس پر کسی نے کلام نہ کیا ہو، امام بخاری، امام مالک، امام شافعی، امام ترمذی رحمہم اللہ وغیرہ جتنے بھی کبار ائمہ ہیں کوئی جرح سے بچ نہ سکا ہر ایک پر کچھ نہ کچھ ضرور کلام ہوا ہے پھر تو کوئی محفوظ نہیں رہا، قطعِ نظر اس سے کہ وہ کلام درست ہے یا نہیں۔

۴.....علامہ شمس الدین ذہبی رحمۃ اللہ علیہ (متوفی ۷۴۸ھ) فرماتے ہیں:

اس کتاب میں ان راویوں کا بھی ذکر ہیں جن کی ثقاہت وجاہت ثابت ہے، صرف معمولی کمزوری کی بناء پر جرح کی گئی ہے، اگر ابن عدی رحمۃ اللہ علیہ یا دوسرے مؤلفین کتب جرح نے ان کا ذکر نہ کیا ہوتا تو میں بھی (ان کی ثقاہت کی وجہ سے) ہرگز ان کا ذکر نہ کرتا:

---

❶ الكامل في ضعفاء الرجال: ترجمة: أحمد بن محمد بن سعيد، ج ۱ ص ۳۳۸

❷ الكامل في ضعفاء الرجال: ترجمة: عبد الله بن سليمان بن الأشعث، ج ۵ ص ۴۳۷

وفيه من تكلم فيه مع ثقته وجلالته بأدنى لين، وبأقل تجريح، فلولا أن ابن عدى أو غيره من مؤلفي كتب الجرح ذكروا ذلك الشخص لما ذكرته لثقته. ❶

امام ذہبی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ امام ابن عدی رحمہ اللہ کی کتاب ''الکامل'' کا اصل موضوع ضعفاء ہیں اگر چہ انہوں نے اسمیں بہت سے ثقات کا بھی ذکر کیا ہے:

فأصله وموضوعه في الضعفاء وفيه خلق كما قدمنا في الخطبة من الثقات. ❷

امام ذہبی رحمہ اللہ جعفر بن ایاس رحمہ اللہ کے ترجمے میں فرماتے ہیں کہ یہ ثقہ راویوں میں سے ہیں، امام ابن عدی رحمہ اللہ نے کامل میں ان کا ذکر کر کے بہت برا کیا ہے:

جعفر بن إياس: أبو بشر الواسطي، أحد الثقات أورده ابن عدى في كامله فأساء. ❸

امام ذہبی رحمہ اللہ حمید بن ہلال رحمہ اللہ جو کہ تابعین میں سے ہیں اور ثقہ راوی ہیں، ان سے صحیح مسلم میں روایت موجود ہے، چونکہ ابن عدی کی الکامل میں ان کا تذکرہ ہے تو اس لئے میں نے بھی ان کا ذکر کیا ورنہ یہ راوی قابل حجت ہے:

حميد بن هلال: من جلة التابعين وثقاتهم بالبصرة. قلت: روايته عنه في مسلم، وهو في كامل ابن عدى مذكور فلهذا ذكرته وإلا فالرجل حجة. ❹

❶ميزان الاعتدال في نقد الرجال: مقدمه: ج ١ ص ٢ ❷ميزان الاعتدال في نقد الرجال: فصل في النسوة المجهولات، ج ٤ ص ٦١٢ ❸ميزان الاعتدال في نقد الرجال: حرف الجيم، ترجمة: جعفر بن اياس، ج ١ ص ٤٠٢ ❹ميزان الاعتدال في نقد الرجال: حرف الحاء، ترجمة: حميد بن هلال، ج ١ ص ٦١٢

امام ذہبی رحمۃ اللہ علیہ نے ''میزان الاعتدال في نقد الرجال'' میں کثرت کے ساتھ ایسے راویوں کا ذکر کیا ہے جو ثقہ ہیں لیکن اس کے باوجود ابن عدی رحمۃ اللہ علیہ نے ان کا ذکر کیا ہے، اگر ابن عدی کے نفس ذکر کرنے سے کوئی راوی ضعیف ہو جاتا ہے تو یہ تمام ثقہ راوی مجروح ہو جائیں گے، خصوصاً صحیحین کے رجال بھی نہیں بچ سکیں گے، معلوم ہوا کہ ابن عدی رحمۃ اللہ علیہ نے ہر اس راوی کا ذکر کر دیا جس پر کسی نے کلام کیا قطع نظر کہ وہ کلام صحیح ہے یا نہیں۔

حافظ ابن حجر رحمۃ اللہ علیہ کے استاد علامہ زین الدین عراقی رحمۃ اللہ علیہ (متوفی ۸۰۶ھ) فرماتے ہیں کہ امام بن عدی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی کتاب ''الکامل'' میں ہر متکلم فیہ راوی کا تذکرہ کیا ہے اگرچہ وہ ثقہ ہو:

وابن عدى ولكنه ذكر في كتابه الكامل كل من تكلم فيه وإن كان ثقة. ❶

حافظ ابن حجر رحمۃ اللہ علیہ کے تلمیذ رشید علامہ شمس الدین سخاوی رحمۃ اللہ علیہ (متوفی ۹۰۲ھ) فرماتے ہیں:

لیکن امام ابن عدی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے کلام کو وسعت دے کر ہر متکلم فیہ کا تذکرہ کیا اگرچہ وہ ثقہ ہو اس لئے یہ کہنا درست نہیں ہے کہ الکامل میں صرف ناقصین کا تذکرہ ہے:

ولكنه توسع لذكر كل من تكلم فيه وإن كان ثقة ولذا لا يحسن أن يقال: الكامل للناقصين. ❷

۵..... امام ابن عدی رحمۃ اللہ علیہ کی جب امام طحاوی رحمۃ اللہ علیہ سے ملاقات ہوئی تو ان کے تمام اشکالات رفع ہو گئے، اور امام صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے متعلق اپنی سابقہ باتوں سے رجوع کر لیا تھا، اور پھر باقاعدہ انہوں نے امام صاحب کی مسند روایات کو جمع کیا، شاید اسی کے کفارہ میں

❶ التبصرة والتذكرة ألفية العراقي: معرفة الثقات والضعفاء، ج ۲ ص ۳۲۴

❷ فتح المغيث بشرح الفية الحديث: معرفة الثقات والضعفاء، ج ۴ ص ۳۴۸

انہوں نے ''مسند أبي حنيفة'' تصنیف کی، اور امام صاحب کی مسند روایات کو یکجا کیا، معلوم ہوا کہ امام طحاوی رحمہ اللہ سے ملاقات کے بعد ان کے خیالات تبدیل ہو گئے تھے۔

محقق العصر علامہ زاہد الکوثری رحمہ اللہ (متوفی ۱۳۷۱ھ) فرماتے ہیں:

وكان ابن عدى على بُعده عن الفقه والنظر والعلوم العربية، طويل اللسان في أبي حنيفة وأصحابه، ثم لما اتصل بأبي جعفر الطحاوى وأخذ عنه تعنت حالته يسيرا حتى ألف مسندا في أحاديث أبي حنيفة.

یاد رہے کہ اس بات کو شیخ عبد الفتاح رحمہ اللہ نے علامہ زاہد الکوثری رحمہ اللہ کے حوالے سے حاشیہ میں نقل کیا ہے، دیکھئے تفصیلاً: ❶

ملک معظم عیسیٰ بن عادل رحمہ اللہ نے امام ابن عدی رحمہ اللہ کی مسند ابی حنیفہ کا ذکر کیا ہے:

ذكر ابن عدى صاحب كتاب الجرح والتعديل في مسند أبي حنيفة في صدر الكتاب في مناقب أبي حنيفة بإسناد له. ❷

علامہ عبد الحئ لکھنوی رحمہ اللہ (متوفی ۱۳۰۴ھ) فرماتے ہیں:

جب تک اسماعیل اور حماد کے بارے میں سبب ضعف بیان نہ کیا جائے تو اس وقت تک ابن عدی کی جرح مقبول نہیں، کیوں کہ جرح مبہم مردود ہوا کرتی ہے، لیکن ابن عدی کی جرح امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ کے بارے میں قطعی اور یقینی طور پر غیر مقبول ہے:

قلت: قول ابن عدى إن كان مقبولا في إسماعيل وحماد إذا بين سبب الضعف لعدم اعتبار الجرح المبهم فهو غير مقبول قطعا في أبي حنيفة. ❸

---

❶ الرفع والتكميل في الجرح والتعديل: إيقاظ: في بيان خطة ابن عدى في كتابه الكامل، ص ٣٤٠، ٣٤١ ❷ السهم المصيب في الرد على الخطيب: ص ١٠٥

❸ الفوائد البهية في تراجم الحنفية: ترجمة: اسماعيل بن حماد ابن الإمام أبي حنيفة، ص ٨١

## امام دارقطنی رحمۃ اللہ علیہ کی جرح اور اسکا جواب

امام دارقطنی رحمۃ اللہ علیہ (متوفی ۳۸۵ھ) فرماتے ہیں:

ابن ابی عائشہ رحمۃ اللہ علیہ سے سوائے امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ اور حسن بن عمارہ رحمۃ اللہ علیہ کے کسی نے روایت نہیں کی اور یہ دونوں ضعیف ہیں:

لم يسنده عن موسى بن أبي عائشة غير أبي حنيفة والحسن بن عمارة وهما ضعيفان. (۱)

۱.....یہ جرح مبہم ہے جب کہ کبار ائمہ حدیث وفقہاء سے آپ کی تعدیل مفسر منقول ہے اور یہ بات ماقبل میں باحوالہ گزر چکی ہے کہ جرح مبہم کا کوئی اعتبار نہیں ہے۔

علامہ عبدالحئی لکھنوی رحمۃ اللہ علیہ (متوفی ۱۳۰۴ھ) فرماتے ہیں:

لعدم اعتبار الجرح المبهم فهو غير مقبول قطعا في أبي حنيفة وكذا كلام غيره ممن ضعفه كالدارقطني وابن القطان كما حققه العيني في مواضع من البناية شرح الهداية وابن الهمام في فتح القدير وغيرهما من المحققين. (۲)

علامہ لکھنوی رحمۃ اللہ علیہ کے اس حوالہ سے بھی یہ بات واضح ہوگئی کہ امام دارقطنی رحمۃ اللہ علیہ کی جرح مبہم ہے، امام ادرقطنی رحمۃ اللہ علیہ نے وجہ ضعف بیان نہیں کی آخر امام صاحب رحمۃ اللہ علیہ کیوں ضعیف ہیں؟

۲.....امام دارقطنی رحمۃ اللہ علیہ متعصب تھے، شافعی مذہب میں ان کو غیر معمولی غلو تھا، اور اس

(۱) سنن الدارقطني: كتاب الصلوٰة، باب ذكر قوله ﷺ: من كان له امام ...الخ، رقم الحديث: ۱۲۳۳، ج۲ ص۱۰۷ (۲) الفوائد البهية في تراجم الحنفية: ترجمة: اسماعيل بن حماد ابن الامام أبي حنيفة، ص ۸۱

کے برعکس وہ حنفی مذہب سے سخت عناد رکھتے تھے اس کی تائید اس واقعے سے بھی ہوتی ہے،

علامہ ابن تیمیہ رحمۃ اللہ علیہ (متوفی ۷۲۸ھ) فرماتے ہیں:

امام دارقطنی رحمۃ اللہ علیہ نے ایک رسالہ تحریر کیا اور اس میں انہوں نے جہری نمازوں میں بآواز بلند بسم اللہ پڑھنے کے متعلق حدیثیں جمع کیں، لیکن جب ان سے ان حدیثوں کی صحت کے بارے میں پوچھا گیا تو امام دارقطنی رحمۃ اللہ علیہ نے اعتراف کیا کہ جہراً تسمیہ پڑھنے کے متعلق نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے کوئی صحیح حدیث ثابت نہیں ہے، البتہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے اسکے متعلق صحیح اور ضعیف دونوں قسم کی روایتیں ملتی ہیں:

لما صنف الدارقطني مصنفا في ذلک قيل له: هل في ذلک شيئ صحيح؟ فقال: أما عن النبي فلا وأما عن الصحابة فمنه صحيح ومنه ضعيف. ❶

اسی واقعے کو قدرے تفصیل کے ساتھ علامہ جمال الدین زیلعی رحمۃ اللہ علیہ (متوفی ۷۶۲ھ) نے نقل کیا ہے:

وقد حكى لنا مشايخنا أن الدارقطني لما ورد مصر سأله بعض أهلها تصنيف شيئ في الجهر، فصنف فيه جزءا، فأتاه بعض المالكية، فأقسم عليه أن يخبره بالصحيح من ذلک، فقال: كل ما روى عن النبي في الجهر فليس بصحيح، وأما عن الصحابة: فمنه صحيح وضعيف. ❷

امام دارقطنی رحمۃ اللہ علیہ نے محض مسلک کی تائید کیلئے غیر مستند احادیث کو جمع کیا، امام صاحب پر بھی انہوں نے کلام مذہبی تعصب کی بناء پر کیا ہے، کیونکہ قراءت خلف الامام کے مسئلے میں اس روایت سے ائمہ احناف رحمہم اللہ نے استدلال کیا تو روایت کو محض کمزور ظاہر

❶ مجموع الفتاوى: باب صفة الصلوٰة، ماثبت أن بعضه أفضل من بعض، ج ۲۲ ص ۲۷۶ ❷ نصب الراية: كتاب الصلوٰة، باب صفة الصلوٰة، ج ۱ ص ۳۵۹

کرنے کیلئے اس پر کلام کردیا۔ علامہ عبدالحی لکھنوی رحمۃ اللہ علیہ (متوفی ۱۳۰۴ھ) نے بھی ان کو متعصبین میں شمار کیا ہے:

وبعض الجروح صدر من المتأخرين المتعصبين كالدارقطني، وابن عدى، وغيرهما، ممن تشهد القرائن الجليلة بأنه في هذا الجرح من المتعصبين، والتعصّب أمر لا يخلو منه البشر إلا من حفظه خالق القوى والقدر، وقد تقرر أن مثل ذلک غير مقبول من قائله، بل هو موجب لجرح نفسه. [1]

بعض جرحیں متاخرین متعصبین سے صادر ہوئی ہیں جیسے دارقطنی، ابن عدی رحمۃ اللہ علیہما وغیرہ، جن پر قرائن جلیلہ شاہد ہیں کہ ان سے یہ جرح تعصب کی بناء پر صادر ہوئی ہے، اور بات بھی یہ ہے کہ تعصب سے وہی شخص محفوظ رہ سکتا ہے جس کو خدا محفوظ رکھے ورنہ کوئی انسان اس سے خالی نہیں ہے، اور یہ بات متحقق ہے کہ متعصب کی جرح مقبول نہیں بلکہ اس جیسی جرح سے وہ خود مجروح ہو جاتا ہے۔

علامہ ابن عابدین شامی رحمۃ اللہ علیہ (متوفی ۱۲۵۲ھ) نقل کرتے ہیں:

ومن المتعصبين على أبي حنيفة الدارقطني وأبو نعيم. [2]

۳.....اسحاق بن محمد بن اسماعیل رحمۃ اللہ علیہ سے روایت صحیح بخاری، نسائی، ابو داود تینوں میں موجود ہے، لیکن امام دارقطنی رحمۃ اللہ علیہ نے امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ پر عیب لگایا ہے ان سے روایت نقل کرنے پر، چنانچہ حافظ ابن حجر عسقلانی رحمۃ اللہ علیہ (متوفی ۸۵۲ھ) فرماتے ہیں:

إسحاق بن محمد بن إسماعيل بن عبد الله بن أبي فروة الفروى، قال أبو حاتم: كان صدوقا ولكن ذهب بصره فربما لقن وكتبه صحيحة ورواه

[1] التعليق الممجد على موطا محمد: مقدمة: الفائدة العاشرة، ج ١ ص ١٢٦

[2] ردالمختار على الدر المختار: مقدمة: ج ١ ص ٥٤

أبو داود والنسائي، والمعتمد فيه ما قاله أبو حاتم وقال الدارقطني والحاكم عيب على البخاري إخراج حديثه. ❶

امام دارقطنی رحمۃ اللہ علیہ کے کلام سے تو امام بخاری بھی معیوب ٹھہرے، معلوم ہوا کہ جس طرح اسحاق بن محمد رحمۃ اللہ علیہ کے متعلق انکا کلام درست نہیں اسی طرح امام صاحب کے متعلق بھی ان کا کلام قابل التفات نہیں۔

۴.....امام دارقطنی رحمۃ اللہ علیہ نے بہت سے رواۃ کی توثیق کی ہے حالانکہ وہ مجروح ہیں اور کئی ایک کی تضعیف کی ہے حالانکہ وہ ثقہ ہیں:

: الْحُسَيْنُ بْنُ إِسْمَاعِيلَ حَدَّثَنَا إِدْرِيسُ بْنُ الْحَكَمِ حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ غُرَابٍ عَنْ هِشَامِ بْنِ سَعْدٍ عَنْ زَيْدِ بْنِ أَسْلَمَ عَنْ أَسْلَمَ مَوْلَى عُمَرَ أَنَّ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ كَانَ يُسَخَّنُ لَهُ مَاءٌ فِي قُمْقُمَةٍ وَيَغْتَسِلُ بِهِ. هَذَا إِسْنَادٌ صَحِيحٌ. ❷

امام دارقطنی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ اس کی سند بالکل صحیح ہے حالانکہ اسمیں دو مجروح راوی موجود ہیں، دیکھئے تفصیلاً: ❸

معلوم ہوا کہ انکی توثیق وتضعیف پر بالکلیہ اعتماد نہیں کیا جا سکتا ہے۔ علامہ بدرالدین عینی رحمۃ اللہ علیہ (متوفی ۸۵۵ھ) امام دارقطنی رحمۃ اللہ علیہ کی اس جرح کے متعلق فرماتے ہیں:

اگر دارقطنی کو کچھ حیا اور ادب ہوتا تو امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کی شان میں اپنی زبان سے اس لفظ کو نہ نکالتا، کیوں کہ امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ ایسے امام ہیں جن کا علم مشرق ومغرب کو محیط ہو رہا ہے، جس وقت ابن معین رحمۃ اللہ علیہ سے امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے بارے میں دریافت کیا گیا تو انہوں نے کہا ثقہ اور مامون ہیں، میں نے کسی کو یہ کہتے نہیں سنا کہ اس نے ابوحنیفہ کی

❶ فتح الباری شرح صحیح البخاری: الفصل التاسع فی سیاق أسماء من طعن فيه من رجال، ج ۱ ص ۳۸۹ ❷ سنن الدارقطني: كتاب الطهارة، باب الماء المسخن، رقم الحديث: ۸۵، ج ۱ ص ۵۰ ❸ الجوهر النقي على سنن البيهقي: ج ۱ ص ۵

تضعیف کی ہو، یہ شعبہ بن حجاج ہیں جو امام صاحب کو فرمائش کیا کرتے تھے کہ حدیث بیان کریں اور ان سے روایت کرتے تھے، اور شعبہ کس قدر زبردست محدث ہیں اس کو کون نہیں جانتا، اور یہ بھی انکا قول ہے کہ امام ابوحنیفہ ثقہ اور اہل دین اور اہل صدق میں سے ہیں، کذب کے ساتھ متہم نہیں ہیں، دین پر مامون ہیں، حدیث میں صادق ہیں اور بڑے بڑے کبار ائمہ نے ان کی تعریف وثناء کی ہے، جیسے عبداللہ بن مبارک رحمۃ اللہ علیہ کہ یہ امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے شاگردوں میں بھی شمار ہوتے ہیں، سفیان بن عیینہ، سفیان ثوری، حماد بن زید، عبد الرزاق، امام وکیع رحمۃ اللہ علیہ جو امام صاحب کے قول پر فتوی دیتے تھے، امام مالک، امام شافعی امام احمد رحمۃ اللہ علیہ اور بہت سے بڑے بڑے ائمہ نے بھی امام صاحب کی مدح کی ہے، اس سے دارقطنی کا تعصب فاسد ظاہر ہوگیا ہے، ان کا کوئی مقام نہیں ان ائمہ کبار کے مقابلے میں جنہوں نے امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کی تعریف کی ہے، تا کہ ایسے امام کی شان میں کلام کرے جو ان ائمہ پر دین وتقوی اور علم کے اعتبار سے مقدم ہے، امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کی تضعیف کرنے کی وجہ سے خود دارقطنی تضعیف کے مستحق ہیں، کیا امام صاحب کے اصحاب کے سکوت پر راضی نہیں؟ اور پھر خود اپنی سنن میں سقیم حدیثیں اور معلول، منکر، غریب، موضوع روایات تک نقل کیں ہیں، نیز اپنی کتاب میں احادیث ضعیفہ باوجود یکہ ان کو ان روایات کے ضعیف ہونے کا علم تھا روایت کیں، اور اپنے مذہب پر ان سے استدلال کیا حتی کہ بعض علماء نے انہیں قسم دی تو انہوں نے اقرار کیا کہ اس کتاب میں کوئی حدیث صحیح نہیں ہے:

قلت: لو تأدب الدارقطني واستحيى لما تلفظ بهذه اللفظة في حق أبي حنيفة فإنه إمام طبق علمه الشرق والغرب، ولما سئل إبن معين عنه فقال: ثقة مأمون ما سمعت أحدا ضعفه، هذا شعبة بن الحجاج يكتب إليه أن يحدث وشعبة شعبة. وقال أيضا: كان أبو حنيفة ثقة من أهل الدين

والصدق ولم يتهم بالكذب، وكان مأمونا على دين الله تعالى، صدوقا في الحديث، وأثنى عليه جماعة من الأئمة الكبار مثل عبد الله بن المبارك، ويعد من أصحابه، وسفيان بن عيينة وسفيان الثورى وحماد بن زيد وعبد الرزاق ووكيع، وكان يفتي برأيه والأئمة الثلاثة:مالك والشافعي وأحمد وآخرون كثيرون، وقد ظهر لك من هذا تحامل الدارقطني عليه وتعصبه الفاسد، وليس له مقدار بالنسبة إلى هؤلاء حتى يتكلم في إمام متقدم على هؤلاء في الدين والتقوى والعلم، وبتضعيفه إياه يستحق هو التضعيف، أفلا يرضى بسكوت أصحابه عنه وقد روى في (سننه) أحاديث سقيمة ومعلولة ومنكرة وغريبة وموضوعة؟ ولقد روى أحاديث ضعيفة في كتابه (الجهر بالبسملة) واحتج بها مع علمه بذلك، حتى إن بعضهم استحلفه على ذلك فقال :ليس فيه حديث صحيح .ولقد صدق القائل:حسدوا الفتى إذ لم ينالوا سعيه .فالقوم أعداء له وخصوم.❶

علامہ عینی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ کی تضعیف کا دارقطنی کو کیا حق ہے بلکہ وہ خود تضعیف کے مستحق ہیں، کیوں کہ انہوں نے اپنی سنن میں منکر، معلول، سقیم، موضوع روایات نقل کی ہیں، قائل نے بالکل بجا فرمایا کہ جب وہ لوگ آپ کی شان اور وقار و مرتبہ کو نہ پا سکے تو وہ آپ کے مخالف اور دشمن ہو گئے، اس کے مثل ایک شاعر نے کیا خوب کہا ہے:

مکھیوں کے گرنے سے سمندر کا پانی گدلا نہیں ہوتا، اور نہ ہی کتوں کے منہ مارنے سے سمندر کا پانی نجس ہوتا ہے:

❶عمدة القاري شرح صحيح البخاري: كتاب مواقيت الصلوٰة ،باب وجوب القراءة للامام والماموم في الصلوات كلها، ج٦ ص١٢

فقد ظهر لنا من هذا تحامل الدارقطني عليه وتعصبه الفاسد، فمن أين له تضعيف أبي حنيفة وهو مستحق التضعيف، وقد روى في مسنده أحاديث سقيمة ومعلولة ومنكرة وغريبة وموضوعة، ولقد صدق القائل في قوله حينئذ والمعنى: إذا لم ينالوا شأنه ووقاره. فالقوم أعداء له وخصوم وفي المثل السائر: البحر لا يكدره وقوع الذباب ولا ينجسه ولوغ الكلاب. ❶

## عبداللہ بن مبارک رحمۃ اللہ علیہ کی طرف منسوب جرح اور اس کا جواب

قال ابن المبارک: کان أبو حنيفة رحمه الله يتيما في الحديث. ❷

جواب: ا..... یتیم کے معنی محاورہ میں یکتا اور بینظیر کے آتے ہیں۔

علامہ اسماعیل بن محمد الجوہری رحمۃ اللہ علیہ (متوفی ۳۹۳ھ) فرماتے ہیں کہ ہر وہ چیز جس کی نظیر نادر ہو وہ یتیم ہے اس لئے کہا جاتا ہے "درة يتيمة" نادر الوجود موتی۔

وكل شيئ مفرد يعز نظيره فهو يتيم يقال درة يتيمة. ❸

معلوم ہوا کہ یتیم اس چیز کو کہا جاتا ہے جس کا وجود نادر ہو اور بہت کم پائی جاتی ہو اور بے مثال اور یکتا ہو۔

امام اصمعی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ یتیم ریت کے اکیلے ذرے کو کہتے ہیں اور عرب کے ہاں اکیلی اور منفرد چیز کو یتیم کہتے ہیں:

وكل منفرد ومنفردة عند العرب يتيم ويتيمة. ❹

---

❶ البناية شرح الهداية: كتاب الصلاة، قراءة المؤتم خلف الامام، ج ۲ ص ۳۱۷

❷ تاريخ بغداد: ترجمة: النعمان بن ثابت، ذكر ماقاله العلماء في ذم رأيه، ج ۱۳ ص ۴۱۷ ❸ الصحاح: فصل الياء، يتم، ج ۵ ص ۲۰۶۴

❹ لسان العرب: فصل الياء، يتم، ج ۱۲ ص ۶۴۶

علامہ مجد الدین فیروز آبادی رحمہ اللہ (متوفی ۸۱۷ھ) فرماتے ہیں کہ یتیم ہر اس چیز کو کہا جاتا ہے جس کی نظیر بہت کم پائی جاتی ہو:

والیتیم: الفرد، وکل شیئ یعز نظیرہ. ❶

ہر وہ قیمتی اور مہنگی چیز جس کی نظیر نہ ہو اسے یتیم کہتے ہیں:

الثمینة التی لا نظیر لها. ❷

پس عبداللہ بن مبارک رحمہ اللہ کے قول کا مطلب یہ ہے کہ امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ حدیث میں یکتا اور بے نظیر تھے، اس کی تائید خود عبداللہ بن مبارک رحمہ اللہ کے دوسرے اقوال سے ہوتی ہے۔

سوید بن نصر رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ عبداللہ بن مبارک رحمہ اللہ فرماتے تھے کہ یہ نہ کہو کہ یہ امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ کی رائے ہے بلکہ یوں کہو یہ حدیث کی تفسیر ہے:

سمعت ابن المبارک یقول: لا تقولوا رأی أبی حنیفة ولکن قولوا تفسیر الحدیث. ❸

متعصبین نے ابن مبارک رحمہ اللہ کے اس قول کو غلط معنی پہنا دیا جیسے ان کے سامنے ایک شخص نے ان کے ایک قول سے غلط معنی مراد لینا چاہا۔

ابراہیم بن عبداللہ خلال رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ میں نے عبداللہ بن مبارک رحمہ اللہ سے سنا وہ فرما رہے تھے کہ "کان أبو حنیفة آیة" امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ اللہ تعالیٰ کی نشانیوں میں سے ہیں، تو ایک شخص بول پڑا اے ابوعبدالرحمٰن (یہ عبداللہ بن مبارک کی کنیت ہے) یہ بتائیے کہ آیت کس میں تھے شر میں یا خیر میں؟ عبداللہ بن مبارک رحمہ اللہ نے فوراً ڈانٹ کر کہا خاموش رہو، تمہیں پتہ نہیں کہ آیت کا لفظ خیر ہی کیلئے آتا ہے شر کیلئے آیت نہیں بلکہ غایت کا لفظ آتا ہے، اور پھر قرآن کریم کی یہ آیت تلاوت کی: وَجَعَلْنَا ابْنَ مَرْيَمَ وَأُمَّهُ آيَةً:

❶ القاموس المحیط: فصل الیاء، الیتیم، ج ۱ ص ۱۱۷۲ ❷ المعجم الوسیط: فصل الیتیم، ج ۲ ص ۱۰۶۳ ❸ مناقب أبی حنیفة للموفق: الباب الثانی والعشرون، ص ۳۰۷

ابن المبارک یقول: کان أبو حنیفة آیةفقال له قائل: في الشر یا أبا عبد الرحمن أو في الخیر؟ فقال: اسکت یا هذا فإنه یقال: غایة في الشر، و آیة في الخیر، ثم تلا هذه الآیة: وَجَعَلْنَا ابْنَ مَرْیَمَ وَأُمَّهُ آیَةً. (1)

جیسے اس شخص نے عبداللہ بن مبارک رحمۃ اللہ علیہ کے سامنے آپ کے مدحیہ کلام کو جس میں آپ امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ کو اللہ سبحانہ کی نشانی بتارہے تھے عبداللہ بن مبارک رحمۃ اللہ علیہ کے سامنے غلط معنی پہنادیا ٹھیک اسی طرح مذکورہ جملے کو متعصبین نے غلط معنی میں لیا ہے۔

۲.....عبداللہ بن مبارک رحمۃ اللہ علیہ تو امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے شاگرد تھے اور آپ نے امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ کی بہت زیادہ مدح کی، آپ امام صاحب کے متعلق ایسے کلمات کیسے کہہ سکتے ہیں، بطور نمونہ آپ کے چند مدحیہ اقوال ذکر کیئے جاتے ہیں جس سے معلوم ہوگا کہ عبداللہ بن مبارک رحمۃ اللہ علیہ کی نظر میں امام صاحب کا کس قدر مقام ہے۔

عبداللہ بن مبارک رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ لوگوں میں سب سے بڑے فقیہ امام ابوحنیفہ ہیں، میں نے فقہ میں ان کے مثل کسی کو نہیں دیکھا:

و أما أفقه الناس فأبو حنیفة، ثم قال: ما رأیت في الفقه مثل. (2)

عبداللہ بن مبارک رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

اگر کسی کو اپنی رائے سے دین کی بابت کچھ کہنا مناسب ہوتا تو امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ اس مرتبے کے ہیں کہ ان کو اپنی رائے سے کہنا مناسب ہونا چاہئے تھا:

ابن المبارک یقول: إن کان أحد ینبغی له أن یقول برأیه، فأبو حنیفة ینبغی له أن یقول برأیه. (3)

(1) تاریخ بغداد: ترجمة: النعمان بن ثابت ،مناقب أبي حنیفة، ج۱۳ ص ۳۳۶

(2) تاریخ بغداد: ترجمة: النعمان بن ثابت ،ماقیل في فقه أبي حنیفة، ج۱۳ ص ۳۴۲

(3) تاریخ بغداد: ترجمه: النعمان بن ثابت، ماقیل في فقه أبي حنیفة، ج۱۳ ص ۳۴۳

عبداللہ بن مبارک رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

اگر اللہ تعالیٰ امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ اور سفیان ثوری رحمۃ اللہ علیہ سے میری دستگیری نہ کی ہوتی تو میں بھی عام لوگوں کی طرح ہوتا:

لو لا أن اللّٰہ أعانني بأبي حنیفة وسفیان لکنت کسائر الناس.❶

عبداللہ بن مبارک رحمۃ اللہ علیہ امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کی مدح میں فرماتے ہیں:

سعید المروزی قال سمعت ابن المبارک یقول:

| | |
|---|---|
| لقد زان البلاد ومن علیها | إمام المسلمین أبو حنیفة |
| بآثار وفقه في حدیث | کآثار الزبور علی الصحیفة |
| فما في المشرقین له نظیر | ولا بالمغربین ولا بالکوفة |
| رأیت العائبین له سفاها | خلاف الحق مع حجج ضعیفة ❷ |

ان واضح اور مستند حوالہ جات سے معلوم ہوا ہے کہ ابن مبارک رحمۃ اللہ علیہ کی نظر میں امام صاحب کا کس قدر مقام ہے۔

۳..... بالفرض والمحال اگر تسلیم کرلیا جائے تو عبداللہ بن مبارک رحمۃ اللہ علیہ نے یہ بات اس وقت کہی ہوگی جب امام صاحب کا ابتداء میں علم کلام کی طرف زیادہ میلان تھا اور علم حدیث وفقہ کی طرف زیادہ اشتغال نہ تھا، اور امام صاحب سے متعلق ان کے مدحیہ اقوال اور ان کی تعدیل وتوثیق اس وقت کی ہو جب کہ امام صاحب محدث وفقیہ ہو چکے تھے، لہٰذا عبداللہ بن مبارک رحمۃ اللہ علیہ کے دونوں اقوال صحیح ہو سکتے ہیں اور امام صاحب پر بھی کوئی حرف نہیں آتا۔

۴..... علامہ زاہد الکوثری رحمۃ اللہ علیہ (متوفی ۱۳۷۱ھ) فرماتے ہیں کہ یتیم سے مراد یہ ہے

❶ عقود الجمان في مناقب الإمام أبي حنیفة النعمان: الباب العاشر، ص ۱۸۸

❷ أخبار أبي حنیفة وأصحابه: ذکر ماروی من الشعر في مدح أبي حنیفة، ص ۹۰

کہ وہ حدیث کی روایت میں سندوں کی زیادہ تلاش کرنے کی پرواہ نہ کرتے تھے جیسا کہ ان لوگوں کی عادت تھی جو صرف روایت کی جانب ہی توجہ کرنے والے تھے، بخلاف مجتہدین کے کہ اگر ان کو چند اسناد کے ساتھ یا ایک ہی صحیح یا حسن درجے کی سند کے ساتھ روایت مل جائے تو وہ اس میں سے احکام استنباط کرنے کی طرف متوجہ ہوتے ہیں اور کثرت طرق کے متلاشی نہیں ہوتے ہیں، ابراہیم بن سعید الجوہری رحمۃ اللہ علیہ کہا کرتے تھے کہ ہر ایسی حدیث جو میرے پاس سو سندوں کے ساتھ نہ ہو تو میں اس حدیث میں یتیم ہوں:

کل حدیث لا یکون عندی من مائة وجه فانا فیه یتیم. [1]

## امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ پر مرجیہ کے الزام کی حقیقت

امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ کے بارے میں ان کے ترجمہ میں لکھا:

کان مرجئا سکتوا عنه وعن رأیه وعن حدیثه. [2]

وہ مرجیہ تھے، محدثین نے ان سے روایت کرنے میں، ان کی رائے لینے سے اور ان کی حدیث لینے میں سکوت اختیار کیا ہے۔

امام اعظم پر مرجیہ کا الزام لگانے کی ابتداء خوارج، قدریہ اور معتزلہ جیسے باطل فرقوں نے کی۔ اس کا سبب یہ تھا کہ امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ نے دور اول میں پھوٹنے والے ان باطل فرقوں کی شدید مخالفت کی، کیونکہ یہ تمام فرقے ایسے باطل عقائد و نظریات عوام الناس میں پھیلانے میں کوشاں تھے جن کا اسلام میں سرے سے ہی کوئی وجود نہ تھا۔

عقیدہ قدریہ کے حامل انسان کے فعل کو مکمل طور پر انسان کے ارادہ کے تحت سمجھتے تھے اور اس میں ارادہ الٰہی کے دخل کو جائز نہ سمجھتے تھے، اور وہ اپنے اس عقیدہ کا پرچار بھی کرتے

[1] تذکرة الحفاظ: ترجمة: ابراهیم بن سعید الجوهری، ج ۲ ص ۷۶

[2] التاریخ الکبیر: ترجمة: النعمان بن ثابت، ج ۸ ص ۸۱، رقم الترجمة: ۲۲۵۳

جس کی وجہ سے امام اعظم نے ان کی شدید مخالفت کی۔

معتزلہ کا عقیدہ تھا کہ کبیرہ گناہ کا مرتکب غیر مؤمن ہے لہذا وہ مرنے کے بعد ہمیشہ جہنم میں رہے گا، جو شخص بھی ان کے اس نظریہ کی مخالفت کرتا وہ اس پر مرجیہ کا اطلاق کرتے۔

خوارج کا عقیدہ تھا کہ گناہ کبیرہ کا مرتکب کافر ہے اور اس کا خون واموال دوسروں پر حلال ہیں ان کے نزدیک بھی ایسا شخص جہنم میں رہے گا۔

چوتھا باطل فرقہ مرجیہ کا تھا جنہوں نے خوارج کے بالکل برعکس عقیدہ اپنایا، انہوں نے یہ عقیدہ اختیار کیا کہ ایمان کامل اقرار لسانی اور تصدیق قلبی کا نام ہے، لہذا عمل کی اس میں ضرورت ہی نہیں، اور بعض نے ان میں سے یہاں تک کہا کہ ایمان صرف قلبی اعتقاد کا نام ہے اگرچہ اعلانیہ زبان سے کفر کا اقرار کرتا پھرے، بتوں کو پوجتا رہے یا دار الاسلام میں یہودیوں اور عیسائیوں سے ملا رہے اور صلیب وتثلیث کو پوجے، اس کے اعمال جیسے بھی ہوں وہ مرتے وقت کامل حالت ایمان میں ہی مرے گا۔ ان کا عقیدہ تھا کہ حالت ایمان میں سرزد ہونے والا گناہ نقصان نہیں پہنچاتے جیسا کہ کفر کی حالت میں اطاعت الٰہی کافروں کو کوئی نفع نہیں دیتی۔ (1)

امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ ان سب باطل عقائد سے جدا تھے، انہوں نے کبھی بھی ان عقائد باطلہ سے تعلق نہیں رکھا بلکہ ہمیشہ ان کی سرکوبی کے لیے کام کرتے رہے۔ امام صاحب کے الفاظ میں ان کا عقیدہ ملاحظہ کریں، آپ نے فرمایا:

لا نقول: إن المؤمن لا تضره الذنوب، ولا نقول: إنه لا يدخل النار، ولا نقول: إنه يخلد فيها، وإن كان فاسقا بعد أن يخرج من الدنيا مؤمناً، ولا نقول: إن حسناتنا مقبولة وسيئاتنا مغفورة كقول المرجئة. ولكن

(1) الفصل في الملل والنحل: ذكر شنع المرجئة، ج۴ ص۱۵۴، ۱۵۵

نقول: من عمل حسنة بجميع شرائطها خالية عن العيوب المفسده والمعاني المبطلة ولم يبطلها (بالكفر والردة) حتى خرج من الدنيا مؤمناً فإن الله تعالى لا يضيعها، بل يقبلها منه ويثيبه عليها. وما كان من السيئات دون الشرك والكفر ولم يتب عنها صاحبها حتى مات فإنه في مشيئة الله تعالى إن شاء عذّبه، وإن شاء عفا عنه ولم يعذّبه بالنار أبداً۔ [1]

ہم یہ نہیں کہتے کہ مؤمن کو اس کے گناہ نقصان نہیں پہنچائیں گے، نہ یہ کہتے ہیں کہ وہ دوزخ میں نہیں جائے گا (جس طرح باطل فرقے مرجیہ اور ملاحدہ وغیرہما کہتے ہیں) اور نہ ہی (معتزلہ اور خوارج کی طرح) یہ کہتے ہیں کہ وہ دوزخ میں ہمیشہ رہے گا اگرچہ وہ فاسق ہی ہو اور دنیا سے حالت ایمان میں رخصت ہوا ہو، اور نہ ہم مرجیہ کی طرح یہ کہتے ہیں کہ ہماری نیکیاں مقبول ہیں اور گناہ معاف۔

بلکہ ہمارا عقیدہ یہ ہے کہ جس شخص نے نیکی کو اس کی تمام شرائط کے ساتھ کیا جو عیوب مفسدہ (ظاہری گناہ مثلاً شراب نوشی، بدکاری، جھوٹ) اور معانی مبطلہ (باطنی گناہ مثلاً تکبر اور ریاکاری) سے محفوظ ہوئی، اور اس شخص نے اسے کفر اور ارتداد سے ضائع نہ کیا یہاں تک کہ دنیا سے مؤمن چلا گیا تو اللہ تعالیٰ بھی اس کی نیکی کو ضائع نہیں کرے گا، بلکہ اس شخص سے اس نیکی کو قبول فرمائے گا اور اسے اس کا ثواب عنایت کرے گا۔ کفر و شرک کے علاوہ جتنے بھی گناہ ہوں گے جس پر اس کا عامل توبہ کیے بغیر ہی حالت ایمان میں مر گیا تو وہ اللہ تعالیٰ کی مشیت کے تابع ہوگا چاہے وہ اسے (عدل کے باعث) جہنم میں عذاب دے اور چاہے (فضل وکرم اور شفاعت کے باعث) معاف فرما دے، اور وہ اسے اصلاً عذاب کا مستحق نہیں ٹھہرائے گا (بلکہ جنت میں داخل کر دے گا جہاں وہ ہمیشہ رہے گا)۔

[1] شرح الفقه الأكبر: المعاصي تضر مرتكبها خلافا لبعض الطوائف، ص ٧٦، ٧٧

اتنے صریح الفاظ میں امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ کا عقیدہ جان لینے کے بعد اب کسی صفائی کی ضرورت نہیں رہی۔ انہوں نے اپنے الفاظ میں وضاحت کے ساتھ اہل سنت و جماعت حنفی مذہب کا عقیدہ بیان کر دیا ہے کہ ہمارا عقیدہ باطل فرقوں خوارج، معتزلہ اور مرجیہ کے برعکس قرآن و سنت پر قائم ہے۔ ہم نہ کسی مؤمن کو گناہ کبیرہ کے باعث ہمیشہ جہنم کا مستحق ٹھہراتے ہیں اور نہ کافر، اور نہ ہی ہم اسے گناہوں کے مضر اور دخول جہنم سے بے خوف کرتے ہیں۔ بلکہ گناہوں کی وجہ سے مؤمن کی گرفت بھی ہو سکتی ہے، وہ جہنم میں داخل بھی ہو سکتا ہے اور اس کی معافی بھی ہو سکتی ہے، لیکن حالت ایمان میں مرنے والے گناہگار مؤمن کو کافر کا ٹائٹل اور ہمیشگی کا پروانہ نہیں تھمایا جا سکتا۔

ہماری نگاہ میں امام اعظم کو مرجیہ کہنے کی یہی وجہ سمجھ آتی ہے کہ انہوں نے ان سب باطل فرقوں کی اتنی شد و مد سے مخالفت کی جتنی اس دور میں اور کوئی امام نہ کر سکا، آپ نے اپنی خدا داد صلاحیتوں سے ان کی جڑیں اکھیڑ کر رکھ دیں، جس کے نتیجہ میں ان باطل فرقوں نے بدلہ اس انداز میں لیا کہ امام صاحب پر اور آپ کے ہم خیال دوسرے ائمہ پر مرجیہ ہونے کا الزام لگا دیا۔

اسی لیے امام اعظم نے بصرہ کے ایک عالم عثمان البتی رحمۃ اللہ علیہ کو اپنی طرف منسوب مرجیہ کے نام کی حقیقت کو واضح کرتے ہوئے لکھا تھا:

فما ذنب قوم تكلموا بعدل، وسماهم أهل البدع بهذا الاسم، ولكنهم أهل العدل وأهل السنة، وإنما هذا اسم سماهم به أهل شنآن۔ [1]

حق پر بولنے والی قوم کا یہی تو گناہ ہوتا ہے کہ اہل بدعت انہیں اس (مرجیہ کے) نام سے موسوم کر دیتے ہیں، حالانکہ وہ اہل انصاف اور اہل سنت ہوتے ہیں، انہیں اس نام سے

[1] العقيدة وعلم الكلام: رسالة أبي حنيفة إلى عثمان البتي، ص ٦٣٢، الناشر: دار الكتب العلمية

صرف کم ظرف لوگ ہی منسوب کرتے ہیں۔

امام صاحب کے اسی قول کی تائید امام شہرستانی رحمۃ اللہ علیہ (متوفی ۵۴۸ھ) نے اپنی شہرہ آفاق تصنیف ''الملل والنحل'' میں کی ہے، وہ لکھتے ہیں:

لعمري كان يقال لأبي حنيفة وأصحابه مرجئة السنة، وعدّه كثير من أصحاب المقالات من جملة المرجئة، ولعل السبب فيه أنه لما كان يقول: الإيمان هو التصديق بالقلب وهو لا يزيد ولا ينقص، ظنّوا أنه يؤخر العمل عن الإيمان، والرجل مع تخريجه في العمل كيف يفتي بترك العمل، وله سبب آخر وهو أنه كان يخالف القدرية والمعتزلة الذين ظهروا في الصدر الأول، والمعتزلة كانوا يلقّبون كل من خالفهم فى القدر مرجئاً وكذلك الوعيديّة من الخوارج، فلا يبعد أن اللقب إنما لزمه من فريقي: المعتزلة والخوراج، والله أعلم.(1)

مجھے اپنی عمر (عطا کرنے والے) کی قسم! امام ابوحنیفہ اور ان کے اصحاب کو مرجئة السنة کہا جاتا تھا، اور بہت سے کہنے والوں نے جمیع مرجیہ میں ان کو بھی شامل کیا ہے، اور اس کا سبب یہ ہوسکتا ہے کہ وہ کہا کرتے تھے: ایمان تصدیق قلبی کا نام ہے اور یہ گھٹتا بڑھتا نہیں، ان پر الزام لگانے والوں نے گمان کیا کہ وہ عمل کو مؤخر کرتے ہیں، حالانکہ ایسا شخص جو شریعت پر عمل پیرا ہو کیسے ترک عمل کا فتویٰ دے سکتا ہے۔ ہاں (ان کو مرجیہ کہنے کا) ایک دوسرا سبب یہ ہوسکتا ہے چونکہ وہ دورِ اوّل میں نمودار ہونے والے فتنوں قدریہ اور معتزلہ کی مخالفت کیا کرتے تھے اور معتزلہ تقدیر میں اپنے ہر مخالف شخص کو مرجئہ کا لقب دیتے تھے اور یہی رویہ خوارج کا تھا، پس اس صورت حال میں یہ امر بعید نہیں کہ انہیں یہ مرجئہ کا لقب

(1) الملل والنحل: الفصل الخامسة: المرحئة، الغسانية، ج ۱ ص ۱۴۱

فریقین معتزلہ اور خوارج کی طرف سے بدنیتی اور حسد کی وجہ سے دیا گیا ہو، واللہ اعلم۔

گزشتہ صفحات میں بیان کیا جا چکا ہے کہ امام صاحب کا عقیدہ مرجئہ کے بالکل برعکس اور اس حقیقت کا غماز تھا کہ عمل فی نفسہ ایمان کی تعریف میں شامل نہیں لیکن اس کے بغیر ایمان ناقص اور ادھورا ہے۔ اس کے باوجود بعض حضرات نے امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ کے خلاف پھیلائے ہوئے باطل قوتوں کے اس جال میں پھنس کر انہوں نے اپنی کتابوں میں امام اعظم کو مرجئہ لکھ ڈالا۔

امام اعظم کے علاوہ کئی اکابر تابعین اور تبع تابعین کو بھی انہیں فتنوں کے سبب مرجئہ میں شمار کیا گیا ہے۔ جن میں سے چند نام درج ذیل ہیں:

۱..... حضرت حسن بن محمد بن علی بن ابی طالب رحمۃ اللہ علیہ

۲..... حضرت سعید بن جبیر رحمۃ اللہ علیہ ۳..... عمرو بن مرہ رحمۃ اللہ علیہ

۴..... محارب بن دثار رحمۃ اللہ علیہ ۵..... مقاتل بن سلیمان رحمۃ اللہ علیہ

۶..... حماد بن ابی سلیمان رحمۃ اللہ علیہ ۷..... قدید بن جعفر رحمۃ اللہ علیہ وغیرہم۔

ان میں سے ہر امام کو صرف اس جرم کی پاداش میں مرجئہ کہا گیا کہ انہوں نے خوارج کے برعکس اصحاب کبار کو مؤمن قرار دیا اور معتزلہ کی طرف سے ان پر ہمیشہ جہنم میں رہنے کے دعوی باطل کی دلائل بیّن کے ساتھ تردید کی۔ جب کہ امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ اور یہ سب ائمہ نہ صرف مرجئہ ہونے کے اس الزام سے بری تھے بلکہ وہ سب تقویٰ وطہارت اور اطاعت واتباع شریعت کے بلند ترین مقام پر فائز تھے۔

علامہ سید محمد مرتضی الزبیدی رحمۃ اللہ علیہ (متوفی ۱۲۰۵ھ) نے امام اعظم کا ارجاء کے الزام سے بری الذمہ ہونے پر یوں تبصرہ کیا ہے:

' وأما نسبة الإرجاء إليه فغير صحيح فإن أصحاب الإمام كلهم على

خلاف رأي الإرجاء. فلو كان أبو حنيفة مرجئاً لكان أصحابه على رأيه وهم الآن موجودون على خلاف ذلك، وإذا أجمع الناس على أمر وخالفهم واحد أو اثنان لم يلتفت إلى قوله ولم يصدق في دعواه حتى إن الصلاة عند أبي حنيفة خلف المرجئة لا تجوز. ومن أجمع الأمة على أنه أحد الأئمة الأربعة المجمع عليهم لا يقدح فيه قول من لا يعرفه إلا بعض المحدثين. (1)

امام اعظم کی طرف ارجاء کی نسبت صحیح نہیں کیونکہ امام صاحب کے تمام اصحاب اِرجاء کے اصحاب کی رائے کے خلاف ہیں۔اگر امام ابوحنیفہ مرجئہ ہوتے تو ان کے شاگرد بھی ان ہی کی رائے پر ہوتے حالانکہ وہ ابھی تک اس کے خلاف موجود ہیں، جب سب لوگ کسی امر پر متفق ہوں اور کوئی ایک یا دو اشخاص ان کی مخالفت کریں تو اس کے قول کی طرف دھیان نہیں دیا جائے گا اور نہ ہی اس کے دعویٰ کی تصدیق کی جائے گی، (یہ مرجئہ کے ساتھ اختلاف ہی کی وجہ سے ہے کہ) امام ابوحنیفہ کے نزدیک مرجئہ کے پیچھے نماز تک بھی جائز نہیں ہے۔امت کا اس پر اجماع ہے کہ امام صاحب ان چار ائمہ میں سے ہیں جن پر سب کا اتفاق ہے، لہٰذا آپ کے بارے میں اس شخص کا قول قادح نہیں ہوگا جس کو صرف بعض محدثین جانتے ہوں۔

امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ کو سب سے زیادہ طعن و تشنیع کا اس لیے بھی نشانہ بنایا گیا کیونکہ آپ معتزلی، خوارجی اور قدریوں سے مناظروں کے دوران اپنی خداداد صلاحیتوں سے نہ صرف ان کے دلائل وعقائد کی دھجیاں بکھیر دیتے تھے بلکہ انہیں لاجواب بھی کر دیتے تھے۔اس کا جواب انہوں نے یوں دیا کہ آپ پر مرجئہ کا الزام لگا دیا۔

(1) عقود الجواهر المنيفة: مقدمة، ج ١ ص ١٥

## امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ پر خلقِ قرآن کا الزام لگایا گیا

مسلمہ نے امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ کے بارے میں ایک قول نقل کیا۔ ہے جسے حافظ ابن حجر رحمۃ اللہ علیہ (متوفی ۸۵۲ھ) نے امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ کے ترجمہ میں درج کیا ہے:

كان ثقة، جليل القدر، عالماً بالحديث، و كان يقول بخلق القرآن، فأنكر ذلك عليه علماء خراسان فهرب ومات وهو مستخف.❶

بخاری ثقہ، جلیل القدر اور حدیث کے عالم تھے۔ وہ قرآن کے مخلوق ہونے کا کہا کرتے تھے جس پر علماء خراسان نے ان کا انکار کیا تو وہ وہاں سے نکل کھڑے ہوئے اور روپوشی میں ہی ان کا وصال ہوگیا۔

جب کہ امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے خود امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کی طرح اس بات سے انکار کیا۔ امام محمد بن نصر مروزی رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ میں نے محمد بن اسماعیل بخاری رحمۃ اللہ علیہ کو فرماتے ہوئے سنا:

من قال عني أني قلت: لفظي بالقرآن مخلوق فقد كذب.❷

جس شخص نے میری طرف سے یہ کہا کہ میں نے کہا ہے: قرآن کے الفاظ مخلوق ہیں تو اس نے جھوٹ بولا۔

جس طرح امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ پر الفاظ قرآنی کے مخلوق ہونے کا بے بنیاد الزام لگنے کے باوجود ان کی روایتِ حدیث اور علم حدیث میں جلالتِ شان پر کوئی اثر نہیں پڑتا تو اسی طرح امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ پر ارجاء کا بے سروپا الزام لگنے سے ان کی عدالت وثقاہت پر بھی کوئی اثر نہیں پڑتا۔

## ارجاء ابوحنیفہ اور غنیۃ الطالبین کی عبارت

أما الحنفية فهم بعض أصحاب أبي حنيفة النعمان بن ثابت زعموا أن

❶ تهذيب التهذيب: ترجمة: محمد بن إسماعيل بن إبراهيم، ج ۹ ص ۵۴

❷ تهذيب التهذيب: ترجمة: محمد بن إسماعيل بن إبراهيم، ج ۹ ص ۵۴

الإيمان هو المعرفة والإقرار بالله ورسوله وبما جاء من عنده جملة على ما ذكره البرهوتي في كتاب الشجرة. ❶

جواب: مرجئہ ارجاء سے مشتق ہے، جو باب افعال کا مصدر ہے، لغت میں اس کے معنی تاخیر کرنا اور اصطلاح میں ارجاء کا معنی اعمال کو ایمان سے علیحدہ رکھنا۔ مرجئہ ضالۃ اس فرقے کو کہتے ہیں جو صرف اقرار لسانی اور معرفت کا نام ایمان رکھتا ہے اور ساتھ یہ بھی اعتقاد رکھتا ہے کہ معصیت اور گناہ ایمان کو کچھ ضرر نہیں پہنچا سکتے اور گناہ گار کو گناہ پر سزا نہیں دی جائے گی بلکہ معاصی پر سزا ہو ہی نہیں سکتی، عذاب وثواب گناہوں اور نیکیوں پر مرتب ہی نہیں ہوتا، اہل سنت والجماعت کے نزدیک یہ فرقہ گمراہ ہے۔

علامہ عبدالکریم شہرستانی رحمۃ اللہ علیہ (متوفی ۵۴۸ھ) فرماتے ہیں کہ ارجاء کے دو معنی ہیں۔

۱.....تاخیر کرنا جیسا کہ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے: قَالُوا أَرْجِهْ وَأَخَاهُ ❷ انہوں نے کہا کہ موسیٰ اور ان کے بھائی کو مہلت دے یعنی ان کے بارے میں فیصلہ کرنے میں تاخیر سے کام لینا چاہیئے اور ان کو مہلت دینی چاہئے۔

۲.....اعطاء الرجاء یعنی امید دلانا یعنی محض ایمان پر کلی نجات کی امید دلانا اور یہ کہنا کہ ایمان کے ہوتے ہوئے گناہ ومعاصی کچھ مضر نہیں ہیں۔

۳.....بعض کے نزدیک ارجاء یہ بھی ہے کہ کبیرہ گناہ کے مرتکب کا فیصلہ قیامت پر چھوڑ دیا جائے اور دنیا میں اس پر جنتی یا جہنمی ہونے کا حکم نہ لگایا جائے۔

۴.....بعض کے نزدیک ارجاء یہ ہے کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کو پہلے خلیفہ کے بجائے چوتھا خلیفہ قرار دیا جائے:

الإرجاء على معنيين: أحدهما: بمعنى التأخير كما في قوله تعالى: قَالُوا

❶ غنية الطالبين: ص ۱۳۹ ❷ اعراف: ۱۱۱

أَرْجِهْ وَأَخَاهُ، أي أمهله وأخره. والثاني: إعطاء الرجاء. أما إطلاق اسم المرجئة على الجماعة بالمعنى الأول فصحيح، لأنهم كانوا يؤخرون العمل عن النية والعقد. وأما بالمعنى الثاني فظاهر، فإنهم كانوا يقولون: لا تضر مع الإيمان معصية، كما لا تنفع مع الكفر طاعة. وقيل الإرجاء تأخير حكم صاحب الكبيرة إلى يوم القيامة، فلا يقضى عليه بحكم ما في الدنيا، من كون من أهل الجنة، أو من أهل النار. فعلى هذا: المرجئة، والوعيدية فرقتان متقابلتان. وقيل الإرجاء: تأخير علي رضي الله عليه عن الدرجة الأولى إلى الرابعة. ❶

ارجاء کے معنی ومفہوم میں چونکہ التاخیر بھی شامل ہے اس لئے حضرات ائمہ جو گناہ گار کے بارے میں توقف اور خاموشی سے کام لیتے ہیں اور دنیا میں اس کے جنتی اور جہنمی ہونے کا کوئی فیصلہ نہیں کرتے بلکہ اس کا معاملہ آخرت پر چھوڑتے ہیں کہ حق تعالی شانہ اس کے بارے میں جو چاہے فیصلہ کرے خواہ اس کو معاف کرے اور جنت میں داخل کرے یا سزا بھگتنے کیلئے جہنم میں ڈال دے یہ سب مرجئہ ہیں اور اسی معنی کے اعتبار سے امام اعظم اور دیگر محدثین کو مرجئہ کہا گیا ہے۔

ملا علی قاری رحمہ اللہ (متوفی ۱۰۱۴ھ) نے بھی یہی بات نقل کی ہے:

ثم اعلم أن القونوي ذكر أن أبا حنيفة كان يسمى مرجئا لتأخيره أمر صاحب الكبيرة إلى مشية الله تعالىٰ، والإرجاء التاخير. ❷

جاننا چاہئے کہ علامہ قونوی رحمہ اللہ نے ذکر کیا ہے کہ امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ کو بھی مرجئہ کہا

❶ الملل والنحل: الفصل الخامس، المرجئة، ج ۱ ص ۱۳۹

❷ شرح الفقه الأكبر: ص: ۷۴، الناشر: قدیمی کتب خانہ

جاتا تھا کیونکہ امام ابوحنیفہ مرتکب کبیرہ کا معاملہ اللہ تعالی کی مشیت پر موقوف رکھتے تھے اور ارجا کا معنی ومفہوم موخر کرنے کے ہیں۔

اب سوال یہ ہے کہ کیا امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کا یہ عقیدہ قرآن وسنت کے خلاف ہے؟ یا صریح نصوص آیات واحادیث سے امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے اس عقیدے کی تائید وتصدیق ہوتی ہے اور تمام اہل سنت کا بھی یہی مذہب ہے۔

## مرجئہ فرق ضالۃ کا عقیدہ

ملاعلی قاری رحمۃ اللہ علیہ (متوفی ۱۰۱۴ھ) فرماتے ہیں کہ مرجئہ مذمومہ بدعتی فرقہ، قدریہ سے جدا ایک فرقہ ہے، جن کا عقیدہ ہے کہ ایمان کے آنے کے بعد انسان کے لئے کوئی گناہ مضر نہیں ہے جیسا کہ کفر کے بعد کوئی نیکی مفید نہیں ہے، اور مرجئہ کا نظریہ ہے کہ مسلمان جیسا بھی ہو کسی کبیرہ گناہ پر اس کو کوئی عذاب نہیں دیا جائیگا، پس اس مرجئہ اہل بدعت کا ارجاء اور امام اعظم اور دیگر ائمہ کے ارجاء میں کیا نسبت؟

ثـم الـمـرجـئة المذمومة من المبتدعة ليسوا من القدرية، بل هم طائفة قالوا: لا يضر مع الإيمان ذنب كما لا ينفع مع الكفر طاعة فزعموا أن أحدا من المسلمين لا يعاقب على شيء من الكبائر فأين هذا الإرجاء عن ذلك الإرجاء ؟[1]

امام اعظم ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ خود "الفقه الأكبر" میں مرجئہ کا رد کر رہے ہیں ملاحظہ فرمائیں:

لا نـقـول أن الـمؤمن لا تضره الذنوب وأنه لا يدخل النار ولا إنه يخلد فيهـا وإن كـان فـاسقا بعد أن يخرج من الدنيا مؤمنا ولا نقول: إن حسناتنا مقبولة وسيئاتنا مغفورة كقول المرجئة ولكن نقول: المسئلة مبينة مفصلة

[1] شرح الفقه الأكبر: ص ۷۵

من عمل حسنة بشرائطها خالية عن العيوب المفسدة والمعانی المبطلة ولم يبطلها حتى خرج من الدنيا فإن الله لا يضيعها بل يقبلها منه ويثيبه عليها. ❶

ہم یہ نہیں کہتے کہ مومن کیلئے گناہ مضر نہیں اور نہ ہم اس کے قائل ہیں کہ مومن جہنم میں بالکل داخل نہیں ہوگا، اور نہ ہم یہ کہتے ہیں کہ وہ ہمیشہ ہی جہنم میں رہے گا اگر چہ فاسق ہو جب کہ وہ دنیا سے ایمان کی حالت میں نکلا، اور نہ ہم یہ کہتے ہیں کہ ہماری تمام نیکیاں مقبول ہیں اور تمام گناہ معاف ہیں جیسا مرجئہ کا عقیدہ ہے، بلکہ ہمارا یہ اعتقاد ہے کہ جو شخص کوئی نیک کام اسی کی شرطوں کے ساتھ کرے اور وہ کام تمام مفاسد سے خالی ہو اور اس کو باطل نہ کیا ہو اور دنیا سے ایمان کی حالت میں رخصت ہوا تو اللہ تعالیٰ اس عمل کو ضائع نہیں کرے گا بلکہ اس کو قبول کر کے اس پر ثواب عطا فرمائیگا۔

امام اعظم ابوحنیفہ رحمہ اللہ تو خود مرجئہ کا رد فرما رہے ہیں اگر خود مرجئہ میں سے ہوتے تو ان کے عقیدے کا رد کرنے کا کیا مطلب؟ اور اپنے عقیدہ کا اظہار کیوں کرتے جو مرجئہ کے خلاف اور اہلِ سنت کے موافق ہے۔ معلوم ہوا کہ مرجئہ گمراہ فرقے کا جو عقیدہ ہے امام صاحب کا اس سے کوئی تعلق نہیں ہے، امام صاحب تو اپنی اس تصنیف میں اس پر مفصل رد فرما رہے ہیں، اب سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ جب امام صاحب کا یہ عقیدہ نہیں ہے تو پھر امام صاحب کی طرف اس کی نسبت کیسے ہوگئی؟ جواب یہ ہے کہ غسان بن مرئی جو فرقہ غسانیہ کا پیشوا ہے اس نے اپنے مذہب کو رواج دینے کیلئے امام صاحب کی طرف ارجا کی نسبت کی تا کہ اس کے مذہب کو شہرت ہو جائے کہ اتنے بڑے امام کا بھی یہ مذہب ہے، اور مرجئہ کے مسائل امام صاحب کی طرف منسوب کرتا تھا حالانکہ امام صاحب کا دامن اس سے بالکل بری ہے۔

❶ شرح الفقه الأكبر: ص ۷۷، ۷۸

علامہ عبدالکریم شہرستانی شافعی رحمۃ اللہ علیہ (متوفی ۵۴۸ھ) فرماتے ہیں کہ تعجب خیز بات ہے غسان (جوفرقہ غسانیہ کا پیشوا ہے) اپنے مذہب کو امام ابوحنیفہ کی طرح ظاہر کرتا اور شمار کرتا تھا، اور امام ابوحنیفہ کو بھی مرجئہ میں شمار کرتا تھا۔ غالبًا یہ جھوٹ ہے، مجھے زندگی عطا کرنے والے کی قسم! امام ابوحنیفہ اوران کے اصحاب کوتو مرجئہ السنۃ کہا جاتا تھا:

ومن العجيب أن غسان كان يحكي عن أبي حنيفة رحمه الله مثل مذهبه، ويعده من المرجئة، ولعله كذب كذلک عليه، لعمری! كان يقال لأبي حنيفة وأصحابه مرجئة السنة. (۱)

اندازہ کیجئے علامہ عبدالکریم شہرستانی رحمۃ اللہ علیہ جو شافعی المسلک ہونے کے باوجود قسم کھا کر کہہ رہے ہیں کہ یہ جھوٹ ہے۔

معلوم ہوا کہ امام صاحب کا یہ اعتقاد نہیں تھا بلکہ غسان فرقے کا پیشوا امام صاحب کی طرف اپنے باطل نظریئے کو منسوب کرتا تھا تاکہ اس کے مذہب کی شہرت ہوجائے۔

علامہ ابن اثیر جزری رحمۃ اللہ علیہ (متوفی ۶۰۶ھ) فرماتے ہیں کہ بہت سے اقوال مختلفہ ان (یعنی امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ) کی طرف منسوب کیے گئے ہیں جن سے ان کا مرتبہ بالاتر ہے اور وہ ان سے بالکل منزہ اور پاک ہیں، چنانچہ خلق قرآن، تقدیر، ارجاء وغیرہ کا قول جو ان کی طرف منسوب کیا جاتا ہے اس کی ضرورت نہیں کہ اقوال اوران کے قائلین کا ذکر کیا جائے کیونکہ بدیہی بات یہ ہے کہ امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ ان تمام امور سے بری اور پاک تھے:

وقد نسب إليه وقيل عنه من الأقاويل المختلفة التى نجل قدره عنها ويتنزه منها، من القول بخلق القرآن، والقول بالقدر، والقول بالإرجاء، وغير ذلك مما نسب إليه. ولا حاجة إلى ذكرها ولا إلى ذكر قائليها،

(۱) الملل والنحل: الفصل الخامس، المرجئة، الغسانية، ج ۱ ص ۱۴۱

والظاهر أنه كان منزها عنها. (1)

اس واضح تصریح سے یہ بات معلوم ہوگئی کہ یہ جملہ امور امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ پر بہتان اور افتراء ہیں امام صاحب کا دامن اس سے بالکل پاک وصاف ہے۔

علامہ عبدالحئی لکھنوی رحمۃ اللہ علیہ (متوفی ۱۳۰۴ھ) فرماتے ہیں کہ مرجئہ کی دو قسمیں ہیں:

ثم المرجئة على نوعين: مرجئة مرحومة وهم أصحاب النبي صلى الله عليه وسلم، ومرجئة ملعونة وهم الذين يقولون بأن المعصية لا تضر والعاصي لا يعاقب. (2)

پھر مرجئہ کی دو قسمیں ہیں ایک مرجئہ مرحومہ جو صحابہ کرام کی جماعت ہے اور دوسری نوع مرجئہ ملعونہ ہے جو اس بات کے قائل ہیں کہ معصیت ایمان کو کسی قسم کا ضرر نہیں پہنچاتی اور عاصی کو عذاب وعتاب نہیں ہوگا۔

حضرت مولانا مفتی سید مہدی حسن رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ:

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم بھی مرجئہ کہلاتے ہیں لیکن وہ اس گمراہ فرقے سے علیحدہ ہیں اگر بالفرض کسی نے امام صاحب پر مرجئہ کا اطلاق کیا بھی ہے تو اس کا وہی مطلب ہے جو صحابہ کرام پر اس لفظ کو اطلاق کرنے میں لیا جاتا، اور ظاہر ہے کہ امام صاحب کے اقوال واعمال اور ان کا عقیدہ ومذہب مرجئہ ضالہ کے برخلاف ہے تو پھر کس طرح ان پر اس کو منطبق کیا جاتا ہے۔ (3)

عثمان البتی رحمۃ اللہ علیہ نے امام صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی طرف خط لکھا اور پوچھا کیا آپ مرجئہ میں

---

(1) جامع الاصول في أحاديث الرسول: الفرع الثاني في التابعين ومن بعدهم، ترجمه: النعمان بن ثابت، ج ۱۲ ص ۹۵۲ (2) الرفع والتكميل في الجرح والتعديل: إيقاظ: في بيان معنى الإرجاء السني والإرجاء البدعي، ص ۳۶۴

(3) امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ اور معترضین، ص ۸۴

سے ہو؟ تو امام صاحب نے فرمایا کہ مرجئہ کی دو قسمیں ہیں ایک مرجئہ ملعونہ ہے میں اس سے بری ہوں، اور ایک مرجئہ مرحومہ ہے میں اس میں سے ہوں اور انبیاء علیہم السلام کا بھی یہی اعتقاد ہے حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے فرمایا:

إِنْ تُعَذِّبْهُمْ فَإِنَّهُمْ عِبَادُكَ وَإِنْ تَغْفِرْ لَهُمْ فَإِنَّكَ أَنْتَ الْعَزِيزُ الْحَكِيمُ. (1)

روى عن عثمان البتي أنه كتب إلى أبي حنيفة وقال انتم مرجئة فأجابه بأن المرجئة على ضربين: مرجئة ملعونة وانا برئ منهم ومرجئة مرحومة وأنا منهم، وكتب فيهم أن الأنبياء كانوا كذلك الا ترى إلى قول عيسى قال: إِنْ تُعَذِّبْهُمْ فَإِنَّهُمْ عِبَادُكَ وَإِنْ تَغْفِرْ لَهُمْ فَإِنَّكَ أَنْتَ الْعَزِيزُ الْحَكِيمُ. (2)

علامہ عبدالحیٔ لکھنوی رحمۃ اللہ علیہ (متوفی ۱۳۰۴ھ) فرماتے ہیں:

مرجئہ نام سے موسوم دو فرقے ہیں ایک مرجئہ ضلالت، دوسرا مرجئہ اہل سنت، امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ آپ کے تلامذہ اور شیوخ اور دیگر روّات کو انہیں مرجئہ اہلِ سنت میں سے شمار کیا گیا ہے نہ کہ مرجئہ ضلالت میں سے:

إن المرجئة فرقتان مرجئة الضلالة ومرجئة أهل السنة وأبو حنيفة وتلامذاته وشيوخه وغيرهم من الرواه الأثبات إنما عدّوا من مرجئه أهل السنة لا من مرجئه الضلالة. (3)

اہل حدیث مکتبہ فکر کے عالم مولانا محمد ابراہیم سیالکوٹی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

(1) المائدة: ۱۱۸ (2) الرفع والتكميل في الجرح والتعديل: إيقاظ: في بيان معنى الإرجاء السني والارجاء البدعي، ص ۳۶۵، ۳۶۶ (3) الرفع والتكميل في الجرح والتعديل: إيقاظ: في بيان معنى الإرجاء السني والارجاء البدعي، ص ۳۶۱

اس موقع پر اس شبہ کا حل بھی نہایت ضروری ہے کہ بعض مصنفین نے سیدنا امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کو بھی رجال مرجئہ میں شمار کیا ہے حالانکہ آپ اہلِ سنت کے بزرگ امام ہیں اور آپ کی زندگی اعلیٰ درجے کے تقویٰ پر گزری ہے، جس سے کسی کو بھی انکار نہیں بیشک بعض مصنفین نے خدا ان پر رحم کرے امام ابوحنیفہ اور آپ کے شاگردوں امام ابو یوسف، امام محمد، امام زفر اور امام حسن بن زیاد رحمۃ اللہ علیہم کو رجال مرجئہ میں شمار کیا ہے جس کی حقیقت کو نہ سمجھ کر اور حضرت امام صاحب ممدوح کے طرزِ زندگی پر نظر نہ رکھتے ہوئے بعض لوگوں نے اسے خوب اچھالا ہے لیکن حقیقت رس علماء نے اس کا جواب کئی طریق پر دیا ہے۔ (1)

علامہ ابن عبدالبر مالکی رحمۃ اللہ علیہ (متوفی ۴۶۳ھ) فرماتے ہیں:

بعض لوگوں نے امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ پر ارجاء کا الزام لگایا ہے حالانکہ اہل علم میں تو ایسے لوگ کثرت سے موجود ہیں جن کو مرجئہ کہا گیا ہے لیکن جس طرح امام ابوحنیفہ کی امامت کی وجہ سے ان میں برا پہلو نمایاں کیا گیا ہے دوسروں کے بارے میں ایسا نہیں کیا گیا، اس کے علاوہ یہ بھی ایک حقیقت ہے کہ بعض لوگ امام ابوحنیفہ سے حسد وبغض رکھتے تھے اور انکی طرف ایسی باتیں منسوب کرتے تھے جن سے امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کا دامن بالکل پاک تھا، اور ان کے بارے میں نامناسب اور بے بنیاد باتیں گھڑی جاتی تھیں حالانکہ علماء کی ایک بڑی جماعت نے امام ابوحنیفہ کی تعریف کی اور ان کی فضیلت کا اقرار کیا ہے:

ونقموا أيضا على أبي حنيفة الإرجاء، ومن أهل العلم من ينسب إلى الإرجاء كثير لم يعن أحد بنقل قبيح ما قيل فيه كما عنوا بذلک في أبي حنيفة لإمامته، وكان أيضا مع هذا يحسد وينسب إليه ما ليس فيه ويختلق عليه ما لا يليق به وقد أثنى عليه جماعة من العلماء وفضلوه. (2)

(1) تاریخ اہل حدیث، ص ۵٦ (2) جامع بيان العلم وفضله: باب ماجاء في ذم القول في دين الله تعالىٰ بالرأى والظن، ج ۲ ص ۱۰۸۰

ان ٹھوس حوالہ جات سے یہ بات معلوم ہوگئی کہ مرجئہ ضلالہ سے امام صاحب کا کوئی تعلق نہیں ہے امام صاحب نے تو خود اس پر رد کیا ہے جیسا بحوالہ بات گزر گئی ہے، منصف مزاج شخص کیلئے اس قدر تحقیق کافی ہے، باقی رہی بات ''غنیۃ الطالبین'' کی عبارت کی تو اس کی بنیاد ایک مجہول شخص برہوتی کی مجہول کتاب ''کتاب الشجرۃ'' پر ہے، اب سوال یہ ہے کہ یہ برہوتی کون شخص ہے؟ اور اس کی کتاب ''کتاب الشجرۃ'' کوئی مستند کتاب ہے؟ حقیقت میں یہ دونوں مجہول ہیں، نام نہاد اہل حدیث کا بقول ان کے یہ اصول ہے کہ ہم ہر بات صحیح وثابت سند کے ساتھ قبول کرتے ہیں، ضعیف اور مجہول بات کا ہمارے نزدیک کوئی اعتبار نہیں ہے، لیکن امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ اور فقہ حنفی کے خلاف جو بات جہاں سے جس کسی سے بھی مل جائے تو وہ سر آنکھوں پر ہے اس کیلئے کسی دلیل، ثبوت، صحتِ سند، غرض کسی چیز کی کوئی ضرورت نہیں۔

اگر ''کتاب الشجرۃ'' اور مصنف برہوتی واقعی معروف ومعتمد شخص ہے تو ''کتاب الشجرۃ'' سے اصل عبارت مع السند ذکر کی جائے۔

نیز غنیۃ الطالبین کی مذکورہ بالا عبارت کو دیکھیں اس میں ''بعض أصحاب أبي حنیفة'' کا ذکر ہے جس کا مطلب کچھ حنفی اس عقیدہ کے حامل تھے، لیکن یوسف جے پوری کی امانت ودیانت کو داد دیں کہ اس نے بعض کا لفظ اڑا کر تمام احناف کو اس میں شامل کر دیا اور اس کو امام ابوحنیفہ کا مذہب بنا دیا۔

جناب یوسف جے پوری صاحب لکھتے ہیں:

ابوحنیفہ نعمان بن ثابت کوفی مقتداء ہیں فرقہ حنفیہ کے، اکثر اہل علم نے ان کو مرجئہ فرقے میں شمار کیا ہے۔ [1]

[1] حقیقت الفقہ، ص ۲۷

جے پوری صاحب کی یہ بات کہ اکثر اہل علم نے ان کو مرجئہ فرقہ میں شمار کیا ہے یہ محض دھوکہ ہے اس لئے کہ اگر اکثر اہل علم نے امام صاحب کو مرجئہ کہا ہے تو جے پوری صاحب نے ان اکثر اہلِ علم کی فہرست اور ان کے نام ذکر کرنے کی تکلیف کیوں نہیں کی؟

بالفرض والمحال اگر تسلیم کر بھی لیا جائے کہ مصنف برحق ہوتی اور ''كتاب الشجرة'' معتبر کتاب ہے تو بھی عبارت میں ''بعض أصحاب أبي حنيفة'' کا ذکر ہے کہ وہ مرجئہ میں سے ہیں، تو اس سے یہ کیسے معلوم ہوا کہ امام صاحب بھی مرجئہ میں سے ہیں۔

نیز شیخ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ نے "غنية الطالبين" میں کئی جگہ امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے اقوال بھی نقل کیے ہیں اور ان کو ''الإمام'' کے لقب سے یاد کیا مثلاً ایک مقام پر تارکِ صلاۃ کا حکم بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

وقال الامام أبو حنيفة :لا يقتل.

اگر شیخ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک امام ابوحنیفہ ''مرجئہ ضالہ'' میں سے ہوتے تو پھر ان کو "الإمـام" کے لقب سے کیوں ذکر کرتے؟ اور مسائل شرعیہ میں امام صاحب کے اقوال کیوں ذکر کرتے؟

"تهذيب الكمال في أسماء الرجال، تهذيب التهذيب، تقريب التهذيب، ميزان الاعتدال في نقد الرجال، الكاشف في معرفة من له رواية في الكتب الستة" وغیرہ رجال کی کتابوں میں ایسے بہت سے رواۃ کے حق میں ارجاء کا طعن والزام لگایا گیا ہے مثلاً اس طرح کے الفاظ استعمال کیئے گئے ہیں، رمي بالإرجاء، كان مرجئا وغیرہ۔

علامہ جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ علیہ (متوفی ۹۱۱ھ) نے بخاری ومسلم کے ان راویوں کے اسماء کی پوری فہرست ذکر کی ہے جن کو مرجئہ کہا گیا ہے:

أردت أن أسرد هنا من رمى ببدعته ممن أخرج لهم البخاری ومسلم أو أحدهما وهم: إبراهيم بن طهمان، أيوب بن عائذ الطائی، ذر بن عبد الله المرهبی، شبابة بن سوار، عبد الحميد بن عبد الرحمن أبو يحيى الحمانی، عبد المجيد بن عبد العزيز بن أبي رواد، عثمان بن غياث البصری، عمر بن ذر، عمرو بن مرة، محمد بن حازم، أبو معاوية الضرير، ورقاء بن عمر اليشكری، يحيى بن صالح الوحاظی، يونس بن بكير. هؤلاء رموا بالإرجاء وهو تأخير القول في الحكم على مرتكب الكبائر بالنار. ❶

علامہ شمس الدین ذہبی رحمۃ اللہ علیہ (متوفی ۷۴۸ھ) فرماتے ہیں کہ میں (امام ذہبی) کہتا ہوں کہ ارجاء تو بڑے بڑے علماء کی ایک جماعت کا مذہب ہے اور اس مذہب کے قائل پر کوئی مؤاخذہ نہیں کرنا چاہئے:

قلت: الارجاء مذهب لعدة من جلة العلماء، لا ينبغی التحامل على قائله. ❷

خلاصہ کلام یہ ہے کہ مرجئہ فرقہ مبتدعہ ضالہ کے نزدیک ارجاء کا جو معنی ہے ائمہ اہلسنت والجماعت میں سے کوئی بھی اس کا قائل نہیں ہے۔

مشہور غیر مقلد عالم مولانا محمد ابراہیم سیالکوٹی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

ہم خود امام صاحب ممدوح کے کلام فیض التیام سے ثابت کرتے ہیں کہ آپ ارجاء اور مرجئہ سے اور اعتزال اور اہل اعتزال سے بالکل بیزار اور بری ہیں، آگے فقہ اکبر کی عبارت نقل کرنے کے بعد فرماتے ہیں:

❶ تدريب الراوی في شرح تقريب النواوی: النوع الثالث والعشرون، السابعة، عدم الاحتجاج بمن كفر ببدعته، ج ۱ ص ۳۸۸ ❷ ميزان الاعتدال في نقد الرجال: حرف الميم، ترجمة: مسعر بن يحيى النهدی، رقم: ۸۴۶۹، ج ۴ ص ۹۹

اس عبارت میں حضرت امام صاحب موصوف نے معتزلہ اور خوارج کے مسائل سے بھی اختلاف کیا ہے اور مرجیوں کا نام لے کر ان سے بیزاری ظاہر کی، اور واضح ہے کہ جو شخص کسی فرقے میں داخل ہو وہ اس فرقے کا نام لے کر اس کی تردید نہیں کرتا، اس عبارت میں آپ نے خالص اہلِ سنت کے مسائل لکھے ہیں جو قرآن وحدیث سے ثابت ہیں اور صحابہ وتابعین ان پر کاربند تھے۔ ❶

اس عبارت میں مولانا سیالکوٹی رحمۃ اللہ علیہ نے وضاحت کے ساتھ یہ بات لکھ دی ہے کہ امام صاحب کا فرقہ مرجئہ سے کوئی تعلق نہیں ہے، اور آپ اس سے بالکل بیزار اور بری ہیں، مولانا ابراہیم سیالکوٹی رحمۃ اللہ علیہ نے مستقل ایک عنوان باندھا ہے، ''حوالہ غنیۃ الطالبین اور اس کا جواب'' پھر آگے لکھتے ہیں: بعض لوگوں کو حضرت سید عبد القادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ کے حوالے سے ٹھوکر لگی ہے آپ نے حضرت امام صاحب کو مرجیوں میں شمار کیا ہے آگے آپ نے تفصیل کے ساتھ شاہ ولی اللہ رحمۃ اللہ علیہ اور علامہ نواب صدیق حسن خان رحمۃ اللہ علیہ کی ''دلیل الطالب'' سے جواب نقل کیا ہے، منصف مزاج حضرات اصل کتاب کی طرف مراجعت فرمائیں۔ ❷

## تاریخ بغداد نقد وجرح کا اہم ماخذ

حافظ ابوبکر احمد بن علی الخطیب البغدادی رحمۃ اللہ علیہ (متوفی ۴۶۳ھ) کی کتاب تاریخ بغداد (۱۴) چودہ جلدوں پر مشتمل ہے، اس کتاب میں فقہاء ومحدثین وارباب علوم وائمہ دین ودیگر مشاہیر زمانہ کے تقریبا (۷۸۳۱) تراجم وسوانح واحوال بیان کئے گئے ہیں، اور یہ کتاب خطیب بغدادی کی بڑی مشہور کتاب ہے، اس کتاب میں انہوں نے محدثین کے طریقے کے مطابق یعنی اسناد کے ساتھ اہل بغداد کا تذکرہ کیا ہے، امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کا تذکرہ انہوں نے بڑی تفصیل کے ساتھ کیا ہے، خطیب نے امام صاحب کا تذکرہ آپ کے

❶ تاریخ اہل حدیث، ص ٦٦، ٦٧ ❷ تاریخ اہل حدیث، ص ۷۰، ۷۱

مناقب ومحامد سے شروع کیا ہے جو تقریبا (۴۰) صفحات پر مشتمل ہے۔ ❶

بعدازاں امام صاحب کی نقد وجرح پر مبنی ساٹھ (۶۰) صفحات میں تقریبا ڈیڑھ سو مرویات جمع کردی ہیں، اس بناء پر یہ کتاب امام صاحب کی جرح کا اہم اور بنیادی ماخذ ہے۔ ❷

نہایت افسوس کی بات یہ ہے کہ امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے مطاعن میں جتنی روایات خطیب نے نقل کیں ہیں فن روایت کے لحاظ سے وہ نہایت ضعیف، کمزور اور مخدوش ہیں، ہر ایک سند میں مجروح راوی ہے۔

علامہ احمد بن حجر مکی رحمۃ اللہ علیہ (متوفی ۹۷۳ھ) خطیب بغدادی کی ان مجروح روایات کے متعلق فرماتے ہیں:

ومما يدل على ذلك أيضا أن الأسانيد التي ذكرها للقدح لا يخلو غالبها من متكلم فيه أو مجهول، ولا يجوز إجماعا ثلم عرض مسلم بمثل ذلك فكيف بإمام من أئمة المسلمين. ❸

اس پر جو چیز دلالت کرتی ہے وہ یہ ہے کہ خطیب بغدادی نے امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کی قدح میں جو سندیں پیش کی ہیں وہ بیشتر متکلم فیہ رواۃ یا مجہول راویوں سے منقول ہیں، اور ایسی اسانید سے بالاتفاق کسی مسلمان کی ہتک عزت نہیں کی جاسکتی ہے چہ جائیکہ مسلمانوں کے امام کی۔

یادرہے کہ یہ کسی حنفی نہیں بلکہ شافعی المسلک سے تعلق رکھنے والے نہایت معتبر عالمِ دین کی شہادت ہے۔

خطیب کا یہ طرز عمل ان کی محدثانہ اور مؤرخانہ شان کے مناسب نہیں، انہوں نے امام

---

❶ تاریخ بغداد: ج ۱۳ ص ۳۲۵ تا ۳۶۵ ❷ تاریخ بغداد: ج ۱۳ ص ۳۶۶ تا ۴۲۶

❸ الخيرات الحسان: الفصل التاسع والعشرون، في رد مانقله الخطيب في تاريخه، ص ۱۰۳

صاحب پر جرح ایسی اسانید کے ساتھ نقل کی ہے جن کے بیشتر راوی محققین کے نزدیک وضاع وکذاب یا مجہول ہیں ان پر خطیب نے کوئی تبصرہ نہیں کیا حالانکہ انہوں نے امام صاحب کے مناقب سے متعلق بعض جعلی روایات پر تبصرہ کرتے ہوئے انہیں موضوع قرار دیا ہے۔

علامہ ابن خلکان رحمۃ اللہ علیہ (متوفی ۶۸۱ھ) خطیب کے اس طرز عمل پر نقد کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

ومناقبه وفضائله كثيرة، وقد ذكر الخطيب في تاريخه منها شيئاً كثيراً، ثم أعقب ذلك بذكر ما كان الأليق في تركه والإضراب عنه، فمثل هذا الإمام لا يشك في دينه، ولا في ورعه وتحفظه. ❶

امام صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے مناقب اور فضائل بہت ہیں، خطیب نے اپنی تاریخ میں بھی ان میں سے کچھ فضائل نقل کیے ہیں اور اس کے بعد کچھ نامناسب باتیں بھی ذکر کردیں جن کا ذکر نہ کرنا اور ان سے اعراض کرنا ہی بہت مناسب تھا، کیونکہ نہ تو امام صاحب جیسی شخصیت کی دیانت میں شبہ کیا جاسکتا ہے اور نہ آپ کے ورع اور حفظ پر کوئی نکتہ چینی کی جاسکتی ہے۔

علامہ محمد بن یوسف صالحی دمشقی شافعی رحمۃ اللہ علیہ (متوفی ۹۴۲ھ) فرماتے ہیں:

لا تغتر بما نقله الحافظ أبو بكر بن ثابت الخطيب البغدادى مما يخل بتعظيم الإمام أبي حنيفة فإن الخطيب وإن نقل كلام المادحين فقد أعقبه بكلام غيرهم فشأن كتابه بذلك أعظم شين وصار بذلك هدفا لكبار والصغار وأتي بقاذورة لا تغسلها البحار. ❷

❶ وفيات الأعيان وأنباء أبناء الزمان: حرف النون، ترجمة: الامام أبوحنيفة، ج۵ ص۴۱۳ ❷ عقود الجمان في مناقب الإمام أبي حنيفة النعمان: ص۱۰۳، بحواله ما تمس إليه الحاجة: ص۳۲

حافظ ابوبکر خطیب نے امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے بارے میں جو مخل تعظیم باتیں نقل کی ہیں ان سے دھوکہ نہ کھانا، خطیب بغدادی نے اگرچہ پہلے مدح کرنے والوں کی باتیں نقل کی ہیں مگر اس کے بعد دوسرے لوگوں کی باتیں بھی نقل کی ہیں سو اس وجہ سے انہوں نے اپنی کتاب کو بڑا داغدار کردیا ہے، اور بڑوں اور چھوٹوں کیلئے ایسا کرنے سے وہ ہدف ملامت بن گئے ہیں، اورانہوں نے ایسی گندگی اچھالی ہے جو سمندروں سے بھی نہ دھل سکے گی۔

علامہ شمس الدین ذہبی رحمۃ اللہ علیہ (متوفی ۷۴۸ھ) فرماتے ہیں کہ علامہ خطیب بغدادی اور ابونعیم اصفہانی اور بہت سے علماء متاخرین رحمۃ اللہ علیہم کا گناہ میں اس سے بڑھ کر نہیں جانتا کہ وہ بے تحاشا اپنی کتابوں میں جعلی روایتیں نقل کرتے ہیں، اور یہ گناہ ہے سنت وحدیث پر ایک جنایت اور ظلم ہے، سو اللہ تعالیٰ ہمیں اور ان سب کو معاف فرمائے:

أحمد بن علي بن ثابت الحافظ ابو بكر الخطيب تكلم فيه بعضهم وهو وأبو نعيم وكثير من علماء المتأخرين لا أعلم لهم ذنبا أكبر من روايتهم الأحاديث الموضوعة في تأليفهم غير محذرين منها وهذا إثم وجناية على السنن فالله يعفو عنا وعنهم۔ (۱)

علامہ ابن جوزی رحمۃ اللہ علیہ (متوفی ۵۹۷ھ) لکھتے ہیں کہ خطیب بغدادی رحمۃ اللہ علیہ امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ کے مذہب پر تھے، تو جب ہمارے اصحاب یعنی حنابلہ نے دیکھا کہ اس کا میلان بدعتی فرقے کی جانب ہے تو اس پر طعن کیا گیا اور اس کو تکلیف پہنچائی، تو وہ امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کے مسلک کی طرف منتقل ہوگیا، اور پھر حنابلہ کے خلاف اپنی تصانیف میں تعصب کا مظاہرہ کیا، اور ان کی مذمت کے اشارات کئے اور جہاں تک اس کا بس چلا صراحت سے بھی لکھا:

(۱) الرواة الثقات المتكلم فيهم بما لا يوجب ردهم: ص ۵۱، الناشر: دار البشائر الاسلامية، بيروت

أبو بكر الخطيب قديما على مذهب أحمد بن حنبل، فمال عليه أصحابنا لما رأوا من ميله إلى المبتدعة وآذوه، فانتقل إلى مذهب الشافعي رضي الله عنه وتعصب في تصانيفه عليهم فرمز إلى ذمهم، وصرح بقدر ما أمكنه.(1)

خطیب بغدادی رحمۃ اللہ علیہ کے تعصب کا اندازہ اس سے لگائیے کہ ساٹھ صفحات میں بے سروپا، من گھڑت روایات نقل کرنے کے بعد اپنے ترکش کے آخری تیر کو اس خواب پر ختم کیا:

رأيت في المنام جنازة عليها ثوب أسود، وحولها قسيسين فَقُلْتُ: جنازة من هذه؟ فقالوا جنازة أبي حنيفة، حدثت به أبا يُوسف فَقَال: لا تحدث به أحدًا.(2)

میں (راوی بشر بن ابی الازہر) نے خواب دیکھا کہ ایک جنازہ ہے جس پر کالا کپڑا پڑا ہوا ہے، اور اس کے آس پاس نصاری کے علماء ہیں، میں نے لوگوں سے پوچھا کہ یہ کس کا جنازہ ہے؟ تو لوگوں نے کہا کہ یہ ابوحنیفہ کا جنازہ ہے، بشر کہتے ہیں کہ میں نے یہ خواب ابو یوسف سے بیان کیا، تو انہوں نے کہا کہ اس کو کسی سے مت بیان کرو۔

محقق العصر علامہ زاہد الکوثری رحمۃ اللہ علیہ (متوفی ۱۳۷۱ھ) فرماتے ہیں کہ خطیب بغدادی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے خاتمہ کے خوف کو پیش نظر رکھے بغیر امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے حالات کا اختتام اس خواب کو بیان کر کے کیا، اس روایت کی سند میں عبداللہ بن جعفر ہے جو ابن درستویہ کے نام سے معروف ہے، علامہ برقانی، اور علامہ لالکائی رحمہما اللہ دونوں نے اس راوی کو ضعیف قرار دیا ہے، اور یہ متہم راوی ہے جب اس کو ایک درہم دیا جاتا تو ایسی روایت بھی نقل کر دیتا جو اس نے کبھی سنی ہی نہ ہوتی (یعنی ایک درہم کی کیا حیثیت ہے اس کے حصول کے لئے بھی

(1) المنتظم في تاريخ الأمم والملوك: ترجمة: أحمد بن علي بن ثابت أحمد، ج ١٦ ص ١٣٢ (2) تاريخ بغداد: ترجمة: النعمان بن ثابت، ج ١٣ ص ٤٢٦

روایت گھڑ لیتا تھا) خطیب پسند کرتا ہے کہ اس کی زبانی لوگوں کو گالیاں دے:

أقول به ختم الخطيب ترجمة أبي حنيفة بدون أن يتهيب الخاتمه، وعبدالله بن جعفر في سنده هو ابن درستويه الذي ضعفه البرقاني واللالكائي وهو متهم برواية مالم يسمعه إذا دفع إليه درهم ،والخطيب يختار أن يشتم الناس على لسانه. ❶

ایسا راوی جو ایک درہم کی خاطر آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر جھوٹ بول سکتا ہے اور اسے کوئی خوف آخرت نہیں تو اگر وہ ایک من گھڑت خواب نقل کر دے تو یہ محل تعجب نہیں۔

دیار عرب کے مشہور محقق عالم دکتور محمود طحان خطیب بغدادی رحمۃ اللہ علیہ کی اس حرکت نازیبا کے بارے میں فرماتے ہیں: کیا وہ روایتیں جن کو خطیب نے امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کی برائی بیان کرنے میں ذکر کی ہیں جو تقریباً اس تاریخ کے ساٹھ صفحات پر پھیلی ہوئی ہیں کم تھیں کہ خطیب کو امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے مثالب کی تکمیل کے لئے شیطانی خوابوں کا سہارا لینے کے لئے مجبور ہونا پڑا، پھر فرماتے ہیں کہ حدیث شریف میں آیا ہے کہ اچھا خواب تو ذکر کیا جائے، مگر برے خواب کا لوگوں کے سامنے تذکرہ نہ کیا جائے، اور برا خواب دیکھنے والا صرف یہ کرے کہ اللہ کے ذریعے شیطان سے پناہ مانگے اور بائیں جانب تین دفعہ تھوک دے تاکہ اس خواب کا نقصان اس کو نہ پہنچے۔

بفرض محال اگر یہ خواب سچا ہی ہے تو اگر خواب دیکھنے والے نے حدیث کی مخالفت کی تھی تو خطیب کو کیا ہوا کہ اس نے اس خواب کو عام کرنے اور پھیلانے کا کارنامہ انجام دیا۔ ❷

خطیب بغدادی رحمۃ اللہ علیہ میں اگر انصاف پسندی ہوتی تو وہ اس خواب پر جس کو علامہ ابن

---

❶ تانيب الخطيب على ما ساقه في ترجمة أبي حنيفة من الأكاذيب: ص ١٧٠

❷ الخطيب البغدادي وأثره في علم الحديث: ص ٣٤٤، ٣٤٥

عبدالبر رحمۃ اللہ علیہ (متوفی ۴۶۳ھ) علامہ صیمری رحمۃ اللہ علیہ (متوفی ۴۳۶ھ) امام ذہبی رحمۃ اللہ علیہ (متوفی ۷۴۸ھ) نے نقل کیا ہے کہ اس پر امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے ترجمہ کو ختم کرتا۔

امام ابورجاء فرماتے ہیں کہ میں نے امام محمد رحمۃ اللہ علیہ کو خواب میں دیکھا کہ تو میں نے پوچھا کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کے ساتھ کیا معاملہ فرمایا، امام محمد رحمۃ اللہ علیہ نے جواب دیا کہ اللہ تعالیٰ نے مجھے بخش دیا (میری مغفرت ہوگئی) راوی کہتا ہے کہ میں نے پوچھا کہ امام ابویوسف رحمۃ اللہ علیہ کا کیا ہوا؟ تو امام محمد رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: وہ تو مجھ سے بھی اعلیٰ درجے میں ہیں، میں نے کہا امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے ساتھ کیا معاملہ ہوا؟ تو امام محمد رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ ان کا نہ پوچھو وہ تو اعلیٰ علیین (جنت کے اعلیٰ درجات) میں ہیں:

رَأَيْتُ مُحَمَّدَ بْنَ الْحَسَنِ فِي الْمَنَامِ فَقُلْتُ مَا صَنَعَ اللّٰهُ بِکَ؟ قَالَ: غَفَرَ لِي، قُلْتُ: وَأَبُو يُوسُفَ، قَالَ: هُوَ أَعْلَى دَرَجَةً مِنِّي قُلْتُ فَمَا صَنَعَ أَبُو حَنِيفَةَ قَالَ: هَيْهَاتَ هُوَ فِي أَعْلَى عِلِّيِّينَ۔ [1]

مثالب ابی حنیفہ بیان کرنے میں خطیب بغدادی رحمۃ اللہ علیہ عجیب وغریب تضاد کا شکار ہوئے، یعنی امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کی برائیاں بیان کرنے میں انہوں نے بیشتر جگہ انہیں راویوں کا سہارا لیا جن کی تضعیف خود انہوں نے کی ہے، اور انکو نا قابل اعتبار قرار دیا ہے، مگر یہی نا قابل اعتبار لوگ مثالب امام ابوحنیفہ بیان کرتے وقت خطیب کے نزدیک قابل اعتبار ہوگئے، اور ضعیف راویوں کی روایتیں خطیب کے نزدیک محفوظ روایتیں بن گئیں۔

دکتور محمود طحان فرماتے ہیں:

كيف يصف الخطيب المثالب بالمحفوظ وفي أسانيد تلك الروايات

[1] الانتقاء في فضائل الثلاثة الأئمة الفقهاء: ج ١ ص ١٤٥ /أخبار أبي حنيفة وأصحابه: أخبار محمد بن الحسن الشيباني ص ١٣٣ / مناقب أبي حنيفة وصاحبيه ص ٥٢

رجال تكلم الخطيب نفسه عليهم بالجرح والتضعيف في كتاب التاريخ ذاته.(1)

یعنی خطیب مثالب اور مطاعن والی روایتوں کو کس طرح محفوظ بتلاتے ہیں جبکہ ان روایتوں کو انہوں نے ایسی سندوں کے ساتھ بیان کیا ہے جن میں ایسے لوگ بھی ہیں جن پر خود خطیب نے اس کتاب میں جرح کی ہے اور ان کو ضعیف قرار دیا ہے۔

دکتور محمود طحان فرماتے ہیں:

جو شخص امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کی عیب جوئی و برائی بیان کرنے میں ایسے راویوں کی روایتیں ذکر کرتا ہے جن پر وہ خود کلام کر چکا ہے، اور ان کو ضعیف قرار دے چکا ہے، اور پھر انہیں ضعیف راویوں کی روایتوں کو وہ محفوظ کہے، اور ان پر اعتماد کرے تو وہ شخص خود اپنے آپ کو ہی اعتراض کا نشانہ بناتا ہے۔(2)

خطیب بغدادی رحمۃ اللہ علیہ کے تعصب کا اندازہ اس سے لگائیں کہ وہ سفیان ثوری رحمۃ اللہ علیہ سے نقل کرتے ہیں کہ انہوں نے کہا کہ امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ سے دو مرتبہ کفر سے توبہ طلب کی گئی ہے:

استتيب أبو حنيفة من الكفر مرتين.(3)

علامہ ابن عبدالبر رحمۃ اللہ علیہ (متوفی ۴۶۳ھ) نقل کرتے ہیں کہ امام عبداللہ بن داؤد خریبی رحمۃ اللہ علیہ (متوفی ۲۱۳ھ) (جنہیں امام ذہبی رحمۃ اللہ علیہ ان القابات کے ساتھ یاد کرتے ہیں:

الامام، الحافظ، القدوة.

امام نسائی، امام ابوزرعہ رازی، امام دارقطنی رحمہم اللہ نے ان کو ثقہ قرار دیا ہے)۔(4)

(1) الخطيب البغدادي وأثره في علم الحديث: ص ۳۰۸ (2) الخطيب البغدادي وأثره في علم الحديث: ص ۳۰۸ (3) تاريخ بغداد: ترجمة: النعمان بن ثابت، ج ۱۳ ص ۳۸۰ (4) سير أعلام النبلاء: ترجمة: عبدالله بن داود بن عامر، ج ۹ ص ۳۴۶

یہ فرماتے ہیں کہ اللہ کی قسم! یہ بات جھوٹ ہے:

فَقَالَ عَبْدُ اللّٰہ بن دَاوٗد: هٰذِه وَاللّٰهِ كَذِبٌ. ❶

خطیب کی ذکر کردہ روایات کے راویوں کی فنی حیثیت اور مفصل جواب کے لئے اہل علم دیکھیں: ❷

فقیہ ملت، فقہاء امت کے سردار امام اعظم ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے بارے میں مشہور مورخ محمد بن اسحاق بن ندیم رحمۃ اللہ علیہ (متوفی ۳۸۵ھ) لکھتے ہیں:

والعلم برًا وبحرًا شرقًا وغربًا بعدًا وقربًا تدوينه رضي اللّٰه عنه. ❸

علم براور بحر (خشکی اور تری) مشرق ومغرب، دور اور نزدیک جتنا بھی یہ سب امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ (اللہ ان سے راضی ہو) ہی کا مدون کردہ ہے۔

شافعی المسلک، مفسر، محدث، مورخ حافظ ابن کثیر رحمۃ اللہ علیہ (متوفی ۷۷۴ھ) فرماتے ہیں:

هُوَ الْإِمَامُ أَبُو حَنِيفَةَ وَاسْمُهُ النُّعْمَانُ بْنُ ثَابِتٍ التَّيْمِيُّ، فَقِيهُ الْعِرَاقِ، وَأَحَدُ أَئِمَّةِ الْإِسْلَامِ، وَالسَّادَةِ الْأَعْلَامِ، وَأَحَدُ أَرْكَانِ الْعُلَمَاءِ، وَأَحَدُ الْأَئِمَّةِ الْأَرْبَعَةِ أَصْحَابِ الْمَذَاهِبِ الْمَتْبُوْعَةِ. ❹

امام ابوحنیفہ امام تھے، عراق کے فقیہ تھے، اسلام کے اماموں میں سے ایک امام تھے، اونچے درجے کے سرداروں میں سے ایک تھے، علماء کے ارکان میں سے ایک رکن تھے، ائمہ اربعہ میں سے ایک تھے، اوران میں سے تھے جن کے مذہب کی اتباع کی جاتی ہے۔

ایسے عظیم المرتبت جلیل القدر امام کے متعلق ایسے گھناؤنے الفاظ ذکر کئے گئے جنہیں کسی

❶ الانتقاء: ترجمة: عيسى بن يونس ص ١٥٠ ❷ تانيب الخطيب: ص ٦٥، ٦٦

❸ الفهرست: الفن الثاني في أخبار أبي حنيفة وأصحابه: ص ٢٥١

❹ البداية والنهاية: سنة خمسين ومائة، ترجمة: النعمان بن ثابت، ج ١٠ ص ١١٤

معمولی شخص کے لئے بھی استعمال نہیں کیا جاتا۔

امام سفیان ثوری رحمۃ اللہ علیہ کی طرف مذکورہ بالا عبارت کی غلط نسبت کی گئی ،امام سفیان ثوری رحمۃ اللہ علیہ تو امام اعظم ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے متعلق فرماتے ہیں:

سَمِعْتُ سُفْيَانَ الثَّوْرِيَّ يَقُولُ: كَانَ أَبُو حَنِيفَةَ شَدِيدَ الْأَخْذِ لِلْعِلْمِ ذَابًّا عَنْ حَرَمِ اللّٰهِ أَنْ تُسْتَحَلَّ يَأْخُذُ بِمَا صَحَّ عِنْدَهُ مِنَ الْأَحَادِيثِ الَّتِي كَانَ يَحْمِلُهَا الثِّقَاتُ وَبِالْآخِرِ مِنْ فِعْلِ رَسُولِ اللّٰهِ صلى الله عَلَيْهِ وَسلم وَبِمَا أَدْرَكَ عَلَيْهِ عُلَمَاءَ الْكُوفَةِ ثُمَّ شَنَّعَ عَلَيْهِ قَوْمٌ يَغْفِرُ اللّٰهُ لَنَا وَلَهُمْ. ❶

حضرت امام ابوحنیفہ بہت زیادہ علم حاصل کرنے والے تھے،اللہ کی حرمتوں کی مدافعت میں لگے رہنے والے تھے تاکہ اسے حلال نہ سمجھ لیا جائے ،امام ابوحنیفہ انہیں احادیث کو اختیار کرتے تھے جو ان کے نزدیک صحیح ہوتی اور جسے ثقہ راوی روایت کرے،امام ابوحنیفہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے آخری فعل اور علماء کوفہ کو جس طریقے پر پایا تھا اسی کو اختیار کرتے تھے،پھر بھی کچھ لوگوں نے امام پر طعن و تشنیع کی ،اللہ ہم کو اور ان کو معاف کرے۔

حسد و جہل کی وجہ سے جن لوگوں نے امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ پر طعن و تشنیع کی وہ ان کا ایسا برا عمل ہے کہ امام سفیان ثوری رحمۃ اللہ علیہ ان کے لئے بخشش کی دعا کرتے ہیں۔محمد بن بشر رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ میں سفیان ثوری رحمۃ اللہ علیہ کے پاس آتا تو وہ پوچھتے کہاں سے آئے ہو؟ تو میں عرض کرتا کہ امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے پاس سے تو وہ فرماتے کہ بلاشبہ آپ روئے زمین پر سب سے بڑے فقیہ کے پاس سے آئے ہو:

حَدَّثَنِي مُحَمَّد بن بشر قال: فآتي سفيان فيقول لي من أين؟ فأقول من عند أبي حنيفة: فيقول لقد جئت من عند أفقه أهل الأرض. ❷

❶ الانتقاء: عیسی بن یونس،ص ۱۴۲

❷ تاریخ بغداد: ترجمة: النعمان بن ثابت،ج ۱۳ ص ۳۴۴

اسی طرح خطیب بغدادی رحمۃ اللہ علیہ نے ایک روایت یہ نقل کی کہ امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ اور ابلیس کا ایمان برابر تھا، ابلیس نے یارب کہا اور ابوبکر صدیق نے بھی یارب کہا:

سَمِعْتُ أبا حنيفة يَقُولُ: إيمان أَبِي بَكر الصديق، وإيمان إبليس واحد، قَال إبليس يا رب، وَقَالَ أَبُو بَكر الصديق: يا رب. ❶

اس کی سند میں ایک راوی ابوصالح محبوب بن موسی فراء ہے، امام سلمی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ میں نے امام دار قطنی رحمۃ اللہ علیہ (متوفی ۳۸۵ھ) سے اس کے متعلق سوال کیا تو آپ نے فرمایا وہ قوی راوی نہیں ہے یعنی ضعیف ہے:

وسألتـه عن أبي صالحِ مَحبوبِ بنِ موسى الفَرَّاءِ فقال: صُوَيلحٌ، ليس بالقويِّ. ❷

سند کا دوسرا راوی ابواسحاق الفزاری ہے جس کے متعلق علامہ ابن سعد رحمۃ اللہ علیہ (متوفی ۲۳۰ھ) فرماتے ہیں کہ احادیث میں بہت زیادہ غلطیاں کرنے والے تھے:

كثير الخطأ في حديثه. ❸

امام ابن قتیبہ الدینوری رحمۃ اللہ علیہ (متوفی ۲۷۶ھ) بھی فرماتے ہیں کہ احادیث میں بہت غلطیاں کیا کرتا تھا:

كان كثير الغلط في حديثه. ❹

❶تاريخ بغداد: ترجمة: النعمان بن ثابت، ج١٣ ص٣٦٩ ❷سؤالات السلمي للدارقطني: باب الميم، ص٢٧٨، رقم الترجمه: ٣٣٠/ ميزان الاعتدال: حرف الميم، ترجمة: محبوب بن موسى الإنطاكي، ج٣ ص٤٤٢ ❸الطبقات الكبرى: ترجمة: أبو إسحاق الفزاري، ج٧ ص٣٣٩، رقم الترجمة: ٣٩٨٨

❹المعارف: ترجمة: أبواسحاق الفزاري، ج١ ص٥١٤

مشہور مورخ ابن ندیم رحمۃ اللہ علیہ (متوفی ۴۳۸ھ) نے بھی یہی بات نقل کی ہے:

كان كثير الغلط في حديثه. ①

اس میں ایک راوی عثمان بن سعید ہے جو اللہ تعالیٰ کے لئے جسمیت کا قائل تھا، علامہ زاہد الکوثری رحمۃ اللہ علیہ (متوفی ۱۳۷۱ھ) فرماتے ہیں کہ اس کی بے گناہ ائمہ کے ساتھ دشمنی کھلا معاملہ ہے، اور یہ اللہ تعالیٰ کے لئے اٹھنا، بیٹھنا اور حرکت کرنا، اور اس کا بوجھل ہونا اور اس کے لئے استقرار مکانی (ایک جگہ میں اس کا قرار ہے) اور اس کی حد بندی وغیرہ کھلے لفظوں میں ثابت کرتا ہے، اور اس جیسا آدمی جو اللہ تعالیٰ کے بارے میں جاہل ہے، وہ اس لائق ہی نہیں کہ اس کی روایت کو قبول کیا جائے:

عثمان بن سعيد في السند هو مجسم مكشوف الأمر يعادي أئمة التنزيه، ويصرح باثبات القيام والقعود والحركة والثقل، والاستقرار المكاني، والحد ونحو ذلك له تعالىٰ، ومثله يكون جاهلا بالله سبحانه بعيد أن تقبل روايته. ②

اندازہ کریں کہ خطیب بغدادی رحمۃ اللہ علیہ نے ضعیف رواۃ، حدیث میں کثرت سے غلطیاں کرنے والے، اور اہلسنت والجماعت سے خارج فرقہ مجسمہ سے تعلق رکھنے والے راویوں سے ایک من گھڑت روایت نقل کرکے اس کی نسبت امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کی طرف کردی، آج چودہ سو سال بعد کا ایک ادنی درجہ کا مسلمان بھی وہ بات نہیں کہہ سکتا ہے جو امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ کی طرف نسبت کرکے ان ضعفاء اور فرق باطلہ سے تعلق رکھنے والے راویوں کی سند سے خطیب نے نقل کی ہے۔

① الفهرست: الفن الأول، ترجمة: أبو اسحاق الفزاري ص ۱۲۱

② تانيب الخطيب على ماساقه في ترجمة أبي حنيفة من الأكاذيب: ص ۱۶، ۱۷

بعض باتیں تو خطیب بغدادی رحمۃ اللہ علیہ نے بغیر کسی کی تحقیق کے متعصبین سے نقل کر دیں، مثلاً انہوں نے ایک روایت نقل کی کہ سلمہ بن عمرو قاضی رحمۃ اللہ علیہ نے بر سر منبر کہا:

لا رحم اللّٰه أبا حنيفة! فإنه أوّل من زعم أن القرآن مخلوق. ❶

اللہ تعالیٰ امام ابوحنیفہ پر رحم نہ کرے یہ پہلے شخص تھے جنہوں نے قرآن کو مخلوق قرار دیا۔

حالانکہ اصل میں ''مارحم اللّٰه أباحنيفة'' نہیں تھا بلکہ ''مارحم اللّٰه أبا فلان'' تھا، جیسا کہ محدثِ کبیر علامہ ابن عساکر رحمۃ اللہ علیہ (متوفی ۵۷۱ھ) نے سلمہ بن عمرو قاضی رحمۃ اللہ علیہ ہی سے نقل کیا اس میں ابا حنیفہ کے الفاظ نہیں ہیں، دیکھئے:

سلمة بن عمرو القاضي على المنبر لا رحم اللّٰه أبا فلان فإنه أوّل من زعم أن القرآن مخلوق. ❷

اب یہ معلوم نہیں کہ کس دلیل و بنیاد پر ''أبافلان کوأباحنيفة'' کی صورت میں تبدیل کر دیا، نیز عقائد میں لکھی گئی تمام اہم کتابوں میں یہ بات موجود ہے کہ قرآن کو مخلوق سب سے پہلے جعد بن درہم نے کہا پھر جہم بن صفوان نے کہا، اور اسی نے اس مذہب کو خوب پھیلایا اسی وجہ سے اس فرقہ کے لوگوں کو جہمیہ کہا جاتا ہے، پھر اسی کو آگے بڑھانے میں غیاث بن بشر کا ہاتھ تھا۔

علامہ ابو القاسم لالکائی رحمۃ اللہ علیہ (متوفی ۴۱۸ھ) فرماتے ہیں کہ امت کے درمیان اس بات میں کوئی اختلاف نہیں کہ قرآن کریم کو سب سے پہلے مخلوق جعد بن درہم نے کہا، پھر جہم بن صفوان نے، پھر جعد کو خالد بن عبداللہ قسری نے قتل کیا، اور جہم کو ہشام بن عبدالملک کی خلافت میں مرو میں قتل کیا گیا:

---

❶ تاريخ بغداد: ترجمة: النعمان بن ثابت، ج۱۳ ص۳۷۵

❷ تاريخ مدينة دمشق: ترجمة: سلمة بن عمرو بن أكوع، ج۲۲ ص۱۰۸

وَلا خِلافَ بَيْنَ الْأُمَّةِ أَنَّ أَوَّلَ مَنْ قَالَ: الْقُرآنُ مَخْلُوقٌ جَعْدُ بْنُ دِرْهَمٍ ثُمَّ جَهْمُ بْنُ صَفْوَانَ، فَأَمَّا جَعْدٌ فَقَتَلَهُ خَالِدُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ الْقَسْرِيُّ، وَأَمَّا جَهْمٌ فَقُتِلَ بِمَرْوَ فِي خِلافَةِ هِشَامِ بْنِ عَبْدِ الْمَلِكِ۔ (1)

باقی روایت کی سند میں کس قدر ضعفاء اور کذاب راوی ہیں اس کے لئے ''تانیب الخطیب'' اور ''الخطیب البغدادي وأثره في علم الحديث'' دیکھیں۔ بڑے افسوس کی بات ہے کہ اپنی باطل روایتوں کے سہارے امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ کو اسلام سے خارج اور بدعتی قرار دیا، اور آپ کی فقہ کو قیاسات ورائے کا مجموعہ کہا۔

خطیب بغدادی رحمۃ اللہ علیہ پر بڑا تعجب ہے کہ امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کی تعریف میں انہوں نے جو روایتیں ذکر کی ہیں اس کو وہ غیر محفوظ قرار دیتے ہیں، خواہ اس کی سند کتنی ہی مضبوط کیوں نہ ہو، اور امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے مثالب کی روایتوں کو وہ محفوظ قرار دیتے ہیں چاہے اس کے راوی کذاب ہی کیوں نہ ہوں، جب وہ امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ کی مناقب والی روایتیں ذکر کرتے ہیں تو اس کے راویوں پر بھی کلام کرتے ہیں اور جب ان کے مثالب والی روایتیں لاتے ہیں تو خاموشی سے گزر جاتے ہیں، اور یہ نہیں بتلاتے کہ ان روایتوں میں فلاں فلاں راوی ضعیف اور غیر ثقہ ہیں، مثلاً انہوں نے یہ روایت ذکر کی کہ میری امت میں ایک شخص ہوگا جس کا نام نعمان ہوگا اور اسکی کنیت ابوحنیفہ ہوگی وہ میری امت کا چراغ ہے، اس روایت کو ذکر کرنے کے بعد چونکہ اس میں امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کی تعریف تھی تو خطیب بغدادی رحمۃ اللہ علیہ نے اس پر نقد کرتے ہوئے کہا:

قُلْتُ: وَهُوَ حَدِيثٌ مَوْضُوعٌ تَفَرَّدَ بِرِوَايَتِهِ الْبُورَقِيُّ وَقَدْ شَرَحْنَا فِيمَا تَقَدَّمَ أَمْرَهُ وبينا حاله. (2)

(1) شرح أصول اعتقاد أهل السنة والجماعة: جماعة من البلخين ... الخ، ج ۲ ص ۵۴۴ (2) تاريخ بغداد: ترجمة: النعمان بن ثابت، ج ۱۳ ص ۳۳۶

یہ موضوع روایت ہے اس کا روایت کرنے والا تنہا بورقی ہے اور ہم نے گذشتہ صفحات میں اس کا حال بیان کیا ہے (یعنی نا قابل اعتبار راوی ہے)۔

اسی طرح یحیی بن معین رحمۃ اللہ علیہ سے پوچھا گیا کہ کیا سفیان ثوری نے امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ سے روایت کی ہے، تو انہوں نے کہا کہ جی ہاں! روایت کی ہے، پھر فرمایا کہ امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ حدیث وفقہ میں بہت زیادہ سچے تھے، اور اللہ تعالیٰ کے دین کے بارے میں بڑے امانت دار تھے، امام یحیی بن معین رحمۃ اللہ علیہ کی یہ تعریف خطیب بغدادی رحمۃ اللہ علیہ کو امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے حق میں پسند نہیں آئی، تو انہوں نے اس روایت پر اس طرح جرح کی اس کی سند میں احمد بن صلت ہے اور یہی احمد بن عطیہ ہے جو غیر ثقہ ہے:

سئل يَحْيَى بن معين: هَلْ حدث سُفْيَان عن أَبِي حنيفة؟ قَالَ: نعم! كَانَ أَبُو حنيفة ثقة صدوقا في الحديث و الفقه. مأمونًا عَلَى دين الله. قُلْتُ: أَحْمَد بن الصلت هُوَ أَحْمَد بن عطية وَكَانَ غير ثقة.[1]

مگر جب خطیب بغدادی رحمۃ اللہ علیہ امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کی معائب ومثالب والی روایتیں ذکر کرتے ہیں خواہ وہ کتنی ہی جھوٹی روایتیں ہوں اس کے کذب اور دروغ گوئی کی طرف ادنی اشارہ بھی نہیں کرتے، کیا اسی کا نام امانت ودیانت ہے؟ یہاں یہ بات یاد رہے کہ ائمہ حدیث اور کبار اہل علم کا یہ فیصلہ ہے کہ جس کی امامت وتقوی مشہور زمانہ ہو، جس سے کذب ودروغ گوئی کا کبھی کوئی ثبوت بھی نہ پایا گیا ہو تو اس پر کسی کی بھی جرح خواہ وہ اپنے وقت کا امام المحدثین ہی کیوں نہ ہو مقبول نہیں ہوگی، اور اس جرح کا کوئی اعتبار نہیں ہوگا، علامہ ابن عبد البر رحمۃ اللہ علیہ (متوفی ۴۶۳ھ) اس بات کو ان الفاظ میں بیان کرتے ہیں:

وَالصَّحِيحُ فِي هَذَا الْبَابِ أَنَّ مَنْ صَحَّتْ عَدَالَتُهُ وَثَبَتَتْ فِي الْعِلْمِ إِمَامَتُهُ

[1] تاريخ بغداد: ترجمة: النعمان بن ثابت، ج ۱۳ ص ۴۲۲

وَبَانَتْ ثِقَتُهُ وَبِالْعِلْمِ عِنَايَتُهُ لَمْ يُلْتَفَتْ فِيهِ إِلَى قَوْلِ أَحَدٍ إِلَّا أَنْ يَأْتِيَ فِي جَرْحَتِهِ بِبَيِّنَةٍ عَادِلَةٍ يَصِحُّ بِهَا جَرْحَتُهُ عَلَى طَرِيقِ الشَّهَادَاتِ. ❶

یعنی جرح وتعدیل کے بارے میں صحیح بات یہ ہے کہ جس کی عدالت صحیح طور پر ثابت ہو، اور اس کی امامت فی العلم ثابت ہو، اور اسکا ثقہ ہونا ظاہر ہو، اور یہ معلوم ہو کہ اس کی علم کی طرف توجہ رہی ہے تو اس کے بارے میں کسی کے قول کا اعتبار نہ ہوگا، مگر یہ کہ کوئی شخص صحیح جرح پیش کرے جس سے اس شخص کا مجروح ہونا شہادت کے طریق پر ثابت ہو جائے یعنی اس کا قول شرعی شہادت کے معیار پر پورا اترے۔

نیز علامہ ابن عبدالبر رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

لَا يُقْبَلُ فِيمَنِ اتَّخَذَهُ جُمْهُورٌ مِنْ جَمَاهِيرِ الْمُسْلِمِينَ إِمَامًا فِي الدِّينِ قَوْلُ أَحَدٍ مِنَ الطَّاعِنِينَ. ❷

یعنی جمہور مسلمین نے جس کو دین میں اپنا امام بنایا ہو اس کے بارے میں طعنہ کرنے والوں کی کوئی بات قابل قبول نہیں ہوگی۔

الدکتور محمود طحان علامہ ابن عبدالبر رحمۃ اللہ علیہ کا یہ کلام نقل کر کے لکھتے ہیں:

فأبو حنيفة الذي ثبتت في الدين إمامته واشتهرت بين المسلمين عدالته وأمانته، وانتشر في أقطار المسلمين علمه ونزاهته، واتبع فقهه أكثر المسلمين على مدى القرون إلى هذااليوم، لايقبل فيه قول أحد من الطاعنين، ولايلتفت إلى حسد الحاسدين. ❸

❶ جامع بيان العلم وفضله: باب حكم قول العلماء بعضهم في بعض، ج ۲ ص ۱۰۹۳، رقم: ۲۱۲۸ ❷ جامع بيان العلم وفضله: باب حكم قول العلماء بعضهم في بعض، ج ۲ ص ۱۰۹۳، رقم: ۲۱۲۸ ❸ الخطيب البغدادي وأثره في علم الحديث: ص ۳۴۱

امام ابوحنیفہ جن کی امامت دین میں ثابت ہے اور جن کی عدالت وامانت مسلمانوں کے درمیان مشہور ہے، اور جن کا علم دنیا میں پھیلا ہوا ہے، اور جن کی فقہ کی پیروی کرنے والے صدیوں سے آج تک مسلمانوں کا اکثریت طبقہ رہا ہے، پس اس جیسے امام کے بارے میں کسی کی بھی جرح قبول نہیں کی جائیگی اور نہ حاسدوں کے حسد کی طرف توجہ کی جائے گی۔

دکتور محمود طحان خطیب بغدادی رحمۃ اللہ علیہ کے بارے میں اپنی کتاب کے آخر میں لکھتے ہیں کہ خطیب نے امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے بارے میں جن کی امامت پر مسلمانوں کا اجماع ہے، اس کے بارے میں تمام رطب ویابس کو جمع کر دیا، بیشک وہ اس بارے میں خطا کار ہیں، وہ اس بارے میں انصاف کے راستے سے ہٹے ہوئے ہیں، اور تعصب کی راہ اختیار کرنے والے ہیں، خطیب نے امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے بارے میں ان کی عیب جوئی کے لئے جو روایتیں نقل کیں ہیں وہ سب کی سب واہی اور کمزور سندوں والی ہیں۔ (1)

علامہ ابن جوزی رحمۃ اللہ علیہ (متوفی ۵۹۷ھ) نے خطیب بغدادی کے تعصب اور مسلک کی تائید کیلئے من گھڑت روایات کو باوجودیکہ اس کے موضوع ہونے کو جانتے ہیں بغیر نکیر کے ذکر کرنے پر علامہ ابن جوزی رحمۃ اللہ علیہ خاصے غصے کا اظہار کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

خطیب بغدادی نے قنوت کے بارے میں تصنیف کی گئی کتاب میں ایسی احادیث بھی پیش کیں ہیں جن میں اس کا تعصب ظاہر ہوتا ہے، پس ان میں ایک روایت اس نے اس سند سے درج کی ہے "عن دينار بن عبد الله خادم أنس بن مالك"

حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وفات تک ہمیشہ صبح کی نماز میں قنوت پڑھا کرتے تھے، خطیب بغدادی کا اس روایت پر سکوت کر جانا، اور اس سے احتجاج کرنا بڑی کمینگی اور نرا تعصب اور کم دینی کی علامت ہے کیونکہ وہ بخوبی جانتے ہیں کہ یہ

(1) الخطيب البغدادي وأثره في علم الحديث: ص ۴۹۱

روایت باطل ہے، ابن حبان نے کہا کہ یہ دینار حضرت انس رضی اللہ عنہ سے ایسے موضوع اقوال نقل کرتا تھا جن کا کتابوں میں ذکر کرنا ہی جائز نہیں ہے، مگر اس ارادہ سے کہ ان پر جرح کی جا سکے، پس خطیب پر بہت ہی تعجب ہے کیا اس نے وہ صحیح حدیث نہیں سنی کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس نے میری جانب منسوب کر کے کوئی جھوٹی بات کی حالانکہ وہ جانتا بھی ہے کہ یہ جھوٹی بات ہے تو وہ کاذبین میں سے ہے، اور اس طرزِ عمل میں اس کی مثال اس آدمی جیسی ہے جو ایک ردی قسم کا موتی خرچ کرتا ہے اور اس کا عیب چھپاتا ہے، پس بے شک لوگوں کی اکثریت تو صحیح اور کمزور کو نہیں پہچان سکتی ہے اور یہ عیب صرف پرکھنے والے حضرات کے ہاں ہی ظاہر ہوتا ہے، پس جب کوئی محدث حدیث پیش کرتا ہے اور کوئی حافظ اس کو دلیل بناتا ہے تو لوگوں کے دلوں میں یہی بات آئے گی کہ یہ حدیث صحیح ہے اور جس شخص نے قنوت کے مسئلہ میں، بسم اللہ کو جہر سے پڑھنے کے مسئلے میں، اور بادل کے دن روزہ رکھنے کے مسئلہ میں، اس کی تصنیف کی گئی کتابیں دیکھی ہیں اور اس کا ایسی احادیث سے دلیل پکڑنا جن کا بطلان واضح ہے تو وہ اس کے انتہائی تعصب اور کمزور دینی پر اطلاع پائیگا:

فإيراد الخطيب له محتجا به مع السكوت عن القدح فيه وقاحة عند علماء النقل وعصبية بارزة وقلة دين لأنه يعلم أنه باطل قال أبو حاتم بن حبان دينار يروى عن أنس أشياء موضوعة لا يحل ذكره في الكتب إلا على سبيل القدح فيه فوا عجبا للخطيب أما سمع في الحديث الصحيح عن رسول الله ﷺ من حدث عني حديثا يرى أنه كذب فهو أحد الكاذبين وهل مثله إلا كمثل من أنفق بهرجا ودلسه فإن أكثر الناس لا يعرفون الكذب من الصحيح فإذا أورد الحديث محدث حافظ وقع في النفوس أنه ما احتج به إلا وهو صحيح ولكن عصبيته معروفة ومن نظر من علماء

النقل في كتابه الذى صنفه في القنوت و كتابه الذى صنفه في الجهر ومسألة العتم واحتجاجه بالأحاديث التى يعلم وهاها علم فرط عصبيته.❶

علامہ جمال الدین زیلعی رحمۃ اللہ علیہ (متوفی ۷۶۲ھ) نے بھی خطیب کے تعصب سے متعلق علامہ ابن جوزی رحمۃ اللہ علیہ کی اس عبارت کو نقل کیا ہے:

وسكوته عن القدح في هذا الحديث، واحتجاجه به، وقاحة عظيمة، وعصبية باردة، وقلة دين، لأنه يعلم أنه باطل، قال ابن حبان: دينار يروى عن أنس آثارا موضوعة، لا يحل ذكرها في الكتب، إلا على سبيل القدح فيه، فواعجبا للخطيب، أما سمع في الصحيح: من حدث عني حديثا، وهو يرى أنه كذب، فهو أحد الكاذبين.❷

علامہ اسماعیل بن ابوالفضل الاصبہانی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

میں تین حفاظ کو پسند نہیں کرتا کیونکہ وہ سخت متعصب اور قلیل الانصاف ہیں، امام حاکم، ابونعیم اصبہانی اور خطیب بغدادی رحمہم اللہ، علامہ ابن جوزی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ اسماعیل نے بالکل سچ کہا ہے وہ ثقہ اور کبار حفاظِ حدیث میں سے سچے راوی ہیں:

سمعت إسماعيل بن أبي الفضل القومسي وكان من أهل المعرفة بالحديث يقول: ثلاثة من الحفاظ لا أحبهم لشدة تعصبهم وقلة إنصافهم: الحاكم أبو عبد الله، وأبو نعيم الأصبهاني، وأبو بكر الخطيب. قال المصنف: لقد صدق إسماعيل وقد كان من كبار الحفاظ ثقة صدوقا له.❸

❶ التحقيق في أحاديث الخلاف: مسألة: لايسن القنوت في الفجر، الحديث التاسع، ج ١ ص ٤٦٤ ❷ نصب الراية: كتاب الصلاة، باب صلوٰة الوتر، ج ٢ ص ١٣٦

❸ المنتظم في تاريخ الامم والملوك: سنة ثلاث وستين وأربعمائة، ترجمة: أحمد بن علي بن ثابت الخطيب، ج ١٦ ص ١٣٣

معلوم ہوا کہ خطیب بغدادی میں تعصب تھا اسی بناء پر انہوں نے امام صاحب کے متعلق ہر قسم کی رطب ویابس کو جمع کیا ہے۔

علامہ ابن جوزی رحمۃ اللہ علیہ (متوفی ۵۹۷ھ) فرماتے ہیں کہ خطیب میں دو باتیں پائی جاتی تھیں ایک یہ کہ وہ جرح اور تعدیل میں عام سطحی قسم کے محدثین کی عادت کے مطابق بے باک تھے جو ایسی باتوں کو بھی جرح سمجھ لیتے ہیں جو جرح شمار نہیں ہوتی اور یہ ان کی کم فہمی کی وجہ سے ہے۔ اور دوسری بات یہ ہے کہ خطیب میں تعصب پایا جاتا ہے اور بے شک اس نے بسم اللہ کو جہر سے پڑھنے کے مسئلے پر جو کتاب لکھی ہے اس میں ایسی احادیث ذکر کیں ہیں جن کے بارے میں وہ خود جانتا ہے کہ صحیح نہیں ہیں اور یہی انداز اس نے ''کتاب القنوت'' میں بھی اختیار کیا ہے، اور بادل والے دن روزہ رکھنے کے مسئلے میں اس نے ایک ایسی حدیث ذکر کی جس کو وہ جانتا ہے کہ بے شک وہ موضوع ہے پھر بھی اس کو دلیل بنایا ہے اور اس پر کوئی جرح بھی نقل نہیں کی ہے:

وكان في الخطيب شيئان أحدهما: الجرى على عادة عوام المحدثين في الجرح والتعديل، فإنهم يجرحون بما ليس يجرح، وذلك لقلة فهمهم، والثاني: التعصب على مذهب أحمد وأصحابه، وقد ذكر في كتاب الجهر أحاديث نعلم أنها لا تصح، وفي كتاب القنوت أيضا، وذكر في مسألة صوم يوم الغيم حديثا يدرى أنه موضوع فاحتج به ولم يذكر عليه شيئا. (1)

علامہ ابن عابدین شامی رحمۃ اللہ علیہ (متوفی ۱۲۵۲ھ) فرماتے ہیں کہ بعض ان لوگوں میں سے جنہوں نے امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کی حمایت کی ہے ان میں علامہ جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ علیہ ہیں

(1) المنتظم في تاريخ الامم والملوك: سنة ثلاث وستين وأربعمائة، ترجمة: أحمد بن علي بن ثابت الخطيب، ج١٦ ص ١٣٣

جنہوں نے ''تبييض الصحيفة بمناقب أبي حنيفة'' لکھی اور علامہ ابن حجر مکی ہیں جنہوں نے ''الخيرات الحسان في مناقب الإمام الأعظم أبي حنيفة النعمان'' لکھی اور علامہ یوسف بن عبدالہادی حنبلی رحمۃ اللہ علیہ ہیں جنہوں نے ایک ضخیم کتاب ''تنوير الصحيفة في مناقب أبي حنيفة'' لکھی اور اس میں بیان کیا ہے کہ علامہ ابن عبدالبر رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے حق میں کوئی برا کلام نہ کیا جائے اور ان کی نسبت کسی کا برا قول سچا نہ سمجھا جائے کیونکہ خدا کی قسم میں نے کسی شخص کو امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ سے افضل نہیں دیکھا، اور نہ آپ سے زیادہ پرہیز گار اور نہ آپ سے بڑھ کر کسی کو فقیہ دیکھا، پھر کہا کہ کوئی شخص خطیب بغدادی کے کلام سے دھوکہ نہ کھائے کیونکہ اس نے ایک جماعت علماء جن میں امام ابوحنیفہ اور امام احمد رحمۃ اللہ علیہما اور انکے بعض اصحاب پر بڑا تعصب کیا ہے اور ان پر ہر قسم کے عیب لگائے ہیں جس کی تردید میں بعض نے ''سهم المصيب في كبد الخطيب'' کتاب لکھی:

وممن انتصر للإمام العلامة السيوطي في كتاب سماه تبييض الصحيفة والعلامة ابن حجر في كتاب سماه الخيرات الحسان والعلامة يوسف بن عبد الهادي الحنبلي في مجلد كبير سماه تنوير الصحيفة، وذكر فيه عن ابن عبد البر: لا تتكلم في أبي حنيفة بسوء ولا تصدقن أحدا يسيئ القول فيه، فإني والله ما رأيت أفضل ولا أورع ولا أفقه منه ثم قال: ولا يغتر أحد بكلام الخطيب، فإن عنده العصبية الزائدة على جماعة من العلماء كأبي حنيفة والإمام أحمد وبعض أصحابه، وتحامل عليهم بكل وجه، وصنف فيه بعضهم السهم المصيب في كبد الخطيب. (1)

(1) ردالمحتار على الدر المختار: مقدمة، ج ١ ص ٥٤

امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے متعلق جو جرحیں ہیں وہ چار باتوں سے خالی نہیں ہیں، بعض تو ان میں بالکل مبہم ہیں اور اصول ہے کہ تعدیل مفسر کے ہوتے ہوئے جرح مبہم کا کوئی اعتبار نہیں ہے، اکثر محدثین، ائمہ احناف، شیخین، اصحاب السنن اور جمہور اہل علم رحمہم اللہ کا یہی مذہب ہے:

إن عدم قبول الجرح المبهم هو الصحيح النجيح وهو مذهب الحنفية وأكثر المحدثين منهم الشيخان وأصحاب السنن الأربعة وأنه مذهب الجمهور وهو القول المنصور. (1)

اور بعض جرحیں ہم عصروں سے صادر ہوئی ہیں، معاصر کی جرح معاصر کے خلاف بغیر حجت کے قبول نہیں کی جاتی اسلئے کہ معاصرت اکثر سبب بنتی ہے نفرت کی طرف پہچانے کا:

ومن ثم قالوا لا يقبل جرح المعاصر على المعاصر أي اذا كان بلا حجة لأن المعاصرة تفضي غالبا إلى المنافرة. (2)

علامہ ابن عبد البر مالکی رحمۃ اللہ علیہ (متوفی ۴۶۳ھ) نے بقاعدہ ایک باب قائم کیا ہے "باب حكم قول العلماء بعضهم في بعض" اس میں حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہ کا قول نقل کیا ہے کہ علم جہاں کہیں سے بھی ملے اسے حاصل کرو، اور فقہاء وعلماء کے ایک دوسرے کے خلاف اقوال کو قبول نہ کرو:

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ: خُذُوا الْعِلْمَ حَيْثُ وَجَدْتُمْ وَلَا تَقْبَلُوا قَوْلَ الْفُقَهَاءِ بَعْضِهِمْ فِي بَعْضٍ، فَإِنَّهُمْ يَتَغَايَرُونَ تَغَايُرَ التُّيُوسِ فِي الزَّرِيبَةِ. (3)

---

(1) الرفع والتكميل في الجرح والتعديل: المرصد الأول فيما يقبل من الجرح والتعديل وما لا يقبل منهما، ص ۱۰۵ (2) الرفع والتكميل في الجرح والتعديل: إيقاظ: في بيان حكم الجرح غير البرئ، ص ۴۱۵

(3) جامع بيان العلم وفضله: باب حكم قول العلماء بعضهم في بعض، ج ۲ ص ۱۰۹۱

علامہ شمس الدین ذہبی رحمہ اللہ (متوفی ۷۴۸ھ) ابوعبداللہ بن حاتم بن میمون رحمہ اللہ کے حالات میں لکھتے ہیں:

هذا من كلام الأقران الذى لا يسمع. ❶

اور بعض جرحیں تعصب یا عداوت یا نفرت کی بناء پر صادر ہوئیں اور ایسی تمام جرحیں مردود ہیں ان کا کوئی اعتبار نہیں:

الجرح اذا صدر من تعصب أو عداوة أو منافرة أو نحو ذلک فهو جرح مردود.

اور بعض جرحیں متشددین سے صادر ہوئیں ہیں اور اصول ہے کہ جارح اگر متعنت ہو یا متشدد ہو تو اس کی جرح کا کوئی اعتبار نہیں جب تک کہ کوئی منصف اور معتدل مزاج ان کی موافقت نہ کرے:

أن يكون الجارح من المتعنتين المتشددين في الجرح فإن هناک جمعا من أئمة الجرح والتعديل لهم متشدد في هذا الباب فيجرحون الراوى بادنى جرح ويطلقون عليه ما لا ينبغي إطلاقه فمثل هذا توثيقه معتبر وجرحه لا يعتبر ما لم يوافقه غيره ممن ينصف ويعتبر. ❷

امام صاحب رحمہ اللہ کے متعلق جتنی بھی جرحیں منقول ہیں وہ ان چار باتوں سے ہٹ کر نہیں ہیں لہذا ان کا کوئی اعتبار نہیں ہے۔

علامہ عبدالحئی لکھنوی رحمہ اللہ (متوفی ۱۳۰۴ھ) فرماتے ہیں:

خلاصة المرام في هذا المقام أنه لا شبهة في كون أبي حنيفة ثقة و كون

---

❶ سير اعلام النبلاء: ترجمة: أبو عبدالله بن حاتم بن ميمون المروزى، ج ۱۱ ص ۴۵۱ ❷ قواعد في علوم الحديث: لايوخذ بقول كل جارح ولو كان الجارح من الأئمة، ص ۱۷۸، ۱۷۹

روايته معتبرة صحيحة والجروح الواقعة عليه بعضها مبهمة وبعضها صادرة من أقرانه وبعضهما من المتعصبين المخالفين له وبعضها من المتشددين المتساهلين فكلها غير مقبولة عند حذاق العلماء. ❶

آخر میں غیر مقلدین حضرات سے عرض ہے کہ جو خطیب بغدادی رحمۃ اللہ علیہ کی امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے بارے میں ہر رطب ویابس روایتوں اور قصوں کی بڑی وسعت ظرفی سے قبول کرتے ہیں اور ان جھوٹی باتوں سے اپنے ضمیر کو روشن کرتے ہیں، ان سے عرض ہے کہ خطیب بغدادی رحمۃ اللہ علیہ کے قلم نے تو امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ کو بھی نہیں چھوڑا خطیب نے اپنی کتاب ''موضح أوهام الجمع والتفريق ''میں کتاب کی ابتداء ہی میں سب سے پہلے امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ کے اوہام کو جمع کیا، عنوان قائم کیا ''أوهام البخاري ''پھر ترتیب وار ''الوهم الأول، الوهم الثاني، الوهم الثالث '' اسی طرح صفحہ نمبر ۱۷ سے لیکر صفحہ نمبر ۲۰۱ تک امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ کے چوہتر (۷۴) اوھام کو تفصیلا ذکر کیا، تو کیا کوئی غیر مقلد خطیب کے ان ذکر کردہ اوہام کو اپنے مجالس ومحافل اور مواعظ میں بیان کرے گا؟ کیا کوئی اس حصے کا اردو میں بھی ترجمہ کرے گا جس طرح کہ انہوں نے امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے معائب اور مثالب کو جمع کر کے شائع کیا۔

جناب محمد بن عبداللہ ظاہری نے کتاب لکھی ''امام ابوحنیفہ کا تعارف محدثین کی نظر میں'' اس کتاب کا انداز اس قدر گھٹیا اور زبان اتنی غلیظ ہے کہ خدا کی پناہ، اس کتاب میں ائمہ حدیث کی طرف منسوب کر کے موضوع ومن گھڑت روایات ذکر کیں ہیں، اس کتاب میں امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے خلاف جو عناوین قائم کئے ہیں وہ یہ ہیں:

۱.....امام ابوحنیفہ کے مثالب

❶ مجموعة رسائل اللكهنوي: إمام الكلام فيما يتعلق بالقراءة خلف الإمام، ج ۳ ص ۱۷۷

۲.....امام ابوحنیفہ کے فضول اور قبیح اقوال

۳.....ابوحنیفہ اور اس کا نسب

۴.....ابوحنیفہ اور ہوس جاہ

۵....ابوحنیفہ کی رائے کی مذمت اور اس سے بچنے کے بیان میں

جس شخص کے عناوین میں اس قدر بغض وعناد کا اظہار ہو اس کتاب کے اندر تعصب کا کیا حال ہوگا۔ ❶

امام ابن ابی حاتم رازی رحمہ اللہ (متوفی ۳۲۷ھ) نے اپنے والد امام ابوحاتم رازی اور ابوزرعہ رازی رحمہ اللہ سے نقل کر کے امام بخاری رحمہ اللہ کی ''التاریخ الکبیر'' میں جو خطائیں اور اوہام ہیں انہیں ذکر کیا ہے، یہ کتاب اب ''بیان خطأ البخاري في تاريخه'' کے نام سے چھپ چکی ہے، اسی طرح امام دارقطنی رحمہ اللہ (متوفی ۳۸۵ھ) کی ''الإلزامات والتتبع للدارقطني'' اہل علم کے ہاں معروف ومشہور ہے۔

مقصد یہ بتلانا ہے کہ اہل علم کا یہ اختلاف آپس میں دلائل و براہین کی بنیاد پر تھا، تعصب وحسد کی وجہ سے نہیں تھا، انہوں نے جس بات کو درست سمجھا اس کا اظہار کر دیا، اب کوئی اس کا غلط فائدہ اٹھا کر امام بخاری رحمہ اللہ پر اعتراضات کرے یا یہ کہے کہ انہیں اسماء الرجال میں مہارت نہیں تھی انہوں نے تاریخ میں اتنی غلطیاں کیں، اور ان سے اتنے اوہام ہوئے، اور اس کا اظہار عوام کے سامنے اس انداز میں کرے تاکہ لوگوں کے دلوں سے ان کی جلالتِ شان اور عظمتِ مقام گر جائے، تو ایسے شخص کو متعصب ومتشدد کہا جائے گا، اور عوام کے سامنے ان باتوں کا اظہار کرنے والا دین کی خدمت نہیں کر رہا ہے، بلکہ عوام کے ذہن میں راسخ فقہاء ومحدثین کی محبت گھٹا کر ان کو ایک غلط راستے کی طرف گامزن کر رہا ہے۔

❶ امام ابوحنیفہ کا تعارف محدثین کی نظر میں: ص: ۲۳، ۳۸، ۴۵، ۵۵، ۵۸، مکتبہ اسلامیہ کراچی

اللہ تعالیٰ نے امام اعظم ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ اور امیر المومنین فی الحدیث امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ کو ایک مقام عطاء فرمایا: یہ دونوں دینِ اسلام کے آفتاب و ماہتاب ہیں، دونوں سے محبت ایمان کی نشانی ہے، اوران سے بغض وحسد رکھنے والے کے لئے سوءِ خاتمہ کا اندیشہ ہے، اللہ تبارک وتعالیٰ ہم سب کی خطاؤں، لغزشوں اور تسامحات سے درگزر فرمائے اور ہم سب کو جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی شفاعت اور قیامت کے دن آپ کا قرب اور آپ کے دستِ مبارک سے حوض کوثر کا پانی نصیب فرمائے، آمین۔

## خطیب کے رد میں لکھی جانے والی کتب

علماء امت نے امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ پر طعن وجرح کرنے والوں پر مستقل کتب کی صورت میں مدلّل ومفصّل رد وجواب بھی لکھا، خطیب بغدادی رحمۃ اللہ علیہ کی ان تمام جرحوں کی رد میں مستقل کتابیں لکھی گئی ہیں، ان میں سے چندایک درج ذیل ہیں۔

۱.....السهم المصيب في كبد الخطيب

الملک المعظم ابوالمظفر عیسی بن سیف الدین رحمۃ اللہ علیہ

۲.....السهم المصيب في الرد على الخطيب

علامہ ابن الجوزی رحمۃ اللہ علیہ (متوفی ۵۹۷ھ)

۳.....الانتصار لإمام أئمة الأمصار

یوسف بن قزغلی المعروف سبط ابن جوزی رحمۃ اللہ علیہ (متوفی ۶۵۴ھ)

۴.....مقدمة جامع المسانيد

علامہ محمد بن محمود الخوارزمی رحمۃ اللہ علیہ (متوفی ۶۵۵ھ)

۵.....تنوير الصحيفة بمناقب الإمام أبي حنيفة

علامہ ابن عبدالهادی الحنبلی رحمۃ اللہ علیہ

۶.....السهم المصيب في نحر الخطيب

علامہ جلال الدین السیوطی رحمہ اللہ (متوفی ۹۱۱ھ)

۷.....تأنيب الخطيب على ما ساقه في ترجمة أبي حنيفة من الأكاذيب.

محقق العصر علامہ زاہد الکوثری رحمہ اللہ (متوفی ۱۳۷۱ھ)

یہ کتاب تحقیقات وتدقیقات کا ایک گنجینہ ہے، مذکورہ کتب پر فائق ہے، اس میں نہایت تحقیق وتفصیل کے ساتھ امام صاحب اور صاحبین وغیرہ کے رد وقدح سے متعلق اقوال وواقعات کا روایتی اور درایتی دونوں پہلوؤں سے جائزہ لیا ہے، ہر ہر واقعہ کی سند پر کلام کر کے اس کا موضوع ہونا دلائل کے ساتھ ثابت کیا ہے، سند میں موجود تمام مجروحین راویوں کی نشاندہی کی ہے۔

یہ کتاب اس لائق ہے کہ ہر طالب علم اس کا ضرور مطالعہ کرے، اللہ تعالی جزائے خیر دے، مولانا عبدالقدوس خان قارن مدظلہم کو انہوں نے اس کتاب کا اردو میں ترجمہ کر کے نہایت گراں قدر علمی خدمت انجام دی ہے، جو حضرات اصل کتاب سے استفادہ میں دقت محسوس کریں تو اس نہایت مقبول ومعتمد ترجمہ کی طرف مراجعت کریں۔ خطیب بغدادی کی نقل کردہ جرحوں کے رد وجواب میں مذکورہ کتابوں کے لکھنے والے سب حنفی نہیں ہیں بلکہ علامہ جلال الدین سیوطی رحمہ اللہ شافعی المسلک ہیں، علامہ ابن الجوزی رحمہ اللہ حنبلی المسلک ہیں، اسی طرح علامہ ابن عبدالہادی رحمہ اللہ بھی حنبلی المسلک ہیں، ان اقوال اور جرحوں کے جھوٹ وباطل ہونے کی اس سے بڑھ کر کیا شہادت چاہئے کہ خود اپنے مسلک کے علماء نے اور اسی طرح احناف کے علاوہ دیگر مسالک کے علماء نے مستقل کتب لکھ کر خطیب بغدادی کی منقولہ جرحوں کو باطل وبے اصل قرار دیا ہے۔

اسی طرح علامہ ابن حجر مکی رحمۃ اللہ علیہ کی ''الخیرات الحسان'' علامہ محمد بن یوسف صالحی رحمۃ اللہ علیہ کی ''عقود الجمان في مناقب الإمام الأعظم أبي حنيفة النعمان'' محقق العصر علامہ عبدالرشید نعمانی رحمۃ اللہ علیہ کی ''مكانة الإمام أبي حنيفة في الحديث'' شیخ محمد قاسم حارثی رحمۃ اللہ علیہ کی ''مكانة الإمام أبي حنيفة بين المحدثين'' میں ان تمام جرحوں کا کافی شافی جواب موجود ہیں، بالخصوص علامہ، محدث، محقق، شیخ عبد الفتاح ابوغدۃ رحمۃ اللہ علیہ (متوفی ۱۴۱۷ھ) کی تعلیقات ''الرفع والتكميل في الجرح والتعديل'' '' قواعد في علوم الحديث'' اور ''الانتقاء في فضائل الثلاثة الأئمة الفقهاء'' میں نہایت گراں قدر تعلیقات اس بارے میں لاجواب ہیں۔

۸.....علامہ محمود الطحان مدظلہم نے اپنی کتاب ''الخطيب البغدادی وأثره في علم الحديث'' اس کتاب کے صفحہ ۳۰۶ سے ۳۴۵ تک خطیب بغدادی کے ان تمام اعتراضات کے جوابات بھی دیئے ہیں اور امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کا نہایت مفصل دفاع کیا ہے، اور اس کی بھی وضاحت کی ہے کہ یہ اعتراضات بعض متعصبین نے گھڑ کر اس کتاب میں شامل کئے ہیں، تاریخ بغداد کے تمام نسخوں کا موازنہ کر کے اس کی وضاحت کی ہے، اہلِ علم حضرات سے گزارش ہے کہ ان اعتراضات کی اصل حقیقت معلوم کرنے کیلئے ان ۴۰ صفحات کا ضرور مطالعہ فرمائیں۔

## میزان الاعتدال کے نسخے میں امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ پر جرح اور اس کا جواب

النعمان بن ثابت بن زوطی، أبو حنيفة الكوفي إمام أهل الرأی ضعفه النسائي من جهة حفظه، وابن عدی وآخرون. (1)

جواب: ا.....یہ جرح علامہ شمس الدین ذہبی رحمۃ اللہ علیہ (متوفی ۷۴۸ھ) نے نقل نہیں کی بلکہ

(1) میزان الاعتدال في نقد الرجال: حرف النون، ترجمہ: النعمان بن ثابت، ج۷ ص ۳۸

متعصبین نے یہ جرح انکی کتاب میں داخل کی ہے جیسا کہ یہ بات عنقریب باحوالہ آ جائے گی اس لئے کہ امام ذہبی رحمۃ اللہ علیہ نے خود اس بات کی تصریح کی ہے کہ میں اپنی کتاب میں ائمہ مجتہدین میں سے کسی کا ذکر نہیں کرونگا جیسے امام ابوحنیفہ، امام شافعی، امام بخاری رحمہم اللہ، اہلِ اسلام کے ہاں ان کا بڑا مقام ہے اور لوگوں کے دلوں میں ان کی بڑی عظمت ہے:

وكذا لا أذكر في كتابي من الأئمة المتبوعين في الفروع أحدا لجلالتهم في الإسلام وعظمتهم في النفوس، مثل أبي حنيفة والشافعي والبخاري. ❶

امام ذہبی رحمۃ اللہ علیہ نے صراحت کے ساتھ یہ بات ذکر کر دی کہ میں ائمہ مجتہدین میں سے کسی کا ذکر نہیں کرونگا، پھر سب سے پہلے نام بھی امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کا ذکر کیا ہے بھلا یہ کیسے ہوسکتا ہے کہ مقدمہ میں خود صراحت بھی کریں اور اصل کتاب میں اس کی مخالفت کریں؟

علامہ زین الدین عراقی رحمۃ اللہ علیہ (متوفی ۸۰۶ھ) فرماتے ہیں کہ امام ذہبی رحمۃ اللہ علیہ نے میزان میں نہ ہی کسی صحابی کا ذکر کیا ہے اور نہ ہی ائمہ مجتہدین میں سے کسی کا ذکر کیا ہے:

وتبعه على ذلك الذهبي في الميزان، إلا أنه لم يذكر أحدا من الصحابة والأئمة المتبوعين. ❷

علامہ شمس الدین سخاوی رحمۃ اللہ علیہ (متوفی ۹۰۲ھ) فرماتے ہیں کہ امام ذہبی رحمۃ اللہ علیہ نے میزان میں اس بات کا التزام کیا ہے کہ اپنی اس کتاب میں نہ ہی کسی صحابی کا ذکر کیا ہے اور نہ ہی ائمہ متبوعین میں سے کسی کا ذکر کیا ہے:

ولكنه التزم أن لا يذكر أحدا من الصحابة ولا الأئمة المتبوعين. ❸

❶ميزان الاعتدال في نقد الرجال: مقدمة، ج ۱ ص ۲

❷شرح التبصرة والتذكرة الفية العراقي: معرفة الثقات والضعفاء، ج ۲ ص ۳۲۴

❸فتح المغيث بشرح الفية الحديث: معرفة الثقات والضعفاء، ج ۱ ص ۱۲۶، ۱۲۷

علامہ جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ علیہ (متوفی ۹۱۱ھ) فرماتے ہیں کہ امام ذہبی رحمۃ اللہ علیہ نے میزان میں کسی صحابی کا ذکر نہیں کیا اور نہ ہی ائمہ متبوعین میں سے کسی کا ذکر کیا ہے:

وتبعه على ذلك الذهبي في الميزان، إلا أنه لم يذكر أحدا من الصحابة، والأئمة المتبوعين. ❶

ان تمام حوالہ جات سے یہ بات معلوم ہوگئی کہ امام ذہبی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی کتاب میں ائمہ متبوعین کا ذکر نہیں کیا۔

۲.....امام ذہبی رحمۃ اللہ علیہ امام صاحب پر کیسے جرح کر سکتے ہیں جب کہ انہوں نے خود امام صاحب کا تذکرہ ''تذكرة الحفاظ'' میں کیا ہے اور اس کتاب میں تمام حفاظ حدیث کا ذکر کیا گیا ہے، اگر امام صاحب حدیث میں ضعیف ہوتے تو امام ذہبی رحمۃ اللہ علیہ کبھی آپ کا تذکرہ نہ کرتے اور آپ کا ذکر کرتے ہوئے آپ کو ''امام اعظم'' کے لقب سے یاد نہ کرتے:

أبو حنيفة الإمام الأعظم فقيه العراق النعمان بن ثابت بن زوطا التيمي. وكان إماما ورعا عالما عاملا متعبدا كبير الشأن لا يقبل جوائز السلطان بل يتجر ويتكسب. وقال ابن المبارك: أبو حنيفة أفقه الناس. وقال الشافعي: الناس في الفقه عيال على أبي حنيفة. وقال يزيد: ما رأيت أحدًا أورع ولا أعقل من أبي حنيفة. ❷

امام ذہبی رحمۃ اللہ علیہ اپنی شہرہ آفاق کتاب ''سير أعلام النبلاء'' میں مکمل تیرہ (۱۳) صفحات میں امام صاحب کے متعلق توثیقی اقوال نقل کیے ہیں، امام صاحب کا ذکر خیر شروع کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

---

❶ تدريب الراوي في شرح تقريب النواوي: النوع الحادي والعشرون، معرفة الثقات والضعفاء، ج ۲ ص ۸۹۰ ❷ تذكرة الحفاظ: ترجمة: أبو حنيفة الإمام الأعظم النعمان بن ثابت، ج ۱ ص ۱۲۶، ۱۲۷

أبو حنيفة النعمان بن ثابت التيمي:الإمام، فقيه الملة، عالم العراق. ورأى أنس بن مالك لما قدم عليهم الكوفة،وقال يحيى بن سعيد القطان:لا نكذب الله، ما سمعنا أحسن من رأى أبي حنيفة، وقد أخذنا بأكثر أقواله.وقال على بن عاصم:لو وزن علم الإمام أبي حنيفة بعلم أهل زمانه، لرجح عليهم.❶

امام ذہبی رحمۃ اللہ علیہ تو امام صاحب کے متعلق فرماتے ہیں کہ آپ بنو آدم کے اذکیاء میں سے تھے:

فقيه العراق الإمام أبو حنيفة النعمان ابن ثابت الكوفي وكان من أذكياء بنى آدم، جمع الفقه والعبادة والورع والسخاء. وكان لا يقبل جوائز الدولة بن ينفق ويؤثر من كسبه.❷

امام ذہبی رحمۃ اللہ علیہ نے تو آپ کو اپنی کتاب ''المعين في طبقات المحدثين'' کبار محدثین میں شمار کیا ہے اور اس کتاب میں آپ کا ذکر کیا ہے جس کے متعلق خود فرماتے ہیں:

فهذه مقدمة في ذكر أسماء أعلام حملة الآثار النبوية تبصر الطالب النبيه وتذكر المحدث المفيد بمن يقبح بالطلبة أن يجهلوهم.❸

اس سے اندازہ کیجئے کہ امام ذہبی رحمۃ اللہ علیہ کی نظر میں امام صاحب کا کتنا مقام ہے۔

امام ذہبی رحمۃ اللہ علیہ نے ایک کتاب لکھی ''ذكر من يعتمد قوله في الجرح والتعديل'' اس کتاب میں ان ائمہ جرح وتعدیل کا ذکر ہے جن کا قول فن اسماء الرجال

❶سیر أعلام النبلاء:ترجمة:أبو حنيفة النعمان بن ثابت،ج ٦ ص ٣٩٠ تا ٤٠٣

❷العبر فی خبر من غبر:سنة خمسين ومائة،ترجمة:النعمان بن ثابت،ج ١ ص ١٦٤

❸المعين فی طبقات المحدثين:ص:١٧ ،الناشر: دار الفرقان عمان

میں معتمد ہے، اس میں بڑے اہتمام کے ساتھ امام صاحب کا ذکر کیا ہے، اگر امام صاحب کو فن اسماء الرجال میں مہارت تامہ نہیں ہوتی تو امام ذہبی رحمۃ اللہ علیہ آپ کا تذکرہ نہ کرتے، علم حدیث میں امام صاحب کی مہارت کی اس سے بڑی دلیل کیا ہوگی کہ آپ کا شمار ائمہ جرح وتعدیل میں ہوا، دیکھئے تفصیلاً: ❶

امام ذہبی رحمۃ اللہ علیہ نے تو امام صاحب اور صاحبین کے حالات میں مکمل ایک کتاب لکھی ہے اور آپ کی مدح میں محدثین کرام، فقہاء عظام اور آپ کے ہم عصر اکابر اہل علم کے اتنی کثرت کے ساتھ توثیقی اقوال نقل کیئے ہیں کہ جن کے انکار کو عقل سلیم محال سمجھتی ہے، آپ نے اپنی اس کتاب کا تذکرہ امام صاحب کے حالات کے ذیل میں کیا ہے:

قلت: مناقب هذا الإمام قد أفردتها في جزء. ❷

امام ابو یوسف رحمۃ اللہ علیہ کے حالات ذکر کرنے کے بعد بھی اپنی اس کتاب کا حوالہ دیا:

قد أفردته وأفردت صاحبه محمد بن الحسن رحمهما الله في جزء. ❸

آپ کی اس کتاب کا مکمل نام "مناقب الإمام أبي حنيفة وصاحبيه" ہے، اس کتاب پر تحقیق وتعلیقات محقق العصر علامہ زاہد الکوثری اور علامہ ابو الوفاء افغانی رحمہما اللہ کی ہیں اور یہ کتاب ۱۴۰۸ھ میں احیاء المعارف النعمانیہ حیدر آباد الدکن بالہند سے چھپی ہے، اہل علم حضرات سے درخواست ہے کہ اس کتاب کا ایک دفعہ ضرور مطالعہ کریں۔

۳..... اگر بالفرض والمحال اس جرح کو تسلیم بھی کرلیا جائے تو امام ذہبی رحمۃ اللہ علیہ نے خود جرح نہیں کی ہے بلکہ امام نسائی اور ابن عدی رحمہما اللہ کے حوالے سے نقل کی ہے، امام نسائی اور

❶ ذكر من يعتمد قوله في الجرح والتعديل: ص ١٧٦

❷ تذكرة الحفاظ: ترجمة: أبو حنيفة الإمام الأعظم النعمان بن ثابت، ج ١ ص ١٢٧

❸ تذكرة الحفاظ: ترجمة: القاضي أبو يوسف يعقوب بن ابراهيم، ج ١ ص ١٢٥

ابن عدی کی جرح کے متعلق تفصیلاً بات گزر چکی ہے۔

۴.....اس جرح میں "من جهة حفظه" کی قید موجود ہے حالانکہ امام نسائی رحمہ اللہ کی جرح میں اس قید کا کہیں ذکر نہیں ہے، تو معلوم ہوا کہ یہ عبارت الحاقی ہے اصل ماخذ میں موجود نہیں ہے، متعصبین نے اپنی طرف سے اس جملے کا اضافہ کیا ہے۔

۵.....شیخ عبدالفتاح ابوغدۃ رحمہ اللہ (متوفی ۱۴۱۷ھ) فرماتے ہیں:

مکتبہ انوار محمدی لکھنو سے (۱۳۰۱ھ) میں جو میزان الاعتدال کا نسخہ چھپا اس میں امام صاحب کا ذکر اصل کتاب میں موجود نہیں تھا، بلکہ کسی نے حاشیہ میں امام صاحب کے متعلق یہ جرح لکھ دی، ۱۳۲۵ھ میں مصر سے جب یہ نسخہ چھپا تو انہوں نے حاشیہ کی بات کو اصل کتاب میں لکھ دیا اور اس پر تنبیہ بھی نہیں کی:

والطبعة الهندية من الميزان المطبوعة في مدينة لكهنو سنة ١٣٠١هـ بالمطبع المعروف بأنوار محمد لم تذكر فيها ترجمة للإمام أبي حنيفة في أصل الكتاب وإنما ذكر على الحاشية كلمات في سطرين قال مثبتها لما لم تكن هذه في نسخة وكانت في أخرى أوردتها على الحاشية فلما طبع الكتاب بمصر سنة ١٣٢٥هـ طبعت تلك الكلمات اللتى على الحاشية في صلب الكتاب دون تنبيه. ❶

شیخ عبدالفتاح ابوغدہ رحمہ اللہ نے متعدد اصل نسخوں کا ذکر کیا ہے کسی نسخے میں بھی امام صاحب پر یہ جرح موجود نہیں ہے، ان تمام نسخوں کی نشان دہی بھی کی ہے کہ وہ نسخے کہاں کہاں موجود ہیں، اور فرمایا کہ میں نے ان سب کا مطالعہ کیا ہے کسی میں بھی یہ عبارت موجود نہیں ہے، ان تمام نسخوں کے متعلق معلومات کے لئے دیکھئے: ❷

❶ الرفع والتكميل فى الجرح والتعديل، ص ١٢٢

❷ الرفع والتكميل في الجرح والتعديل: ص ١٢١ تا ١٢٣

علامہ ظفر احمد عثمانی رحمۃ اللہ علیہ (متوفی ۱۳۹۴ھ) فرماتے ہیں کہ "میزان الاعتدال" کے تصحیح شدہ نسخوں میں اس جرح کا کوئی ذکر نہیں، علامہ عبدالحی لکھنوی رحمۃ اللہ علیہ نے "تذکرۃ الراشد" اور علامہ نیموی رحمۃ اللہ علیہ نے "التعلیق الحسن" میں یقین کے ساتھ یہ بات کہی ہے کہ یہ عبارت الحاقی ہے، امام ذہبی رحمۃ اللہ علیہ نے تو امام صاحب رحمۃ اللہ علیہ کا ذکر "تذکرۃ الحفاظ" میں کیا ہے اور آپ کو امام اہل الرای کے ساتھ متصف نہیں کیا بلکہ "امام اعظم" کے لقب کے ساتھ آپ کو یاد کیا ہے، امام صاحب کی فضیلت کیلئے یہی بات کافی ہے کہ تمام مذاہب میں جب بھی "امام اعظم" بولا جاتا ہے تو اس سے مراد امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ ہی ہوتے ہیں کوئی اور مراد نہیں ہوتا:

على ما نقلوه عن ميزان الذهبى لا أثر له في بعض النسخ المصححة من الميزان كما قاله فخر الهند اللكهنوى في تذكرة الراشد ص٢٦٧ والعلامة النيموى في التعليق١٨٨ وجزم بأن يكون هذه العبارة الحاقية....نعم ذكره أى أبا حنيفة في تذكرة الحفاظ ولم يصفه بإمام أهل الرأى بل وصفه بالإمام الأعظم وهو اللقب الذى ألقاه الله في قلوب عباده لهذا الإمام النبيل وكفا بذلك فخرًا وفضيلةً لأبي حنيفة أنه لا يطلق الإمام الأعظم عند أهل المذاهب كلها إلا عليه ولا يراد به غيره. (1)

علامہ عبدالرشید نعمانی رحمۃ اللہ علیہ (متوفی ۱۴۲۰ھ) فرماتے ہیں کہ:

میں کہتا ہوں اس بات میں کوئی شک نہیں یہ جرح اصل کتاب میں داخل کی گئی ہے، امام ذہبی رحمۃ اللہ علیہ کیسے جرح کر سکتے ہیں کہ جب کہ انہوں نے خود "میزان الاعتدال" کے مقدمے میں اس بات کی صراحت کی ہے کہ میں اپنی کتاب میں ائمہ متبوعین میں سے کسی کا

(1) أبو حنيفة وأصحابه المحدثون: الفصل الثامن في بقية الأجوبة عن المطاعن فيه، ص ٦٩

ذکر نہیں کرونگا کیونکہ اسلام میں ان کی جلالت اور عظمت مسلم ہے جیسے امام ابوحنیفہ، امام شافعی، امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ علامہ محمد بن اسماعیل یمانی رحمۃ اللہ علیہ صاحب سبل السلام نے اپنی کتاب ''توضیح الأفکار'' میں بھی اس بات کی صراحت کی ہے کہ ''میزان الاعتدال'' میں امام صاحب کا ذکر نہیں ہے، اور امام نووی رحمۃ اللہ علیہ نے ''تهذيب الأسماء واللغات'' میں امام صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے تفصیلاً حالات ذکر کئے ہیں، لیکن تضعیف کا بالکل ذکر نہیں کیا ہے:

قلت: لا شک في کونها مدسوسة کیف وقد صرح الذهبی نفسه في مقدمة المیزان أنه لا یذکر فیه ترجمة الإمام حیث قال ما نصه وکذا لا أذکر في کتابي من الأئمة المتبوعین في الفروع أحدا لجلالتهم في الإسلام وعظمتهم في النفوس مثل أبي حنیفة، صاحب سبل السلام في توضیح الأفکار لمعانی تنقیح الأنظار بقوله لم یترجح لأبي حنیفة، وصرح به العلامة محمد بن اسماعیل الأمیر الیمانی في المیزان وترجم له النووی في التهذیب وأطال في ترجمته ولم یذکره بتضعیف. (1)

علامہ عبدالحی لکھنوی رحمۃ اللہ علیہ (متوفی ۱۳۰۴ھ) فرماتے ہیں کہ تمام معتبر نسخے میزان الاعتدال کے جو میں نے اپنی آنکھوں سے دیکھے ہیں ان میں کسی میں بھی یہ جرح کی عبارت موجود نہیں ہے:

إن هذه العبارة لیست لها أثر في بعض النسخ المعتبرة علی ما رأیتها بعیني. (2)

ان تمام اکابر اہل علم کے حوالہ جات سے یہ بات ثابت ہوگئی کہ امام ذہبی رحمۃ اللہ علیہ نے

(1) ماتمس الیه الحاجة لمن یطالع سنن ابن ماجه: ص۴۷ (2) مجموعة رسائل اللکهنوی: إمام الکلام فیما یتعلق بالقراءة خلف الامام، ج۳ ص۱۷۶

امام صاحب کے متعلق کوئی جرح نقل نہیں کی، اور میزان الاعتدال کے تمام صحیح معتبر نسخوں میں یہ عبارت موجود نہیں ہے بعض متعصبین نے اس عبارت کا اپنی طرف سے اضافہ کیا ہے جیسا کہ باحوالہ یہ بات گزر گئی۔

## کیا امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کو صرف سترہ احادیث یاد تھیں؟

علامہ ابن خلدون رحمۃ اللہ علیہ (متوفی ۸۰۸ھ) نقل کرتے ہیں:

أبو حنيفة رضي الله تعالى عنه يقال: بلغت روايته إلى سبعة عشر حديثا أو نحوها. ❶

جناب محمد یوسف جے پوری صاحب اس کا ترجمہ کرتے ہیں:

امام ابوحنیفہ کی نسبت کہا گیا ہے کہ ان کو سترہ حدیثیں پہنچی ہیں یا اس کے لگ بھگ۔ ❷

حالانکہ یہ ترجمہ بالکل غلط ہے صحیح ترجمہ یہ ہے امام ابوحنیفہ کے متعلق کہا جاتا ہے کہ ان کی روایت (یعنی مرویات) سترہ تک پہنچتی ہیں۔

دونوں ترجموں میں زمین آسمان کا فرق ہے اصول حدیث سے جسے ذرا بھی مس ہوگا وہ دونوں ترجموں کے فرق کو بخوبی سمجھ لے گا، عوام کے لئے ہم تھوڑی سی وضاحت کیے دیتے ہیں، دیکھئے ایک ہوتا ہے استاذ سے حدیث حاصل کرنا اسے کہتے ہیں تحملِ حدیث اور اخذِ حدیث اور ایک ہوتا ہے استاذ سے پڑھی ہوئی احادیث آگے شاگردوں کو پڑھانا اسے کہتے ہیں ادائے حدیث اور روایتِ حدیث، علامہ ابن خلدون رحمۃ اللہ علیہ کے ذکر کردہ قول کا مطلب یہ ہے کہ امام صاحب نے آگے جو احادیث روایات کی ہیں وہ سترہ تک پہنچتی ہیں، یہ مطلب نہیں کہ امام صاحب نے حدیثیں کل سترہ پڑھی ہیں، روایت حدیث میں قلیل ہونا کوئی عیب

❶ مقدمة ابن خلدون: الفصل السادس في علوم الحديث، ج ۱ ص ۵۱۱

❷ حقیقت الفقہ، ص ۸۸

نہیں ہے کیونکہ اس سے علم حدیث سے ناواقفی یا واقفیت کا تھوڑا ہونا لازم نہیں آتا، اس لئے ممکن ہے کہ محدث وفور علم کے باوجود حزم واحتیاط کی بناء پر حدیث کی آگے روایت کم کرے، ورنہ تو جو اعتراض حضرت امام صاحب پر کیا جاتا ہے اس سے خلفاء راشدین بالخصوص حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ اور دیگر اجلہ صحابہ کرام بھی نہیں بچ سکتے کیونکہ ان کی مرویات بھی دیگر صحابہ کرام کے مقابلہ میں بہت کم ہیں۔ جے پوری صاحب اگر علامہ ابن خلدون رحمۃ اللہ علیہ کی عبارت کا ترجمہ صحیح کرتے تو اعتراض کا کوئی پہلو نہ نکلتا لیکن انہوں نے یا تو جان بوجھ کر یا عربی سے نابلد ہونے کی بناء پر غلط ترجمہ کیا اور عوام کو دھوکہ دینے کی کوشش کی (اعاذنا اللہ منہ) دوسرے جے پوری صاحب نے تاریخ ابن خلدون سے اپنے مفید مطلب عبارت نقل کی ہے اور آگے پیچھے سے ساری عبارت دیدہ ودانستہ چھوڑ دی ہے کیونکہ اس سے بنا اعتراض ہی ختم ہو جاتا ہے، ہم متعلقہ ساری عبارت ذکر کرتے ہیں تاکہ جے پوری صاحب کی خیانت کھل کر سامنے آ سکے:

واعلم أيضا أنّ الأئمة المجتهدين تفاوتوا في الإكثار من هذه الصّناعة والإقلال فأبو حنيفة رضي الله تعالى عنه يقال: بلغت روايته إلى سبعة عشر حديثا أو نحوها ومالك إنّما صحّ عنده ما في كتاب الموطا وغايتها ثلاثمائة حديث أو نحوها. وأحمد بن حنبل في مسندة خمسون ألف حديث ولكلّ ما أدّاه إليه اجتهاده في ذلك. وقد تقوّل بعض المبغضين المتعصبين إلى أنّ منهم من كان قليل البضاعة في الحديث فلهذا قلّت روايته. ولا سبيل إلى هذا المعتقد في كبار الأئمّة لأنّ الشّريعة إنّما تؤخذ من الكتاب والسنّة. والإمام أبو حنيفة إنّما قلّت روايته لما شدّد في شروط الرّواية والتّحمّل وضعف رواية الحديث اليقينيّ إذا عارضها الفعل

النفسي. وقلّت من أجلها رواية فقلّ حديثه. لأنه ترك رواية الحديث متعمّدا فحاشاه من ذلك. ويدلّ على أنّه من كبار المجتهدين في علم الحديث اعتماد مذهبه بينهم والتعويل عليه واعتباره ردّا وقبولاً. وأمّا غيره من المحدّثين وهم الجمهور فتوسّعوا في الشّروط وكثر حديثهم والكلّ عن اجتهاد وقد توسّع أصحابه من بعده في الشّروط وكثرت روايتهم الخ.

اور یہ بھی جان لو کہ ائمہ مجتہدین حدیث کے فن میں متفاوت رہے ہیں، کسی کی مرویات قلیل اور کسی کی کثیر ہیں، امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے متعلق کہا جاتا ہے کہ ان کی مرویات سترہ یا اس کے لگ بھگ پہنچتی ہیں، امام مالک رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک صحیح احادیث جو موطا میں ہیں ان کی زیادہ سے زیادہ تعداد تین سو یا اس کے لگ بھگ ہے، اور امام احمد رحمۃ اللہ علیہ کی مسند میں (۵۰) ہزار احادیث ہیں اور ہر ایک نے اپنے اپنے اجتہاد کے مطابق سعی کی ہے، بعض لوگ جو بغض رکھنے والے اور متعصب ہیں انہوں نے اس جھوٹ پر کمر باندھ لی ہے کہ ائمہ میں سے کچھ امام حدیث میں قلیل البضاعت ہیں اسی لئے ان سے روایت حدیث کم ہوئی ہے، لیکن اس اعتقاد کی کبار ائمہ کے حق میں کوئی سبیل نہیں کیونکہ احکام شرعیہ کتاب وسنت ہی سے ماخوذ ہے۔

اور امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ سے روایت اس لئے قلیل ہوئی کہ انہوں نے روایت اور اس کے تحمل کے بارے میں سخت شرائط لگائیں، اور وہ یہ ہے کہ حدیث میں یقینی روایت جب کہ اس کے معارضہ میں فعل نفسی واقع ہو تو ضعیف ہو جاتی ہے نہ یہ کہ انہوں نے حدیث کی روایت کو عمداً چھوڑ دیا، امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے علمِ حدیث میں کبار مجتہدین میں سے ہونے کی بڑی دلیل یہ ہے کہ مجتہدین ان کے مذہب پر اعتماد کرتے ہیں رد وقبول کے اعتبار سے، امام

صاحب کے علاوہ جمہور محدثین نے روایتِ حدیث کی شرائط میں توسع اختیار کیا ہے اس لئے ان کی احادیث کثیر ہوئیں اور ہر ایک نے یہ شرائط اپنے اپنے اجتہاد سے عائد کیں، امام صاحب کے بعد ان کے اصحاب نے بھی روایت حدیث کی شرائط میں توسع اختیار کیا تو انکی روایات بھی کثیر ہو گئیں۔

محترم قارئین: آپ نے علامہ ابن خلدون رحمۃ اللہ علیہ کی پوری عبارت ملاحظہ فرمائی اس سے کہیں اشارۃً بھی جے پوری صاحب کا مطلب ثابت نہیں ہوتا بلکہ یہ ساری عبارت ان کے خلاف جاتی ہے، شاید اسی لئے وہ صرف ایک فقرہ ذکر کرتے ہیں باقی سب کھا جاتے ہیں، وجہ یہ ہے کہ علامہ ابن خلدون رحمۃ اللہ علیہ نے پہلے یہ بتایا کہ بعض ائمہ قلیل الروایت ہیں اور بعض کثیر الروایت ہیں، پھر اس کی تمثیل میں ائمہ ثلاثہ کا ذکر کیا کہ حضرت امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے بارے میں کہا جاتا ہے کہ انکی مرویات سترہ یا اس کے لگ بھگ پہنچتی ہیں، حضرت امام مالک رحمۃ اللہ علیہ کی تین سو تک اور حضرت امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ کی (۵۰) ہزار تک، اس سے معلوم ہوا کہ علامہ ابن خلدون رحمۃ اللہ علیہ نے امام صاحب کے متعلق جو کہا ہے وہ انکے قلیل الروایت ہونے کی تمثیل میں کہا ہے بطور طعن یا اعتراض کے نہیں کہا، بلکہ انہوں نے ان لوگوں کی پرزور مذمت کی ہے جو کسی امام کو قلیل الروایت ہونے کی وجہ سے حدیث میں قلیل البضاعت (کم علم) سمجھتے ہیں۔ [1]

علامہ ابن خلدون رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

بعض متعصب لوگ جو ائمہ کبار میں سے کسی امام کو قلیل الروایت ہونے کی وجہ سے قلیل البضاعت (حدیث میں کم علم) خیال کرتے ہیں یہ محض ان کا افتراء ہے، کبار ائمہ کے بارے میں اس کی قطعاً گنجائش نہیں کیونکہ شریعت قرآن وسنت ہی سے اخذ کی جاتی ہے:

[1] حدیث اور اہل حدیث، ص ۴۴ تا ۴۶

وقد تقول بعض المبغضين المتعصبين إلى أن منهم من كان قليل البضاعة في الحديث فلهذا قلّت روايته. ولا سبيل إلى هذا المعتقد في كبار الأئمة لأن الشريعة إنما تؤخذ من الكتاب والسنة. ❶

جو شخص حدیث میں قلیل البضاعت ہو وہ کیسے احادیث سے احکامِ شریعت استنباط کرسکتا ہے۔

علامہ محمد بن یوسف صالحی دمشقی شافعی رحمۃ اللہ علیہ (متوفی ۹۴۲ھ) فرماتے ہیں:

امام ابوحنیفہ بڑے حفاظِ حدیث اوران کے فضلاء میں شمار ہوتے ہیں اگر وہ حدیث کا بکثرت اہتمام نہ کرتے تو فقہ کے مسائل میں استنباط کا ملکہ ان کو کہاں سے حاصل ہوتا:

كان أبو حنيفة من كبار حفاظ الحديث وأعيانهم ولولا كثرة اعتنائه بالحديث ما تهيأ له استنباط مسائل الفقه. ❷

امام صاحب کے علمِ حدیث میں مقام کا اندازہ اس سے لگایئے کہ فن اسماء الرجال کے امام علامہ شمس الدین ذہبی رحمۃ اللہ علیہ (متوفی ۷۴۸ھ) نے آپ کا تذکرہ اپنی شہرہ آفاق کتاب ''تذکرۃ الحفاظ'' میں کیا ہے امام ذہبی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی اس کتاب میں کسی ایسے شخص کا تذکرہ نہیں کیا جو حافظ الحدیث نہ ہو، چنانچہ خارجہ بن زید رحمۃ اللہ علیہ اگرچہ فقہاءِ سبعہ میں سے ہیں مگر ان کے متعلق صاف فرماتے ہیں:

أنه قليل الحديث فلهذا لم أذكره في الحفاظ. ❸

یہ قلیل الحدیث ہیں اس لئے میں نے ان کا تذکرہ حفاظ میں نہیں کیا۔

❶ مقدمة ابن خلدون: الفصل السادس في علوم الحديث، ج ۱ ص ۵۶۱

❷ عقود الجمان في مناقب الإمام أبي حنيفة النعمان، ص ۱۵۶

❸ تذكرة الحفاظ: ترجمة: خارجة بن زيد بن ثابت الانصاري، ج ۱ ص ۷۱

علامہ احمد بن حجر مکی رحمۃ اللہ علیہ (متوفی ۹۷۳ھ) فرماتے ہیں کہ:

امام ذہبی رحمۃ اللہ علیہ نے امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کو حفاظ حدیث میں شمار کیا ہے اور جس نے ان کے بارے میں یہ خیال کیا ہے کہ وہ حدیث میں کم شان رکھتے تھے تو اس کا یہ خیال تساہل پر مبنی ہے یا حسد پر:

ذكره الذهبي وغيره في طبقات الحفاظ من المحدثين ومن زعم قلة اعتنائه بالحديث إما لتساهله أو حسده. ❶

خود علامہ ابن خلدون رحمۃ اللہ علیہ (متوفی ۸۰۸ھ) امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے متعلق فرماتے ہیں:

ويدل على أنه من كبار المجتهدين في علم الحديث اعتماد مذهبه بينهم والتعويل عليه واعتباره ردًا وقبولاً. ❷

امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے علم حدیث میں بڑے مجتہدین میں سے ہونے کی یہ دلیل ہے کہ ان کے مذہب پر رداً وقبولاً اعتماد اور بھروسہ کیا گیا ہے۔

امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ سے جو روایت حدیث قلیل وارد ہوئی ہیں تو اس کی وجہ یہ ہے کہ انہوں نے روایت وتحمل حدیث میں شرائط سخت لگا رکھی تھیں اور حدیث کے معاملے میں بہت احتیاط کیا کرتے تھے:

لقد وجد الورع عن أبي حنيفة في الحديث ما لم يوجد عن غيره. ❸

تحقیق امام ابوحنیفہ نے حدیث میں وہ احتیاط کی ہے جو اور کسی نے نہیں کی ہے۔

حضرت سفیان ثوری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ:

❶ الخيرات الحسان في مناقب الإمام الأعظم أبي حنيفة النعمان: الفصل الثلاثون، ص ٩٠ ❷ مقدمة ابن خلدون: الفصل السادس في علوم الحديث، ج ١ ص ٥٦٢

❸ مناقب أبي حنيفة: ج ١ ص ١٩٧

امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ علم کے حاصل کرنے میں بڑے سخت محتاط اور حدود الٰہی کی بے حرمتی پر بے حد مدافعت کرنے والے تھے، اور وہ صرف وہی حدیث لیتے تھے جو ثقہ راویوں سے مروی اور صحیح ہوتی تھی، اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے آخری فعل کو وہ لیا کرتے تھے، اور اس فعل کو جس پر انہوں نے علماء کوفہ کو عامل پایا ہوتا تھا مگر پھر بھی ایک قوم نے (بلا وجہ) ان پر طعن کیا، اللہ تعالیٰ ہماری اور ان سب کی مغفرت فرمائے:

سفيان الثوری يقول كان أبو حنيفة شديد الأخذ للعلم ذابا عن حرم الله أن تستحل يأخذ بما صح عنده من الأحاديث التي كان يحملها الثقات وبالآخر من فعل رسول الله وبما أدرك عليه علماء الكوفة ثم شنع عليه قوم يغفر الله لنا ولهم.[1]

امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کی روایتِ حدیث اور تحمل حدیث میں شرائط کس قدر سخت تھیں اس کا ذکر تفصیل سے ماقبل میں ہو چکا ہے۔

علامہ جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ علیہ (متوفی ۹۱۱ھ) فرماتے ہیں کہ امام صاحب کے نزدیک شرط یہ ہے کہ حدیث کی روایت وہ شخص کرے جو حدیث کو سننے کے دن سے بیان کرنے کے دن تک حدیث کا حافظ ہو، امام صاحب کے اس اصول کا دوسرے محدثین کے اصول کے ساتھ موازنہ کرتے ہوئے فرماتے ہیں یہ مذہب بہت ہی سخت ہے، اگر اس معیار کے پیش نظر صحیحین کا جائزہ لیا جائے تو نصف راوی ایسے ملیں گے جو حفظ کی اس شرط پر پورے نہ اتریں گے:

هذا مذهب شديد، وقد استقر العمل على خلافه، فلعل الرواة في

[1] الانتقاء في فضائل الثلاثة الائمة الفقهاء: ثناء العلماء على أبي حنيفة، عيسى بن يونس، ص ۱۴۲

الصحيحين ممن يوصف بالحفظ لا يبلغون النصف. ❶

علامہ ابن خلدون رحمۃ اللہ علیہ کا امام صاحب کے متعلق نقل کردہ قول عقلا ونقلا غلط ہے جس کے بہت سے شواہد ہیں۔

ابن خلدون رحمۃ اللہ علیہ نے قلیل الروایت کی تمثیل میں امام صاحب کے متعلق جو یہ کہا ہے کہ کہا جاتا ہے کہ ان کی مرویات سترہ یا اس کی لگ بھگ پہنچتی ہیں اس کا ہم کچھ تجزیہ کرنا چاہتے ہیں ہمارا نظریہ یہ ہے کہ حضرت امام صاحب کے بارے میں ابن خلدون کا نقل کردہ قول عقلا ونقلا غلط ہے جس کے بہت سے شواہد ہیں۔

۱.....علامہ ابن خلدون رحمۃ اللہ علیہ نے اسے بصیغہ تمریض ذکر کیا ہے جو خود اس کے ضعف اور مرجوحیت کی دلیل ہے۔

۲.....علامہ ابن خلدون رحمۃ اللہ علیہ کا یہ اپنا قول نہیں بلکہ انہوں نے اسے مجہول کے صیغہ یقال سے ذکر کیا ہے جس کا مطلب ہے کہ کہا جاتا ہے یہ کہنے والے کون ہیں؟ کوئی پتہ نہیں۔

۳.....انہوں نے "أو نحوها" کا لفظ بڑھا کر اشارہ کر دیا کہ خود انہیں صحیح پتہ نہیں کہ سترہ ہی کہا جاتا ہے یا زیادہ۔

۴.....ابن خلدون گو عظیم مؤرخ اسلام ہیں لیکن انہیں ائمہ کرام کی مرویات کا صحیح علم نہیں اسی لئے انہوں نے امام مالک رحمۃ اللہ علیہ کی مرویات ان کی موطا میں تین سو بتائی ہیں حالانکہ بقول حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ (متوفی ۱۱۷۶) کے موطا میں (۱۷۲۰) احادیث موجود ہیں، اور امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ کی مرویات مسند احمد میں پچاس ہزار بتائی ہیں، حالانکہ مسند احمد میں کل تیس ہزار احادیث ہیں اور اگر امام احمد رحمۃ اللہ علیہ کے صاحبزادے عبداللہ کی مرویات کو بھی شامل کرلیا جائے تو پھر کل چالیس ہزار بنتی ہیں، علامہ ابن خلدون رحمۃ اللہ علیہ کو

❶ تدريب الراوي في شرح تقريب النواوي: النوع السادس والعشرون، ج ۱ ص ۵۲۷

جب ائمہ کی مرویات کی صحیح تعداد معلوم نہیں تو حضرت امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے بارے میں انکے نقل کردہ قول کا کیا اعتبار کیا جا سکتا ہے؟

۵.....حضرت امام صاحب کے قلیل الروایت ہونے کی تردید کیلئے آپ کے تلامذہ واصحاب پر نظر کر لینا ہی کافی ہے۔

علامہ محمد بن یوسف صالحی دمشقی رحمۃ اللہ علیہ (متوفی ۹۴۲ھ) نے حروف تہجی کے اعتبار سے امام ابوحنیفہ کے تلامذہ کے صرف نام ذکر کیئے ہیں جو ستر (۷۰) صفحات پر مشتمل ہیں، اور جنہوں نے مندرجہ ذیل ملکوں اور شہروں سے آکر امام صاحب سے علم حاصل کیا۔

مکہ مکرمہ، مدینہ منورہ، دمشق، بصرہ، کوفہ، واسط، موصل، جزیرہ، رقہ، نصیبین، رملہ، مصر، یمن، بحرین، بغداد، کرمان، اصفہان، استر آباد، حلوان، ہمدان، نہاوند، رے، قومس، دامغان، طبرستان، جرجان، بخارا، سمرقند، صغانیان، ترمذ، بلخ، ہرات، قہستان، خوارزم، مدائن، حمص وغیرہ۔

۶.....علامہ شمس الدین ذہبی رحمۃ اللہ علیہ (متوفی ۷۴۸ھ) فرماتے ہیں کہ امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ سے محدثین وفقہاء میں سے بے شمار حضرات نے روایت کیا ہے:

روی عنہ من المحدثین والفقہاء عدۃ لروی عنہ من المحدثین والفقہاء عدۃ لا یحصون. ❶

آپ کے تلامذہ میں مشہور محدث حضرت عبداللہ بن یزید مقری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ: میں نے امام صاحب سے نوسو احادیث سنی تھیں:

سمع من الإمام تسع مائۃ حدیث. ❷

حافظ الحدیث امام مسعر بن کدام رحمۃ اللہ علیہ جو زمانہ طالب علمی میں امام صاحب کے رفیق

❶مناقب الإمام أبي حنيفة وصاحبيه، ص ۲۵ ❷مناقب أبي حنيفة، ج ۲ ص ۲۱۶

درس تھے، فرماتے ہیں کہ میں امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ کا رفیق درس تھا وہ علمِ حدیث کے طالب بنے تو حدیث میں ہم سے آگے نکل گئے، یہی حال زہد وتقویٰ میں ہوا، اور فقہ کا معاملہ تو تمہارے سامنے ہے:

قال مسعر بن كدام: طلبت مع أبي حنيفة الحديث، فغلبنا وأخذنا في الزهد، فبرع علينا وطلبنا معه الفقه، فجاء منه ما ترون. ❶

امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ میرے پاس حدیث کے صندوق بھرے ہوئے موجود ہیں مگر میں نے ان میں سے تھوڑی حدیثیں نکالی ہیں جن سے لوگ نفع اٹھائیں:

عندي صناديق الحديث ما أخرجت منها إلا اليسير الذي ينتفع به. ❷

حضرت عبداللہ بن یزید مقری رحمہ اللہ جب امام صاحب سے مروی روایت بیان کرتے تو فرماتے: حدثنا شاهنشاه.

علم کے بادشاہوں کے بادشاہ نے روایت بیان کی ہے:

حدثنا أبو عبد الرحمن المقرئ وكان إذا حدثنا عن أبي حنيفة قال: حدثنا شاهنشاه. ❸

علامہ محمد بن عبد الکریم شہرستانی رحمہ اللہ (متوفی ۵۴۸ھ) نے امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ کو ائمہ حدیث میں شمار کیا ہے۔ دیکھئے تفصیلاً: ❹

امام ذہبی رحمہ اللہ نے فن جرح وتعدیل میں جن ائمہ کے قول پر اعتماد کیا جاتا ہے ان میں امام صاحب کے اسم گرامی کو نمایاں ذکر کیا ہے، دیکھئے: ❺

❶مناقب الإمام أبي حنيفة وصاحبيه، ص ۴۳ ❷مناقب أبي حنيفة، ج ۱ ص ۹۵

❸تاريخ بغداد: ترجمة: النعمان بن ثابت، ما قيل في فقه أبي حنيفة، ج ۱۳ ص ۳۴۴

❹الملل والنحل: الفصل الخامس، المرجئة، الصالحية، ج ۱ ص ۱۴۶

❺ذكر من يعتمد قوله في الجرح والتعديل، ص ۱۷۶

شیخ الاسلام علامہ ابن تیمیہ رحمۃ اللہ علیہ (متوفی ۷۲۸ھ) ائمہ اربعہ کے متعلق فرماتے ہیں کہ یہ حدیث، تفسیر، فقہ، تصوف سب کے امام تھے:

أئمة أهل الحديث والتفسير والتصوف والفقه، مثل الأئمة الأربعة وأتباعهم.[1]

علامہ ابن قیم رحمۃ اللہ علیہ (متوفی ۷۵۱ھ) امام ابو حنیفہ اور امام ابو یوسف رحمہما اللہ کو ائمہ حدیث میں شمار کرتے ہیں:

أما طريقة الصحابة والتابعين وأئمة الحديث كالشافعي والإمام أحمد ومالك وأبي حنيفة وأبي يوسف والبخارى.[2]

امام حفص بن غیاث رحمۃ اللہ علیہ جن کے ترجمہ کا آغاز امام ذہبی رحمۃ اللہ علیہ ان القابات کے ساتھ کرتے ہیں:

حفص بن غياث الإمام، الحافظ، أبو عمر النخعي الكوفي، قاضي بغداد.[3]

یہی امام حفص بن غیاث رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ میں نے امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ سے بہت سی حدیثیں سنی ہیں:

سمعت من أبى حنيفة حديثا كثيرا.[4]

امام وکیع بن جراح رحمۃ اللہ علیہ جن کے ترجمہ کا آغاز امام ذہبی رحمۃ اللہ علیہ ان القابات کے ساتھ کرتے ہیں:

---

[1] منهاج السنة النبوية في نقض كلام الشيعة القدرية: الوجه الخامس، وفيه الرد على التفضيلي، ج ۲ ص ۱۰۵ [2] إعلام الموقعين عن رب العالمين: يصار إلى الاجتهاد والقياس عند الضرورة، ج ۲ ص ۲۰۹ [3] تذكرة الحفاظ: ترجمة: حفص بن غياث النخعي، ج ۱ ص ۲۱۷ [4] مناقب أبي حنيفة للموفق: ج ۱ ص ۴۰

وكيع بن الجراح بن مليح الإمام، الحافظ، الثبت، محدث العراق. ❶

امام الجرح والتعدیل یحیی بن معین رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ میں نے کسی ایسے شخص کو نہیں دیکھا کہ جسے امام وکیع پر مقدم کروں، اور امام وکیع امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے قول پر فتوی دیتے تھے اور ان کی ساری حدیثیں انہیں حفظ تھیں اور انہوں نے امام صاحب سے بہت ساری حدیثیں سنی تھیں:

قال يحيى بن معين: ما رأيت أحدا أقدمه على وكيع وكان يفتي برأي أبي حنيفة وكان يحفظ حديثه كله، وكان قد سمع من أبي حنيفة حديثا كثيرا. ❷

ان ٹھوس اور مستند حوالہ جات کے بعد بھی یہ کہنا کہ ان کی مرویات سترہ تک پہنچتی ہیں، انصاف کا خون کرنے کے مترادف نہیں تو کیا ہے؟ معمولی عقل وشعور رکھنے والا آدمی بھی اسے تسلیم نہیں کر سکتا۔

امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ نے کتاب الآثار کا انتخاب چالیس ہزار احادیث سے کیا:

انتخب أبو حنيفة الآثار من أربعين ألف حديث. ❸

ماقبل میں تفصیل کے ساتھ امام صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی انتیس (۲۹) مسانید اور آپ کی "کتاب الآثار" کا ذکر ہوا، آپ کی وحدانیات، ثنائیات، ثلاثیات کا ذکر ہوا، صحاح ستہ کے ائمہ میں کوئی بھی ایسا امام نہیں ہے جن کی ثنائی روایات ہوں، امام صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی تمام ثنائی روایات کے متعلق تفصیلا دیکھئے: الإمام الأعظم أبو حنيفة والثنائيات في مسانيده.

❶ تذكرة الحفاظ: ترجمة: وكيع بن الجراح بن مليح، ج ۱ ص ۲۲۳

❷ جامع بيان العلم وفضله: باب ماجاء في ذم القول في دين الله تعالىٰ بالرأي والظن، ج ۲ ص ۱۰۸۲ ❸ مناقب أبي حنيفة: ج ۱ ص ۸۴

امام اعظم ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کی ثلاثی روایات کی تعداد تقریبا ساڑھے چار سو (۴۵۰) ہے جن سندوں سے یہ روایات مروی ہیں ان کا ذکر ماقبل میں ہو چکا ہے، وہ امام اعظم جن کی وحدانی، ثنائی، ثلاثی روایات کا اس قدر ذخیرہ ہو ان کے متعلق یہ کہنا کہ انہیں (۱۷) حدیثیں آتی تھیں۔

بریں عقل و دانش بباید گریست

مشہور محقق عالم علامہ عبدالحی لکھنوی رحمۃ اللہ علیہ (متوفی ۱۳۰۴ھ) نے علامہ ابن خلدون رحمۃ اللہ علیہ کی اس عبارت پر عقلا، نقلا تجزیہ کر کے اس کا مفصل رد لکھا ہے، اہل علم حضرات مراجعت فرمائیں: ❶

امام صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے متعلق جتنے مشہور اعتراضات تھے بندے نے ان تمام اعتراضات کے تفصیلی جوابات نقل کر دیئے ہیں، باقی اگر کوئی معمولی اعتراض کسی نے نقل کیا ہے تو وہ تاریخ بغداد سے نقل کیا ہے اور ان تمام کے مفصل و مدلل جوابات محقق العصر علامہ زاہد الکوثری رحمۃ اللہ علیہ نے "تانیب الخطیب" میں دے دیئے ہیں اہل علم حضرات اس کتاب کی طرف مراجعت فرمائیں، اردو دان طبقہ اس کتاب کا اردو ترجمہ "امام ابو حنیفہ کا عادلانہ دفاع" جو نہایت معتمد اور مستند ہے اس کی طرف مراجعت کریں۔

## امام اعظم ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کی ذکاوت کے پچاس (۵۰) دلچسپ واقعات

۱.....امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے بارے میں حضرت عبداللہ بن مبارک رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ مکہ کے راستہ میں میں نے امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کو دیکھا جب کہ لوگوں نے ایک جوان اونٹ کا گوشت بھون لیا تھا اور وہ چاہتے تھے کہ سرکہ کے ساتھ کھائیں مگر ایسا کوئی برتن موجود نہ تھا جس میں سرکہ ڈال کر دستر خوان پر رکھ لیا جائے اس کی کوئی صورت سمجھ میں نہیں آ رہی تھی، تو

❶ مجموعۃ رسائل اللکھنوی: تذکرۃ الراشد بتبصرۃ الناقد، ج۶ ص ۲۱۵ تا ۲۲۰

امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ نے ریت کو کھود کر ایک گڑھا بنایا اور اس پر (چمڑے کا) دستر خوان بچھایا اور (گڑھے پر دستر خوان کو دبا کر پیالہ نما جگہ بنالی) اس پر سرکہ الٹ دیا، سب نے اطمینان کے ساتھ اپنی خواہش پوری کر لی۔ لوگوں نے ان سے کہا کہ آپ ہر ایک کام میں حسن پیدا کرتے ہیں تو فرمانے لگے کہ تمہیں اللہ کا شکر کرنا چاہئے کہ اس نے تم پر یہ فضل کیا کہ میرے دل میں اس تدبیر کا القاء کر دیا (یہ ہوتی ہیں اللہ کے خاص بندوں کی باتیں کہ وہ فضل و کمال کی نسبت اپنی طرف نہیں کرتے)۔ ❶

۲.....محمد بن حسن رحمۃ اللہ علیہ سے مروی ہے کہ ایک شخص کے گھر میں چوروں نے داخل ہو کر اس کو تین طلاق کا حلف لینے پر مجبور کیا (یعنی یہ کہلوایا کہ اگر میں نے شور مچایا یا کسی کو بتایا کہ مال لینے والے کون لوگ ہیں تو میری بیوی پر تین طلاق) کہ کسی کو نہیں بتائے گا (اور اس کا سب مال و اسباب لے گئے) صبح کو وہ شخص چوروں کو دیکھتا رہا کہ وہ اس کا سامان فروخت کر رہے ہیں، مگر اس حلف کی وجہ سے بولنے کی قدرت نہیں رکھتا تھا، اس نے آکر امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ سے مشورہ کیا، آپ نے فرمایا کہ میرے پاس اپنے محلے کی مسجد کے امام اور مؤذن کو لاؤ اور اہل محلّہ میں سے جو معزز اشخاص ہیں ان کو بھی۔ یہ شخص ان سب کو لے آیا، ان سے امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ آپ لوگ چاہتے ہیں کہ اس کا مال و اسباب اللہ تعالیٰ اس کو واپس کر دے، سب نے اثبات میں جواب دیا، تو آپ نے فرمایا کہ تم اپنے علاقے کے تمام بدچلن اور تمام متہم لوگوں کو ایک جگہ جمع کر لو پھر ایک ایک شخص کو باہر نکالتے جاؤ اور جس شخص کا سامان چوری ہوا ہے اس سے پوچھتے رہو کہ کیا یہ ہے تمہارا چور؟ اگر وہ چور نہ ہو تو یہ انکار کر دے۔ اور اگر چور ہو تو خاموش ہو جائے، جب یہ خاموش ہو جائے تو تم اس کو پکڑ لو۔ امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کی اس تدبیر پر لوگوں نے عمل کیا تو اللہ نے اس کا تمام مال مسروقہ

❶ وفيات الأعيان: ترجمة: الإمام أبو حنيفة: ج۵ ص ۴۱۰

واپس دلوادیا، چونکہ اس نے زبان سے کچھ نہیں کہا اس لیے طلاق واقع نہیں ہوئی۔ ❶

۳.....کوفہ کے ایک نیک صالح شخص کا امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کی طرف گزر ہوا، آپ نے اس سے پوچھا کہ کہاں جارہے ہو؟ تو اس نے کہا کہ امام ابن ابی لیلیٰ رحمۃ اللہ علیہ کے پاس، آپ نے اس سے فرمایا کہ وہاں سے واپسی پر مجھ سے ملتے جانا۔ یہ شخص ابن ابی لیلیٰ رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں تین دن ٹھہر کر جب واپس ہوا تو امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کی طرف سے گزرا، تو آپ نے اس کو آواز دی۔ سلام دعا کے بعد آپ نے اس سے پوچھا کہ تم تین دن کے لیے امام ابن ابی لیلیٰ رحمۃ اللہ علیہ کے پاس کس غرض سے گئے تھے؟ اس نے کہا کہ ایک ایسی بات ہے جس کا اظہار میں ہر شخص کے سامنے نہیں کرتا۔ میں نے یہ امید کی تھی کہ وہاں جاکر اس کا کوئی حل نکل آئے گا، امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ نے پوچھا کہ وہ کیا ہے اس نے کہا کہ میں ایک صاحب وسعت شخص ہوں اور دنیا میں ایک بیٹے کے سوا اور کوئی میرا وارث نہیں ہے، اور اس کا حال یہ ہے کہ جب میں کسی عورت سے اس کا نکاح کرتا ہوں تو وہ اسے طلاق دے دیتا ہے، میں نے اس کو ایک باندی خرید کردے دی تو اس کو بھی آزاد کردیا۔ آپ نے پوچھا کہ پھر امام ابن ابی لیلیٰ رحمۃ اللہ علیہ نے اس کے بارے میں کیا کہا؟ اس نے کہا کہ انہوں نے یہ جواب دیا کہ میرے پاس اس کا کوئی حل نہیں ہے۔

امام صاحب نے فرمایا کہ ہمارے پاس بیٹھو ہم بفضل اللہ تمہیں اس پریشانی سے نکال دیں گے۔ پھر امام صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے اس کو کھانے میں اپنے ساتھ شریک کیا، جب کھانے سے فراغت ہوئی تو اس سے فرمایا کہ تم اپنے بیٹے کو ساتھ لے کر بازار جاؤ پھر جو باندی اس کو پسند آجائے اور اس کی قیمت کا معاملہ بھی تمہارے حسبِ منشا ہوجائے تو اس کو اپنی ذات کے لیے خرید لو اس کے لیے نہ خریدنا، پھر اس باندی کے ساتھ اپنے بیٹے کا نکاح کردو، پھر اگر

❶ أخبار أبي حنيفة وأصحابه: ذكر المسائل المتحسنة، ص ٤٠

اس نے طلاق دے دی تو وہ تمہارے پاس لوٹ آئے گی (اس لیے کہ وہ تمہاری ملکیت میں ہے) اور اگر اس نے آزاد کر دیا تو یہ آزاد نہیں ہوگی (اس لیے کہ وہ تمہاری مملوکہ ہے) اگر اس سے اولاد ہوگئی تو تمہارے بیٹے کا نسب ثابت رہے گا (اور اس شخص کو فقدان نسب کا بھی غم تھا) اس نے کہا کیا یہ جائز ہے؟ آپ نے فرمایا کہ بالکل جائز ہے، پھر یہ شخص امام ابن ابی لیلیٰ رحمۃ اللہ علیہ کے پاس گیا اور ان سے اس تدبیر کا ذکر کیا تو انہوں نے بھی کہا کہ امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ نے بالکل درست رائے دی ہے۔ ❶

۴.....امام ابو یوسف رحمۃ اللہ علیہ سے مروی ہے کہ خلیفہ منصور نے ایک مرتبہ امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کو بلایا، تو آپ تشریف لے گئے، دربار میں ربیع موجود تھا، یہ ربیع منصور کا خاص چہیتا اور لاڈلا تھا، اسے امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ سے کافی عداوت تھی، ربیع نے کہا اے امیر المؤمنین! یہ ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ آپ کے دادا (حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما) کی مخالفت کرتے ہیں۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کا قول یہ تھا کہ کسی معاملہ پر قسم اٹھانے والا اگر ایک یا دو دن کے بعد استثناء یعنی ان شاء اللہ کہہ دے تو یہ اس کے لیے جائز ہے اور امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کا قول یہ ہے کہ استثناء متصلاً ہی جائز ہے (بعد میں معتبر نہ ہوگا) امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ نے کہا اے امیر المؤمنین! ربیع چاہتا ہے کہ آپ کے لشکر کی گردن کو آپ کی بیعت سے آزادی دلا دے۔ منصور نے پوچھا کہ یہ کیسے؟ آپ نے فرمایا کہ لوگ آپ کے سامنے تو حلف کر جائیں گے، پھر اپنے گھروں پر واپس جا کر استثناء کر دیا کریں گے، تو جو حلفیہ عہد اطاعت لیا وہ ختم ہو جائے گا، یہ سن کر منصور ہنسنے لگا، اور اس نے کہا: اے ربیع! ابوحنیفہ کو کبھی نہ چھیڑنا (ورنہ اسی طرح منہ کی کھایا کرے گا)۔ جب امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ باہر آگئے تو ربیع نے ان سے کہا کہ آج تو آپ نے مروا دیا تھا، آپ نے فرمایا: یہ کام تو نے کیا تھا میں نے اپنے لیے اور تیرے لیے خلاصی کی راہ نکالی۔ ❷

❶ کتاب الأذكياء لابن الجوزي: ص ۷۳

❷ تاریخ بغداد: ترجمة: النعمان بن ثابت، ج ۱۳ ص ۳۶۲

۵.....ایک شخص نے قسم اٹھائی اور اپنی بیوی سے کہا اگر تم نے میرے لیے ایسی ہانڈی نہ پکائی جس میں ایک پاؤ نمک ڈالا لیکن اس میں اس کا اثر بھی ظاہر نہ ہو ورنہ تجھے طلاق، پھر امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ سے اس کا حل پوچھا گیا، آپ نے فرمایا کہ وہ ہانڈی میں انڈا ابالے اس میں ایک پاؤ یا زیادہ نمک ڈال دے (کیونکہ اس سے قسم بھی پوری ہو جائے گی اور طلاق بھی نہ ہوگی اس لیے کہ نمک کا اثر ابالے ہوئے انڈے میں ظاہر نہ ہوگا)۔ ❶

۶.....عبدالواحد بن غیاث رحمۃ اللہ علیہ سے مروی ہے کہ ابوالعباس طوسی امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے متعلق برے خیالات رکھتا تھا، اور اس کا علم ان کو بھی تھا۔ ایک مرتبہ امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ منصور کے پاس گئے اور وہاں اس وقت کثیر مجمع تھا۔ طوسی نے کہا آج مجھے ابوحنیفہ کی خبر لینی ہے، چنانچہ سامنے آیا اور کہا کہ اے ابوحنیفہ! امیر المؤمنین ہم میں سے کسی شخص کو بلا کر یہ حکم دیتے ہیں کہ فلاں شخص کی گردن اڑا دی جائے اور جس کو حکم دیا جاتا ہے اس کو یہ خبر نہیں کہ گردن کاٹنے کے حکم کے لیے خلیفہ نے کیسے گنجائش نکالی (یعنی قتل کا حکم کیوں دیا، اس صورت میں قتل کرنا جائز ہوگا یا نہیں)

امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: اے ابوالعباس! پہلے اس کا جواب دو امیر المؤمنین کے احکام حق پر مبنی ہوتے ہیں یا باطل پر؟ اس نے کہا: حق پر۔ آپ نے فرمایا: بس تو حق کا نفاذ کرتا رہ جس طرح بھی تجھے حکم دیا جائے، اور تیرے لیے اس کی تحقیق ضروری نہیں۔ امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ نے جو لوگ ان کے پاس بیٹھے تھے ان سے فرمایا کہ یہ شخص مجھے باندھنا چاہتا تھا، مگر میں نے اسے جکڑ دیا۔ ❷

۷.....یحییٰ بن جعفر رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ نے مجھے اپنا ایک واقعہ سنایا۔

❶ الخيرات الحسان: الفصل الثاني والعشرون، ۷۹

❷ الوافي بالوفيات: ترجمة: الإمام أبو حنيفة، ج۲۷ ص ۹۱

فرماتے تھے کہ ایک مرتبہ جنگل میں مجھے پانی کی بڑی ضرورت لاحق ہوئی، میرے پاس ایک اعرابی آیا، اس کے پاس پانی کا ایک مشکیزہ تھا، میں نے اس سے پانی مانگا اس نے انکار کیا اور کہا کہ پانچ درہم میں دوں گا۔ میں نے پانچ درہم دے کر وہ مشکیزہ لے لیا۔ پھر میں نے کہا: اے اعرابی! ستو کی طرف کچھ رغبت ہے؟ اس نے کہا: لاؤ۔ میں نے اس کو ستو دے دیئے جو زیتون کے تیل میں بھنے ہوئے تھے، وہ خوب پیٹ بھر کر کھا گیا، اب اس کو پیاس لگی تو اس نے کہا کہ ایک پیالہ پانی دے دیجیے، میں نے کہا: پانچ درہم میں ملے گا۔ اس سے کم میں نہیں، (اب کثرت سے ستو کھانے کی وجہ سے اسے پیاس لگ گئی، اب اسے پانی کی حاجت تھی تو اس نے لے لیا اس حیلہ سے) میں نے اس سے اپنے پانچوں درہم بھی واپس لے لیے اور پانی بھی میرے پاس رہ گیا۔ ❶

۸.....ایک شخص ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے پاس آیا اور شکایت کی کہ اس نے کسی جگہ مال دفن کیا تھا اب وہ جگہ یاد نہیں آرہی۔ امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ یہ کوئی فقہی مسئلہ نہیں ہے کہ جس کا میں کوئی حل نکالوں، اچھا ایسا کرو کہ جاؤ اور آج پوری رات نوافل پڑھتے رہو صبح تک ان شاء اللہ تمہیں یاد آجائے گا۔ اس شخص نے ایسا ہی کیا ابھی چوتھائی رات سے بھی کچھ کم ہی گزری تھی کہ اس کو وہ جگہ یاد آگئی (تو اس نے نوافل کو ختم کر دیا) پھر صبح آپ کی خدمت میں حاضر ہو کر اطلاع دی، آپ نے فرمایا کہ میں سمجھتا تھا کہ شیطان تجھے نوافل نہیں پڑھنے دے گا اور تجھے یاد دلا دے گا۔ ہونا تو یہ چاہئے تھا کہ تو رات کا بقیہ حصہ بطور شکرانے کے نوافل میں گزارتا۔ ❷

۹.....ایک شخص مسجد سے گزرا، آپ نے فرمایا: یہ شخص مسافر ہے اور اس کے آستین میں

❶ كتاب الأذكياء لابن الجوزي: ص ۷۴

❷ وفيات الأعيان: ترجمة: الإمام أبو حنيفة، ج۵ ص ۴۱۱

مٹھائی ہے، اور یہ بچوں کو قرآن پڑھاتا ہے، تو ایسا ہی نکلا۔ جب آپ سے پوچھا گیا تو آپ نے فرمایا وہ دائیں بائیں دیکھتا تھا اجنبی شخص ایسے ہی دیکھا کرتا ہے۔ اور اس کی آستین پر مکھیاں تھیں، اور وہ بچوں کو دیکھتا تھا میں نے جانا کہ وہ معلم ہے۔ ❶

۱۰.....ایک شخص جو امام صاحب رحمۃ اللہ علیہ سے بغض رکھتا تھا، اس نے سوال کیا کہ آپ اس شخص کے بارے میں کیا کہتے ہو جس کی یہ صفات ہوں:

۱.....وہ جنت کا طالب نہیں۔ ۲.....جہنم سے ڈرتا نہیں۔

۳.....اللہ تعالیٰ کا خوف نہیں۔ ۴.....مردار کھاتا ہو۔

۵.....بغیر رکوع سجدہ کے نماز پڑھتا ہے۔ ۶.....بن دیکھے گواہی دیتا ہے۔

۷.....حق سے بغض رکھتا ہے۔ ۸.....فتنہ سے محبت رکھتا ہے۔

۹.....اللہ تعالیٰ کی رحمت سے بھاگتا ہے۔ ۱۰.....یہود ونصاریٰ کی تصدیق کرتا ہے۔

امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ نے اس سے کہا: کیا تو اس شخص کو جانتا ہے؟ اس نے کہا: نہیں لیکن میں اس سے زیادہ کسی کو برا نہیں جانتا اس لیے آپ سے پوچھا ہے۔

امام صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے شاگردوں سے کہا: تم اس کے بارے میں کیا کہتے ہو؟ سب نے کہا: بہت برا آدمی ہے، یہ کافروں کی صفات ہیں۔ یہ سن کر امام صاحب رحمۃ اللہ علیہ مسکرا دئے اور فرمایا: یہ شخص اولیاء اللہ میں ہے، پھر اس شخص سے کہا: اگر میں تجھے خبر دے دوں تو کیا مجھ پر زبان درازی سے باز آجائے گا؟ اور ان چیزوں سے بچے گا جو تجھ کو نقصان دیں؟ اس نے کہا: جی ہاں۔ فرمایا:

۱.....وہ ربِ جنت کا طالب ہے (جنت جو مخلوق ہے اس کی طلب نہیں)۔

❶ الخیرات الحسان في مناقب الإمام الأعظم أبي حنیفة النعمان: الفصل الحادی والعشرون، ص ۶۳

۲.....اور ربِ جہنم سے ڈرتا ہے (جہنم جو مخلوق ہے اس کا خوف نہیں)۔

۳.....اس کو اللہ تعالیٰ سے (اس بات کا) خوف نہیں ہے کہ وہ اس پر ظلم کرے گا۔

۴.....مردار سے مراد مچھلی کھاتا ہے (کیونکہ اس کو ذبح نہیں کیا جاتا)۔

۵.....مراد اس سے نماز جنازہ پڑھتا ہے، اور اس میں رکوع سجدہ نہیں ہوتا۔

۶.....بن دیکھے گواہی کا مطلب یہ گواہی دیتا ہے کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم اللہ کے بندے اور اس کے رسول ہیں (اس کی گواہی دیتا ہے، حالانکہ کسی نے اللہ کو دیکھا نہیں ہے)۔

۷.....موت حق ہے اس سے بغض رکھتا ہے تاکہ مزید اللہ کی اطاعت کرے۔

۸.....فتنہ سے مراد مال اور اولاد ہے (اور اس سے ہر شخص کو فطری طور پر محبت ہوتی ہے)۔

۹.....بارش رحمت ہے اس سے بھاگتا ہے۔

۱۰.....یہود کی اس قول کی تصدیق کرتا ہے کہ نصاری جھوٹے ہیں اور نصاری کی اس بات کی تصدیق کرتا ہے کہ یہودی جھوٹے ہیں۔ وَقَالَتِ الْيَهُوْدُ لَيْسَتِ النَّصٰرٰى عَلٰى شَيْءٍ وَّقَالَتِ النَّصٰرٰى لَيْسَتِ الْيَهُوْدُ عَلٰى شَيْءٍ.

سائل اپنے تمام سوالات کے تشفی بخش جوابات سننے کے بعد اٹھا اور امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ کی جبین فراست کو بوسہ دیا۔ ❶

۱۱.....جب امام ابو یوسف رحمۃ اللہ علیہ بیمار ہوئے تو امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: اگر یہ لڑکا فوت ہو گیا تو ساری زمین پر اس کا قائم مقام نہیں ملے گا، جب امام ابو یوسف رحمۃ اللہ علیہ شفاء یاب ہوئے تو امام صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی بات سے ان میں کچھ عجب پیدا ہو گیا، انہوں نے اپنی علیحدہ

❶ الخيرات الحسان في مناقب الإمام الأعظم أبي حنيفة النعمان: الفصل الثاني والعشرون، ص ۶۳، ۶۴

مجلس شروع کر دی، لوگ ان کی طرف جانے لگے، جب امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کو اطلاع ہوئی تو آپ نے شاگردوں میں سے ایک شاگرد کو کہا کہ امام ابو یوسف رحمۃ اللہ علیہ کی مجلس میں جاؤ، اور اس سے یہ مسئلہ دریافت کرو کہ ایک شخص نے دھوبی کو کپڑا دیا دھونے کے لیے دو درہم کے بدلے میں، پھر جب کپڑا مانگا تو دھوبی نے انکار کر دیا، پھر دوبارہ آیا اور مطالبہ کیا تو اس نے کپڑا دے دیا، تو کیا وہ اجرت کا مستحق ہوگا؟ اگر ابن یعقوب (مراد امام ابو یوسف رحمۃ اللہ علیہ) کہے ہاں تو کہنا غلط ہے، اگر وہ کہے نہیں تو بھی کہنا کہ غلط ہے۔ وہ شخص گیا اور مسئلہ دریافت کیا، امام ابو یوسف رحمۃ اللہ علیہ نے کہا: اجرت کا مستحق ہوگا اس نے کہا کہ غلط ہے، پھر کچھ سوچ کر فرمایا اجرت کا مستحق نہ ہوگا، اس نے کہا: غلط ہے۔ اسی وقت امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں حاضر ہوئے جب امام صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے ان کو دیکھا تو فرمایا: تجھے دھوبی والا مسئلہ لایا ہے؟ عرض کیا: جی ہاں۔ فرمایا: سبحان اللہ جو لوگوں کو فتوی دینے کے لیے بیٹھا ہے اور اپنے لیے علیحدہ مجلس قائم کرتا ہے تاکہ اللہ تعالی کے دین کے بارے میں کچھ بیان کرے لیکن اس کا حال یہ ہے اجارات کے مسئلہ کا جواب بھی اچھی طرح نہیں دے سکتا، امام ابو یوسف رحمۃ اللہ علیہ نے کہا: آپ مجھے بتائیں۔ فرمایا: اگر اس نے انکار کے بعد دھویا ہو تو اس کو اجرت نہیں ملے گی، کیونکہ اس نے اپنے لئے دھویا تھا اگر پہلے دھو چکا تو اجرت کا مستحق ہوگا کیونکہ اس نے اسی کے لیے دھویا تھا۔ [1]

۱۲..... امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ ایک مرتبہ علماء شہر کے ساتھ ایک ولیمہ میں حاضر ہوئے جہاں دو بہنوں کا نکاح دو بھائیوں سے ہوا تھا۔ صاحب خانہ بہت چیختا ہوا نکلا کہ ہمیں بڑی مصیبت پہنچ گئی کیونکہ دلہنیں تبدیل ہوگئیں اور ان سے صحبت بھی ہوگئی۔ (ہر ایک نے غلط فہمی کی وجہ سے اپنی بیوی سمجھ کر صحبت بھی کر لی) اس مجلس میں حضرت سفیان ثوری رحمۃ اللہ علیہ بھی موجود تھے انہوں نے فرمایا: کوئی بات نہیں کیونکہ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے ان سے رجوع کروایا

[1] وفيات الأعيان: ترجمة: الإمام أبو حنيفة، ج۵ ص ۴۰۸

تھا، فرمایا کہ عورت سے صحبت کی وجہ سے مہر لازم ہو گیا اور ہر عورت اپنے شوہر کے پاس لوٹ جائے، لوگوں نے اس جواب کو پسند فرمایا۔ اس مجلس میں امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ خاموش بیٹھے تھے ان سے امام مسعر بن کدام رحمہ اللہ نے کہا کہ آپ بھی کچھ فرمائیں۔ حضرت سفیان ثوری رحمہ اللہ نے فرمایا: اس کے علاوہ اور کیا کہیں گے۔

امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ نے فرمایا: دونوں لڑکوں کو میرے پاس لاؤ، ان کو حاضر کیا گیا، امام صاحب رحمہ اللہ نے ہر ایک سے پوچھا کہ جس لڑکی سے تو نے صحبت کی ہے وہ تجھے پسند ہے؟ انہوں نے کہا: ہاں، پھر ہر ایک سے فرمایا کہ اس لڑکی کا نام کیا ہے جو تیرے بھائی کے پاس ہے؟ اس نے کہا: فلانی۔ فرمایا: کہو کہ میں نے اس کو طلاق دی۔ (دونوں نے کہا ہم نے طلاق دی) پھر ان لڑکیوں سے جن سے صحبت کی تھی دوبارہ نکاح کروایا۔ لوگوں نے اس جواب کو پہلے جواب سے بھی زیادہ پسند کیا۔ یہ سن کر محدث کبیر امام مسعر بن کدام رحمہ اللہ اٹھے اور امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ کی پیشانی کو بوسہ دیا اور لوگوں سے فرمایا تم مجھے اس کی محبت کے بارے میں ملامت کیا کرتے تھے (یعنی میری ان سے محبت ان کی کمالِ عقل اور کمالِ علم کی وجہ سے ہے)۔

فائدہ: علامہ ابن حجر مکی رحمہ اللہ فرماتے ہیں جو فیصلہ حضرت سفیان رحمہ اللہ نے حضرت علی کرم اللہ وجہہ کے حوالے سے دیا اور وہ فتویٰ جو امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ نے دیا ایک دوسرے کی منافی نہیں بلکہ دونوں درست ہیں۔ حضرت سفیان رحمہ اللہ کا فتوی اس لیے درست ہے کہ یہ وطی بالشبہ ہے اس میں مہر لازم ہوتا ہے اور نکاح باطل نہیں ہوتا۔ امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ کا فتوی اس لیے درست تھا کہ حضرت سفیان ثوری رحمہ اللہ کے فتوی کے مطابق بعض مرتبہ اس میں فساد کا خطرہ ہوتا ہے (مثلاً) اگر ہر ایک اپنے خاوند کے پاس لوٹ آتی حالانکہ اس سے محبت ہو چکی ہے اور اس کے خاوند کا غیر اس کے باطنی محاسن پر مطلع ہو چکا ہے، خطرہ تھا کہ کہیں وہ اس کی

قلبی محبت میں گرفتار نہ ہو گیا ہو اور جب وہ اس سے چھین کر دوسرے کو دی جائے کہیں اس کی محبت بڑھ نہ جائے اس لیے بظاہر حکمت کا تقاضا یہی تھا جو اللہ تعالیٰ نے امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کو الہام فرمایا۔ اس مصلحت کی بناء پر کسی نے کوئی بات نہیں فرمائی، حضرت سفیان رحمۃ اللہ علیہ بھی امام صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے فتوی پر خاموش رہے اور لوگوں نے اس کو پسند کیا۔ اسی لیے تو حضرت مسعر بن کدام رحمۃ اللہ علیہ نے امام صاحب رحمۃ اللہ علیہ کو پیشانی کو چوما۔ (نیز اس میں عدت گزارنے کی بھی ضرورت نہیں ہے اس لیے کہ جس نے پہلے صحبت کی اسی کے ساتھ نکاح ہو گیا۔ نیز اگر منکوحہ بیوی کو لوٹا دیا جاتا تو فطرتی غیرت کی وجہ سے عمر بھر یہ بات دل میں ہوتی ہے کہ میری اہلیہ کے ساتھ غیر نے صحبت کی ہے)۔ ❶

۱۳..... امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ ایک سید کے بیٹے کے جنازہ کے لیے تشریف لے گئے جس میں کوفہ کے بڑے بڑے لوگ اور بڑے بڑے علماء بھی تھے۔ اس لڑکے کی والدہ شدت غم کی وجہ سے ننگے سر اور چہرہ باہر آئی اور جنازے پر اپنا دوپٹہ ڈال دیا، جب اس کے خاوند نے یہ کیفیت دیکھی تو اس کو اپنی بے عزتی سمجھا، تو اس نے کہا اگر تو اسی جگہ سے نہ لوٹی تو تجھے تین طلاق، یہ سن کو عورت نے بھی قسم کھالی کہ اگر میں نماز جناز سے پہلے لوٹوں تو میرے سارے غلام آزاد۔ یہ سن کر لوگ نماز جنازہ پڑھنے سے رک گئے اور کسی نے اس بارے میں کوئی بات نہ کہی۔ اس شخص نے امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ سے اپنی بات اور بیوی کی قسم کا ذکر کیا، تو امام صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے ان سے کہا کہ تو اپنی بات دوبارہ دہرا، اس نے دوبارہ دہرایا تو امام صاحب جہاں کھڑے تھے فرمایا: یہیں صفیں درست کر لو میت کو جنازہ گاہ سے یہاں لے آؤ اور شرکاء جنازہ کو بھی یہاں بلا لو۔ پھر جنازہ پڑھانے کا حکم دیا، پھر نمازِ جنازہ کے بعد عورت

❶ الخيرات الحسان في مناقب الإمام الأعظم أبي حنيفة النعمان: الفصل الثاني والعشرون، ص ۶۳، ۶۴

کو لوٹ جانے کا حکم دیا ( کیونکہ اب نہ طلاق واقع ہوئی اس لیے کہ عورت اسی جگہ سے واپس لوٹی آگے نہیں بڑھی ، اور نہ اس کے غلام آزاد ہوئے کیونکہ وہ نماز جنازہ کے بعد گئی )۔

یہ فیصلہ دیکھ کر قاضی ابن شبرمہ رحمۃ اللہ علیہ چلا اٹھے کہ اے ابوحنیفہ! اب عورتیں تجھ جیسا بچہ جننے سے عاجز آ گئیں، تیرے لیے علم سے مسئلہ نکالنے میں کوئی مشقت نہیں۔ ❶

۱۴..... دہریوں کی ایک جماعت نے امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کو قتل کرنا چاہا ( چونکہ دہری اللہ کے وجود کے قائل نہیں ہیں وہ اس عقیدے کی بناء پر امام صاحب رحمۃ اللہ علیہ کو قتل کرنا چاہتے تھے ) امام صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: پہلے مناظرہ کرلو، پھر جو تمہارا ارادہ ہو کر لینا۔ انہوں نے کہا: ٹھیک ہے، امام صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: کیا کہتے ہو ایک کشتی سامان سے بھری ہوئی بڑا وزن لے کر ایسے سمندر میں جس میں بڑے طوفان بڑی لہریں اٹھتی ہیں بغیر ملاح کے چلتی ہے؟ وہ کہنے لگے: یہ تو ممکن نہیں۔

امام صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ کیا یہ بات عقلاً ممکن ہے کہ یہ دنیا جس میں تبدیلی اور اس کے احوال بدلنا اور اس کے امور کا تغیر وغیرہ یہ سب کسی صانع اور مدبر کے بغیر ہی چل رہے ہیں؟ انہوں نے توبہ کی اور اپنی تلواریں نیام میں ڈال کر چلے گئے۔ ( یعنی جب کشتی بغیر ملاح کے نہیں چل سکتی تو کائنات کا اتنا بڑا نظام بغیر خالقِ کائنات کے کیسے چل سکتا ہے )۔ ❷

۱۵..... ایک شخص امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کی بدخوئی کیا کرتا تھا، ایک مرتبہ ایسی مصیبت میں پھنس گیا کہ اس سے نکلنے کا کوئی راستہ نہ تھا، واقعہ یہ ہوا کہ اس نے اپنی بیوی سے کہا اگر تو آج کی رات مجھ سے طلاق طلب کرے اور میں تجھے طلاق نہ دوں تو تجھے تین

---

❶ الخيرات الحسان في مناقب الإمام الأعظم أبي حنيفة النعمان: الفصل الثانی والعشرون، ص ۲۶ ❷ الخيرات الحسان في مناقب الإمام الأعظم أبي حنيفة النعمان: الفصل الثاني والعشرون، ص ۷۹

طلاق، عورت نے کہا: اگر میں آج کی رات طلاق طلب نہ کروں تو میرا غلام آزاد۔ یہ لاینحل مسئلہ جب امام صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں پیش ہوا تو امام صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے کہا: تو طلاق طلب کر۔ (عورت نے طلاق طلب کی) مرد سے کہا تو یہ الفاظ کہہ کہ تجھے طلاق ہے اگر تو چاہے، پھر امام صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے دونوں سے کہا: جاؤ کسی پر کچھ نہیں، (طلاق اس لیے واقع نہیں ہوئی کہ مرد نے الفاظ طلاق کو عورت کی مشیت پر موقوف کیا، طلاق نہیں دی، عورت نے بھی طلاق کا مطالبہ کیا اس لیے غلام آزاد نہیں ہوا، لیکن عورت نے طلاق کے اختیار کو اپنے اوپر نافذ نہیں کیا اور طلاق کو نہیں چاہا اس لیے طلاق واقع نہیں ہوئی) پھر اس شخص سے کسی نے کہا کہ جس نے تجھے ایسے مسئلے سے نکالا ہے اس کی بدخوئی سے توبہ کر، اس نے توبہ کی پھر وہ ہر نماز کے بعد امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے لیے دعائے خیر کرتا تھا۔ (1)

۱۶۔ ایک شخص نے امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ سے پوچھا کہ میں اپنی دیوار میں کھڑکی کھولنا چاہتا ہوں، امام صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: بالکل کھولو، لیکن پڑوسی کے گھر میں نہ جھانکنا۔ اس کے پڑوسی نے قاضی ابن ابی لیلی رحمۃ اللہ علیہ کی عدالت میں شکایت کی، تو قاضی صاحب نے صاحب خانہ کو کھڑکی کھولنے سے منع کر دیا، اس نے امام صاحب رحمۃ اللہ علیہ سے آکر قاضی صاحب کی شکایت کی۔ امام صاحب نے دوبارہ کہا: جاؤ کھول لو (جب اس نے ارادہ کیا) تو اس کے پڑوسی نے پھر قاضی ابن ابی لیلی رحمۃ اللہ علیہ سے شکایت کی، قاضی صاحب نے صاحب خانہ کو منع کر دیا۔ اس نے پھر امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ سے آکر کہا، امام صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے کہا: تیری دیوار کی کتنی قیمت ہے؟ اس نے کہا: تین دینار، آپ نے فرمایا: اس کو گرا دے، میں تمہیں تین

(1) الخيرات الحسان في مناقب الإمام الأعظم أبي حنيفة النعمان: الفصل الثاني والعشرون، ص ۷۹

دینار دے دوں گا۔ (جب اس نے گرانے کا ارادہ کیا) تو اس کے پڑوسی نے پھر قاضی صاحب رحمۃ اللہ علیہ سے شکایت کی، تو قاضی صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے کہا: وہ اپنی دیوار گرانا چاہتا ہے اور تو مجھے شکایت کرتا ہے کہ میں اس کو منع کر دوں؟ قاضی صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے صاحب خانہ سے کہا: جو چاہو کرو تمہاری مرضی ہے، تو اس کے پڑوسی نے کہا: پھر کھڑکی نکالنا بہتر ہے۔ (دیوار گرانے سے) پڑوسی نے کہا: اس وقت آپ کھڑکی کی اجازت نہیں دیتے تھے اب دیوار گرانے کی اجازت دے رہے ہو، قاضی صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے (پریشان ہوکر) کہا: جب وہ ایسے شخص کے پاس جاتا ہے جو میری غلطی کو ظاہر کرتا ہے (یعنی امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے پاس) جب میری غلطی واضح ہوگئی تو اب میں کیا کروں سوائے اس کے کوئی چارہ نہیں۔ ❶

۱۷.....امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے زمانہ میں ایک شخص نے نبوت کا دعوی کیا اس نے کہا: مجھے مہلت دو تاکہ میں اپنی نبوت کے دلائل لاؤں۔ امام صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: جو اس سے دلیل یعنی نشانی طلب کرے گا وہ کافر ہو جائے گا، کیونکہ اس نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے اس ارشاد کی تکذیب کی کہ میرے بعد کوئی نبی نہیں آئے گا۔ ❷

۱۸.....ایک شیعہ امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں حاضر ہوا اور کہنے لگا: آپ بتائیں صحابہ میں سب سے بڑا بہادر کون تھا؟ امام صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: اہل سنت کے نزدیک حضرت علی رضی اللہ عنہ بڑے بہادر تھے کیونکہ وہ جانتے تھے کہ خلافت حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کا حق ہے اس لیے ان کے سپرد کر دی تھی۔ لیکن تمہارے نزدیک (یعنی شیعہ کے نزدیک) حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ بڑے بہادر تھے کیونکہ تم کہتے ہو کہ خلافت حضرت علی رضی اللہ عنہ کا حق تھا لیکن حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے جبراً چھین لی اور حضرت علی رضی اللہ عنہ ان سے نہ لے سکے، یہ

❶ أخبار أبي حنيفة وأصحابه: ذكر المسائل المستحسنة، ص ۳۱ ❷ الخيرات الحسان في مناقب الإمام الأعظم أبي حنيفة النعمان: الفصل الثاني والعشرون، ص ۷۵

سن کر وہ حیران رہ گیا۔ ❶

۱۹.....ایک شخص نے رمضان کے دن میں قسم کھائی کہ اگر میں آج کے دن میں اپنی بیوی سے صحبت نہ کروں تو اس کو تین طلاق، لوگ پریشان تھے کہ اب اس مصیبت سے کس طرح نکلے گا (کیونکہ اگر صحبت کرتا ہے تو روزے کا کفارہ لازم آتا ہے، اگر نہیں کرتا تو بیوی کو طلاق ہوتی ہے) امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ نے اس سے کہا کہ اہلیہ کو اپنے ساتھ سفر میں لے جاؤ اور اس دوران صحبت کر لینا (کیونکہ سفر میں روزہ نہ رکھنے کی اجازت ہے اس لیے نہ اس کے ذمہ کفارہ آیا اور نہ طلاق ہوئی)۔ ❷

۲۰.....ضحاک مروزی جب کوفہ میں آیا تو اس نے قتلِ عام کا حکم دے دیا، امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ اس کے پاس گئے اور اس سے کہا: تو نے قتل عام کا حکم کیوں دیا؟ اس نے کہا کہ یہ لوگ مرتد ہو گئے ہیں۔ امام صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: کیا پہلے ان کا دین کچھ اور تھا کہ اب یہ اس سے پھر گئے یا یہی دین تھا جس پر وہ اب ہیں؟ ضحاک نے کہا: ہم غلطی پر ہیں تو اس نے قتل عام کا حکم واپس لے لیا، لوگوں نے امام صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی بصیرت کی وجہ سے نجات پائی (اس لیے کہ مرتد اس شخص کو کہا جاتا ہے جو مسلمان ہو پھر اپنا دین چھوڑ کر کوئی نیا دین اختیار کرے، اور یہاں انہوں نے کوئی نیا دین اختیار نہیں کیا تھا)۔ ❸

۲۱.....امام اعمش رحمۃ اللہ علیہ وقت کے بڑے محدث تھے لیکن ان کی تیز مزاجی سے لوگ پریشان رہتے تھے، اسی تیز مزاجی کا نتیجہ تھا کہ ایک دن اپنی بیوی سے کہنے لگے کہ اگر تو نے

❶ الخيرات الحسان فی مناقب الإمام الأعظم أبي حنيفة النعمان: الفصل الثانی والعشرون، ص ۷۵ ❷ الخيرات الحسان في مناقب الإمام الأعظم أبي حنيفة النعمان: الفصل الثانی والعشرون، ص ۷۵ ❸ الخيرات الحسان فی مناقب الإمام الأعظم أبي حنيفة النعمان: الفصل الثاني والعشرون، ص ۷۷، ۷۸

مجھے آٹا ختم ہونے کی اطلاع دی تو تجھے طلاق، یا لکھ کر بھیجے تو بھی طلاق اگر کسی کو قاصد بنا کر روانہ کرے تو بھی طلاق یا کسی کے پاس تو اس کا تذکرہ کرے تا کہ وہ بعد میں مجھے بتلائے تو بھی طلاق، اگر اشارہ سے بتائے تو بھی طلاق۔ اس سے ان کی بیوی بڑی پریشان ہوئی (کہ اب کوئی حل نہ تھا، کسی بھی طرح اطلاع کریں تو طلاق ورنہ فاقہ) کسی نے اس سے کہا امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے پاس جا، اس نے جا کر قصہ بیان کیا، امام صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے اس سے کہا کہ جب آٹے کی تھیلی خالی ہو جائے اور استاد محترم سو جائیں تو ان کے کپڑوں سے تھیلی باندھ دینا جب وہ بیدار ہو کر اس کو دیکھیں گے تو آٹے کا ختم ہونا خود سمجھ جائیں گے۔

امام اعمش رحمۃ اللہ علیہ کی بیوی نے ایسا ہی کیا جب بیدار ہو کر یہ دیکھا تو بے ساختہ فرمانے لگے: اللہ کی قسم! یہ ابوحنیفہ کی تدبیر ہے۔ ❶

۲۲..... گورنر ابن ہبیرہ کی انگوٹھی میں ایک نگینہ تھا جس پر لکھا ہوا تھا "عطاء من عبد اللّٰہ" کہنے لگا مجھے یہ ناپسند ہے کہ غیر کے نام سے مہر لگاؤں اور اس کا مٹانا بھی ممکن نہیں۔

امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: نقطہ بدل دو پھر ہو جائے گا "عطاء من عند اللّٰہ" اس حاضر جوابی پر ابن ہبیرہ بڑا حیران ہوا، اور کہنے لگا: حضرت آپ ہمارے پاس روزانہ تشریف لایا کریں۔ امام صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: میں تیرے پاس کیا کروں گا؟ اگر تو مجھے اپنے قریب کرے گا تو فتنہ میں ڈال دے گا، اور اگر تو مجھے اپنی مجلس سے دور کرے گا تو مجھے رسوا کرے گا۔ اور میرے پاس کوئی ایسی چیز ہے نہیں کہ میں تجھ سے ڈروں یہی جواب امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ نے خلیفہ منصور اور امیر کوفہ عیسیٰ کو بھی دیا تھا جب انہوں نے کہا تھا کہ آپ ہمارے پاس کثرت سے تشریف لایا کریں۔ ❷

❶ الخيرات الحسان في مناقب الإمام الأعظم أبي حنيفة النعمان: الفصل الثاني والعشرون، ص ۷۵ ❷ الخيرات الحسان في مناقب الإمام الأعظم أبي حنيفة النعمان: الفصل الثاني والعشرون، ص ۷۷

۲۳.....امام صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے پڑوسی کا مور چوری ہو گیا، اس نے امام صاحب سے شکایت کی، امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ نے اس سے کہا: خاموش رہ کسی کو اس کی خبر نہ دینا۔ جب اگلے روز نماز کے لیے مسجد میں سب لوگ جمع ہو گئے تو امام صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: اس کو شرم کرنی چاہئے جو اپنے پڑوسی کا مور چوری کرتا ہے اور پھر نماز پڑھنے آتا ہے حالانکہ مور کے پَر کے اثرات اس کے سر پر ہیں، یہ سن کر ایک شخص سر پر ہاتھ پھیرنے لگ گیا، امام صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے اس شخص سے کہا: اے فلاں! اس کا مور واپس کر و اس نے مور واپس کر دیا۔ ❶

۲۴.....حضرت عبداللہ بن مبارک رحمۃ اللہ علیہ نے امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ سے پوچھا کہ پکتی ہنڈیا میں پرندہ گر کر مر گیا اس کا کیا حکم ہے؟ امام صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے شاگردوں سے فرمایا: بتاؤ۔ انہوں نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ کا قول پیش کیا کہ اس کا شوربا گرا دیا جائے اور اس کا گوشت دھو کر استعمال کر لیں۔ امام صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: یہ اس صورت میں ہے جب سکون ہو لیکن جب ہنڈیا جوش مار رہی ہو اس وقت گوشت بھی گرا دیا جائے گا، ابن مبارک رحمۃ اللہ علیہ نے پوچھا اس کی کیا وجہ ہے؟ فرمایا: ہنڈیا جب ابلتی ہوئی نہ ہو تو اس کی نجاست صرف ظاہر تک اثر کرتی ہے، اور جوش مارنے کے وقت اس کا اثر گوشت کے اندر سرایت کر جاتا ہے۔ ❷

۲۵.....حضرت عبداللہ بن مبارک رحمۃ اللہ علیہ نے امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ سے پوچھا کہ ایک شخص کے دو درہموں کے ساتھ دوسرے شخص کا ایک درہم مل گیا، پھر ان میں سے دو گم ہو گئے، لیکن یہ معلوم نہیں کہ کون سے ضائع ہوئے، تو امام صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: جو درہم باقی ہے وہ ان

❶ الخیرات الحسان في مناقب الإمام الأعظم أبي حنيفة النعمان: الفصل الثاني والعشرون، ص ۷۴ ❷ الخیرات الحسان في مناقب الإمام الأعظم أبي حنيفة النعمان: الفصل الثاني والعشرون، ص ۷۱

میں بطریق اثلاث تقسیم ہوگا یعنی جس کے دو تھے اس کو دو حصے اور جس کا ایک تھا اس کو ایک حصہ ملے گا۔ حضرت عبد اللہ بن مبارک رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں پھر میں ابن شبرمہ رحمۃ اللہ علیہ سے ملا ان سے بھی یہی مسئلہ پوچھا، انہوں نے کہا یہ مسئلہ کسی اور سے بھی پوچھا ہے؟ میں نے کہا: ہاں، ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ سے۔ فرمانے لگے: انہوں نے فرمایا ہوگا باقی درہم بطریق اثلاث تقسیم ہوگا؟ میں نے کہا: ہاں۔ فرمانے لگے: اللہ کے بندے نے غلطی کی پھر فرمایا: جو درہم گم ہو گئے ان میں سے ایک تو یقینی طور پر دو والے کا ہے اور دوسرا دونوں کا اور تیسرا ان کے درمیان نصف ونصف تقسیم ہوگا، ابن مبارک فرماتے ہیں کہ میں نے اس جواب کو پسند کیا۔ پھر میں امام ابوحنیفہ سے ملا، وہ امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ اگر ان کی عقل کو نصف اہل زمین سے تولا جاتا تو ان کی عقل بڑھ جاتی۔ تو امام صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے مجھ سے پوچھا: کیا تو ابن شبرمہ سے ملا تھا اور اس نے تجھے درہم کی تقسیم میں اس طرح کہا ہے؟ میں نے عرض کیا: جی ہاں۔

امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: جب تین درہم آپس میں خلط ملط ہو گئے تو ان میں شرکت لازم ہوگئی، تو ایک درہم والے کے لیے ہر درہم میں ایک تہائی ہو گیا اور دو درہم والے کے لیے ہر درہم میں دو تہائی حصہ ہو گیا، پس جو درہم بھی گم ہو گیا وہ دونوں کا اپنے اپنے حصہ کے بقدر گم ہو گیا اور جو باقی رہا وہ بھی اپنے اپنے حصہ کے بقدر باقی رہا۔ ❶

۲۶..... امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ سے سوال کیا گیا کہ مؤذنین اقامت کے وقت کھانستے ہیں کیا شریعت میں اس کی کوئی اصل ہے؟ آپ نے فرمایا: وہ بتانا چاہتے ہیں کہ وہ اقامت شروع کرنے لگے ہیں، کیونکہ حضرت علی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ کبھی میں رات کو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوتا اور آپ نماز میں مشغول ہوتے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کھانس کر مجھے اپنی نماز کی اطلاع کر دیتے۔ ❷

❶ أخبار أبي حنيفة وأصحابه: ذكر المسائل المستحسنة، ص ۳۲ ❷ الخيرات الحسان في مناقب الإمام الأعظم أبي حنيفة النعمان: الفصل الثاني والعشرون، ص ۷۲

۲۷.....امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں ایک شخص حاضر ہوا اور عرض کیا کہ میں نے اپنی بیوی سے قسم کھائی ہے کہ میں تجھ سے اس وقت تک نہ بولوں گا جب تک تو خود نہ بولے گی۔(اس کے بعد) اس نے بھی قسم کھائی کہ میں تجھ سے اس وقت تک نہ بولوں گی جب تک تو نہ بولے گا۔امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: تم دونوں میں سے کسی پر بھی کفارہ نہیں کیونکہ قسم نہیں ٹوٹی۔

جب حضرت سفیان ثوری رحمۃ اللہ علیہ نے یہ فتوی سنا تو غصہ کی حالت میں تشریف لائے اور فرمایا: آپ حرام کو حلال کرتے ہیں، اس کی کیا دلیل ہے؟ (یعنی صحبت کو جائز قرار دیتے ہو کیونکہ حضرت سفیان ثوری رحمۃ اللہ علیہ نے فتوی دیا تھا کہ ایک فرد پر ضرور کفارہ آئے گا) امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: جب اس کی بیوی نے اس کی قسم کے بعد قسم اٹھائی تو اس نے کلام کر لیا جس سے مرد کی قسم پوری ہوگئی۔اب اگر یہ اس سے بات چیت کرے گا تو اس پر کفارہ نہیں آئے گا، اور نہ ہی اس پر گناہ ہوگا کیونکہ عورت کا کلام کرنا قسم کے بعد تھا جس سے مرد کی قسم پوری ہوگئی، اور پھر مرد کلام کرے تو عورت کی قسم بھی پوری ہو جائے گی۔حضرت سفیان ثوری رحمۃ اللہ علیہ یہ سن کر فرمانے لگے آپ پر ایسے علوم کھولے جاتے ہیں جس سے ہم غافل ہیں اور بے خبر ہیں۔ (1)

۲۸.....امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں ایک عورت حاضر ہوئی اور عرض کیا کہ میرا بھائی فوت ہوگیا ہے اس نے میراث میں چھ سو دینار (۶۰۰) چھوڑے ہیں لیکن مجھے صرف ایک دینار ملا ہے۔

امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ نے پوچھا: تمہاری میراث کس نے تقسیم کی؟ اس نے کہا: امام داود طائی رحمۃ اللہ علیہ نے۔اس پر آپ نے فرمایا: تیرے لیے صرف اتنا ہی حصہ ہے۔امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ

(1) أخبار أبي حنيفة وأصحابه: ذكر المسائل المستحسنة، ص ٣٧

نے اس سے پوچھا: کیا تیرے بھائی نے دو بیٹیاں، والدہ، اہلیہ، بارہ بھائی، ایک بہن اپنے پیچھے نہیں چھوڑے؟ اس نے کہا: بالکل۔ فرمایا: دو ثلث یعنی چار سو (۴۰۰) دینار بیٹیوں کا حصہ، چھٹا حصہ یعنی سو (۱۰۰) ماں کا، ایک ثمن یعنی پچھتر (۷۵) بیوی کے، باقی پچیس (۲۵) رہ گئے، چونکہ مرد کو عورت سے ڈبل ملتا ہے اس لیے تیرے بھائیوں کو دو دو دینار ملے، تو بارہ بھائیوں کو چوبیس (۲۴) دینار ملے، باقی ایک بچا تو تجھے صرف ایک دینار ملا۔ ❶

۲۹..... امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ ایک دن قاضی ابن ابی لیلیٰ رحمۃ اللہ علیہ کی مجلس میں حاضر ہوئے تو قاضی صاحب نے فریقین کو بلوایا تا کہ امام صاحب رحمۃ اللہ علیہ کو اپنا فیصلہ کرنے کا ہنر دکھائیں۔ دو شخص حاضر ہوئے، ایک نے دوسرے پر دعویٰ کیا کہ اس نے مجھے زانیہ کا بیٹا کہا ہے، قاضی نے مدعا علیہ سے کہا: تیرے پاس اس کا جواب ہے؟

امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ نے قاضی صاحب سے کہا: آپ مدعی علیہ سے کیسے جواب طلب کرتے ہیں جب کہ پہلا شخص مدعی نہیں ہے، کیونکہ مدعی تو اس کی ماں ہے، کیا یہ اس کی طرف سے وکیل بن سکتا ہے؟ قاضی نے کہا: نہیں۔ پھر امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ نے قاضی صاحب رحمۃ اللہ علیہ سے کہا: آپ اس سے پوچھیں: کیا اس کی ماں زندہ ہے یا فوت ہوگئیں؟ قاضی صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے اس سے یہی سوال کیا۔ اس نے کہا: میری ماں فوت ہوگئی ہے، امام صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے قاضی صاحب رحمۃ اللہ علیہ سے کہا: اس کو کہیں کہ گواہوں سے ثابت کرے کہ اس کی ماں فوت ہوگئی، قاضی نے اس سے کہا، اس نے گواہ پیش کیے۔

پھر امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ نے قاضی سے کہا: اس سے پوچھو کیا اس کی ماں کا کوئی وارث ہے یا نہیں، قاضی صاحب نے پوچھا تو اس نے کہا: نہیں میں اکیلا ہی وارث ہوں۔ امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ نے قاضی صاحب رحمۃ اللہ علیہ سے کہا: اس سے کہو: گواہ لائے، اس نے گواہ پیش کیے۔

❶ أخبار أبي حنيفة وأصحابه: ذكر المسائل المستحسنة، ص ۳۴

پھر امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ نے قاضی صاحب سے کہا: اس سے پوچھو تیری ماں آزاد تھی یا باندی۔ قاضی صاحب نے اس سے پوچھا، اس نے کہا: آزاد۔ اس سے کہا گیا کہ گواہ لاؤ، اس نے گواہ پیش کیے، پھر امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ نے قاضی صاحب سے کہا: اس سے پوچھو کہ اس کی ماں مسلمان تھی یا ذمیہ؟ اس نے کہا: مسلمان۔ اس سے کہا گیا: اس پر گواہ لاؤ، اس نے گواہ پیش کیے۔

تب امام صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے قاضی سے کہا: اب مدعا علیہ سے اس کا جواب طلب کرو۔ یہ دیکھ کر قاضی صاحب حیران رہ گئے کہ لینے کے دینے پڑ گئے، اور آپ کی خداداد فہم و فراست پر حیران ہو گئے۔ (1)

۳۰..... ایک شخص کی پاگل باندی نے اس سے کہا: اے زانی ماں باپ کے بیٹے۔ یہ بات جب قاضی ابن ابی لیلیٰ رحمۃ اللہ علیہ تک پہنچی تو انہوں نے باندی کو مسجد میں کھڑا کر کے دو حدیں لگوائیں (ایک اس کے باپ پر تہمت کی وجہ سے دوسری اس کی ماں پر تہمت کی وجہ سے) امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: قاضی صاحب نے اس ایک فیصلہ میں چھ غلطیاں کی ہیں:
۱..... پاگل پر حد لگائی۔ ۲..... مسجد میں حد لگائی (جب کہ مسجد میں حد لگانا منع ہے)۔ ۳..... کھڑا کر کے حد لگائی جب کہ عورت کو بٹھا کر حد لگائی جاتی ہے۔ ۴..... دو حدیں لگائیں حالاں کہ اس نے ایک ہی کلمہ سے تہمت لگائی ہے کیونکہ اگر ایک کلمہ سے پوری قوم کو تہمت لگائی جائے تو بھی صرف ایک ہی حد لازم ہے۔ ۵..... دعویٰ کرنا اس کے ماں اور باپ کا حق تھا جب کہ وہ دونوں غائب ہیں۔ ۶..... دوسری حد پہلی حد سے صحت یاب ہونے پر لگائی جاتی ہے لیکن انہوں نے اکٹھی ہی لگا دیں۔ جب یہ خبر قاضی ابن ابی لیلیٰ رحمۃ اللہ علیہ کے پاس پہنچی تو انہوں نے شکایت کی (کہ یہ شخص فتویٰ دے کہ ہمیں لوگوں کی نظروں میں ذلیل کرتا ہے)

(1) الخیرات الحسان: الفصل الثانی والعشرون، ص ۶۸

اس پر امیر نے امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کو فتوی دینے سے منع کر دیا۔ (1)

۳۱.....ایک شخص کو شک ہوا کہ اس نے اپنی بیوی کو طلاق دی ہے یا نہیں۔ اس نے حضرت شریک رحمۃ اللہ علیہ سے مسئلہ پوچھا، انہوں نے فرمایا: طلاق دے کر پھر رجوع کرے۔ پھر اس شخص نے حضرت سفیان ثوری رحمۃ اللہ علیہ سے یہی مسئلہ پوچھا تو انہوں نے فرمایا: تو اس طرح کہہ اگر میں نے طلاق دی تھی تو میں رجوع کرتا ہوں۔ پھر اس نے یہ مسئلہ امام زفر رحمۃ اللہ علیہ سے پوچھا۔ انہوں نے فرمایا: وہ تیری اس وقت تک بیوی ہے جب تک تجھے طلاق کا یقین نہ ہو جائے۔ اس پر امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ سفیان ثوری رحمۃ اللہ علیہ کا فتوی تقوی کے مطابق تھا، اور امام زفر رحمۃ اللہ علیہ نے خالص فقہ سے مسئلہ بتایا ہے۔ (کیونکہ شک سے یقین زائل نہیں ہوتا) اور شریک کی مثال اس طرح ہے جیسے ایک آدمی کہے کہ مجھے اپنے کپڑے پر پیشاب لگنے کا شک ہے، اس سے کہا جائے کہ تو اپنے کپڑے پر پیشاب کر لے پھر اسے دھو لے۔ (2)

۳۲.....امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ سے مسئلہ پوچھا گیا کہ وہ شخص کیا کرے جس نے یہ قسم کھائی ہو کہ اگر میں آج کے دن غسل جنابت کروں تو میری بیوی کو تین طلاق، پھر یہ قسم کھائی کہ اگر میری آج کوئی نماز قضاء ہو جائے تب بھی تین طلاق، اور اگر میں آج کے دن میں اپنی بیوی سے جماع نہ کروں تو بھی تین طلاق۔ امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: وہ شخص عصر کی نماز پڑھ کر صحبت کرے پھر غروب کے بعد غسل کرے، پھر مغرب وعشاء کی نماز پڑھے کیونکہ آج کے دن سے پانچ نمازیں مراد ہیں۔ (عصر کے بعد صحبت کی تو جماع والی بات پوری ہو گئی، غروب آفتاب کے بعد غسل کیا تو چونکہ شرعا غروب کے بعد نئے دن کی ابتداء ہو جاتی ہے، لہذا اس نے آج کے دن غسل نہیں کیا، پھر غسل کے بعد مغرب اور عشاء کی نماز بھی اپنے

(1) الخیرات الحسان: الفصل الثانی والعشرون، ص ۶۹، ۷۰

(2) الخیرات الحسان: الفصل الثانی والعشرون، ص ۷۳، ۷۴

اوقات میں پڑھ لی اس لیے کوئی نماز بھی قضاء نہیں ہوئی۔) ❶

۳۳.....ایک عورت نے دو جڑواں بچے جنے، ان دونوں کی پیٹھ آپس میں ملی ہوئی تھی، اب ان میں سے ایک فوت ہو گیا اور ایک زندہ رہا، تو علماء کوفہ نے کہا کہ ان دونوں کو دفن کرو۔ لیکن امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: نہیں، مردہ کو دفن کرو اور زندہ کو زمین سے باہر رکھو، اس طرح زمین کی مٹی دونوں کو علیحدہ کر دے گی، تو لوگوں نے ایسا ہی کیا تو وہ جدا ہو گیا اور زندہ رہا، اس کا نام مولی ابی حنیفہ یعنی امام حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کا غلام پڑ گیا۔ ❷

۳۴.....ایک مسافر اجنبی شخص اپنی خوب صورت بیوی کے ساتھ کوفہ آیا، ایک کوفی اس کی بیوی پر فریفتہ ہو گیا۔ اس نے دعوی کیا کہ یہ میری بیوی ہے اور عورت بھی اس کی طرف مائل ہو گئی۔ (قاضی نے اجنبی سے نکاح کے گواہ طلب کیے) وہ اثبات نکاح سے عاجز آ گیا۔ پھر یہ مسئلہ امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں پیش کیا گیا، امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ اور قاضی ابن ابی لیلیٰ اور وہ شخص اور چند عورتیں اس کے خیمہ کی طرف گئے، وہاں پہنچ کر امام صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے مقامی عورتوں کو حکم دیا کہ اس کے خیمہ میں داخل ہو جاؤ، جب وہ داخل ہونے لگیں تو (اس اجنبی کا) کتا ان کو بھونکنے لگا، اور کاٹنے کے لیے بھاگا۔ پھر امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ نے اس اجنبی عورت کو خیمہ میں داخل ہونے کو کہا تو کتا اس کے ارد گرد چکر لگانے اور دُم ہلانے لگا۔ (اس پر امام صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: کتا تو ابھی تک تجھے نہیں بھولا لیکن تو اپنے خاوند کو بھول گئی) اس پر عورت نے اپنی غلطی کا اعتراف کیا، امام صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: اب حق واضح ہو گیا۔ ❸

۳۵.....امام صاحب رحمۃ اللہ علیہ سے پوچھا گیا کہ ایک شخص نے قسم اٹھائی ہے کہ وہ انڈا نہیں

❶ الخیرات الحسان: الفصل الثانی والعشرون، ص ۷۵

❷ الخیرات الحسان: الفصل الثانی والعشرون، ص ۷۶

❸ الخیرات الحسان: الفصل الثانی والعشرون، ص ۷۷

کھائے گا، پھر اس نے قسم کھائی کہ فلاں کی جیب میں جو چیز ہے اس کو ضرور کھائے گا، جب اس شخص کی جیب دیکھی گئی تو انڈا نکلا، اب کیا کرے؟

امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: اس انڈے کو مرغی کے نیچے رکھ دو جب بچہ نکل آئے تو بھون کر کھالے یا اس کو شوربے میں پکائے اور شوربے سمیت کھا جائے (کیونکہ اب وہ انڈا نہیں رہا بلکہ چوزہ یا شوربا بن گیا)۔ ❶

۳۶.....امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ سے مسئلہ پوچھا گیا کہ ایک شخص کی بیوی سیڑھی پر تھی اس نے کہا: اگر تو اوپر چڑھے تو طلاق اور اگر نیچے اترے تو بھی طلاق، اب کیا کرے؟

امام صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: چند آدمی سیڑھی اٹھا کر زمین پر رکھ دیں اور وہ عورت سیڑھی پر ہی رہے (چونکہ سیڑھی عارضی لگی ہوئی تھی) دوسری صورت یہ ہے کہ اس عورت کو چند عورتیں اس کے ارادہ کے بغیر زبردستی اٹھا کر نیچے لے آئیں تو طلاق نہیں پڑے گی۔ ❷

۳۷.....ایک مرتبہ امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ اور امام باقر محمد بن علی بن حسن بن علی رحمۃ اللہ علیہ جمع ہوئے تو امام باقر رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: کیا آپ ہی ہیں جو اپنے قیاس کی بناء پر میرے جدِ امجد کی احادیث کی مخالفت کرتے ہیں؟ امام صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے عرض کیا: تشریف رکھیں۔ آپ کے لیے عظمت اور بڑائی ہے جیسا کہ آپ کے نانا علیہ السلام کے لیے عظمت اور بڑائی تھی۔ حضرت تشریف فرما ہوئے تو امام صاحب رحمۃ اللہ علیہ گھٹنوں کے بل ان کے سامنے باادب ہو کر بیٹھ گئے اور عرض کیا: حضرت مرد کمزور ہے یا عورت؟

فرمایا: عورت۔

عرض کیا: عورت کا کتنا حصہ ہے؟

---

❶ الخیرات الحسان: الفصل الثانی والعشرون، ص ۷٦

❷ الخیرات الحسان: الفصل الثانی والعشرون، ص ۷۵، ۷٦

فرمایا: مرد سے نصف۔

عرض کیا: اگر میں قیاس سے کہتا تو عورت کے لیے کامل اور مرد کے لیے نصف کا حکم کرتا لیکن ایسا نہیں (چونکہ عورت کمزور ہے اس لیے قیاس کا تقاضہ یہ ہے کہ اسے حصہ زیادہ ملنا چاہئے)۔

پھر عرض کیا: نماز افضل ہے یا روزہ؟

فرمایا: نماز۔

عرض کیا: اگر میں قیاس سے فیصلہ کرتا تو حائضہ کو نماز کی قضاء کا حکم دیتا نہ کہ روزہ کی۔ (اس لیے کہ نماز افضل ہے روزے سے لہذا افضل کی قضاء کا حکم ہونا چاہئے تھا یہی قیاس کا تقاضہ ہے)

پھر عرض کیا: پیشاب زیادہ نجس ہے یا منی؟

فرمایا: پیشاب۔

عرض کیا: اگر میں قیاس سے حکم لگاتا تو پیشاب سے غسل کا حکم دیتا نہ کہ منی سے۔

پھر فرمایا: معاذ اللہ یہ کہ میں کوئی بات خلافِ حدیث کہوں بلکہ میں تو حدیث کا خادم ہوں۔ یہ سن کر امام باقر رحمۃ اللہ علیہ کھڑے ہوئے اور امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کی پیشانی کو بوسہ دیا۔ [1]

۳۸.....امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے پوتے اسماعیل بن حماد رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ ہمارے محلے میں ایک چکی پیسنے والا رہتا تھا جو نہایت غالی قسم کا شیعہ تھا۔ اس نے ایک مرتبہ یہ حرکت کی کہ اپنے دو خچروں میں سے ایک کا نام (معاذ اللہ) ابوبکر رکھا اور دوسرے کا نام عمر۔ خدا کا کرنا ایسا ہوا کہ کچھ ہی عرصہ بعد ان ہی میں سے ایک نے اسے دو لاتیں مار کر ہلاک کر دیا۔ میرے دادا امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کو جب اس کی اطلاع ہوئی تو انہوں نے حاضرین مجلس سے

[1] الخیرات الحسان: الفصل الثاني والعشرون، ص ۷۶، ۷۷

فرمایا کہ ذرا جا کر دیکھو جس خچر نے اسے مارا ہے وہ ہی ہوگا جس کا نام اس نے عمر رکھا تھا، لوگوں نے جا کر تحقیق کر تو معلوم ہوا کہ واقعتاً وہ وہی خچر تھا۔ ❶

۳۹.....امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ ایک دن اپنی مجلس میں بیٹھے ہوئے تھے کہ اتنے میں خارجیوں کا ایک گروہ ننگی تلواریں لیے آ پہنچا۔ انہوں نے کہا: اے ابوحنیفہ! ہم آپ سے دو مسئلوں کے متعلق سوال کرتے ہیں، اگر آپ نے ان کا جواب درست دیا تو آپ ہم سے بچ جائیں گے ورنہ آپ کو قتل کرنا ہمارے نزدیک ستر سال کی عبادت سے بہتر ہے۔

آپ نے فرمایا: اپنی تلواروں کو نیام میں ڈالو۔ انہوں نے کہا: ہم تلواروں کو نیام میں کیسے ڈالیں ہم تو آپ کی گردن کاٹنے میں بہت بڑے ثواب کی امید رکھتے ہیں۔

آپ نے فرمایا: اب سوال کرو۔

انہوں نے کہا: دروازے پر دو جنازے آئے ہوئے ہیں ایک ان میں سے وہ آدمی ہے جس نے شراب پی ہے اور زیادہ پینے کی وجہ سے بے ہوش ہو کر مر گیا ہے، اور دوسری عورت ہے جو زنا کی وجہ سے حاملہ تھی، بچے کی پیدائش کے دوران وفات پا گئی ہے توبہ کرنے سے پہلے۔ اب یہ دونوں کافر ہیں یا مؤمن؟ (ان سوال کرنے والے خارجیوں کا مذہب یہ تھا کہ گناہ کبیرہ کی وجہ سے آدمی کافر ہو جاتا ہے، اگر امام صاحب رحمۃ اللہ علیہ فرماتے کہ وہ مؤمن ہیں تو وہ امام صاحب کو قتل کر دیتے)۔ امام صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: وہ دونوں کس فرقے سے تعلق رکھتے ہیں؟ کیا وہ یہودی ہیں؟ انہوں نے کہا: نہیں۔ امام صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: تو کیا وہ نصرانی ہیں؟ انہوں نے کہا: نہیں۔ امام صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: تو کیا وہ مجوسی ہیں؟ انہوں نے کہا: نہیں۔ امام صاحب نے پوچھا: کیا وہ بت پرست ہیں؟ انہوں نے کہا: ہرگز نہیں۔ امام صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: تو پھر وہ کس مذہب سے تعلق رکھتے ہیں؟ انہوں نے کہا: وہ

❶ حياة الحيوان: البغل، فائدة غريبة، ج ١ ص ٢٠٦

مسلمانوں میں سے ہیں، امام صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: تم نے اپنے سوال کا جواب خود دیا ہے۔ انہوں نے کہا: وہ کس طرح؟ امام صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: جب تم نے خود اعتراف کر لیا کہ وہ مسلمان ہیں تو جو آدمی مسلمان ہو تم اسے کیسے کافروں میں سے شمار کرتے ہو۔

انہوں نے کہا: وہ اہلِ جنت سے ہیں یا اہلِ دوزخ سے؟ امام صاحب نے فرمایا: اس کے بارے میں وہی کہتا ہوں جو اللہ کے خلیل ابراہیم علیہ السلام نے فرمایا تھا: فَمَنْ تَبِعَنِیْ فَاِنَّہٗ مِنِّیْ وَمَنْ عَصَانِیْ فَاِنَّکَ غَفُوْرٌ رَّحِیْمٌ (جس نے میری پیروی کی وہ میرا ہے اور جس نے میری نافرمانی کی پس تو بڑا بخشنے والا مہربان ہے)۔ اور میں وہی کہتا ہوں جو عیسیٰ روح اللہ علیہ السلام نے کہا تھا: اِنْ تُعَذِّبْھُمْ فَاِنَّھُمْ عِبَادُکَ وَاِنْ تَغْفِرْ لَھُمْ فَاِنَّکَ اَنْتَ الْعَزِیْزُ الْحَکِیْمُ (اگر تو ان کو عذاب دے تو یہ تیرے بندے ہیں اور اگر تو ان کو بخش دے تو غالب حکمت والا ہے)۔

یہ سن کر وہ (خارجی) اپنے غلط عقیدے سے تائب ہو گئے اور امام صاحب رحمۃ اللہ علیہ سے معذرت کی۔ [1]

۴۰..... امام اعظم ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ ایک دن مسجد میں اپنے شاگردوں کے حلقے میں بیٹھے ہوئے تھے اتنے میں ایک عورت آئی اور اس نے ایک سیب نکالا جو ایک طرف سے زرد رنگ کا تھا دوسری طرف سے سرخ رنگ کا، اور اس کو امام صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے سامنے رکھ دیا اور زبان سے کچھ بولی نہیں۔ امام صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے اسے لیا اور دو ٹکڑے کر دیا، عورت یہ دیکھ کر کھڑی ہوئی اور چلی گئی۔ امام صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے ہم نشین اس راز کو نہ سمجھے تو سوال کیا۔ امام صاحب نے فرمایا کہ اس عورت کے اس رنگ کے سیب لانے کا مطلب یہ تھا کہ اس کو زرد

[1] محاضرات الأدباء ومحاورات الشعراء والبلغاء: الحد الرابع عشر فی الشجاعة وما یتعلق بها، ج ۲ ص ۲۱۳

رنگ کا خون آتا ہے کبھی سرخ رنگ کا ہو جاتا ہے۔ تو ان دونوں میں سے کون سا حیض ہوگا اور کون سا طہر میں شمار ہوگا۔ تو میں نے اس سیب کو کاٹ کر اندر سے سفیدی دکھائی جب تک خالص سفیدی نہ دیکھے سارا حیض شمار ہوگا پاک نہ ہوگی۔

۴۱.....امام ابو یوسف رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: ایک آدمی امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں حاضر ہوا اور اس نے کہا کہ میں نے ایک چیز کہیں دفن کی ہے اب معلوم نہیں گھر میں کہاں دفن کی ہے۔ انہوں نے فرمایا: اگر میں سوچ و بچار کروں تو بھی نہیں معلوم کر سکتا، راوی کہتا ہے کہ وہ آدمی رو پڑا۔ امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ مجھے اپنے گھر لے چلو۔ امام صاحب رحمۃ اللہ علیہ کھڑے ہوئے اور اپنے ساتھ چند تلامذہ کو بھی لیا اور ان کے گھر پہنچے، امام صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے شاگردوں سے فرمایا کہ اگر یہ تمہارا گھر ہو اور تمہارے پاس کوئی ایسی چیز ہو جسے تم دفن کرنا چاہو تو کہاں دفن کرو گے؟ ان میں سے ایک نے کہا: میں یہاں دفن کروں گا، دوسرے نے کہا: میں یہاں کروں گا، تیسرے نے تیسری جگہ بتائی، اس طرح پانچ مختلف جگہیں سامنے آئیں۔ امام صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: ان جگہوں کو کھودو، جب تیسری جگہ کھودی گئی تو دفینہ نکل آیا۔ امام صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: اس ذات کا شکر ادا کرو جس نے تجھے مال واپس لوٹا دیا۔ (امام صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی تواضع کا اندازہ کیجیے کہ اپنی تدبیر کا تذکرہ نہیں کیا اور نہ ہی کمال کی نسبت اپنی طرف کی)۔ [1]

۴۲.....ابو بدر سے روایت ہے کہ مجھے یہ خبر پہنچی کہ کوفہ میں ایک بخیل آدمی تھا۔ اس نے ہزار درہم جمع کیے اور ایک تھیلی میں بند کر کے کوفہ کے ایک صحراء میں دفن کر دیئے (کچھ ایام کے بعد) جب تلاش کیا وہاں نہ پایا تو (فرطِ غم میں) چند دن اس طرح گزر گئے کہ اس نے نہ کچھ کھایا نہ کچھ پیا۔ اس سے اس کے ایک پڑوسی نے کہا: کیا تو پسند کرے گا کہ میں تجھے اس

[1] مناقب أبي حنيفة للكردري: الفصل الثالث، ص ۲۲۹، ۲۳۰

تھیلی کا پتہ بتاؤں؟ امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے پاس جاوہ اپنی فراست سے تجھے اس کا حل بتائیں گے، وہ امام صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں حاضر ہوا اور کہا: اللہ سے مدد کا سوال کرتا ہوں پھر تجھ سے، میری مدد کر اور مکمل قصہ بیان کیا۔ امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ اس کے ساتھ کھڑے ہوئے اور اس صحراء میں پہنچے، دیکھا کہ ایک قوم کوئلہ نکالنے میں مصروف ہے۔ امام صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے ان سے فرمایا: کیا تم اس آدمی کو پہچانتے ہو جو تمہارے ساتھ کوئلہ نکالا کرتا تھا پھر چھوڑ گیا؟ انہوں نے ایک گھڑی غور فکر کیا پھر کہا: ہاں، فلاں شخص ہے جسے زوزر کہا جاتا ہے۔ فرمایا: اس کی رہائش کہاں ہے؟ انہوں نے کہا: فلاں کے حمام کے پاس۔ امام صاحب رحمۃ اللہ علیہ وہاں تشریف لے گئے اس آدمی کو ساتھ لے کر صاحب حمام سے کہا: یہاں ایک آدمی ہے جس کا لقب زوزر ہے کیا تو اس کو پہچانتا ہے؟ اس نے کہا: وہ اس مکان میں ہے۔ امام صاحب رحمۃ اللہ علیہ اس کے پاس آئے۔ امام صاحب نے اس کا ہاتھ پکڑا اور اس کو خلوت میں لے گئے اور اس سے فرمایا: وہ جو دفینہ فلاں جگہ میں تھا اور تجھے ملا وہ واپس کر دے یہ آدمی اس کا مالک ہے اور تجھے دیکھنے والی وہ ذات ہے جس نے اس کو دینے پر گواہی دی ہے، یعنی رب العالمین، تو اس کا رنگ متغیر ہو گیا اور بات کرنے میں لڑکھڑانے لگا۔ امام صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: میں اس سے اتنے کے مطالبے کے بارے میں بات کرتا ہوں تو باقی لوٹا دے۔ وہ تنور جیسے گڑھے میں داخل ہوا اور ریت میں چھپی ہوئی درہموں کی تھیلی نکال لایا۔ اس طرح امام صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی فراست سے مستحق کو حق مل گیا۔ (1)

۴۴۳.....سعید بن یحییٰ اپنے والد سے روایت کرتے ہیں امام اعمش رحمۃ اللہ علیہ اور ان کی بیوی کے درمیان سخت کلامی ہو گئی۔ ان کی بیوی نے قسم اٹھا لی کہ وہ اپنے خاوند سے بات نہیں کرے گی۔ اب امام اعمش رحمۃ اللہ علیہ بات کریں تو وہ جواب نہ دے، تنگ ہو کر امام اعمش رحمۃ اللہ علیہ

(1) مناقب أبي حنيفة للكردري: الفصل الثالث، ص ٢٢٩

نے قسم اٹھائی کہ اگر آج کی رات میں اس نے مجھ سے بات نہ کی تو اسے طلاق ہے۔ اب امام اعمش رحمۃ اللہ علیہ اس پر نادم ہوئے اور اس قسم سے نکلنے کا کوئی راستہ نہ پا سکے، تو رات کو ہی امام اعظم ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ امام صاحب رحمۃ اللہ علیہ بڑے اکرام اور اعزاز سے پیش آئے، امام اعمش رحمۃ اللہ علیہ رات کو تکلیف دینے کا عذر کرنے لگے۔ امام صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے عرض کیا عذر چھوڑیں حکم کریں۔ جب انہوں نے اپنے آنے کا مقصد بیان کیا تو امام صاحب نے عرض کیا کہ اس طلاق سے بچنے کا راستہ قریب ہے، اللہ تعالیٰ اس کو آسان بنا دیں گے۔ انہوں نے موذن کو بلایا جو امام اعمش رحمۃ اللہ علیہ کی مسجد کا موذن تھا، اور فرمایا کہ جب اعمش گھر میں داخل ہو تو صبح ہونے سے پہلے اذان دے دینا۔ (حالانکہ حکم یہ ہے کہ نماز کا وقت داخل ہونے سے پہلے اذان نہ دی جائے کیونکہ اذان نماز کا اعلان ہے۔ لیکن امام صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے امام اعمش رحمۃ اللہ علیہ کی بیوی کو طلاق سے بچانے کے لیے ایک طریقہ اپنایا)۔ جب امام اعمش رحمۃ اللہ علیہ گھر میں داخل ہوئے تو موذن نے اذان دی، تو ان کی بیوی سمجھی کہ صبح ہو گئی اور طلاق واقع ہو گئی کیونکہ رات ختم ہو چکی ہے۔ اس نے الحمد للہ الذي أراحني منک يا سيئ الخلق (تمام تعریفیں مختص ہیں اس ذات کے لیے جس نے مجھے تجھ جیسے سخت مزاج سے راحت بخشی۔)

امام اعمش رحمۃ اللہ علیہ نے کہا: ابھی تک صبح نہیں ہوئی، اللہ تعالیٰ امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ پر رحم فرمائے انہوں نے عمدہ حیلہ کی طرف میری رہنمائی فرمائی۔ [1]

۴۴..... عبید بن اسحاق رحمۃ اللہ علیہ نے روایت بیان کی ہے کہ امام ابو یوسف رحمۃ اللہ علیہ اور ان کی بیوی کے مابین ایک رات جھگڑا ہو گیا جس کے نتیجے میں ان کی بیوی ناراض ہو گئی اور ان

[1] مناقب أبي حنيفة للكردري: الفصل الثالث، ص ۱۹۲

سے بات کرنا چھوڑ دیا۔امام ابو یوسف رحمۃ اللہ علیہ بھی غصے ہوئے اور قسم اٹھالی کہ اگر اس نے میرے ساتھ بات نہ کی تو اسے تین طلاق۔اب امام ابو یوسف رحمۃ اللہ علیہ کوشش کرنے لگے کہ آج کی رات وہ ان کے ساتھ بات کرے لیکن وہ بالکل خاموش تھی، اب امام ابو یوسف رحمۃ اللہ علیہ پریشان ہوئے اور امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے دروازے کی طرف روانہ ہوئے۔ دروازہ کھٹکھٹایا، امام صاحب نے فرمایا: رات کے ایسے وقت میں کون ہے؟ انہوں نے جواب دیا: ابو یوسف۔فرمایا: کوئی حرج نہیں اللہ میری اور تمہاری مغفرت کرے، دروازہ کھولا اندر داخل ہوئے اور اپنا قصہ بیان کیا۔ امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: اس کا حل آسان ہے۔ چراغ لائے اور ساتھ ہی خوبصورت لباس لائے اور خوشبو لائے اور امام ابو یوسف رحمۃ اللہ علیہ کو لباس پہنایا اور خوشبو لگوائی اور فرمایا کہ اب گھر جاؤ اور اپنی بیوی سے کہو کہ اگر تو مجھ سے بات نہیں کرتی تو تیرا کیا گمان ہے کہ تیرے علاوہ مجھے اور کوئی بیوی نہیں ملے گی؟

جب امام ابو یوسف رحمۃ اللہ علیہ گھر میں داخل ہوئے اور ان کی بیوی نے جب انہیں دیکھا کہ زرق برق لباس زیب تن ہے اور خوشبوئیں مہک رہی ہیں، اور جب انہوں نے اپنی بات دہرائی تو وہ سمجھی کہ شاید دوسرے نکاح کی تیاری کر کے آئے ہیں، تو اب وہ فوراً بول اٹھی اور کہا: اے سرتاج! فلاں بات اس طرح ہے (یعنی بول پڑیں) اس طرح امام ابو یوسف رحمۃ اللہ علیہ اپنی قسم سے بری ہو گئے امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کی فراست کی برکت سے۔ ❶

۴۵.....عبید بن اسحاق حکایت بیان کرتے ہیں کہ امام اعظم ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے زمانے میں ایک شخص مرض الموت میں مبتلا تھا، اس نے وصیت کرنا چاہی، ایک شخص کو بلایا اور ایک تھیلی ہزار دینار کی اس کو دی اور کہا کہ اس کو محفوظ کرنا اور جب یہ میرا بچہ جوان ہو جائے تو جو تو پسند کرے اس کو اس تھیلی میں سے دے دینا۔ جب بچہ جوان ہوا تو وصی نے اس کو خالی تھیلی

❶ مناقب أبي حنيفة للكردري: الفصل الثالث، ص ۲۲۴

دے دی اور دینار خود لے لیے اور کہا کہ تیرے والد نے ایسے ہی وصیت کی تھی کہ جب میرا بچہ جوان ہو جائے تو تیری مرضی جو تو چاہے اس تھیلی میں سے اس کو دے دینا، لہذا میں تیرے لیے یہ خالی تھیلی پسند کرتا ہوں۔ اب وہ بچہ حیران پریشان علماء کے گرد اس مسئلہ کے متعلق چکر لگانے لگا مگر کوئی اس کا حل تلاش نہ کر سکا۔ تب وہ امام اعظم ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں حاضر ہوا اور اپنا قصہ بیان کیا، تو امام صاحب نے فرمایا کہ تیرے باپ نے ایک لطیف طریقے پر وصیت کی ہے اور تیرا باپ حکیم تھا، پھر انہوں نے اس وصی کو بلوایا اور فرمایا: مرنے والے نے یوں کہا تھا کہ جو تجھے اس میں سے پسند ہو میرے بیٹے کو دے دینا؟ اس نے کہا: ہاں اسی طرح مجھے اس نے حکم دیا تھا۔

امام صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ اب تو بتلا تو دینار پسند کرتا ہے یا خالی تھیلی پسند کرتا ہے؟ لہذا جو چیز تجھے پسند ہے بامر وصیت تجھے اس کو دینے ہوں گے۔ اب تو خالی تھیلی کو پسند نہیں کرتا دینار کو پسند کرتا ہے اور وصیت پسندیدہ چیز کے لیے ہے، لہذا دینار اس کو دے دے۔ پھر امام صاحب نے وہ دینار اس سے لے کر میت کے بیٹے کو دے دیئے۔ اس طرح امام صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی فراست سے حق دار کو حق مل گیا۔ (1)

۴۶..... امام وکیع بن جراح حکایت بیان فرماتے ہیں کہ ہمارا ایک پڑوسی تھا اور بہت اچھا پڑوسی تھا اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی احادیث مبارکہ کا حافظ تھا، ایک دن اس کی بیوی جو اسے انتہائی محبوب تھی اور اس کے درمیان کسی بات پر جھگڑا ہو گیا۔ اس محدث نے بیوی سے کہا: اگر تو نے مجھ سے طلاق مانگی اور میں نے تجھے طلاق نہ دی تو تجھے تین طلاقیں ہوں۔ ان کی بیوی نے کہا کہ اگر آج کی رات میں نے تجھ سے طلاق طلب نہ کی تو میرے سارے غلام آزاد ہوں اور سارا مال صدقہ ہے۔ (یہ کہنے کے بعد) دونوں پشیمان ہوئے، اور (امام وکیع

(1) الخیرات الحسان: الفصل الثانی والعشرون، ص ۷۸

بن الجراح رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ ) دونوں میرے پاس آئے اور کہا کہ ہم اس میں مبتلیٰ ہو گئے ہیں اس سے نکلنے کا کوئی راستہ بتائیں، میں نے کہا کہ میرے پاس تو اس سے نکلنے کا کوئی راستہ نہیں، لیکن تم امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کو لازم پکڑو، وہ تمہاری اس مشکل کا حل بتائے گا، اور حال یہ تھا کہ یہ سائل امام صاحب کو طعن وتشنیع کا نشانہ بناتا تھا۔ کہنے لگا: مجھے ان کے پاس جانے سے حیاء آتی ہے۔ راوی کہتے ہیں کہ میں نے کہا: میں تمہارے ساتھ چلتا ہوں، پھر میں انہیں قاضی ابن ابی لیلیٰ رحمۃ اللہ علیہ کے پاس پھر سفیان ثوری رحمۃ اللہ علیہ کے پاس (جو اپنے وقت کے ائمہ فقہاء اور ائمہ محدثین میں شمار ہوتے ہیں ) کے پاس لے گیا۔ مگر انہوں نے فرمایا: ہمارے پاس اس کا کوئی جواب نہیں۔ پھر اس کو امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے پاس لے گیا ہم ان کی خدمت میں حاضر ہوئے انہوں نے سائل سے پوچھا تو نے کیسے قسم اٹھائی تھی؟ اسی طرح عورت سے بھی سوال کیا۔ پھر فرمایا: اب تم دونوں اللہ تعالیٰ کی طرف سے اپنی قسموں سے بری ہونا چاہتے ہو اور اپنے درمیان جدائی بھی پسند نہیں کرتے؟ انہوں نے کہا: جی ہاں۔

تب امام صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا عورت سے کہ تو اپنے خاوند سے طلاق کا سوال کر۔ تو اس نے خاوند سے کہا: مجھے طلاق دے دو۔ اور امام صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے خاوند سے کہا: تو کہہ: أنت طالق إن شئت ( تجھے طلاق ہے اگر تو چاہے۔ ) جب اس نے کہا تو پھر عورت سے فرمایا: تو کہہ میں اب طلاق نہیں چاہتی۔ پھر فرمایا: تم اپنی قسموں سے بری ہو گئے۔ اب امام صاحب رحمۃ اللہ علیہ سائل محدث سے مخاطب ہوئے اور فرمایا: اللہ تعالیٰ سے توبہ کرو اس آدمی پر طعن وتشنیع کرنے سے باز رہو جس سے تم نے علم حاصل کیا ہو۔ امام وکیع رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ اس کے بعد وہ دونوں میاں بیوی ہر نماز کے بعد امام صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے لیے دعا کیا کرتے تھے۔ [1]

[1] الخيرات الحسان: الفصل الثاني والعشرون، ص ۷۸، ۷۹.

۴۷..... یوسف بن خالد السمتی بیان فرماتے ہیں کہ امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ بصرہ تشریف لائے، ہم امام صاحب کے ساتھ شہر کی ایک جانب چلے، جب شام ہوگئی تو ہم واپس لوٹے، اس دوران قاضی ابن ابی لیلیٰ رحمۃ اللہ علیہ خچر پر سوار تشریف لائے ہمیں سلام کیا، اس کے بعد ہم ایک باغ میں سے گزرے، قاضی ابن ابی لیلیٰ رحمۃ اللہ علیہ بھی ہمارے ساتھ تھے، اس باغ میں ایک قوم کو دیکھا کہ وہ خوشی منا رہے ہیں اور ان کے پاس لہو ولعب کے آلات بھی ہیں اور گانے والیاں بھی ہیں جو گا رہی ہیں۔ جب ہم ان کے قریب ہوئے تو وہ خاموش ہوگئیں، امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: تم نے اچھا کیا۔ جب ہم باغ سے نکل کر راستے سے الگ ہو گئے، قاضی ابن ابی لیلیٰ رحمۃ اللہ علیہ نے دل میں یہ بات پوشیدہ رکھی کہ امام صاحب رحمۃ اللہ علیہ کو گواہی سے نااہل قرار دینے کا اچھا موقع ہے کہ انہوں نے گانے والیوں سے کہا کہ تم نے اچھا کیا۔ (امام ابن ابی لیلیٰ رحمۃ اللہ علیہ ایک فقیہ اور ۳۳ برس کی عمر میں کوفہ کے منصب قضاء پر مامور ہو گئے تھے، امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ اور ان میں کسی قدر رنجش رہتی تھی، جس کی وجہ یہ تھی کہ فیصلوں میں وہ غلطی کرتے تھے تو امام صاحب رحمۃ اللہ علیہ ان کی اصلاح فرماتے تھے، یہ ان کو ناگوار معلوم ہوتا تھا، لیکن امام صاحب رحمۃ اللہ علیہ اظہارِ حق پر مجبور تھے، قاضی صاحب نے موقع غنیمت سمجھا بدلہ لینے کے لیے)۔ تو انہوں نے امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کو بلایا ایک گواہی کے سلسلے میں، امام صاحب تشریف لائے تو قاضی صاحب نے ایک واقعہ کے متعلق گواہی طلب کی امام صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے گواہی دی تو فوراً قاضی صاحب نے فرمایا: آپ ساقط الشہادت ہیں، اہل الشہادت میں سے نہیں۔ امام صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: کیوں؟

فرمایا: آپ کے اس قول کی وجہ سے کہ تم نے گانے والیوں سے کہا تھا: تم نے اچھا کام کیا، یعنی تم نے برے فعل کو اچھا کہا تو تمہاری عدالت ساقط ہوگئی اور جس کی عدالت مجروح ہو وہ ناقابل شہادت ہوتا ہے، لہٰذا آج کے بعد تمہارا نام اہل شہادت کی فہرست سے خارج

ہو کرنا اہلوں کی فہرست میں چلا گیا۔

امام صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: میں نے ان کی تحسین کس وقت کی تھی جس وقت وہ گا رہی تھیں یا جس وقت وہ خاموش ہو گئی تھیں؟ انہوں نے کہا: جب وہ خاموش ہو گئی تھیں، فرمایا: اللہ اکبر! میرا کہنا کہ ''تم نے اچھا کیا'' خاموش ہونے کے لیے تھا، نہ کہ گانے کے فعل کی تحسین تھی۔ قاضی صاحب خاموش ہو گئے اور انہیں اہل شہادت میں باقی رکھا۔ تب امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ نے آیت تلاوت فرمائی: وَلَا يَحِيقُ الْمَكْرُ السَّيِّئُ إِلَّا بِأَهْلِهِ . اس واقعہ کے بعد قاضی ابن ابی لیلیٰ رحمۃ اللہ علیہ امام صاحب رحمۃ اللہ علیہ سے بہت خوف زدہ ہو گئے اور جب قضاء کے مسائل میں مشکل پیش آتی تو امام صاحب رحمۃ اللہ علیہ سے حل کراتے، امام صاحب ان کو جواب ارشاد فرماتے اور یہ شعر پڑھتے تھے:

إِذَا تَكُوْنُ عَظِيْمَةٌ أُدْعىٰ لَهَا وَإِذَا يُحَاسُ الْحِيْسُ يُدْعىٰ جُنْدُبُ [1]

جب بڑی مصیبت پیش آتی ہے تو اس کے لیے میں بلایا جاتا ہوں، اور حلوا تیار کیا جاتا ہے تو پھر جندب کو بلایا جاتا ہے۔

۴۸..... کوفہ میں ایک ملعون غالی شیعہ رہتا تھا جو حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی نسبت کہا کرتا تھا کہ معاذ اللہ وہ یہودی تھے۔ امام صاحب رحمۃ اللہ علیہ ایک دن اس کے پاس گئے اور کہا کہ تم اپنی بیٹی کے لیے رشتہ تلاش کر رہے تھے؟ ایک شخص موجود ہے جو شریف بھی ہے دولت مند بھی ہے، اس کے ساتھ پرہیز گار، قائم اللیل اور حافظ قرآن ہے۔ شیعہ نے کہا کہ اس سے بڑھ کر کون ملے گا۔ ضرور آپ شادی کروا دیجیے۔ امام صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے کہا: صرف اتنی بات ہے کہ مذہباً یہودی ہے۔ وہ نہایت برہم ہوا اور کہا: سبحان اللہ! کیا آپ مجھے یہودی سے رشتہ داری کرنے کی رائے دیتے ہیں؟ امام صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: کیا ہوا خود پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم

[1] مناقب أبي حنيفة للكردري: الفصل الثالث، ص ١٨٨

نے یہودی کو (تمہارے اعتقاد کے مطابق) داماد بنایا تو تم کو کیا عذر ہے۔ امام صاحب کے اس جملے سے فوراً اس کو تنبیہ ہوگئی اور اس نے اپنے غلط عقیدے سے توبہ کی۔ ❶

۴۹.....ایک دفعہ ضحاک خارجی جو خارجیوں کا مشہور سردار تھا اور بنو اسیر کے زمانہ میں کوفہ پر قابض ہوگیا تھا۔ امام صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے پاس آیا اور تلوار دکھا کر کہا کہ توبہ کرو۔ انہوں نے پوچھا کہ کس بات سے؟ ضحاک نے کہا: تمہارا عقیدہ ہے کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کے جھگڑے میں ثالث کو تسلیم کرلیا تھا۔ حالانکہ جب وہ حق پر تھے تو ثالث تسلیم کرنے کے کیا معنی؟ امام صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: اگر میرا قتل مقصود ہے تو اور بات ہے ورنہ اگر تحقیق حق مقصود ہے تو مجھے بات کرنے کی اجازت دو۔ ضحاک نے کہا: میں بھی مناظرہ ہی چاہتا ہوں۔ امام صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: اگر بحث آپس میں طے نہ ہو تو کیا علاج ہے؟

ضحاک نے کہا: ہم دونوں ایک شخص کو منصف قرار دیتے ہیں، چنانچہ ضحاک ہی کے ساتھیوں میں سے ایک شخص انتخاب کیا گیا کہ دونوں فریق کی صحت و غلطی کا تصفیہ کرے۔ امام صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: یہی تو حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے بھی کیا تھا (یعنی ثالث مقرر کیا تھا) پھر ان پر کیا الزام ہے۔ ضحاک دم بخود ہوگیا اور چپکے سے اٹھ کر چلا گیا۔ ❷

۵۰.....ایک دن امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ مسجد میں تشریف فرما تھے، تلامذہ آپ کے ارد گرد جمع تھے، اچانک خارجیوں کا ایک گروہ مسجد میں گھس گیا، لوگ بھاگنے لگے، امام صاحب نے تسلی دی کہ ڈرو نہیں اطمینان سے بیٹھ جاؤ، ایک خارجی جو سب کا سردار تھا، امام صاحب کے پاس آیا اور کہا کہ تم لوگ کون ہو؟ امام صاحب نے فرمایا: مستجیر ہیں، فرمان باری تعالیٰ ہے: ﴿وَاِنْ اَحَدٌ مِّنَ الْمُشْرِكِيْنَ اسْتَجَارَكَ فَاَجِرْهُ حَتّٰى يَسْمَعَ كَلٰمَ اللّٰهِ ثُمَّ اَبْلِغْهُ

❶ مناقب أبي حنيفة للكردري: الفصل الثالث، ص ۱۷۹، ۱۸۰

❷ الخيرات الحسان: الفصل الثاني والعشرون، ص ۷۰

مَـأْمَـنَهُ ۔یعنی مشرکین میں سے کوئی شخص اگر پناہ مانگے تو اسے پناہ دوتا کہ وہ اللہ کا کلام سنے پھراس کوامن کی جگہ تک پہنچادو۔

خارجی فرقہ اپنے علاوہ تمام مسلمانوں کومشرک اور کافر سمجھتے ہیں اور رواجب القتل جانتے ہیں، اس موقع پر وہ اس نیت سے آئے تھے کہ امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ اپنا عقیدہ بیان کریں تو کفر کا الزام لگا کران کوقتل کر دیں، لیکن امام صاحب کے الزامی جواب نے ان کو بالکل مبہوت کر دیا۔ چنانچہ ان کے سردار نے اپنے ساتھیوں سے کہا: اس کو پناہ دو، اور اس کو قرآن پاک پڑھ کرسناؤ، اور پھر اس امن کی جگہ (یعنی ان کے گھر) تک پہنچادو۔ (1)

## امام اعظم ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کی امام ابویوسف رحمۃ اللہ علیہ کو پینتیس (۳۵) عمدہ نصائح

وَصِيَّةُ الْإِمَامِ الْأَعْظَمِ لِأَبِي يُوسُفَ رَحِمَهُ اللّٰهُ بَعْدَ أَنْ ظَهَرَ لَهُ مِنْهُ الرُّشْدُ وَحُسْنُ السِّيرَةِ وَالْإِقْبَالُ عَلَى النَّاسِ فَقَالَ لَهُ :يَا يَعْقُوبُ!

امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ کی وصیت امام ابویوسف رحمۃ اللہ علیہ کے نام جب کہ (امام ابویوسف) کی ذات سے رشد وہدایات اور حسن کردار کے آثار ظاہر ہوئے اورانہوں نے لوگوں کی جانب توجہ مبذول کی، امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ نے ان کو وصیت فرمائی کہ اے یعقوب!

۱.....سلطان وقت کی عزت کرواور اس کے عظمت مقام کا خیال رکھواور اس کے سامنے دروغ گوئی سے (خاص طور سے) پرہیز کرو۔

وَقِّرِ السُّلْطَانَ وَعَظِّمْ مَنْزِلَتَهُ وَإِيَّاكَ وَالْكَذِبَ بَيْنَ يَدَيْهِ.

۲.....ہمہ وقت اس کے پاس حاضر باش نہ رہو جب تک تجھے کوئی ضرورت مجبور نہ کرے:

وَالدُّخُولَ عَلَيْهِ فِي كُلِّ وَقْتٍ مَا لَمْ يَدْعُكَ لِحَاجَةٍ عَلَيْهِ.

۳.....جب تم اس سے بکثرت ملاقات کروگے تو وہ تمہیں حقارت کی نگاہ سے دیکھے

(1) عقود الجمان: الباب السادس عشر، ص ۲۷۴

گا اور تمہارا مقام اس کی نظر سے گر جائیگا پس تم اس کے ساتھ ایسا معاملہ رکھو جیسا کہ آگ کے ساتھ رکھتے ہو کہ تم اس سے نفع بھی اٹھاتے ہو اور اس سے دور بھی رہتے ہو اور اس کے قریب تک نہیں جاتے:

فَإِنَّكَ إِذَا أَكْثَرْتَ إِلَيْهِ الاخْتِلَافَ تَهَاوَنَ بِكَ وَصَغُرَتْ مَنْزِلَتُكَ عِنْدَهُ، فَكُنْ مِنْهُ كَمَا أَنْتَ مِنَ النَّارِ تَنْتَفِعُ وَتَتَبَاعَدُ وَلَا تَدْنُ مِنْهَا.

۴..... اسلئے کہ بادشاہ کسی کے لئے وہ مراعات نہیں چاہتا جو اپنی ذات کے لئے چاہتا ہے، اور اس کے قریب کثرت کلام سے بچو کہ وہ گرفت کریگا تا کہ اپنے حاشیہ نشینوں کو یہ دکھلا سکے کہ وہ تم سے زیادہ علم رکھتا ہے۔ اور وہ تمہارا محاسبہ کرے گا تا کہ تم اس کے حواریوں کی نگاہ میں حقیر ہو جاؤ۔ بلکہ ایسا طرز عمل اختیار کرو کہ جب اس کے دربار میں باریابی ہو تو وہ تمہارے اور تمہارے غیر کی قدر و منزلت سے آشنا رہے (یعنی فرقِ مراتب کا خیال رکھے) اور تم سلطان وقت کے دربار میں ایسے وقت نہ جاؤ جب کہ وہاں دیگر ایسے اہل علم نشست رکھتے ہوں جن سے تم متعارف نہیں، اسلئے کہ تمہارا علمی مرتبہ اگر ان سے کم ہوگا اور ممکن ہے کہ تم ان پر ترفع حاصل کرنے کی کوشش کرو مگر یہ جذبہ تمہارے لیئے ضرر کا باعث ہوگا اور اگر تم ان سے زیادہ صاحب علم ہو تو شاید تم اس کو (کسی مقام پر) جھڑک دو اور اس کی وجہ سے تم سلطان وقت کی نظر سے گر جاؤ، اور جب وہ تم کو کوئی منصب عطاء کرے تو اس کو اس وقت قبول نہ کرو جب تک یہ معلوم نہ ہو جائے کہ وہ تم سے یا تمہارے مسلک سے علم و قضایا میں مطمئن ہے تا کہ فیصلہ جات میں کسی دوسرے مسلک پر عمل کی حاجت نہ ہو، اور سلطان وقت کے مقربین اور اس کے حاشیہ نشینوں سے میل جول مت رکھو صرف سلطان وقت سے رابطہ رکھو اور اس کے حاشیہ برداروں سے الگ رہو تا کہ تمہارا وقار اور عزت برقرار رہے:

فَإِنَّ السُّلْطَانَ لَا يَرَى لِأَحَدٍ مَا يَرَى لِنَفْسِهِ، وَإِيَّاكَ وَكَثْرَةَ الْكَلَامِ بَيْنَ

یَدَیْہِ، فَإِنَّہُ یَأْخُذُ عَلَیْکَ مَا قُلْتَہ لِیُرِیَ مِنْ نَفْسِہِ بَیْنَ یَدَیْ حَاشِیَتِہٖ أَنَّہُ أَعْلَمُ مِنْکَ وَأَنَّہُ یُخَطِّئُکَ فَتَصْغُرَ فِی أَعْیُنِ قَوْمِہٖ، وَلْتَکُنْ إِذَا دَخَلْتَ عَلَیْہِ تَعْرِفُ قَدْرَکَ وَقَدْرَ غَیْرِکَ، وَلَا تَدْخُلْ عَلَیْہِ وَعِنْدَہُ مِنْ أَھْلِ الْعِلْمِ مَنْ لَا تَعْرِفُہُ فَإِنَّکَ إِنْ کُنْتَ أَدْوَنَ حَالًا مِنْہُ لَعَلَّکَ تَتَرَفَّعُ عَلَیْہِ فَیَضُرُّکَ، وَإِنْ کُنْتَ أَعْلَمَ مِنْہُ لَعَلَّکَ تَحُطُّ عَنْہُ فَتَسْقُطُ بِذٰلِکَ مِنْ عَیْنِ السُّلْطَانِ. وَإِذَا عَرَضَ عَلَیْکَ شَیْئًا مِنْ أَعْمَالِہٖ فَلَا تَقْبَلْ مِنْہُ إِلَّا بَعْدَ أَنْ تَعْلَمَ أَنَّہُ یَرْضَاکَ وَیَرْضٰی مَذْھَبَکَ فِی الْعِلْمِ وَالْقَضَایَا، کَیْ لَا تَحْتَاجَ إِلَی ارْتِکَابِ مَذْھَبِ غَیْرِکَ فِی الْحُکُومَاتِ وَلَا تُوَاصِلْ أَوْلِیَاءَ السُّلْطَانِ وَحَاشِیَتَہُ بَلْ تَقَرَّبْ إِلَیْہِ فَقَطْ وَتَبَاعَدْ عَنْ حَاشِیَتِہٖ لِیَکُونَ مَجْدُکَ وَجَاھُکَ بَاقِیًا.

۵...عوام کے دریافت طلب مسائل کے علاوہ ان سے (بلاضرورت) بات چیت نہ کیا کرو:

وَلَا تَتَکَلَّمْ بَیْنَ یَدَیِ الْعَامَّۃِ إِلَّا بِمَا تُسْأَلُ عَنْہُ.

۶.....عوام الناس اور تاجروں سے علمی بات کے علاوہ دوسری باتیں نہ کیا کرو تا کہ ان کو تمہاری محبت ورغبت فی المال کا وقوف نہ ہو ورنہ وہ لوگ تم سے بدظن ہوں گے اور یقین کرلیں گے کہ تم ان سے رشوت لینے کا میلان رکھتے ہو:

وَإِیَّاکَ وَالْکَلَامَ فِی الْعَامَّۃِ وَالتِّجَارَۃِ إِلَّا بِمَا یَرْجِعُ إِلَی الْعِلْمِ کَیْ لَا یُوقَفَ عَلٰی حُبِّکَ رَغْبَتَکَ فِی الْمَالِ فَإِنَّھُمْ یُسِیئُونَ الظَّنَّ بِکَ وَیَعْتَقِدُونَ مَیْلَکَ إِلٰی أَخْذِ الرِّشْوَۃِ مِنْھُمْ.

۷...اور عام لوگوں کے سامنے ہنسنے اور مسکرانے سے باز رہو اور بازار میں بکثرت نہ جاؤ:

وَلَا تَضْحَکْ وَلَا تَتَبَسَّمْ بَیْنَ یَدَیِ الْعَامَّۃِ وَلَا تُکْثِرِ الْخُرُوجَ إِلَی الْأَسْوَاقِ.

۸.....اور بے ریش لڑکوں سے ہم کلامی اختیار نہ کرو کہ وہ فتنہ ہیں، البتہ بچوں سے بات کرنے میں کوئی مضائقہ نہیں بلکہ ان کے سروں پر (شفقت سے) ہاتھ پھیرو:

وَلَا تُكَلِّمِ الْمُرَاهِقِينَ فَإِنَّهُمْ فِتْنَةٌ، وَلَا بَأْسَ أَنْ تُكَلِّمَ الْأَطْفَالَ وَتَمْسَحَ رُؤُوْسَهُمْ.

۹.....عام لوگوں اور سن رسیدہ حضرات کے ساتھ شاہراہ پر نہ چلو اس لئے کہ اگر تم ان کو اپنے آگے بڑھنے دو گے تو اس سے علم دین کی بے توقیری ہوگی اور اگر اپنے پیچھے رکھو گے تو یہ بات بھی معیوب ہوگی کہ وہ عمر میں تم سے بڑے ہیں، نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے کہ جو شخص ہمارے چھوٹے پر شفقت نہیں کرتا اور ہمارے بڑوں کی عزت نہیں کرتا وہ ہماری جماعت میں سے نہیں ہے، اور کسی راہ گزر پر نہ بیٹھا کرو، اگر بیٹھنے کو دل چاہے تو مسجد میں بیٹھو:

وَلَا تَمْشِ فِي قَارِعَةِ الطَّرِيقِ مَعَ الْمَشَائِخِ وَالْعَامَّةِ؛ فَإِنَّكَ إِنْ قَدَّمْتَهُمْ ازْدَرَى ذَلِكَ بِعِلْمِكَ وَإِنْ أَخَّرْتَهُمْ ازْدَرَى بِكَ مِنْ حَيْثُ إِنَّهُ أَسَنُّ مِنْكَ، فَإِنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: مَنْ لَمْ يَرْحَمْ صَغِيرَنَا وَلَمْ يُوَقِّرْ كَبِيرَنَا فَلَيْسَ مِنَّا وَلَا تَقْعُدْ عَلَى قَوَارِعِ الطَّرِيقِ فَإِذَا دَعَاكَ ذَلِكَ فَاقْعُدْ فِي الْمَسْجِدِ.

۱۰.....بازار اور مساجد میں کوئی چیز تناول نہ کرو، پانی کی سبیل اور اس پر متعین کارندوں کے ہاتھ سے پانی نہ پیو اور دوکانوں پر نہ بیٹھو:

وَلَا تَأْكُلْ فِي الْأَسْوَاقِ وَالْمَسَاجِدِ وَلَا تَشْرَبْ مِنَ السِّقَايَاتِ وَلَا مِنْ أَيْدِي السَّقَّائِينَ وَلَا تَقْعُدْ عَلَى الْحَوَانِيتِ.

۱۱...مخمل زیور اور انواع واقسام کے ریشمی ملبوسات نہ پہنو کہ ان سے رعونت پیدا ہوتی ہے:

وَلَا تَلْبَسِ الدِّيبَاجَ وَالْحُلِيَّ وَأَنْوَاعَ الْإِبْرِيسَمِ فَإِنَّ ذَلِكَ يُفْضِي إِلَى الرُّعُونَةِ.

۱۲.....اپنی فطری حاجت کے وقت بقدر ضرورت گفتگو کے ماسوا گھر میں بچھونے پر اپنی بیوی سے زیادہ بات چیت نہ کرو، اور اس کے ساتھ کثرت سے لمس و مس اختیار نہ کرو، اور اس کے قریب نہ جاؤ مگر اللہ کے ذکر کے ساتھ:

وَلَا تُكْثِرِ الْكَلَامَ فِي بَيْتِكَ مَعَ امْرَأَتِكَ فِي الْفِرَاشِ إِلَّا وَقْتَ حَاجَتِكَ إِلَيْهَا بِقَدْرِ ذٰلِكَ، وَلَا تُكْثِرْ لَمْسَهَا وَمَسَّهَا وَلَا تَقْرَبْهَا إِلَّا بِذِكْرِ اللّٰهِ تَعَالٰی.

۱۳.....اپنی بیوی سے دوسروں کی عورتوں اور باندیوں کا تذکرہ نہ کرو کہ وہ تمہارے ساتھ گفتگو میں بے تکلف ہو جائیں گی اور بہت ممکن ہے کہ جب تم دوسری عورتوں کا تذکرہ کرو گے تو وہ تم سے دوسرے مردوں کے بارے میں گفتگو کرے گی:

وَلَا تَتَكَلَّمْ بِأَمْرِ نِسَاءِ الْغَيْرِ بَيْنَ يَدَيْهَا وَلَا بِأَمْرِ الْجَوَارِي، فَإِنَّهَا تَنْبَسِطُ إِلَيْكَ فِي كَلَامِكَ وَلَعَلَّكَ إِذَا تَكَلَّمْتَ عَنْ غَيْرِهَا تَكَلَّمَتْ عَنِ الرِّجَالِ الْأَجَانِبِ.

۱۴.....اگر تمہارے لیئے ممکن ہو تو کسی ایسی عورت سے نکاح نہ کرو جس کا شوہر (طلاق دہندہ) باپ، ماں یا (سابقہ خاوند سے) لڑکی موجود ہو مگر یہ کہ وہ یہ شرط قبول کرے کہ اس کے پاس (تمہارے گھر میں) اس کا کوئی رشتہ دار نہیں آیا کرے گا، اس لئے کہ جب عورت مالدار ہو جاتی ہے تو اس کا باپ دعوی کرتا ہے کہ اس کی تحویل میں جو مال و منال ہے سب میرا ہے اور اس کے پاس محض عاریۃ ہے، اور دوسری شرط یہ قبول کرے کہ جہاں تک ممکن ہوگا وہ اپنے والد کے گھر میں داخل نہ ہوگی اور نکاح کے بعد تم اس بات پر راضی نہ ہو جانا کہ تم شب زفاف سسرال میں گزارو۔ ورنہ وہ تمہارا مال لے لیں گے، اور اپنی بیٹی کے باب میں انتہائی طمع سے کام لیں گے:

وَلَا تَتَزَوَّجِ امْرَأَةً كَانَ لَهَا بَعْلٌ أَوْ أَبٌ أَوْ أُمٌّ أَوْ بِنْتٌ إِنْ قَدَرْتَ إِلَّا بِشَرْطِ

أَنْ لَا يَدْخُلَ عَلَيْهَا أَحَدٌ مِنْ أَقَارِبِک. فَإِنَّ الْمَرْأَةَ إِذَا كَانَتْ ذَاتَ مَالٍ يَدَّعِي أَبُوهَا أَنَّ جَمْعَ مَالِهَا لَهُ وَأَنَّهُ عَارِيَةٌ فِي يَدِهَا. وَلَا تَدْخُلْ بَيْتَ أَبِيهَا مَا قَدَرْتَ وَإِيَّاکَ أَنْ تَرْضَى أَنْ تُزَفَّ فِي بَيْتِ أَبَوَيْهَا فَإِنَّهُمْ يَأْخُذُونَ أَمْوَالَک وَيَطْمَعُونَ فِيهَا غَايَةَ الطَّمَعِ.

۱۵.....اور صاحب اولاد خاتون سے ازدواجی تعلق قائم نہ کرنا کہ وہ تمام مال اپنے بیٹوں اور بیٹیوں کے لئے جمع کریگی اور ان پر خرچ کرے گی اس وجہ سے کہ اس کی اولاد اس کو تم سے زیادہ عزیز ہے، اور تم اپنی دو بیویوں کو ایک مکان میں نہ رکھنا، اور جب تک عیال داری کی تمام ضروریات پورا کرنے کی قدرت نہ ہو نکاح مت کرو:

وَإِيَّاکَ وَأَنْ تَتَزَوَّجَ بِذَاتِ الْبَنِينَ وَالْبَنَاتِ، فَإِنَّهَا تَدَّخِرُ جَمِيعَ الْمَالِ لَهُمْ وَتَسْرِقُ مِنْ مَالِکَ وَتُنْفِقُ عَلَيْهِمْ، فَإِنَّ الْوَلَدَ أَعَزُّ عَلَيْهَا مِنْک وَلَا تَجْمَعْ بَيْنَ امْرَأَتَيْنِ فِي دَارٍ وَاحِدَةٍ. وَلَا تَتَزَوَّجْ إِلَّا بَعْدَ أَنْ تَعْلَمَ أَنَّک تَقْدِرُ عَلَى الْقِيَامِ بِجَمِيعِ حَوَائِجِهَا.

۱۶..... پہلے علم حاصل کرو پھر حلال ذرائع سے مال جمع کرو پھر ازدواجی زندگی اختیار کرو، زمانہ طالب علمی میں اگر تم حصولِ مال کی جدوجہد کرو گے تو حصول علم سے تم قاصر رہو گے، اور (حاصل کردہ) مال تمہیں باندیوں اور غلاموں کی خریداری پر اکسائے گا اور تحصیل علم سے قبل ہی تمہیں لذائذ دنیا اور عورتوں کے ساتھ مشغول کردے گا، اس طرح تمہارا وقت ضائع ہو جائیگا اور تمہارے اہل وعیال کی کثرت ہو جائے گی ایسی صورت میں تمہیں ان کی ضروریات زندگی پورا کرنے کی احتیاج ہو جائے گی اور تم طلب علم چھوڑ بیٹھو گے:

وَاطْلُبِ الْعِلْمَ أَوَّلًا ثُمَّ اجْمَعِ الْمَالَ مِنَ الْحَلَالِ ثُمَّ تَزَوَّجْ، فَإِنَّک إِنْ

طَلَبْتَ الْمَالَ فِي وَقْتِ التَّعَلُّمِ عَجَزْتَ عَنْ طَلَبِ الْعِلْمِ وَدَعَاكَ الْمَالُ إِلَى شِرَاءِ الْجَوَارِي وَالْغِلْمَانِ وَتَشْتَغِلُ بِالدُّنْيَا وَالنِّسَاءِ قَبْلَ تَحْصِيلِ الْعِلْمِ، فَيَضِيعُ وَقْتُكَ وَيَجْتَمِعُ عَلَيْكَ الْوَلَدُ وَيَكْثُرُ عِيَالُكَ فَتَحْتَاجُ إِلَى الْقِيَامِ بِمَصَالِحِهِمْ وَتَتْرُكُ الْعِلْمَ.

۱۷.....علم حاصل کرو آغازِ شباب میں جب کہ تمہارے دل ودماغ دنیا کے بکھیڑوں سے فارغ ہوں، پھر حصولِ مال کا مشغلہ اختیار کرو تاکہ وہ تمہیں دستیاب ہو، کثرت اہل وعیال دل کو تشویش میں مبتلا کر دیتے ہیں (بہرکیف) مال جمع کرنے کے بعد ازدواجی تعلق قائم کرو:

وَاشْتَغِلْ بِالْعِلْمِ فِي عُنْفُوَانِ شَبَابِكَ وَوَقْتِ فَرَاغِ قَلْبِكَ وَخَاطِرِكَ ثُمَّ اشْتَغِلْ بِالْمَالِ لِيَجْتَمِعَ عِنْدَكَ فَإِنَّ كَثْرَةَ الْوَلَدِ وَالْعِيَالِ يُشَوِّشُ الْبَالَ فَإِذَا جَمَعْتَ الْمَالَ فَتَزَوَّجْ.

۱۸.....خشیت الٰہی، ادائے امانت اور ہر خاص وعام کی خیرخواہی کا خصوصی خیال رکھو، اور لوگوں کا استخفاف نہ کرو بلکہ اپنی اور ان کی عزت کرو ان کے ملنے سے پہلے ان کے ساتھ زیادہ میل جول نہ رکھو، اور ان کے میل ملاپ کا سامنا کرو ذکر مسائل کے ساتھ اگر بالمقابل اس کا اہل ہوگا تو جواب دے گا:

وَعَلَيْكَ بِتَقْوَى اللّٰهِ تَعَالَى وَأَدَاءِ الْأَمَانَةِ وَالنَّصِيحَةِ لِجَمِيعِ الْخَاصَّةِ وَالْعَامَّةِ، وَلَا تَسْتَخِفَّ بِالنَّاسِ، وَوَقِّرْ نَفْسَكَ وَوَقِّرْهُمْ وَلَا تُكْثِرْ مُعَاشَرَتَهُمْ إِلَّا بَعْدَ أَنْ يُعَاشِرُوكَ، وَقَابِلْ مُعَاشَرَتَهُمْ بِذِكْرِ الْمَسَائِلِ، فَإِنَّهُ إِنْ كَانَ مِنْ أَهْلِهِ اشْتَغَلَ بِالْعِلْمِ وَإِنْ لَمْ يَكُنْ مِنْ أَهْلِهِ أَحَبَّكَ.

۱۹.....عام لوگوں سے امر دین کے سلسلہ میں علم کلام پر گفتگو سے احتراز کرو کہ وہ لوگ

تمہاری تقلید کریں اور علم کلام (عقائد کے عقلی دلائل) میں مشغول ہو جائیں گے:

وَإِيَّاكَ وَأَنْ تُكَلِّمَ الْعَامَّةَ بِأَمْرِ الدِّينِ فِي الْكَلَامِ فَإِنَّهُمْ قَوْمٌ يُقَلِّدُونَكَ فَيَشْتَغِلُونَ بِذَلِكَ.

۲۰.....جو شخص تمہارے پاس استفتاء کے لئے آئے اس کو صرف اس کے سوال کا جواب دو اور دوسری کسی بات کا اضافہ نہ کرو، ورنہ اس کے سوال کا (غیر محتاط) جواب اُسے تشویش میں مبتلا کر سکتا ہے:

وَمَنْ جَاءَكَ يَسْتَفْتِيكَ فِي الْمَسَائِلِ فَلَا تُجِبْ إِلَّا عَنْ سُؤَالِهِ وَلَا تَضُمَّ إِلَيْهِ غَيْرَهُ فَإِنَّهُ يُشَوِّشُ عَلَيْكَ جَوَابَ سُؤَالِهِ.

۲۱.....علم (تدریس واشاعت) سے کسی حالت میں اعراض نہ کرنا اگرچہ تم (لوگوں میں) دس سال تک اس طرح رہو کہ تمہارا کوئی ذریعہ معاش نہ ہو، اگر علم سے اعراض کرو گے تو تمہاری زندگی تنگ ہو جائے گی:

وَإِنْ بَقِيتَ عَشْرَ سِنِينَ بِلَا كَسْبٍ وَلَا قُوتٍ فَلَا تُعْرِضْ عَنِ الْعِلْمِ فَإِنَّكَ إِذَا أَعْرَضْتَ عَنْهُ كَانَتْ مَعِيشَتُكَ ضَنْكًا.

۲۲.....تم اپنے ہر فقہ سیکھنے والے طالب علم پر (شفقت وادب پر مشتمل) ایسی توجہ رکھو کہ گویا تم نے ان کو اپنا بیٹا اور اولاد بنا لیا ہے تا کہ تم ان میں رغبت فی العلم کے فروغ کا باعث بنو:

وَأَقْبِلْ عَلَى مُتَفَقِّهِيكَ كَأَنَّكَ اتَّخَذْتَ كُلَّ وَاحِدٍ مِنْهُمْ ابْنًا وَوَلَدًا لِتَزِيدَهُمْ رَغْبَةً فِي الْعِلْمِ.

۲۳.....عامی اور بازاری تجھ سے جھگڑے تو اس سے جھگڑا نہ کرو ورنہ تمہاری آبرو جاتی رہے گی، اور اظہارِ حق کے موقع پر کسی شخص کی جاہ وحشمت کا خیال نہ کرو اگرچہ وہ سلطان وقت ہو:

وَمَنْ نَاقَشَکَ مِنَ الْعَامَّةِ وَالسُّوقَةِ فَلَا تُنَاقِشْهُ، فَإِنَّهُ يُذْهِبُ مَاءَ وَجْهِکَ، وَلَا تَحْتَشِمْ مِنْ أَحَدٍ عِنْدَ ذِكْرِ الْحَقِّ وَإِنْ كَانَ سُلْطَانًا۔

۲۴..... جتنی عبادت دوسرے لوگ کرتے ہیں اس سے زیادہ عبادت کروان سے کم تر عبادت کو اپنے لئے پسند نہ کرو، اور عبادت میں سبقت اختیار کرو اس لئے کہ عوام جب کسی عبادت کو بکثرت کر رہے ہوں گے اور پھر وہ دیکھیں گے کہ تمہاری اس قدر توجہ اس عبادت پر نہیں ہے تو وہ تمہارے اندر قلتِ رغبت کا گمان کریں گے، اور یہ سمجھیں گے کہ تمہارے علم نے تمہیں نفع نہیں پہنچایا مگر وہی نفع جو ان کو جہالت نے بخشا ہے جس میں وہ پڑے ہوتے ہیں:

وَلَا تَرْضَ لِنَفْسِکَ مِنَ الْعِبَادَاتِ إِلَّا بِأَكْثَرَ مِمَّا يَفْعَلُهُ غَيْرُکَ وَيَتَعَاطَاهَا فَالْعَامَّةُ إِذَا لَمْ يَرَوْا مِنْکَ الْإِقْبَالَ عَلَيْهَا بِأَكْثَرَ مِمَّا يَفْعَلُونَ اعْتَقَدُوا فِيکَ قِلَّةَ الرَّغْبَةِ، وَاعْتَقَدُوا أَنَّ عِلْمَکَ لَا يَنْفَعُکَ إِلَّا مَا نَفَعَهُمُ الْجَهْلُ الَّذِي هُمْ فِيهِ۔

۲۵..... جب تم کسی ایسے شہر میں قیام کرو جس میں اہل علم بھی ہوں تو اس شہر کو تم اپنی ذات کیلئے (کسی امتیاز کے ساتھ) اختیار نہ کرو بلکہ اس طرح رہو کہ گویا تم بھی انہی میں سے ایک شہری ہو تا کہ ان کو یقین ہو جائے کہ تمہیں ان کی جاہ و منزلت سے کوئی سروکار نہیں ہے۔ ورنہ (اگر انہوں نے اپنی عزت کو خطرہ محسوس کیا تو) وہ سب کے سب تمہارے خلاف خروج کریں گے اور تمہارے مسلک پر کیچڑ اچھالیں گے۔ (اور ان کے اشارے پر) عوام بھی تمہاری طرف نکل کھڑی ہو گی اور تم کو (تیز تیز) نگاہوں سے دیکھیں گے جس کی وجہ سے تم ان کی نظر میں مورد ملامت بنو گے آخر اس سے فائدہ کیا؟ اور اگر وہ تم سے مسائل دریافت کریں تو ان سے مناظرہ یا جلسہ گاہوں میں بحث و جدال سے باز رہو۔ اور جو بات ان سے کرو واضح دلیل کے ساتھ کرو اور ان کے اساتذہ کے باب میں ان کو طعنہ نہ دو ورنہ

تمہارے اندر بھی کیڑے نکالیں گے، اور تم لوگوں سے چوکنا رہو اور تم اپنے باطنی اور پوشیدہ احوال کو خالص اللہ کیلئے ایسا بنالو جیسا کہ تمہارا ظاہر ہے اور علم کا معاملہ صلاح پذیر نہیں ہوتا تاوقتیکہ تم اس کے باطن کو اس کے ظاہر کے مطابق نہ بنالو:

وَإِذَا دَخَلْتَ بَلْدَةً فِيهَا أَهْلُ الْعِلْمِ فَلَا تَتَّخِذْهَا لِنَفْسِكَ، بَلْ كُنْ كَوَاحِدٍ مِنْ أَهْلِهِمْ لِيَعْلَمُوا أَنَّكَ لَا تَقْصِدُ جَاهَهُمْ، وَإِلَّا يَخْرُجُونَ عَلَيْكَ بِأَجْمَعِهِمْ وَيَطْعَنُونَ فِي مَذْهَبِكَ، وَالْعَامَّةُ يَخْرُجُونَ عَلَيْكَ وَيَنْظُرُونَ إِلَيْكَ بِأَعْيُنِهِمْ فَتَصِيرُ مَطْعُونًا عِنْدَهُمْ بِلَا فَائِدَةٍ وَإِنِ اسْتَفْتَوْكَ الْمَسَائِلَ فَلَا تُنَاقِشْهُمْ فِي الْمُنَاظَرَةِ وَالْمُطَارَحَاتِ، وَلَا تَذْكُرْ لَهُمْ شَيْئًا إِلَّا عَنْ دَلِيلٍ وَاضِحٍ، وَلَا تَطْعَنْ فِي أَسَاتِذَتِهِمْ، فَإِنَّهُمْ يَطْعَنُونَ فِيكَ وَكُنْ مِنَ النَّاسِ عَلَى حَذَرٍ، وَكُنْ لِلّٰهِ تَعَالَى فِي سِرِّكَ كَمَا أَنْتَ لَهُ فِي عَلَانِيَتِكَ، وَلَا تُصْلِحْ أَمْرَ الْعِلْمِ إِلَّا بَعْدَ أَنْ تَجْعَلَ سِرَّهُ كَعَلَانِيَتِهِ.

۲۶.....جب سلطان وقت تمہیں کوئی ایسا منصب تفویض کرے جو تمہارے لیے مناسب نہیں ہے تو اسے اس وقت تک قبول مت کرو جب تک تمہیں یہ معلوم نہ ہو جائے کہ اس نے جو منصب تمہیں سونپا ہے وہ محض تمہارے علم کی وجہ سے سونپا ہے:

وَإِذَا أَوْلَاكَ السُّلْطَانُ عَمَلًا لَا يَصْلُحُ لَكَ فَلَا تَقْبَلْ ذٰلِكَ مِنْهُ إِلَّا بَعْدَ أَنْ تَعْلَمَ أَنَّهُ إِنَّمَا يُوَلِّيكَ ذٰلِكَ إِلَّا لِعِلْمِكَ.

۲۷.....مجلس فکر ونظر میں ڈرتے ہوئے کلام مت کرو اس لئے کہ یہ خوفزدگی کلام میں خلل انداز ہوگی اور زبان کو ناکارہ بنادے گی:

وَإِيَّاكَ وَأَنْ تَتَكَلَّمَ فِي مَجْلِسِ النَّظَرِ عَلَى خَوْفٍ، فَإِنَّ ذٰلِكَ يُوَرِّثُ الْخَلَلَ فِي الْإِحَاطَةِ وَالْكَلَّ فِي اللِّسَانِ.

۲۸.....زیادہ ہنسنے سے احتراز کرو کہ زیادہ ہنسی دل کو مردہ کر دیتی ہے اور سکون واطمینان کے ساتھ چلو:

وَإِيَّاكَ أَنْ تُكْثِرَ الضَّحِكَ فَإِنَّهُ يُمِيتُ الْقَلْبَ، وَلَا تَمْشِ إِلَّا عَلَى طُمَأْنِينَةٍ.

۲۹.....امور زندگی میں زیادہ عجلت پسند نہ بنو اور جو تمہیں پیچھے سے آواز دے اس کا جواب مت دو کہ پیچھے سے آواز چوپایوں کو دی جاتی ہے:

وَلَا تَكُنْ عَجُولًا فِي الْأُمُورِ، وَمَنْ دَعَاكَ مِنْ خَلْفِكَ فَلَا تُجِبْهُ، فَإِنَّ الْبَهَائِمَ تُنَادَى مِنْ خَلْفِهَا.

۳۰.....گفتگو کے وقت زیادہ نہ چیخو اور نہ اپنی آواز کو بلند کرو، سکون اور قلت حرکت کو اپنی عادات میں شامل کرو تا کہ لوگوں کو تمہاری ثبات قدمی کا یقین ہو جائے، اور لوگوں کے سامنے اللہ کا ذکر کثرت سے کرو تا کہ لوگ تم سے اس خوبی کو حاصل کرلیں، اور اپنے لئے نماز کے بعد ایک وظیفہ مقرر کرو جس میں تم قرآن کریم کی تلاوت کرو اور اللہ تعالیٰ کا ذکر کرو:

وَإِذَا تَكَلَّمْتَ فَلَا تُكْثِرْ صِيَاحَكَ وَلَا تَرْفَعْ صَوْتَكَ وَاتَّخِذْ لِنَفْسِكَ السُّكُونَ وَقِلَّةَ الْحَرَكَةِ عَادَةً كَيْ يَتَحَقَّقَ عِنْدَ النَّاسِ ثَبَاتُكَ. وَأَكْثِرْ ذِكْرَ اللَّهِ تَعَالَى فِيمَا بَيْنَ النَّاسِ لِيَتَعَلَّمُوا ذَلِكَ مِنْكَ، وَاتَّخِذْ لِنَفْسِكَ وِرْدًا خَلْفَ الصَّلَاةِ، تَقْرَأُ فِيهَا الْقُرْآنَ وَتَذْكُرُ اللَّهَ تَعَالَى.

۳۱.....صبر وثبات کی دولت جو حق تعالیٰ نے تم کو بخشی ہے اور دیگر جو نعمتیں عطا کی ہیں ان پر اس کا شکر ادا کرو اور اپنے لئے ہر ماہ کے چند یوم روزہ کے لئے مقرر کرو تا کہ دوسرے لوگ اس میں تمہاری اقتدا کریں:

وَتَشْكُرُهُ عَلَى مَا أَوْدَعَكَ مِنَ الصَّبْرِ وَأَوْلَاكَ مِنَ النِّعَمِ وَاتَّخِذْ

لِنَفْسِکَ أَيَّامًا مَعْدُودَةً مِنْ كُلِّ شَهْرٍ تَصُومُ فِيهَا لِيَقْتَدِيَ بِهِ غَيْرُكَ بِكَ.

۳۲.....اپنے نفس کی دیکھ بھال رکھو اور دوسرے کے رویہ پر بھی نظر رکھو تا کہ تم اپنے علم کی وجہ سے دنیا اور آخرت دونوں سے نفع اٹھاؤ اور بذات خود خرید وفرخت مت کرو بلکہ (اس کام کے لئے) ایک ایسا خدمت گار رکھو جو تمہاری ایسی حاجتوں کو بحسن وخوبی پورا کرے اور تم اس پر اپنے دنیاوی معاملات میں اعتماد کرو:

وَرَاقِبْ نَفْسَكَ وَحَافِظْ عَلَى الْغَيْرِ تَنْتَفِعُ مِنْ دُنْيَاكَ وَآخِرَتِكَ بِعِلْمِكَ وَلَا تَشْتَرِ بِنَفْسِكَ وَلَا تَبِعْ، بَلْ اتَّخِذْ لَكَ غُلَامًا مُصْلِحًا يَقُومُ بِأَشْغَالِكَ وَتَعْتَمِدُ عَلَيْهِ فِي أُمُورِكَ.

۳۳.....اپنی دنیا اور اس صورت حال کے باب میں جس میں تم ہو بےفکر مت رہو اس لئے کہ اللہ تعالیٰ تم سے ان تمام چیزوں کے بارے میں سوال کریں گے، اپنے استاذ کے لئے جن سے تم نے علم حاصل کیا ہے استغفار کرو اور ہمیشہ قرآن مجید کی تلاوت کرتے رہو، قبرستان، مشائخ اور بابرکت مقامات کی کثرت سے زیارت کرو، اور عامۃ المسلمین کے ان خوابوں کو جو نبی کریم اور صالحین سے متعلق تمہیں سنائی جائیں خواہ مسجد ہو یا قبرستان ہو (یعنی ہر جگہ) توجہ سے سنو اور اہل ہوا (دنیا پرستوں) میں سے کسی کے پاس نہ بیٹھو الا یہ کہ اس کو دین کی طرف بلانا ہو:

وَلَا تَطْمَئِنَّ إِلَى دُنْيَاكَ وَإِلَى مَا أَنْتَ فِيهِ، فَإِنَّ اللّٰهَ تَعَالَى سَائِلُكَ عَنْ جَمِيعِ ذَلِكَ. وَاسْتَغْفِرْ لِلْأُسْتَاذِ وَمَنْ أَخَذْتَ عَنْهُمُ الْعِلْمَ وَدَاوِمْ عَلَى التِّلَاوَةِ وَأَكْثِرْ مِنْ زِيَارَةِ الْقُبُورِ وَالْمَشَايِخِ وَالْمَوَاضِعِ الْمُبَارَكَةِ. وَاقْبَلْ مِنَ الْعَامَّةِ مَا يَعْرِضُونَ عَلَيْكَ مِنْ رُؤْيَاهُمْ فِي النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ وَفِي رُؤْيَا الصَّالِحِينَ فِي الْمَسَاجِدِ وَالْمَنَازِلِ وَالْمَقَابِرِ، وَلَا تُجَالِسْ أَحَدًا مِنْ أَهْلِ

الْأَهْوَاءِ إِلَّا عَلَى سَبِيلِ الدَّعْوَةِ إِلَى الدِّينِ.

۴۴.....زیادہ کھیل کود اور گالم گلوچ سے اجتناب کرو اور جب مؤذن اذان دے تو عوام سے قبل مسجد میں داخل ہونے کی تیاری کرو تاکہ عامۃ الناس اس میں تم سے سبقت نہ لے جائے، اور سلطان وقت کے قرب وجوار میں رہائش اختیار نہ کرو، اگر تم اپنے ہمسائے میں کوئی بات (برائی) دیکھو تو (سلطان وقت سے) پوشیدہ رکھو کہ یہ امانت داری ہے، اور لوگوں کے بھید کو ظاہر نہ کرو:

وَلَا تُكْثِرِ اللَّعِبَ وَالشَّتْمَ وَإِذَا أَذَّنَ الْمُؤَذِّنُ فَتَأَهَّبْ لِدُخُولِ الْمَسْجِدِ كَيْ لَا تَتَقَدَّمَ عَلَيْكَ الْعَامَّةُ، وَلَا تَتَّخِذْ دَارَكَ فِي جِوَارِ السُّلْطَانِ، وَمَا رَأَيْتَ عَلَى جَارِكَ فَاسْتُرْهُ عَلَيْهِ فَإِنَّهُ أَمَانَةٌ وَلَا تُظْهِرْ أَسْرَارَ النَّاسِ.

۴۵.....جو شخص تم سے کسی معاملہ میں مشورہ لے تو اس کو اپنے علم کے مطابق (صحیح) مشورہ دو کہ یہ بات تم کو اللہ سے قریب کرنے والی ہے اور میری اس وصیت کو توجہ سے یاد رکھنا کہ ان شاء اللہ یہ وصیت تمہیں دنیا و آخرت میں نفع دے گی:

وَمَنِ اسْتَشَارَكَ فِي شَيْءٍ فَأَشِرْ عَلَيْهِ بِمَا تَعْلَمُ أَنَّهُ يُقَرِّبُكَ إِلَى اللّٰهِ تَعَالَى. وَاقْبَلْ وَصِيَّتِي هَذِهِ؛ فَإِنَّكَ تَنْتَفِعُ بِهَا فِي أُولَاكَ وَآخِرِكَ، إِنْ شَاءَ اللّٰهُ تعالىٰ.

# مصادر ومراجع

۱...الأباطيل والمناكير والصحاح والمشاهير: إمام أبوعبداللّٰه حسين بن ابراهيم جوزقاني (۵۴۳ھ) ناشر: دارالصميمي للنشر والتوزيع، رياض (۱۴۲۲ھ)

۲...اقتضاء الصراط المستقيم لمخالفة أصحاب الجحيم: إمام أبوالعباس تقى الدين أحمد بن عبدالحليم تيميه حراني (۶۶۱ھ ۷۲۸ھ) ناشر: دار عالم الكتب، بيروت (۱۴۱۹ھ ۱۹۹۹ء)

۳...إعلام الموقعين عن رب العالمين: إمام محمد بن أبى بكر بن أيوب شمس الدين ابن قيم جوزية (۶۹۱ھ ۷۵۱ھ) ناشر: دارالجيل، بيروت (۱۴۱۹ھ ۱۹۹۸ء)

۴...الإصابة في تمييز الصحابة: إمام أبو الفضل أحمد بن علي بن حجر عسقلاني (۷۷۳ھ ۸۵۲ھ) ناشر: دار الكتب العلمية، بيروت (۱۴۱۵ھ)

۵...الإتقان في علوم القرآن: إمام أبوالفضل عبدالرحمن بن أبي بكر المعروف جلال الدين سيوطي (۸۴۹ھ ۹۱۱ھ) ناشر: الهيئة المصرية، (۱۳۹۴ھ ۱۹۷۴ء)

۶...أخبار أبي حنيفة وأصحابه: إمام أبو عبد اللّٰه حسين بن علي صيمرى (۳۵۱ھ ۴۳۶ھ) ناشر: عالم الكتب بيروت (۱۴۰۵ھ ۱۹۸۵ء)

۷...الانتقاء في فضائل الثلاثة الأئمة الفقهاء: إمام أبو عمر يوسف بن عبداللّٰه بن محمد المعروف ابن عبدالبر (۳۶۸ھ ۴۶۳ھ) ناشر: دارالكتب العلمية.

۸...الاستیعاب في معرفة الأصحاب: إمام أبو عمر یوسف بن عبداللّٰہ بن محمد المعروف ابن عبدالبر (۳۶۸ھ۔ ۴۶۳ھ) ناشر: دارالجیل بیروت. (۱۴۱۲ھ۔ ۱۹۹۲ء)

۹...إرشاد الساري شرح صحیح البخاري: إمام أبوالعباس أحمد بن محمد بن أبي بکر قسطلاني (۸۵۱ھ۔ ۹۲۳ھ) ناشر: دارالفکر، بیروت (۱۳۰۴ھ)

۱۰...الأدب المفرد: إمام أبو عبد اللّٰہ محمد بن إسماعیل البخاری (۱۹۴ھ۔ ۲۵۶ھ) ناشر: دار البشائر الإسلامیة (۱۴۰۹ھ۔ ۱۹۸۹ء)

۱۱...الانتصار والترجیح للمذهب الصحیح: إمام أبو المظفر جمال الدین یوسف بن فرغل المعروف سبط ابن جوزي (۶۵۴ھ) ناشر: الرحیم اکیڈمی

۱۲...الأشباه والنظائر: إمام زین الدین بن إبراهیم بن محمد المعروف ابن نجیم (۹۷۰ھ) ناشر: دارالکتب العلمیة (۱۴۱۹ھ۔ ۱۹۹۹ء) قدیمی کتب خانہ

۱۳... إکمال تهذیب الکمال: إمام أبو عبد اللّٰہ علاء الدین مغلطائي حنفي (۶۸۹ھ۔ ۷۶۲ھ) ناشر: الفاروق الحدیثیة، قاهرة (۱۴۲۲ھ۔ ۲۰۰۱ء)

۱۴...الأنساب: إمام أبو سعد عبد الکریم بن محمد سمعاني (۵۰۶ھ۔ ۵۶۲ھ) ناشر: دائرة المعارف العثمانیة، حیدر آباد دکن (۱۳۸۲ھ۔ ۱۹۶۲ء)

۱۵...الإکمال في رفع الارتیاب عن المؤتلف والمختلف في الأسماء

والكنى والأنساب: إمام أبو نصر علي بن هبة الله المعروف ابن ماكولا (۴۲۱ھـ ۴۷۵ھـ) ناشر: دار الكتب العلمية (۱۴۱۱ھـ ۱۹۹۰ء)

۱۶...أسد الغابة في معرفة الصحابة: أبو الحسن عز الدين ابن اثير جزري (۵۵۵ھـ ۶۳۰ھـ) ناشر: دار الكتب العلمية (۱۴۱۵ھـ ۱۹۹۴ء)

۱۷...الإمتاع بسيرة الإمامين محمد بن زياد وصاحبه محمد بن شجاع: إمام محمد زاهد بن حسن بن علي كوثري (۱۲۹۶ھـ ۱۳۷۱ھـ) ناشر: دار الكتب العلمية

۱۸...امام ابن ماجہ اور علم حدیث: محقق العصر علامہ عبدالرشید نعمانی رحمۃ اللہ علیہ (۱۳۳۳ھ ۱۴۲۰ھ) ناشر: میر محمد کتب خانہ

۱۹...انوار الباری شرح صحیح البخاری: افادات: امام العصر علامہ انور شاہ کشمیری رحمۃ اللہ علیہ (۱۲۹۲ھ ۱۳۵۲ھ) ناشر: ادارہ تالیفات اشرفیہ ملتان

۲۰... إيضاح المكنون في الذيل على كشف الظنون: إسماعيل بن محمد أمين بغدادي (۱۳۳۹ھـ) ناشر: دار إحياء التراث العربي

۲۱...الأعلام: خير الدين بن محمود زركلي دمشقي (۱۳۱۰ھـ ۱۳۹۶ھـ) ناشر: دار العلم (۲۰۰۲ء)

۲۲...أدلة معتقد أبي حنيفة في أبوى الرسول عليه الصلاة والسلام: إمام أبو الحسن علي بن سلطان المعروف ملاعلي قاري (۱۰۱۴ھـ) ناشر: مكتبة الغرباء الأثرية (۱۴۱۳ھـ)

۲۳...الإمام الاعظم أبو حنيفة والثنائيات في مسانيده: عبدالعزيز يحيى سعدى، ناشر: دار الكتب العلمية (۱۴۲۶ھـ ۲۰۰۵ء)

۲۴...الإحكام في أصول الأحكام: إمام أبو محمد علي بن أحمد المعروف ابن حزم ظاهري (۳۸۴ھـ ۴۵۶ھـ) ناشر: دار الآفاق الجديدة، بيروت

۲۵... أصول السرخسي: إمام أبو سهل محمد بن أحمد المعروف شمس الائمة سرخسي (۴۸۳ھـ) ناشر: دار المعرفة، بيروت

۲۶...أصول الكرخي: إمام أبو الحسن الكرخي عبيد الله بن الحسن بن دلال، (۲۶۰ھـ ۳۴۰ھـ) ناشر: المطبع الجيد الدهلوي

۲۷...إيضاح الدليل في قطع حجج أهل التعطيل: إمام أبو عبدالله محمد بن ابراهيم حموى (۶۳۹ھـ ۷۳۳ھـ) ناشر: دار السلام للطباعة والنشر (۱۴۰۱ھـ ۱۹۹۰ء)

۲۸...امام ابوحنیفہ کی تابعیت اور صحابہ سے ان کی روایت: مولانا محمد عبدالشہید نعمانی، ناشر: الرحیم اکیڈمی

۲۹...امام ابوحنیفہ اور معترضین: حضرت مولانا مفتی سید مہدی حسن صاحب رحمۃ اللہ علیہ، ناشر: الرحیم اکیڈمی

۳۰...امام اعظم اور علم حدیث: حضرت مولانا محمد علی صدیقی کاندھلوی رحمۃ اللہ علیہ ناشر: مکتبہ الحسن

۳۱...امام ابوحنیفہ کے حیرت انگیز واقعات: حضرت مولانا عبدالقیوم حقانی، ناشر: القاسم اکیڈمی

۳۲...امام ابوحنیفہ کی سیاسی زندگی: حضرت مولانا مناظر احسن گیلانی رحمۃ اللہ علیہ، ناشر: نفیس اکیڈمی

۳۳... أبو حنيفة حياته، وعصره، آراؤه وفقهه: الإمام محمد أبو زهرة، ناشر: دار الفكر العربي (۱۳۲۹ھ)

۳۴... الإعلان بالتوبيخ لمن ذم التاريخ: شمس الدين محمد بن عبد الرحمان السخاوي (۸۳۱ھ۔ ۹۰۲ھ) ناشر: مطبعة التركي لخزانة المرحوم أحمد باشا تيمور (۱۳۴۹ھ)

۳۵...الإرشاد في معرفة علماء الحديث: أبو إمام يعلى خليل بن عبد الله بن أحمد قزويني (۳۲۷ھ۔ ۴۴۶ھ) ناشر:مكتبة الرشد، رياض (۱۴۰۹ھ)

۳۶...أقاويل الثقات في تاويل الأسماء والصفات:إمام مرعي بن يوسف بن أبي بكر حنبلي (۱۰۳۳ھ) ناشر: مؤسسة الرسالة (۱۴۰۶ھ)

۳۷...البداية والنهاية: إمام أبو الفداء اسماعيل بن عمر المعروف ابن كثير (۷۰۱ھ۔ ۷۷۴ھ) ناشر: دار إحياء التراث العربي (۱۴۰۸ھ۔ ۱۹۸۸ء)

۳۸...البناية شرح الهداية: إمام أبو محمد محمود بن أحمد بن موسى المعروف بدرالدين عيني (۷۶۲ھ۔ ۸۵۵ھ) ناشر: دار الكتب العلمية (۱۴۲۰ھ۔ ۲۰۰۰ء)

۳۹...البحر الرائق شرح كنز الدقائق: إمام زين الدين بن ابراهيم بن محمد المعروف ابن نجيم (۹۷۰ھ) ناشر: دار الكتاب الإسلامي/ مکتبہ رشیدیہ کوئٹہ

۴۰...بلوغ الأماني في سيرة محمد بن الحسن الشيباني: إمام محمد زاهد بن حسن بن علي كوثرى (۱۲۹۶ھ۔ ۱۳۷۱ھ) ناشر: دارالكتب العلمية

۴۱...بدائع الصنائع في ترتيب الشرائع: إمام علاء الدين أبو بكر بن مسعود كاساني (۵۸۷ھ) ناشر: دار الكتب العلمية (۱۴۰۶ھ ۱۹۸۶ء)

۴۲...بغية الطلب في تاريخ حلب: إمام عمر بن أحمد بن هبة الله المعروف ابن العديم (۵۸۸ھ ۶۶۰ھ) ناشر: دارالفكر، بيروت

۴۳...البدر الطالع بمحاسن من بعدالقرن السابع: إمام محمد بن علي بن محمد شوكاني (۱۱۷۳ھ ۱۲۵۰ھ) ناشر: دار المعرفة بيروت

۴۴...تذكرة الحفاظ: إمام أبو عبد الله شمس محمد بن أحمد بن عثمان ذهبي، (۶۷۳ھ ۷۴۸ھ) ناشر: دار الكتب العلمية، بيروت (۱۴۱۹ھ ۱۹۹۸ء)

۴۵...تاريخ الإسلام ووفيات المشاهير والأعلام: إمام أبو عبد الله شمس محمد بن أحمد بن عثمان ذهبي (۶۷۳، ۷۴۸ھ) ناشر: دار الكتاب العربي، بيروت (۱۴۱۳ھ ۱۹۹۳ء)

۴۶...تذهيب تهذيب الكمال في أسماء الرجال: إمام أبو عبد الله شمس محمد بن أحمد بن عثمان ذهبي، (۶۷۳ھ ۷۴۸ھ) ناشر: الفاروق الحديثية للطباعة والنشر (۱۴۲۵ھ)

۴۷...التجريد في أسماء الصحابة: إمام أبو عبد الله شمس محمد بن أحمد بن عثمان ذهبي (۶۷۳ھ ۷۴۸ھ) ناشر: دارالكتب العلمية، بيروت

۴۸...تهذيب الكمال في أسماء الرجال: إمام أبوالحجاج يوسف بن عبدالرحمن مزي (۶۵۴ھ ۷۴۲ھ) ناشر: مؤسسة الرسالة (بيروت، ۱۴۰۰ھ ۱۹۸۰ء)

۴۹...تهذيب التهذيب: إمام أبو الفضل أحمد بن علي بن حجر عسقلاني (۷۷۳هـ ۸۵۲هـ) ناشر: دائرة المعارف النظامية، الهند (۱۳۲۶هـ)

۵۰...تقريب التهذيب: إمام أبو الفضل أحمد بن علي بن حجر عسقلاني (۷۷۳هـ ۸۵۲هـ) ناشر: دار الرشيد، سوريا، (۱۴۰۶هـ ۱۹۸۶ء)

۵۱...تبييض الصحيفة بمناقب أبي حنيفة: إمام أبو الفضل عبد الرحمن بن أبي بكر المعروف جلال الدين سيوطي (۸۴۹هـ ۹۱۱هـ) ناشر: ادارة القرآن والعلوم الإسلامية كراتشي

۵۲...تدريب الراوى في شرح تقريب النواوى: إمام أبو الفضل عبد الرحمن بن أبي بكر المعروف جلال الدين سيوطي (۸۴۹هـ ۹۱۱هـ) ناشر: دار طيبة

۵۳...تانيب الخطيب على ماساقه في ترجمة أبي حنيفة من الأكاذيب: إمام محمد زاهد بن حسن بن علي كوثرى (۱۲۹۶هـ ۱۳۷۱هـ) ناشر: مکتبہ امدادیہ ملتان

۵۴...التذكرة بمعرفة رجال الكتب العشرة: إمام محمد بن حسن بن حمزة المعروف أبو المحاسن حسيني (۷۶۵هـ) ناشر: مكتبة النحانجي قاهرة.

۵۵...تبصير المنتبه بتحرير المشتبه: إمام أبو الفضل أحمد بن علي بن حجر عسقلاني (۷۷۳هـ ۸۵۲هـ) ناشر: المكتبة العلمية، بيروت

۵۶...تعجيل المنفعة بزوائد رجال الأئمة الأربعة: إمام أبو الفضل أحمد بن علي بن حجر عسقلاني (۷۷۳هـ ۸۵۲هـ) ناشر: دار البشائر، بيروت (۱۹۹۶ء)

۵۷...التاریخ الکبیر:إمام أبو عبداللّٰہ محمد بن اسماعیل البخاري (۱۹۴ھ ۲۵۶ھ) ناشر:دائرۃ المعارف العثمانیة، حیدرآباد دکن

۵۸...التاریخ الصغیر:إمام أبو عبداللّٰہ محمد بن اسماعیل البخاري (۱۹۴ھ ۲۵۶ھ) ناشر:دارالوعی، حلب (۱۳۹۶ھ)

۵۹...التحقیق في أحادیث الخلاف:إمام أبوالفرج عبدالرحمن بن علي جوزي(۵۰۸ھ ۵۹۷ھ) ناشر: دارالکتب العلمیة (۱۴۱۵ھ)

۶۰...تاریخ بغداد: إمام أبو بکر أحمد بن علي بن ثابت بن أحمد المعروف خطیب بغدادي (۳۹۲ھ ۴۶۳ھ) ناشر: دار الکتب العلمیة (۱۴۱۷ھ)

۶۱...تحفة الأحوذي بشرح جامع الترمذی:إمام أبو العلاء محمد عبد الرحمن بن عبد الرحیم (۱۲۸۳ھ ۱۳۵۳ھ) ناشر: دار الکتب العلمیة

۶۲...التبصیر في الدین وتمییز الفرقة الناجیة عن الفرق الهالکین: إمام أبو المظفر طاهر بن محمد إسفرائیني (۴۷۱ھ) ناشر:عالم الکتب (۱۴۰۳ھ ۱۹۸۳ء)

۶۳...تهذیب الأسماء واللغات:إمام أبو زکریا محي الدین یحیی بن شرف نووي (۶۳۱ھ ۶۷۶ھ) ناشر: دار الکتب العلمیة

۶۴...التقریب والتیسیر: إمام أبو زکریا محی الدین یحیی بن شرف نووي (۶۳۱ھ ۶۷۶ھ) ناشر: دار الکتاب العربي، بیروت (۱۴۰۵ھ ۱۹۸۵ء)

۶۵... تاریخ أسماء الثقات: إمام أبوحفص عمر بن أحمد بن عثمان المعروف ابن شاهين (۲۹۷ھ ۳۸۵ھ) ناشر: الدار السلفية، كويت (۱۴۰۴ھ ۱۹۸۴ء)

۶۶... تاريخ مدينة دمشق: إمام أبوقاسم علي بن حسن بن هبة اللّٰه (۴۹۹ھ ۵۷۱ھ) ناشر: دار الفكر، بيروت (۱۴۱۵ھ ۱۹۹۵ء)

۶۷... التقييد لمعرفة رواة السنن والمسانيد: إمام أبو بكر محمد بن عبد الغني بغدادي حنبلي (۵۷۹ھ ۶۲۹ھ) ناشر: دار الكتب العلمية (۱۴۰۸ھ ۱۹۸۸ء)

۶۸... التمهيد لمافي الموطا من المعاني والأسانيد: إمام أبو عمر يوسف بن عبد اللّٰه بن محمد المعروف ابن عبدالبر (۳۶۸ھ ۴۶۳ھ) ناشر: وزارة عموم الأوقاف والشؤون الإسلامية (۱۳۸۷ھ)

۶۹... التقرير والتحرير: إمام أبوعبداللّٰه شمس الدين محمد بن محمد المعروف ابن أمير الحاج (۸۲۵ھ ۸۷۹ھ) ناشر: دارالكتب العلمية (۱۴۰۳ھ ۱۹۸۳ء)

۷۰... تاريخ ابن معين (رواية الدوري) إمام أبو زكريايحيى بن معين بن عون بن زياد (۱۵۸ھ ۲۳۳ھ) ناشر: مركز البحث العلمي (۱۳۹۹ھ ۱۹۷۹ء)

۷۱... تاريخ أصبهان: إمام أبونعيم أحمد بن عبداللّٰه بن أحمد أصبهاني (۳۳۶ھ ۴۳۰ھ) ناشر: دار الكتب العلمية (۱۴۱۰ھ ۱۹۹۰ء)

۷۲... التدوين في أخبار قزوين: إمام أبو القاسم عبد الكريم

بن محمد قزويني (۵۵۷ھ ۶۲۳ھ) ناشر: دار الكتب العلمية (۱۴۰۸ھ ۱۹۸۷ء)

۷۳... توجيه النظر إلى أصول الأثر: إمام طاهر بن صالح بن أحمد جزائري دمشقي (۱۲۶۸ھ ۱۳۳۸ھ) ناشر: المطبوعات إسلامية، حلب (۱۴۱۶ھ ۱۹۹۵ء)

۷۴... تأسيس النظر: إمام أبو يزيد عبيد الله بن عمر بن عيسى الدبوسي، (۴۳۰ھ) ناشر: مطبعة الإمام محمد، قاهرة

۷۵... تاریخ اہل حدیث: مولانا محمد ابراہیم سیالکوٹی رحمۃ اللہ علیہ، ناشر: اسلامی پبلشنگ کمپنی لاہور

۷۶... توضيح الأفكار لمعانى تنقيح الأنظار: إمام محمد بن إسماعيل بن صلاح المعروف أمير صنعاني (۱۰۹۹ھ ۱۱۸۲ھ) ناشر: دارالكتب العلمية (۱۴۱۷ھ ۱۹۹۷ء)

۷۷... التعليق الممجد على موطا محمد: إمام عبدالحى بن محمد عبدالحليم لكهنوي (۱۲۶۴ھ ۱۳۰۴ھ) ناشر: دارالقلم، دمشق (۱۴۲۶ھ ۲۰۰۵ء)

۷۸... تجلیات صفدر: حضرت مولانا محمد امین صفدر اوکاڑوی، ناشر: مکتبہ امدادیہ ملتان

۷۹... التقييد والإيضاح شرح مقدمة ابن الصلاح: إمام أبو الفضل زين الدين عبد الرحيم بن حسين عراقي (۷۲۵ھ ۸۰۶ھ) ناشر: المكتبة السلفية، مدينه منوره (۱۳۸۹ھ)

۸۰... التفسير الكبير: إمام أبو عبد الله محمد بن عمر بن حسن

المعروف إمام رازي (۵۴۴ھ ـ ۶۰۶ھ) ناشر: دارإحياء التراث العربي/ مکتبہ علوم اسلامیہ لاہور

۸۱...تاج التراجم في طبقات الحنفية: إمام أبو العدل زين الدين قاسم بن قطلوبغا (۸۰۲ھ ـ ۸۷۹ھ) ناشر: دار القلم، دمشق (۱۴۱۳ھ ـ ۱۹۹۲ء)

۸۲...تلقيح فهوم أهل الأثر في عيون التاريخ والسير: إمام أبو الفرج جمال الدين عبدالرحمن ابن الجوزي (۵۰۸ھ ـ ۵۹۷ھ) ناشر: دار الأرقم بن أبي الأرقم (۱۹۹۷ء)

۸۳...التعليقات علي ذب ذبابات الدراسات عن المذاهب الأربعة المتناسبات: الشيخ عبدالرشيد نعماني (۱۳۳۳ھ ـ ۱۴۲۰ھ) ناشر: إحياء الأدب السندى حيدرآباد.

۸۴... التاج المكلل من جواهر مآثر الطّراز الآخر والأوّل: الشيخ نواب صديق حسن خان القنوجى (۱۳۰۷ھ) ناشر: المطبعة الهندية العربية (۱۳۸۳ھ ـ ۱۹۶۳ء)

۸۵...الثقات: إمام أبو حاتم محمد بن حبان بن أحمد البستي (۳۵۴ھ) ناشر: دائرة المعارف العثمانية، حيدرآباد دكن (۱۳۹۳ھ ـ ۱۹۷۳ء)

۸۶...الجرح والتعديل: إمام أبومحمد عبدالرحمن بن محمد المعروف ابن أبي حاتم رازي (۲۴۰ھ ـ ۳۲۷ھ) ناشر: دائرة المعارف العثمانية، حيدرآباد دكن (۱۲۷۱ھ)

۸۷...جامع بيان العلم وفضله: إمام أبو عمر يوسف بن عبدالله بن

محمد المعروف ابن عبدالبر(٣٦٨ھ ٤٦٣ھ) ناشر:دار ابن جوزي (١٤١٤ھ ١٩٩٤ء)

٨٨...الجواهر المضية في طبقات الحنفية:إمام عبدالقادر بن محمد بن نصر الله قرشي(٦٩٦ھ ٧٧٥ھ) ناشر:میر محمد کتب خانہ

٨٩...الجوهر النقي في الرد على البيهقى: إمام أبو الحسن علاء الدين علي بن عثمان المعروف ابن تركماني (٦٨٣ھ ٧٥٠ھ) الناشر: دار الفكر/ادارہ تالیفات اشرفیہ ملتان

٩٠... الجواهر والدرر في ترجمة شيخ الإسلام ابن حجر: إمام أبو الخير شمس الدين محمد بن عبد الرحمن السخاوى (٨٣١ھ ٩٠٢ھ) ناشر: دار ابن حزم (١٤١٩ھ ١٩٩٩ء)

٩١...جامع الأصول في أحاديث الرسول:إمام أبوالسعادات مبارك بن محمد بن محمد شيباني جزري (٥٤٤ھ ٦٠٦ھ) ناشر:مكتبة الحلواني.

٩٢... جلاء العينين بمحاكمة الأحمدين: إمام أبو البركات نعمان بن محمود المعروف ابن الآلوسي بغدادي (١٢٥٢ھ ١٣١٧ھ) ناشر: مطبعة المدني (١٤٠١ھ ١٩٨١ء)

٩٣...جامع المسانيد: إمام أبو المؤيد محمد بن محمود خوارزمي (٥٩٣ھ ٦٦٥ھ) ناشر: مکتبہ حنفیہ کوئٹہ

٩٤... الجامع لأخلاق الراوي وآداب السامع: إمام أبو بكر أحمد بن علي بن ثابت المعروف خطيب بغدادي (٣٩٢ھ ٤٦٣ھ) ناشر: مكتبة المعارف، رياض

۹۵...حجة الله البالغة :إمام أحمد بن عبد الرحيم المعروف شاه ولي اللّٰه دهلوي (۱۱۱۴ھ ۱۱۷۶ھ) ناشر: دار الجيل، بيروت(۱۴۲۶ھ ۲۰۰۵ء)

۹۶...الحطة في ذكر الصحاح الستة:إمام أبو الطيب محمد صديق خان بن حسن قنوجي (۱۲۴۸ھ ۱۳۰۷ھ) ناشر: دار الكتب العلمية (۱۴۰۵ھ ۱۹۸۵ء)

۹۷... *حدیث اور اہل حدیث: مولانا محمد انوار خورشید، ناشر: جمعیت اہل سنت لاہور*

۹۸...حياة الحيوان:محمد بن موسى بن عيسى الدميري (۷۴۲ھ، ۸۰۸ھ) ناشر: دار الكتب العلمية، (۱۴۲۴ھ)

۹۹...حلية الأولياء وطبقات الأصفياء: إمام أبو نعيم أحمد بن عبد اللّٰه بن أحمد أصبهاني (۳۳۶ھ ۴۳۰ھ) ناشر:دار الكتاب العربي (۱۳۹۴ھ)

۱۰۰...حسن التقاضي في سيرة أبي يوسف القاضي:إمام محمد زاهد بن حسن بن علي كوثرى (۱۲۹۶ھ ۱۳۷۱ھ) ناشر: دار الكتب العلمية

۱۰۱...خلاصة الأثر في أعيان القرن الحادى عشر:إمام محمد امين بن فضل اللّٰه دمشقى(۱۰۶۱ھ ۱۱۱۱ھ) ناشر: دار صادر، بيروت

۱۰۲...الخيرات الحسان في مناقب الإمام الأعظم أبي حنيفة النعمان: إمام شهاب الدين أحمد بن حجر هيتمي مكي(۹۰۹ھ ۹۷۳ھ) ناشر:دار الكتب العلمية(۱۴۰۳ھ)

۱۰۳...دول الإسلام: إمام أبو عبد اللّٰه شمس محمد بن أحمد بن عثمان ذهبي (۶۷۳ھ ۷۴۸ھ) ناشر: دار الكتب العلمية،بيروت

۱۰۴ ...دلائل النبوۃ: إمام أبو بکر أحمد بن حسین بن علي المعروف إمام بیهقی(۳۸۴ھ ۴۵۸ھ) ناشر: دارالکتب العلمیة(۱۴۰۵ھ)

۱۰۵ ...دیوان الإسلام: أبو المعالی شمس الدین محمد بن عبد الرحمن الغزی (۱۰۹۶ھ ۱۱۶۷ھ) ناشر: دار الکتب العلمیة (۱۴۱۱ھ ۱۹۹۰ء)

۱۰۶ ...الدرر الکامنة في أعیان المائة الثامنة: إمام أبو الفضل أحمد بن علي بن محمد عسقلاني (۷۷۳ھ ۸۵۲ھ) ناشر: دائرة المعارف العثمانیة (۱۳۹۲ھ ۱۹۷۲ء)

۱۰۷ ...ذکر من یعتمد قوله في الجرح والتعدیل: إمام أبو عبد اللّٰه شمس محمد بن أحمد بن عثمان ذهبي، (۶۷۳ھ ۷۴۸ھ) ناشر: دارالبشائر، بیروت(۱۴۱۰ھ ۱۹۹۰ء)

۱۰۸ ...رد المحتار علی الدر المختار: إمام محمد امین بن عمر بن عبد العزیز المعروف علامة شامی (۱۱۹۸ھ ۱۲۵۲ھ) ناشر: دارالفکر بیروت(۱۴۱۲ھ ۱۹۹۲ء)

۱۰۹ ... روح المعانی في تفسیر القرآن العظیم: إمام شهاب الدین محمود آلوسي بغدادي (۱۲۱۷ھ ۱۲۷۰ھ) ناشر: دار الکتب العلمیة (۱۴۱۵ھ)

۱۱۰ ...الرسالة المستطرفة لبیان مشهور کتب السنة المشرفة: إمام أبوعبداللّٰه محمد بن أبي الفیض المعروف کتاني (۱۲۷۴ھ ۱۳۴۵ھ) ناشر: دارالبشائر الإسلامیة

۱۱۱... الرفع والتكميل في الجرح والتعديل: إمام عبدالحي بن محمد عبد الحليم لكهنوي (۱۲۶۴ھ ۱۳۰۴ھ) ناشر: قدیمی کتب خانہ

۱۱۲... الروض الباسم في الذب عن سنة أبي القاسم: إمام محمد بن ابراهيم المعروف ابن وزير صنعاني (۸۴۰ھ) ناشر: مكتبه عباس أحمد باز

۱۱۳... زادالمعاد في هدى خير العباد: إمام محمد بن أبى بكر بن أيوب شمس الدين ابن قيم جوزية (۶۹۱ھ ۷۵۱ھ) ناشر: مؤسسة الرسالة، بيروت (۱۴۱۵ھ ۱۹۹۴ء)

۱۱۴... سير أعلام النبلاء: إمام أبو عبد الله شمس محمد بن أحمد بن عثمان ذهبي (۶۷۳ھ، ۷۴۸ھ) ناشر: مؤسسة الرسالة، بيروت (۱۴۰۵ھ ۱۹۸۵ء)

۱۱۵... سیرۃ النعمان: حضرت مولانا شبلی نعمانی رحمۃ اللہ علیہ، ناشر: دارالاشاعت کراچی

۱۱۶... سنن الترمذي: إمام محمد بن عيسى بن سورة الترمذي (۲۰۹ھ ۲۷۹ھ) ناشر: مصطفى البابي حلبي، (۱۳۹۵ھ ۱۹۷۵ء)

۱۱۷... سنن أبي داود: إمام أبو داود سليمان بن أشعث سجستاني (۲۰۲ھ ۲۷۵ھ) ناشر: المكتبة العصرية، بيروت

۱۱۸... سنن نسائي: إمام أبوعبدالرحمن أحمد بن شعيب نسائي (۲۱۵ھ ۳۰۳ھ) ناشر: المطبوعات الإسلامية، حلب (۱۴۰۴ھ ۱۹۸۶ء)

۱۱۹... سنن ابن ماجه: إمام أبو عبدالله محمدبن يزيد قزويني (۲۰۹ھ ۲۷۳ھ) ناشر: دارإحياء الكتب العربية.

۱۲۰... سبل الهدى والرشادفي سيرة خير العباد: إمام أبو عبد الله

محمد بن یوسف صالحي (۹۴۲ھ) ناشر: دار الکتب العلمیة (۱۴۱۴ھ ۱۹۹۳ء)

۱۲۱ ...السنن الکبری:إمام أبو بکر أحمد بن حسین بن علي بیهقي (۳۸۴ھ ۴۵۸ھ) ناشر:دارالکتب العلمیة (۱۴۲۴ھ ۲۰۰۳ء)

۱۲۲ ...سنن الدارقطني:إمام أبو الحسن علي بن عمر بن أحمد المعروف دارقطني (۳۰۶ھ ۳۸۵ھ) ناشر: مؤسسة الرسالة، بیروت (۱۴۲۴ھ ۲۰۰۴ء)

۱۲۳ ...سؤالات السلمي للدارقطني: إمام محمد بن حسین بن محمد المعروف أبو عبدالرحمن سلمی (۳۲۵ھ ۴۱۲ھ) ناشر: دارالعلم (۱۴۲۷ھ)

۱۲۴ ...سؤالات حمزة بن یوسف السهمي: إمام أبو القاسم حمزة بن یوسف سهمي جرجاني (۴۲۷ھ) ناشر: مکتبة المعارف، ریاض (۱۴۰۴ھ ۱۹۸۴ء)

۱۲۵ ... سلک الدرر في أعیان القرن الثاني عشر: إمام محمد خلیل بن علي بن محمد حسیني (۱۱۷۳ھ ۱۲۰۶ھ) ناشر: دار البشائر الإسلامیة (۱۴۰۸ھ ۱۹۸۸ء)

۱۲۶ ...السنة ومکانتها في التشریع الإسلامي:الدکتور مصطفی السباعي الشامي، ناشر: المکتب الإسلامي

۱۲۷ ...شرح أصول اعتقاد أهل السنة و الجماعة:إمام أبو القاسم هبة اللّٰه بن حسن اللالکائی (۴۱۸ھ) ناشر: دار طیبة(۱۴۲۳ھ ۲۰۰۳ء)

۱۲۸...شرح مسند أبي حنيفة: إمام أبو الحسن علي بن سلطان المعروف ملاعلي قاري (۱۰۱۴ھ) ناشر: دارالکتب العلمية (۱۴۰۵ھ ۱۹۸۵ء)

۱۲۹...شرح الفقه الأكبر: إمام أبوالحسن علي بن سلطان نور الدين المعروف ملاعلي قاري (۱۰۱۴ھ) ناشر: قدیمی کتب خانہ

۱۳۰...شرح معاني الآثار: إمام أبو جعفر أحمد بن محمد بن سلامة الطحاوي (۲۳۸ھ ۳۲۱ھ) ناشر: عالم الکتب (۱۴۱۴ھ ۱۹۹۴ء)

۱۳۱...شرح الشرح لنخبة الفكر في مصطلحات الأثر: إمام أبوالحسن علي بن سلطان نورالدين المعروف ملاعلي قاري (۱۰۱۴ھ) ناشر: دار أرقم، لبنان/ قدیمی کتب خانہ

۱۳۲...شذرات الذهب في أخبار من ذهب: إمام عبدالحي بن أحمد بن محمد المعروف ابن العماد حنبلي (۱۰۳۲ھ ۱۰۸۹ھ) ناشر: دار ابن كثير، دمشق (۱۴۰۶ھ ۱۹۸۶ء)

۱۳۳...شرح العقيدة الطحاوية: إمام محمد بن علاء الدين المعروف ابن أبي العز (۷۳۱ھ ۷۹۲ھ) ناشر: مؤسسة الرسالة (۱۴۱۷ھ ۱۹۹۷ء)

۱۳۴...صحيح البخاري: إمام أبو عبدالله محمد بن اسماعيل البخاري (۱۹۴ھ ۲۵۶ھ) ناشر: دار طوق النجاة، (۱۴۲۲ھ)

۱۳۵...صفة الصفوة: إمام أبو الفرج عبد الرحمن بن علي جوزي (۵۰۸ھ ۵۹۷ھ) ناشر: دار الحديث، قاهرة، (۱۴۲۱ھ ۲۰۰۰ء)

۱۳۶...صحيح مسلم: إمام أبوالحسن مسلم بن حجاج قشيري

(۲۰۴ھ ۲۶۱ھ) ناشر: دارإحياء التراث العربي

۱۳۷... صحيح ابن حبان: إمام أبوحاتم محمد بن حبان بن أحمد البستي (۳۵۴ھ) ناشر: مؤسسة الرسالة، بيروت، (۱۴۱۴ھ ۱۹۹۳ء)

۱۳۸... الصحاح: إمام أبونصر اسماعيل بن حماد جوهري فارابي (۳۹۳ھ) ناشر: دارالعلم، بيروت (۱۴۰۷ھ ۱۹۸۷ء)

۱۳۹... الضوء اللامع لأهل القرن التاسع: إمام أبو الخير شمس الدين محمد بن عبد الرحمن بن محمد المعروف إمام سخاوي (۸۳۱ھ ۹۰۲ھ) ناشر: دارمكتبة الحياة، بيروت

۱۴۰... الضعفاء والمتروكون: إمام أبو عبدالرحمن أحمد بن شعيب نسائي (۲۱۵ھ ۳۰۳ھ) ناشر: دار الوعى، حلب (۱۳۹۶ھ)

۱۴۱... طبقات الحفاظ: إمام أبوالفضل عبدالرحمن بن أبي بكر المعروف جلال الدين سيوطي (۸۴۹ھ ۹۱۱ھ) ناشر: دار الكتب العلمية (۱۴۰۳ھ)

۱۴۲... طبقات الشافعية الكبرىٰ: إمام تاج الدين عبد الوهاب بن تقي الدين سبكي (۷۲۷ھ ۷۷۱ھ) ناشر: هجر للطباعة والنشر والتوزيع (۱۴۱۳ھ)

۱۴۳... الطبقات الكبرى: إمام أبوعبدالله محمد بن سعد بن منيع (۲۳۰ھ) ناشر: دارالكتب العلمية (۱۴۱۰ھ ۱۹۹۰ء)

۱۴۴... طبقات الفقهاء: إمام أبو اسحاق ابراهيم بن علي شيرازي (۳۹۳ھ ۴۷۶ھ) ناشر: دارالرائد العربي، بيروت (۱۹۷۰ء)

۱۴۵...طبقات المحدثين بأصبهان والواردين عليها: إمام أبو محمد عبدالله بن محمد المعروف أبوشيخ أصبهاني (۲۷۴هـ ۳۶۹هـ) ناشر: مؤسسة الرسالة (۱۴۲۱هـ ۱۹۹۲ء)

۱۴۶... طبقات الشافعيين: إمام أبو الفداء إسماعيل بن عمر بن كثير الدمشقي (۷۰۰هـ ۷۷۴هـ) ناشر: مكتبة الثقافة الدينية (۱۴۱۳هـ ۱۹۹۳ء)

۱۴۷...العبر في تاريخ من غبر: إمام أبو عبد الله شمس محمد بن أحمد بن عثمان ذهبي (۶۷۳هـ ۷۴۸هـ) ناشر: دار الكتب العلمية، بيروت

۱۴۸...عقود الجمان في مناقب الإمام الأعظم أبي حنيفة النعمان: إمام أبوعبدالله محمد بن يوسف صالحي (۹۴۲هـ) ناشر: مكتبة الإيمان/مکتبۃ الشیخ

۱۴۹...عقود الجواهر المنيفة في أدلة مذهب الإمام أبى حنيفة: إمام أبو الفيض محمد بن محمد المعروف مرتضى زبيدي (۱۲۰۵هـ) ناشر: ایچ ایم سعید

۱۵۰... العلل الصغير: محمد بن عيسى بن سورة بن موسى الترمذي، ناشر: دار إحياء التراث العربي (۲۰۹هـ ۲۷۹هـ)

۱۵۱... عقلیات ابن تیمیہ: مولانا محمد حنیف ندوی، ناشر: علم وعرفان پبلشرز

۱۵۲...العقيدة وعلم الكلام: إمام محمد زاهد بن حسن بن علي كوثري (۱۲۹۶هـ ۱۳۷۱هـ) ناشر: دار الكتب العلمية

۱۵۳...عمدة القارى شرح صحيح البخاري: إمام أبو محمد محمود بن أحمد بن موسى المعروف بدر الدين عيني (۷۶۲هـ ۸۵۵هـ) ناشر:

دارإحیاء التراث العربی

۱۵۴...فتح الباری بشرح صحیح البخاري:إمام أبو الفضل أحمد بن علي بن حجر عسقلاني (۷۷۳ھ۔ ۸۵۲ھ) ناشر:دارالمعرفة،بیروت (۱۳۷۹ھ)

۱۵۵...الفصل في الملل والأهواء والنحل: إمام أبو محمد علي بن أحمد بن سعید المعروف ابن حزم ظاهري (۳۸۴ھ۔ ۴۵۶ھ) ناشر: مکتبة الخانجي،قاهرة

۱۵۶...فیض القدیر شرح الجامع الصغیر:اما م عبدالرؤوف بن تاج العارفین بن علي مناوي (۹۵۲ھ۔ ۱۰۳۱ھ) ناشر:المکتبة التجاریة الکبری(۱۳۵۶ھ)

۱۵۷...فتح المغیث بشرح ألفیة الحدیث:إمام أبوالخیر شمس الدین محمد بن عبدالرحمن بن محمد المعروف إمام سخاوي (۸۳۱ھ۔ ۹۰۲ھ) ناشر:مکتبة السنة،مصر(۱۴۲۴ھ۔ ۲۰۰۳ء)

۱۵۸...الفتاوی الهندیة: جماعة من علماء الهند الأعلام، ناشر: دارالفکر، بیروت(۱۴۱۰ھ)

۱۵۹...فتح القدیر:إمام کمال الدین محمد بن عبدالواحد المعروف ابن همام (۷۹۰ھ۔ ۸۶۱ھ) ناشر:دارالفکر،بیروت

۱۶۰...الفهرست:إمام أبوالفرج محمد بن اسحاق بن محمد الندیم (۴۳۸ھ) ناشر: دار المعرفة، بیروت (۱۴۱۷ھ۔ ۱۹۹۷ء)

۱۶۱...فضائل الصحابة:إمام أبوعبدالله أحمد بن محمد بن حنبل

شیباني (۱۶۴ھ ـ ۲۴۱ھ) ناشر: مؤسسة الرسالة (۱۴۰۳ھ ـ ۱۹۸۳ء)

۱۶۲...الفوائد البهية في تراجم الحنفية: إمام أبو الحسنات محمد عبد الحي بن محمد عبد الحليم لكهنوي (۱۲۶۴ھ ـ ۱۳۰۴ھ) ناشر: دارارقم بن أبي ارقم(۱۴۱۸ھ ـ ۱۹۹۸ء)

۱۶۳...فيض البارى علي صحيح البخاري:إمام العصر انور شاه كشميري (۱۲۹۲ھ ـ ۱۳۵۲ھ) ناشر: مکتبہ رشیدیہ کوئٹہ

۱۶۴...فهرس الفهارس والأثبات ومعجم المعاجم:إمام عبدالحي بن عبدالكبير المعروف كتاني (۱۳۰۵ھ ـ ۱۳۸۲ھ) ناشر:دارالغرب الإسلامي(۱۹۸۲ء)

۱۶۵...الفصول في الأصول:إمام أبوبكر أحمد بن علي الجصاص (۳۰۵ھ ـ ۳۷۰ھ) ناشر:وزارة الأوقاف الكويت (۱۴۱۴ھ ـ ۱۹۹۴ء)

۱۶۶...فتوح البلدان:إمام أحمد بن يحيى بن جابر بلاذري (۲۷۹ھ) ناشر:مكتبة الهلال بيروت، (۱۹۸۸ء)

۱۶۷... قاموس الفقہ: حضرت مولانا خالدسیف اللہ رحمانی، ناشر: زمزم پبلشرز

۱۶۸...قواعد في علوم الحديث:الشيخ ظفر أحمد (۱۳۰۱ھ ـ ۱۳۹۴ھ) ناشر:ادارة القرآن والعلوم الإسلامية.

۱۶۹...القاموس المحيط: إمام مجد الدين محمد بن يعقوب فيرر آبادي(۷۲۹ھ ـ ۸۱۷ھ)ناشر: مؤسسة الرسالة، بيروت (۱۴۲۶ھ ـ ۲۰۰۵ء)

۱۷۰...قاعدة في الجرح والتعديل: إمام تاج الدين عبدالوهاب بن تقي الدين سبكي (۷۲۷ھ ـ ۷۷۱ھ) ناشر: دار البشائر . . وت

(۱۴۱۰ھ ۱۹۹۰ء)

۱۷۱...کتاب الآثار: إمام أبو عبد اللّٰہ محمد بن حسن شیباني (۱۳۱ھ ۱۸۹ھ) ناشر: دارالکتب العلمیة

۱۷۲...کتاب الآثار: إمام أبو یوسف یعقوب بن ابراھیم بن حبیب (۱۱۳ھ ۱۸۲ھ) ناشر: دارالکتب العلمیة

۱۷۳...الکاشف في معرفة من له روایة في الکتب الستة: إمام أبوعبداللّٰہ شمس محمد بن أحمد بن عثمان ذھبي، (۶۷۳ھ ۷۴۸ھ) ناشر: دار القبلة للثقافة الإسلامیة (۱۴۱۳ھ ۱۹۹۲ء)

۱۷۴...الکنی والأسماء: إمام أبو الحسن مسلم بن حجاج قشیري (۲۰۴ھ ۲۶۱ھ) ناشر: البحث العلمي جامعه إسلامیه (۱۴۰۴ھ ۱۹۸۴ء)

۱۷۵...الکفایة في علم الروایة: إمام أبوبکر أحمد بن علي بن ثابت بن أحمد المعروف خطیب بغدادی (۳۹۲ھ ۴۶۳ھ) ناشر: المکتبة العلمیة، مدینة منورة

۱۷۶...کتاب القرائة خلف الإمام: إمام أبوبکر أحمد بن حسین بن علي بیھقي (۳۸۴ھ ۴۵۸ھ) ناشر: دار الکتب العلمیة (۱۴۰۵ھ)

۱۷۷...کتاب الأم: إمام أبوعبداللّٰہ محمد بن إدریس شافعي (۱۵۰ھ ۲۰۴ھ) ناشر: دار المعرفة، بیروت (۱۴۱۰ھ ۱۹۹۰ء)

۱۷۸...الکشف المبدي لتمویه أبي الحسن السبکي: إمام محمد بن حسین سلیمان (۱۳۰۴ھ ۱۳۵۵ھ) ناشر: دار الفضیلة، ریاض (۱۴۲۲ھ ۲۰۰۲ء)

۱۷۹...الكشاف عن حقائق غوامض التنزيل: إمام أبو القاسم محمود بن عمرو المعروف جار اللّٰه زمخشري (۴۶۷ھ۔ ۵۳۸ھ) ناشر: دارالكتاب العربي (۱۴۰۷ھ)

۱۸۰...كشف الظنون عن أسامي الكتب والفنون: مصطفى بن عبداللّٰه المعروف حاجي خليفه چلپی (۱۰۰۴ھ۔۱۰۶۷ھ) ناشر: دار إحياء التراث العربى(۱۹۴۱ء)

۱۸۱...كشف الأسرار شرح أصول البزدوي: إمام عبد العزيز بن أحمد بخاري (۷۳۰ھ) ناشر: دار الكتاب الإسلامي.

۱۸۲...الكواكب السائرة بأعيان المائة العاشرة:إمام نجم الدين محمد بن محمد الغزي(۹۷۷ھ ۱۰۶۱ھ) ناشر: دار الكتب العلمية (۱۴۱۸ھ ۱۹۹۷ء)

۱۸۳...كلمات طيبات:إمام أحمد بن عبدالرحيم المعروف شاه ولي اللّٰه دهلوي (۱۱۱۴ھ ۱۱۷۶ھ) ناشر: مجتبائي دهلي

۱۸۴...الكامل في ضعفاء الرجال:إمام أبوأحمد بن عدى جرجانى (۲۷۷ھ ۳۶۵ھ) ناشر:المكتب العلمية(۱۴۱۸ھ ۱۹۹۷ء)

۱۸۵...لسان الميزان:إمام أبو الفضل أحمد بن علي بن حجر عسقلاني (۷۷۳ھ ۸۵۲ھ) ناشر:مؤسسة الاعلمى مطبوعات، بيروت (۱۳۹۰ھ ۱۹۷۱ء)

۱۸۶...لوامع الأنوار البهية وسواطع الأسرار الأثرية:إمام محمد بن أحمد بن سالم سفارينى(۱۱۱۴ھ ۱۱۸۸ھ) ناشر: مؤسسة الرسالة (۱۴۰۲ھ ۱۹۸۲ء)

۱۸۷ ...لامع الدراري: الإمام المحدث الشيخ رشيدأحمد الكنكوهي، (۱۳۲۳ھ) ناشر: المكتبة اليحيوية مظاهر العلوم سهارنفور الهند

۱۸۸ ...اللباب في تهذيب الأنساب: أبوالحسن عزالدين ابن أثير جزري (۵۵۵ھ ۶۳۰ھ) ناشر: دار صادر بيروت.

۱۸۹ ...لسان العرب: إمام أبوالفضل محمد بن مكرم جمال الدين ابن منظور افريقي (۶۳۰ھ ۷۱۱ھ) ناشر: دارصادر، بيروت (۱۴۱۴ھ)

۱۹۰ ... لمحات النظر في سيرة الإمام زفر: إمام محمد زاهد بن حسن بن علي كوثري (۱۲۹۶ھ ۱۳۷۱ھ) ناشر: دارالكتب العلمية.

۱۹۱ ...اللباب في الجمع بين السنة والكتاب: إمام أبو محمد جمال الدين علي بن أبي يحيى خزرجي المنبجي (۶۸۶ھ) ناشر: دارالقلم، دمشق (۱۴۱۴ھ ۱۹۹۴ء)

۱۹۲ ...المنظومة البيقونية: عمر بن محمد بن فتوح البيقونى الدمشقى (۱۰۸۰ھ) ناشر: دار المغني للنشر والتوزيع (۱۴۰۲ھ ۱۹۹۹ء)

۱۹۳ ...المعين في طبقات المحدثين: إمام أبو عبد الله شمس محمد بن أحمد بن عثمان ذهبي (۶۷۳ھ ۷۴۸ھ) ناشر: دار الفرقان، عمان (۱۴۰۴ھ)

۱۹۴ ...ميزان الاعتدال في نقد الرجال: إمام أبوعبدالله شمس محمد بن أحمد بن عثمان ذهبي (۶۷۳ھ ۷۴۸ھ) ناشر: دار المعرفة، بيروت (۱۳۸۲ھ ۱۹۶۳ء)

۱۹۵ ...المغني في الضعفاء: إمام أبوعبدالله شمس محمد بن أحمد

بن عثمان ذهبي (۶۷۳ھ ۷۴۸ھ) ناشر: دار إحياء التراث العربي، بيروت

۱۹۶...المنتقى من منهاج الاعتدال:إمام أبوعبدالله شمس محمد بن أحمد بن عثمان ذهبي (۶۷۳ھ ۷۴۸ھ) ناشر: وزارة الشؤون الإسلامية المملكة العربية السعودية

۱۹۷...منهاج السنة النبوية في نقض كلام الشيعة القدرية:إمام أبوالعباس تقي الدين أحمد بن عبدالحليم تيمية حرانى (۶۶۱ھ ۷۲۸ھ) ناشر: جامعة الإمام محمدبن سعود (۱۴۰۶ھ ۱۹۸۶ء)

۱۹۸...مجموع الفتاوىٰ:إمام أبو العباس تقي الدين أحمد بن عبدالحليم تيمية حراني (۶۶۱ھ ۷۲۸ھ) ناشر:مجمع الملك فهد، مدينة منوره (۱۴۱۶ھ ۱۹۹۵ء)

۱۹۹...المبسوط:إمام أبوسهل محمد بن أحمد المعروف شمس الائمة سرخسي (۴۸۳ھ) ناشر: دار المعرفة، بيروت (۱۴۱۴ھ ۱۹۹۳ء)

۲۰۰...مسند أحمد:إمام أبوعبدالله أحمد بن محمد بن حنبل (۱۶۴ھ ۲۴۱ھ) ناشر:مؤسسة الرسالة، بيروت، (۱۴۲۱ھ ۲۰۰۱ء)

۲۰۱...المنتظم في تاريخ الأمم والملوك:إمام أبوالفرج عبد الرحمن بن علي جوزي(۵۰۸ھ ۵۹۷ھ) ناشر: دارالكتب العلمية (۱۴۱۲ھ ۱۹۹۲ء)

۲۰۲...المستدرك على الصحيحين:إمام أبوعبدالله محمد بن عبدالله بن محمد المعروف إمام حاكم (۳۲۱ھ ۴۰۵ھ) ناشر: دار الكتب العلمية (۱۴۱۱ھ ۱۹۹۰ء)

۲۰۳...معرفة علوم الحديث: إمام أبوعبدالله محمد بن عبدالله بن محمد المعروف إمام حاكم(۳۲۱ھ ۴۰۵ھ) ناشر: دار الكتب العلمية (۱۳۹۷ھ ۱۹۷۷ء)

۲۰۴...موضح أوهام الجمع والتفريق: إمام أبوبكر أحمد بن علي بن ثابت بن أحمد المعروف خطيب بغدادي (۳۹۲ھ ۴۶۳ھ) ناشر: دار المعرفة، بيروت (۱۴۰۷ھ)

۲۰۵...مصنف ابن أبي شيبة: إمام أبو بكر عبد الله بن محمد بن ابراهيم المعروف ابن أبي شيبة (۱۵۹ھ ۲۳۵ھ) ناشر: مكتبة الرشد، رياض(۱۴۰۹ھ)

۲۰۶...المنهاج شرح صحيح مسلم بن الحجاج: إمام أبو زكريا محي الدين يحيى بن شرف نووي، (۶۳۱ھ ۶۷۶ھ) ناشر: دار إحياء التراث العربى (۱۳۹۲ھ)

۲۰۷...مقدمة ابن الصلاح: إمام أبو عمرو عثمان بن عبد الرحمن المعروف ابن صلاح (۵۷۷ھ ۶۴۳ھ) ناشر: دار الفكر، سوريا (۱۴۰۶ھ ۱۹۸۶ء)

۲۰۸...المعجم الكبير: إمام أبو القاسم سليمان بن أحمد الطبراني (۲۶۰ھ ۳۶۰ھ) ناشر: مكتبة ابن تيمية، قاهرة، (۱۴۱۵ھ ۱۹۹۴ء)

۲۰۹...المعجم الصغير: إمام أبو القاسم سليمان بن أحمد الطبراني (۲۶۰ھ ۳۶۰ھ) ناشر: المكتب الإسلامى، بيروت (۱۴۰۵ھ ۱۹۸۵ء)

۲۱۰...المعجم المفهرس: إمام أبو الفضل أحمد بن علي بن محمد

عسقلاني (۷۷۳ھ ۸۵۲ھ) ناشر: مؤسسة الرسالة، بيروت (۱۴۱۸ھ ۱۹۹۸ء)

۲۱۱...مختصر تاريخ دمشق لابن عساكر: إمام أبو الفضل محمد بن مكرم المعروف ابن منظور(۶۳۰ھ ۷۱۱ھ) ناشر: دار الفكر، بيروت (۱۴۰۲ھ ۱۹۸۴ء)

۲۱۲...مناقب أبي حنيفة:إمام محمد بن شهاب ابن بزار الكردري (۸۲۷ھ) ناشر: دار الكتاب العربي، (۱۴۰۱ھ)

۲۱۳...مناقب أبي حنيفة:إمام ابن أحمد بن محمد المكي (۴۸۴ھ ۵۶۸ھ) ناشر: دار الكتاب العربي (۱۴۰۱ھ)

۲۱۴...مشكل الآثار: إمام أبوجعفر أحمد بن محمد بن سلامة طحاوي (۲۲۹ھ ۳۲۱ھ) ناشر: مؤسسة الرسالة (۱۴۱۵ھ)

۲۱۵...الميزان الكبرى:إمام عبدالوهاب أحمد بن علي شعراني (۸۹۸ھ ۹۷۳ھ) ناشر:مصطفى البابى حلبي (۱۳۹۵ھ ۱۹۴۰ء)

۲۱۶...الملل والنحل:إمام أبوالفتح محمد بن عبدالكريم شهرستاني (۴۷۹ھ ۵۴۸ھ) ناشر: مؤسسة الحلبي.

۲۱۷...مرقاة المفاتيح شرح مشكاة المصابيح:إمام أبوالحسن علي بن سلطان نورالدين المعروف ملاعلي قاري (۱۰۱۴ھ) ناشر: دارالفكر، بيروت (۱۴۲۲ھ ۲۰۰۲ء)

۲۱۸...المقصدالأرشدفي ذكر أصحاب الإمام أحمد:إمام برهان الدين ابراهيم بن محمد بن عبدالله (۸۸۴ھ) ناشر:مكتبة الرشد،رياض (۱۴۱۰ھ ۱۹۹۰ء)

۲۱۹...موطا مالک: إمام مالک بن انس بن مالک مدني (۹۳ھ ۱۷۳ھ) ناشر: دارإحیاء التراث العربی، (۱۴۰۶ھ ۱۹۸۵ء)

۲۲۰...موطا إمام محمد: إمام أبو عبد اللہ محمد بن حسن شیباني (۱۳۱ھ ۱۸۹ھ) ناشر: دارالکتب العلمیة.

۲۲۱...مسند الإمام الأعظم: إمام صدرالدین موسی بن زکریا حصکفي (۶۵۰ھ) ناشر: *میزان کتب خانہ لاہور*

۲۲۲... مرآة الجنان وعبرة الیقظان: إمام أبو محمد عبد اللہ بن أسعدبن علي المعروف یافعي (۶۹۸ھ ۷۶۸ھ) ناشر: دارالکتب العلمیة (۱۴۱۷ھ ۱۹۹۷ء)

۲۲۳...معجم البلدان: إمام أبوعبداللہ یاقوت بن عبداللہ حموي (۵۷۴ھ ۶۲۶ھ) ناشر: دارصادر بیروت (۱۹۹۵ء)

۲۲۴...مغاني الأخیار في شرح أسامي رجال معاني الآثار: إمام أبومحمد محمود بن أحمد بن موسی المعروف بدرالدین عیني (۷۶۲ھ ۸۵۵ھ) ناشر: دار الکتب العلمیة (۱۴۲۷ھ ۲۰۰۶ء)

۲۲۵...معرفة الصحابة: إمام أبونعیم أحمد بن عبد اللہ بن أحمد أصبهاني (۳۳۶ھ ۴۳۰ھ) ناشر: دار الوطن، ریاض (۱۴۱۹ھ ۱۹۹۸ء)

۲۲۶...مسند الإمام أبي حنیفة: (روایة أبي نعیم) إمام أبونعیم أحمد بن عبد اللہ بن أحمد أصبهاني (۳۳۶ھ ۴۳۰ھ) ناشر: مکتبة الکوثر، ریاض (۱۴۱۵ھ)

۲۲۷... مجموعة رسائل ابن عابدین: إمام محمد أمین بن عمر بن

عبد العزيز المعروف علامه شامي(۱۱۹۸هـ ۱۲۵۲هـ)ناشر: مکتبہ عثمانیہ کوئٹہ

۲۲۸...مجموعة رسائل اللكهنوى:إمام أبوالحسنات محمد عبد الحي بن محمد عبدالحليم لكهنوي (۱۲۶۴هـ ۱۳۰۴هـ) ناشر: ادارة القرآن والعلوم الإسلامية.

۲۲۹...الموافقات:ابراهيم بن موسى بن محمد غرناطي شاطبي (۷۹۰هـ) ناشر:دارابن عفان(۱۴۱۷هـ ۱۹۹۷ء)

۲۳۰...معجم المؤلفين:عمربن رضابن محمد كحاله دمشقي (۱۴۰۸هـ) ناشر:مكتبة المثنى،بيروت

۲۳۱...مقدمة ابن خلدون: إمام عبد الرحمن بن محمد بن محمد المعروف ابن خلدون (۷۳۲هـ ۸۰۸هـ) ناشر: دار الفكر، بيروت (۱۴۰۸هـ ۱۹۸۷ء)

۲۳۲...المعجم الوسيط: ابراهيم مصطفى، أحمد زيات، محمد نجار، حامدعبد القادر، ناشر: دار الدعوة

۲۳۳...مختصر قيام الليل: إمام أبو عبد الله محمد بن نصر مروزي (۲۰۲هـ ۲۹۴هـ) ناشر:حدیث اکیڈمی فیصل آباد

۲۳۴...المجموع شرح المهذب: إمام أبو زكريا يحيى بن شرف نووي (۶۳۱هـ ۶۷۶هـ) ناشر: دار الفكر، بيروت

۲۳۵...مكانة الإمام أبي حنيفة في الحديث: العلامة المحقق عبدالرشيد النعماني(۱۳۳۳هـ ۱۴۲۰هـ) ناشر:مكتبة الشيخ

۲۳۶... مقدمة كتاب التعليم: العلامة المحقق عبد الرشيد النعماني

(۱۳۳۳ھـ ۱۴۲۰ھـ) ناشر: إحياء الأدب السندى حيدر آباد

۲۳۷...ماتمس اليه الحاجة لمن يطالع سنن ابن ماجه: العلامة المحقق عبدالرشيد النعماني(۱۳۳۳ھـ ۱۴۲۰ھـ) ناشر: قدیمی کتب خانہ

۲۳۸...معارف السنن شرح سنن الترمذی: الإفادات: إمام العصر العلامة المحدث انور شاه كشميري (۱۲۹۲ھـ ۱۳۵۲ھـ) ناشر: مجلس الدعوة والتحقيق الإسلامي

۲۳۹... مقام ابی حنیفہ: امام اہلسنت محقق العصر مولانا سرفراز خان صفدر رحمۃ اللہ علیہ، ناشر: مکتبہ صفدریہ گوجرانوالہ

۲۴۰...مقالات الكوثري: إمام محمد زاهد بن حسن بن علي كوثري (۱۲۹۶ھـ ۱۳۷۱ھـ) ناشر: ایچ ایم سعید کراچی

۲۴۱...مفتاح السعادة ومصباح السيادة: إمام أحمد بن مصطفى المعروف طاش كبرى زاده، ناشر: دار الكتب العلمية (۱۴۲۲ھـ ۲۰۰۲ء)

۲۴۲...مكانة الإمام أبي حنيفة بين المحدثين: محمد قاسم حارثي، ناشر: إدارة القرآن والعلوم الإسلامية

۲۴۳...المحدث الفاصل بين الراوي والواعي: أبو محمد حسن بن عبد الرحمن رامهرمزي (۳۶۰ھـ) ناشر: دارالفكر، بيروت(۱۴۰۴ھـ)

۲۴۴...المتكلمون في الرجال: إمام أبو الخير شمس الدين محمد بن عبد الرحمن سخاوي (۸۳۱ھـ ۹۰۲ھـ) ناشر: دار البشائر الإسلامية (۱۴۱۰ھـ ۱۹۹۰ء)

۲۴۵... المعارف: إمام أبو محمد عبدالله بن مسلم بن قتيبه دينوري

(۲۱۳ھ ۲۷۶ھ) ناشر: الهيئة المصرية، قاهره (۱۹۹۲ء).

۲۴۶...منازل الأئمة الأربعة أبي حنيفة ومالك والشافعي وأحمد: إمام أبوزكريا يحيى بن ابراهيم أزدي سلماسي (۵۵۰ھ) ناشر: مكتبة الملك فهد (۱۴۲۲ھ ۲۰۰۲ء)

۲۴۷...النكت على كتاب ابن الصلاح: إمام أبوالفضل أحمد بن علي محمد عسقلاني (۷۷۳ھ ۸۵۲ھ) ناشر: عمادة البحث العلمى، مدينة منوره (۱۴۰۴ھ ۱۹۸۴ء)

۲۴۸...نزهة النظر في توضيح نخبة الفكر: إمام أبو الفضل أحمد بن علي بن حجر عسقلاني (۷۷۳ھ ۸۵۲ھ) ناشر: مکتبہ رحمانیہ لاہور

۲۴۹...النشر في القراءات العشر: إمام أبوالخير محمد بن محمد دمشقي المعروف ابن جزري (۷۵۱ھ ۸۳۳ھ) ناشر: المطبعة التجارية الكبرى.

۲۵۰...النكت الطريفة في التحدث عن ردود ابن أبي شيبة على أبي حنيفة: إمام محمد زاهد بن حسن بن علي كوثرى (۱۲۹۶ھ ۱۳۷۱ھ) ناشر: ادارة القرآن والعلوم الإسلامية.

۲۵۱... نفح الطيب من الأندلس الرطيب: إمام شهاب الدين أحمد بن محمد تلسماني (۹۹۲ھ ۱۰۴۱ھ) ناشر: دارصادر بيروت

۲۵۲...نصب الراية في تخريج أحاديث الهداية: إمام جمال الدين عبداللّٰه بن يوسف زيلعي (۷۶۲ھ) ناشر: مؤسسة الريان للطباعة والنشر (۱۴۱۸ھ ۱۹۹۷ء)

۲۵۳...النور السافر عن أخبار القرن العاشر:محي الدين عبدالقادر بن شيخ عيدروس(۹۷۸ھ ۱۰۳۸ھ) ناشر:دارالکتب العلمية (۱۴۰۵ھ)

۲۵۴... النجوم الظاهرة في ملوک مصر والقاهرة: إمام أبو المحاسن يوسف بن تغري بردي (۸۱۳ھ ۸۷۴ھ) ناشر: وزارة الثقافة والإرشاد، مصر

۲۵۵...نيل الأوطار:إمام محمد بن علي بن محمد شوکاني (۱۱۷۳ھ ۱۲۵۰ھ) ناشر:دارالحديث مصر (۱۴۱۳ھ ۱۹۹۳ء)

۲۵۵...وفيات الأعيان وأنباء أبناء الزمان:إمام أبوالعباس شمس الدين أحمد بن محمد المعروف ابن خلکان (۶۰۸ھ ۶۸۱ھ) ناشر: دار صادر، بيروت

۲۵۶...الوافي بالوفيات:إمام صلاح الدين خليل ابن ايبک صفدي (۷۶۴ھ) ناشر:دار إحياء التراث العربي (۱۴۲۰ھ ۲۰۰۰ء)

۲۵۷... الوردة الحافرة في أحاديث تلاميذ الإمام الأعظم وأحاديث العلماء الأحناف الجامع الصحيح للإمام البخاري: محمد مفيض الرحمان بن أحمد حسين،ناشر:زمزم پبلشرز

# امامِ اعظم ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کا محدثانہ مقام

امام ابو حنیفہ کی سوانح، آپ کی تابعیت، شہر کوفہ کی قدر و منزلت، دس محدثین اساتذہ و تلامذہ کا تعارف، امام اعظم کی جلالتِ شان سوا کابر اہل علم کی نظر میں، آپ کے اصولِ حدیث، فنِ حدیث اور رجال میں مہارت، کتاب الآثار کا تفصیلی تعارف، انتیس مسانید اور ان کے مصنفین کا تعارف صحابہ سے روایتِ حدیث، محدثین کی نظر میں آپ کی بلند پایہ فقاہت کا بیان، تالیفاتِ امامِ اعظم، فقہ حنفی کے خصائص و امتیازات، آپ پر نقد و جرح اور اس کے تفصیلی جوابات، آپ کی ذکاوت کے پچاس دلچسپ واقعات، ۲۰۰۰ سے زائد حوالہ جات سے مزین کتاب


## مولانا محمد نعمان

فاضل جامعہ علوم اسلامیہ، علامہ یوسف بنوری ٹاؤن کراچی

استاذ جامعہ انوار العلوم مہران ٹاؤن کورنگی کراچی